

صراطِ الجنانِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

جلد پنجم

پارہ 13.. تا.. 15

بِقِضَائِهِ كَرَّمَ

الرَّحْمَتِ لِمَا أَهْبَشَتْ مَهْرُورِينَ وَنَسَتْ شَاه

امام احمد رضا خان رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ

بِقِضَائِهِ لَنَظَرِهِ

سِرَاحِ الْأَمْنَةِ، كَالشَّيْفِ الْعَمَّةِ، إِمَامِ اعْظَمِ، فَتْوِيهِ الْعَمِّ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا

امام ابو حنيفه نعمان بن ثاورت رَسَالَةُ الْعِلْمِ



جدید و قدیم تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل
ذخیرہ کتب کی روشنی میں قرآن مجید کی آیات کے مطالب و معانی اور ان سے حاصل ہونے والے
درس و مسائل کا موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق انتہائی سہل بیان، نیز مسلمانوں کے عقائد، دین اسلام
کے اوصاف و خصوصیات، اہلسنت کے نظریات و معمولات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، بالطنی امراض اور
معاشرتی برائیوں سے متعلق قرآن وحدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں ایک جامع تفسیر
مع دو ترجموں کے

كَتَبْنَا لَكَ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

از: اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن

اور

كَتَبْنَا لَكَ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

مع

صراط الجنان تفسیر القرآن

از: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

یادگاشت

(دوران مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمِ مِیْن تَرْقِیْ هُوْگی)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان

صفحه	عنوان	صفحه	عنوان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	صراط الجنان تفسیر القرآن (جلد پنجم)
مصنف :	شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری، رطال علی
پہلی بار :	
تعداد :	
ناشر :	مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

021-34250168	شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی	کراچی
042-37311679	داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	لاہور
041-2632625	ایٹن پور بازار	سردار آباد (فیصل آباد)
058274-37212	چوک شہیداں، میر پور	کشمیر
022-2620122	فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن	حیدر آباد
061-4511192	نزد پتیل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	ملتان
044-2550767	کالج روڈ بالمقابل نوشیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال	اوکاڑہ
051-5553765	فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ	راولپنڈی
068-5571686	دُرانی چوک، نہر کنارہ	خان پور
024-44362145	چکر بازار، نزد MCB	نواب شاہ
071-5619195	فیضان مدینہ، بیراج روڈ	سکھر
055-4225653	فیضان مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ	گوجرانوالہ
	فیضان مدینہ، گلبرگ نمبر 1، انور سٹریٹ، صدر	پشاور

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

تفسیر ”صراط الجنان تفسیر القرآن“ کا مطالعہ کرنے کی نیتیں

فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ”نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ“ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الكبير للطبرانی ۶/۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)

دو مدنی پھول

❁ غیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

- (1) ہر بار تعوذ و (2) تسمیہ سے آغاز کروں گا۔ (3) رضائے الہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔
- (4) با وضو اور (5) قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔ (6) قرآنی آیات کی درست مخارج کے ساتھ تلاوت کروں گا۔ (7) ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر قرآن کریم سمجھنے کی کوشش کروں گا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دوں گا۔ (8) اپنی طرف سے تفسیر کرنے کے بجائے علمائے حقہ کی لکھی گئی تفسیر پڑھ کر اپنے آپ کو اپنی رائے سے تفسیر کرنے کی وعید سے بچاؤں گا۔ (9) جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کروں گا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہوں گا۔
- (10) اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروں گا اور بد عقیدگی سے خود بھی بچوں گا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔ (11) جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام ہوا ان کی پیروی کرتے ہوئے رضائے الہی پانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔
- (12) جن قوموں پر عتاب ہوا ان سے عبرت لیتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈروں گا۔ (13) شان رسالت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر اس کا خوب چرچا کر کے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اپنی محبت و عقیدت میں مزید اضافہ کروں گا۔ (14) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (15) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسم مبارک آئے گا وہاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پڑھوں گا۔ (16) شرعی مسائل سیکھوں گا۔ (17) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (18) دوسروں کو یہ تفسیر پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (19) اس کے مطالعہ کا ثواب آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔ (20) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی کا فتویٰ کاٹھنہ، علیہ
کے صراط الجنان کی پہلی جلد پر دیئے گئے تاثرات)

کچھ صراط الجنان کے بارے میں.....

۱۴۲۲ھ (2002ء) کی بات ہے جب مفتی دعوتِ اسلامی الحاج محمد فاروق مدنی علیہ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَلِيَّةِ
”چل مدینہ“ کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور اس سفر حج میں مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بے حد کم
گو، انتہائی سنجیدہ اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے والی اس نہایت پرہیزگار شخصیت کی عظمت میرے دل میں گھر کر
گئی۔ مکَّة المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہمارا مشورہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا
خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ کے ترجمہ کنز الایمان کی ایک آسان سی تفسیر ہونی چاہئے جس سے کم پڑھے لکھے عوام بھی فائدہ
اٹھا سکیں، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُفْتِي دَعْوَتِ اِسْلَامِي قُدْسِ سَيْرَةِ السَّامِي اِس بَارِكْتِ خِدْمَتِ كَلِّ لَنْعِ نَجْوِي اَمَادَه هُو كَلِّ - مُجُوزَه تَفْسِيْر كَا
نَام صِرَاطِ الْجِنَانِ (یعنی جنوں کا راستہ) طے ہوا۔ تَبْرُ كَا مَكَّة المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ہی میں اس عظیم
کام کا آغاز کر دیا گیا، افسوس! مفتی دعوتِ اسلامی قُدْسِ سَيْرَةِ السَّامِي کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا، 6 پاروں پر کام کر کے
وہ (بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ) پردہ فرما گئے۔

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ كِي اُنْ پَر رَحْمَتِ هُو اور اُنْ كے صَدَقَاتِ هَمَارِي بے حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

چونکہ یہ کام انتہائی اہم تھا لہذا مدنی مرکز کی درخواست پر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی
ابوصالح محمد قاسم قادری مدظلہ العالی نے اس کام کا از سر نو آغاز کیا۔ اگرچہ اس نئے مواد میں مفتی دعوتِ اسلامی کے کئے
گئے کام کو شامل نہ کیا جاسکا مگر چونکہ بنیاد انہی نے رکھی تھی اور آغاز بھی مکَّة المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی پُر بہار

فضاؤں میں ہوا تھا اور ”صراط الجنان“ نام بھی وہیں طے کیا گیا تھا لہذا حصول برکت کیلئے یہی نام باقی رکھا گیا ہے۔ کنز الایمان اگرچہ اپنے دور کے اعتبار سے نہایت فصیح ترجمہ ہے تاہم اس کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اب ہمارے یہاں رائج نہ رہنے کے سبب عوام کی فہم سے بالاتر ہیں لہذا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كِتَابُهُ تَرْجُمَةُ الْقُرْآنِ کنز الایمان شریف کو من و عن باقی رکھتے ہوئے اسی سے روشنی لیکر دورِ حاضر کے تقاضے کے مطابق حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ نے مَا شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ایک اور ترجمے کا بھی اضافہ فرمایا، اس کا نام کنز العرفان رکھا ہے۔ اس کام میں دعوتِ اسلامی کی میری عزیز اور پیاری مجلس المدینۃ العلمیہ کے مدنی علمائے بھی حصہ لیا بالخصوص مولانا ذوالقرنین مدنی سلمہ الغنی نے خوب معاونت فرمائی اور اس طرح صراط الجنان کی 3 پاروں پر مشتمل پہلی جلد (دوسری، تیسری اور چوتھی جلد کے بعد اب پارہ نمبر 13، 14 اور 15 پر اپنی پانچویں جلد) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ الحاج مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ سمیت اس کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن و صراط الجنان فی تفسیر القرآن کے مبارک کام میں اپنا اپنا حصہ ملانے والوں کو دنیا و آخرت کی خوب خوب بھلائیاں عنایت فرمائے اور تمام عاشقانِ رسول کیلئے یہ تفسیر نفع بخش بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ



طالب خریدو
تفصیل و مفہمات و
بے حساب برکت
القرآن میں آقا
کا پڑوں

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ

20-04-2013

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
39	کفالت کا معنی	1	نتیجہ
39	ضمانت دینے کی ترغیب	2	کچھ صراط الجنان کے بارے میں
41	شرعی حیلہ درست ہیں	12	توبہ والی کچھ باتیں
42	ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے	13	نیک اعمال پر نازاں نہیں ہونا چاہئے
	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب	16	عہدہ اور امارت کا مطالبہ کب جائز ہے؟
44	ایک واقعہ	17	امارت سے متعلق 3 اہم مسائل
51	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے	17	عہدہ قبول نہ کرنے میں عافیت کی صورت
	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کے	18	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بادشاہت
54	بارے میں ناشائستہ کلمات کہنے کا حکم	21	دنیا و آخرت میں اجر
56	بزرگوں کے تمہرات بھی دافع بلا، مشکل کشا ہوتے ہیں		اخروی ثواب حاصل کرنے کیلئے ایمان اور نیک اعمال
62	حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات	21	دونوں ضروری ہیں
64	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور تدفین	24	ضرورت کے وقت رشتہ داروں کی مدد کرنے کی ترغیب
67	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت	25	رشتہ داروں کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ
71			حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے
71	سورۃ رعد	26	شاگرد پر خفیہ احسان
71	سورۃ رعد کا تعارف	28	اللہ عز و جل کی حفاظت سب سے بہتر ہے
71	مقام نزول	32	ظاہری اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں
71	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد		مصیبتوں سے بچنے کی تدبیریں اختیار کرنا انبیاء علیہم
71	”رعد“ نام رکھنے کی وجہ	33	الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے
71	سورۃ رعد کی فضیلت	34	بری نظر سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے
71	سورۃ رعد کے مضامین	34	بری نظر کا علاج
72	سورۃ یوسف کے ساتھ مناسبت	38	کفالت جائز ہے
74	آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کرنے کے معنی		
	آیت ”إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ“ سے		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
115	رزق میں برابری نہ ہونے کی حکمتیں	76	معلوم ہونے والے لمسائل
116	دنیوی اور اخروی زندگی میں فرق	77	بنی آدم کے دلوں کی ایک مثال
117	مومن و کافر اور فاسق و پرہیزگار کی زندگی میں فرق	79	اللہ تعالیٰ کا غنود بیکہ کر غافل نہیں ہونا چاہئے
118	اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متعلق دو اہم باتیں	81	کافروں کا عناد اور ان انسانی
122	نور قرآن سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ		کیا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے رحم میں سچے کے بارے
124	علماء و مسلمانین کیلئے درس	84	میں جاننا قرآن کے خلاف ہے؟
124	عظمتِ اولیاء		عمل میں اخلاص پیدا کرنے اور دونوں جہاں کی سعادت
127	جہنم کے عذاب کی سختیاں	86	حاصل کرنے کا طریقہ
130	جنت کے تین اوصاف	87	میرا رب عزیز و جلّ مجھے دیکھ رہا ہے
133	کفار کی خواہشوں پر چلنے والوں کو نصیحت	88	فجر اور عصر کی نماز پڑھنے کا فائدہ
136	سعادت مندی کی فکر	89	اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی حفاظت کرتے ہیں
138	اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنا بربادی کا سبب ہے	90	قوموں کے زوال سے متعلق اللہ تعالیٰ کا قانون
140	علم کی افضلیت	91	دل میں خوف اور امید دونوں رکھے جائیں
142	سورۃ ابراہیم	91	امید اور خوف کی حقیقت
142	سورۃ ابراہیم کا تعارف	92	مغفرت کی امید کی حقیقت
142	مقام نزول	93	گرج کی آواز سن کر کئے جانے والے عمل
142	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	102	حساب کی سختی کا خوف
142	”ابراہیم“ نام رکھنے کی وجہ	106	صلہ رحمی اور حسن سلوک سے متعلق احادیث
142	سورۃ ابراہیم کے مضامین	107	خوفِ خدا کے فضائل
143	سورۃ رعد کے ساتھ مناسبت	108	اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب
144	دین حق کی راہ ایک ہے	110	صبر کے 3 مراتب
144	ایمان اور ہدایت کا نور عطا کرنے والے	111	صبر کی اقسام
146	دین میں ٹیڑھاپن تلاش کرنے کی صورتیں	111	رضائے الہی کے لئے صبر کرنے کی فضیلت
	علم کا لبادہ اوڑھ کر حق مذہب سے بھٹکانے والے	112	راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
193	عالم کے لئے وعید	146	عبرت پکڑیں
194	قیامت کی ہولناکیاں	148	قرآن مجید کو صرف عربی زبان میں ہی کیوں نازل کیا گیا
	سابقہ قوموں کے انجام سے نصیحت حاصل کرنے کی	150	مسلمانوں کو صبر و شکر کی نصیحت
198	ترغیب		آیت ”وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ“ سے حاصل ہونے
198	شرعی قیاس حق ہے	152	والی معلومات
201	قیامت کے دن مومن و کافر کی پہچان	153	شکر کی حقیقت
203		153	شکر کی فضیلت اور ناشکری کی مذمت
203	سورۃ حجر	158	توکل کی فضیلت
203	سورۃ حجر کا تعارف	159	توکل کا ایک مفہوم
203	مقام نزول	162	جہنمیوں کے مشروب کی کیفیت
203	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	163	اہل جنت اور اہل جہنم کو کبھی موت نہ آئے گی
203	”حجر“ نام رکھنے کی وجہ	164	کافر کے نیک اعمال آخرت میں اسے فائدہ نہ دیں گے
203	حجر کے بارے میں احادیث	166	اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی پر فوراً سزا نہیں دیتا
204	سورۃ حجر کے مضامین	169	شیطان کی بیرونی کا انجام
204	سورۃ ابراہیم کے ساتھ مناسبت	172	پاکیزہ بات اور پاکیزہ درخت
206	سورۃ ابراہیم کا تعارف	172	مومن مرد کی مثال درخت
207	قیامت کے دن کافر اور نیک مسلمان کی آرزو	175	تین مجاہدین کی اسلام پر ثابت قدمی
208	لمبی امید کی حقیقت	208	سورۃ ابراہیم کی آیت 28 تا 30 سے حاصل ہونے والی
208	لمبی امید رکھنے کی مذمت	178	معلومات
211	کفار مکہ کے ایک اعتراض کی وجوہات	180	قیامت کے دن نفسانی دوستی فائدہ نہ دے گی
213	قرآن مجید کی حفاظت	184	مکہ مکرمہ ویران ہونے سے محفوظ ہے
218	آسمان میں داخل ہونے سے شیطانوں کو روک دیا گیا	186	فکر امت
218	شیطانوں کو شہابِ ثاقب لگنے سے متعلق دو احادیث	191	بیٹیوں کی پرورش کے فضائل
224	پہلی صف میں نماز پڑھنے کے فضائل	192	دعا کے چند اداب
228	سجدہ بتعلیمی کو جائز ثابت کرنے والوں کا رد		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
264	شفا اور قوتِ حافظہ کا وظیفہ	229	فرشتوں نے کسے سجدہ کیا؟
	آیت ”لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ“ سے حاصل ہونے والی	230	شیطان کے تین گناہ اور ان کا انجام
266	معلومات	237	امید اور خوف کے درمیان رہنا چاہئے
	مسلمانوں پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی		سورہ حجر کی آیت نمبر 49 اور 50 سے حاصل ہونے
266	رحمت و شفقت	238	والی معلومات
269	عذاب کی تشبیہ سے متعلق ایک اعتراض کا جواب	239	اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے
270	اسلام کی دعوت دینے کے مراحل	239	اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے اسباب
273	غم کا بہترین علاج	243	فرشتوں کا علم
274	کوئی بندہ عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا	243	اولاد کو علم دین سکھائیے
275	سورہ نحل		حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہُ تَعَالَى کی رحمت
275	سورہ نحل کا تعارف	245	سے نا امید نہ تھے
275	مقام نزول		اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے محبوب بندوں کی طرف
275	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	246	منسوب ہو سکتے ہیں
275	”نحل“ نام رکھنے کی وجہ		آیت ”اِلَّا اَمْرًا اَنْتَ قَدَّرْنَا“ سے حاصل ہونے والی
275	سورہ نحل سے متعلق روایات	247	معلومات
276	سورہ نحل کے مضامین	250	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مہمان نوازی
277	سورہ حججو کے ساتھ مناسبت	252	مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا سبب ہے
278	قیامت قریب ہے		اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
283	جانور پر سواری کرنا اور بوجھ لادنا جائز ہے	254	وَسَلَّم کا مقام
283	جانوروں سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیمات	259	عذاب کی جگہ پر روتے ہوئے داخل ہونا
285	اللہ تعالیٰ کی رحمت		اذیتیں پہنچانے والوں کے ساتھ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى
	آیت ”وَسَخَّرَلَّكُمْ الْبَیْلِ وَالنَّهَارَ“ سے حاصل	260	عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلوک
288	ہونے والی معلومات	264	سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟
293	چھپ کر گناہ کرنے والوں کو نصیحت	264	سورہ فاتحہ کو مثانی کہنے کی وجوہات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
322	مقلد کا ایمان درست ہے یا نہیں؟	296	قرآنی اسلوب کی شان
323	حدیث پاک بھی حجت ہے	297	تکبر کی تعریف
325	قرآن کریم میں غور و فکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے	297	تکبر کرنے والوں کا انجام
332	حقیقی خوف صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہئے	298	تکبر کے دو علاج
	مصائب و آلام کے وقت لوگوں کا حال اور بعد کی صورت حال	298	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی
334			آیت ”لِيَجْزِيَئُوا أَوْذَانَهُمْ كَمَا مَلَكَةٌ“ سے حاصل ہونے
337	لڑکی پیدا ہونے پر نچ کرنا کافروں کا طریقہ ہے	300	والی معلومات
	زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے متعلق کفار کا دستور اور اسلام کا کارنامہ	303	آخرت میں بھی علماء کا درجہ اعلیٰ ہوگا
338		306	دنیا میں نیک مسلمانوں کا اجر
	اللہ تعالیٰ نے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی	307	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف چھپانا
342			کن کا طریقہ ہے؟
343	قرآن کریم کے احکام اور حقائق بیان کرنے کا منصب	311	اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دلیل بنانا اور اس کے حکم کی پرواہ نہ کرنا جہالت ہے
345	کفار کے شبہات کا ازالہ	312	آیت ”فَسَيُزَوِّا فِي الْأَرْضِ“ سے حاصل ہونے والی
349	نکے پن کی عمر سے پناہ مانگنے کی دعا	315	معلومات
351	اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت سے کیا مراد ہے؟		مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل
	ہوائی جہاز کی پرواز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال	317	رضاء الہی کی نیت کے بغیر نیک عمل کرنے کی فضیلت نہیں ملتی
356		318	مدینہ منورہ کی فضیلت
363	گمراہ گرو کو زیادہ عذاب ہوگا	319	مہاجرین کا توکل
366	قرآن کریم تمام علوم کی جامع کتاب ہے	320	جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ علماء کرام سے پوچھا جائے
370	عدل اور احسان دونوں پر عمل کیا جائے	321	تقلید جائز ہے
	رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے کے فضائل	321	تقلید کی تعریف
370		321	تقلید سے متعلق چند اہم مسائل
372	سورہ نحل کی آیت نمبر 90 سے متعلق بزرگان دین کے اقوال		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
412	اسم الہی کی تجلی کا اثر	374	وعدہ پورا کرنے کی فضیلت اور عہد شکنی کی مذمت
414	معراج شریف سے متعلق 3 باتیں	375	قسم سے متعلق چند مسائل
414	سفر معراج کا خلاصہ	377	باہمی تعلقات سے متعلق لوگوں کا رویہ
415	معراج حبیب اور معراج کلیم میں فرق	379	عہد کی پاسداری کے 3 واقعات
419	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکرگزاری	381	دنیا و آخرت کا موازنہ
	تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شکر	388	جھوٹ کی مذمت
419	گزارش	390	حالتِ اکراہ میں کلمہ کفر کہنے سے متعلق 4 شرعی مسائل
422	بد عملی کا دنیوی انجام	392	سب سے بڑی بد نصیبی اور خوش نصیبی
423	افراد کی اور مالی قوت کی اہمیت	393	قیامت کے دن انسانوں کا جھگڑنا
	بنی اسرائیل کے دوہرے فساد اور ان کے انجام سے	397	دین اسلام کی خصوصیت
424	مسلمان نصیحت حاصل کریں		اپنی طرف سے کسی چیز کو شرعاً حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر افترا ہے
427	بد دعا کرنے سے بچیں	398	
428	جلد بازی کی مذمت	404	امر بالمعروف کے آداب اور چند مسائل
	آیت ”لَتَسْتَبْخُوا أَفْضِلًا مِّن مَّرَاتِمِكُمْ“ سے حاصل ہونے	407	حضرت ہرم بن حیان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ کی وصیت
430	والی معلومات	408	پیکارِ ابرار کا پیمانہ
434	قوم کے سرداروں کو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے	408	سورۃ بنی اسرائیل
436	دنیا کی خاطر آخرت برباد نہ کریں	408	سورۃ بنی اسرائیل کا تعارف
437	عمل کی مقبولیت کے لئے درکار تین چیزیں	408	مقام نزول
	والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے متعلق 12	408	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
440	احادیث	408	سورۃ بنی اسرائیل کے اسماء اور ان کی وجہ تسمیہ
444	والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم	409	سورۃ بنی اسرائیل کے فضائل
445	والدین کے لئے روزانہ دعا کرنی چاہئے	409	سورۃ بنی اسرائیل کے مضامین
447	اسراف کا حکم اور اس کے معانی	410	سورۃ نحل کے ساتھ مناسبت
448	تبذیر اور اسراف میں فرق	411	سُبْحَانَ اللهِ کے 3 فضائل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
499	وسیلہ اور مقام محمود کی دعا مانگنے کی فضیلت	449	مستحق کو جہنم کننا حرام اور غیر مستحق کو دینا منع ہے
503	قرآن مجید میں جسمانی امراض کی بھی شفا موجود ہے	452	لوگوں کو امیر و غریب بنانے جانے کی حکمتیں
505	کافر کی علامت	453	بیٹیوں سے متعلق اسلام کا زریں کار نامہ
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روح کا علم	455	زنا کی مذمت پر 5 احادیث
508	حاصل ہے	456	زنا کی عادت سے بچنے کے آسان نسخے
510	قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کی ترغیب	460	خرید و فروخت سے متعلق اسلام کی تعلیمات
513	قرآن مخلوق نہیں ہے		جھوٹی گواہی دینے اور غلط الزامات لگانے کی مذمت
519	قیامت کے دن کفار منہ کے بل چلیں گے	462	پر احادیث
524	ہر بیماری سے شفا کا عمل		اسلام ہماری معاشرت اور رہن سہن کے طریقے بھی
526	تلاوت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے	463	سکھاتا ہے
527	تلاوت قرآن سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے	464	چلنے کی چند سنتیں اور آداب
529	اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے 3 فضائل	469	ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے
530	تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے 2 فضائل		حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کسی صفت
530	بچوں کو سکھائی جانے والی آیت	472	کو کسی گھٹیا چیز کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے
531	سورۃ کہف		اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا
531	سورۃ کہف کا تعارف	479	جائز ہے
531	مقام نزول	482	اللہ تعالیٰ کی طرف احاطہ کی نسبت سے کیا مراد ہے؟
531	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم اور
531	”کہف“ نام رکھنے کی وجہ	487	اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں
531	سورۃ کہف کے فضائل	490	مومن کی عزت
532	سورۃ کہف کے مضامین	496	نماز فجر کی فضیلت
533	سورۃ بنی اسرائیل کے ساتھ مناسبت	497	تہجد کے فضائل
	آیت ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَعَ آتُورَل“ سے حاصل ہونے	498	تہجد سے متعلق چند مسائل
534	والی معلومات		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
569	آیت ”وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	537	تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا جذبہ تبلیغ
571	مسلمان اور کافر کا فرق	539	دنیا کی محبت کم کرنے کا عمدہ طریقہ
571	آفات سے بچنے کا وظیفہ	541	اصحابِ کہف کے ناموں کی برکت
577	غافل مسلمانوں کے لئے نصیحت	541	اصحابِ کہف کا واقعہ
579	صغیرہ گناہوں سے بھی بچیں	544	اولیاء کی کرامات برحق ہیں
588	سورہ کہف کی آیت نمبر 57 تا 59 سے حاصل ہونے والی معلومات	546	فتنوں کے زمانے میں ایمان کی حفاظت کا ذریعہ
590	حضرت موسیٰ اور حضرت خضر عَلَیْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے واقعے سے حاصل ہونے والی معلومات	547	بارگاہِ الہی کے مقبول بندے تقیہ نہیں کرتے
593	حضرت خضر عَلَی نَبِیْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی شان	549	کتے کے ضرر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ
594	حضرت خضر عَلَی نَبِیْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے نام کی برکت	549	اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کی برکت
594	آیت ”هَلْ أَتَيْتُمْ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمِينَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	553	بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا جائز ہے
595	حضرت خضر عَلَی نَبِیْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا علم	558	قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے اگرچہ سمجھ میں نہ آئے
596	شاگرد اور مرید کے لئے ایک ادب	559	آیت ”وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
599	ماخذ و مراجع	562	گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت
604	ضمنی فہرست	562	ایک بچے کی عبرت انگیز حکایت
		564	ریشمی لباس اور سونے چاندی کا زیور دنیا میں صرف عورتوں کے لئے حلال ہے
		565	ریشم کے لباس سے متعلق چند مسائل
		566	مجتہد کا قیاس برحق ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”قرآن سیکھو پھر اسے پڑھا کرو کیونکہ جو قرآن سیکھے اور اس کی قراءت کرے اور اس پر عمل کرے اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں مشک بھرا ہو جس کی خوشبو ہر جگہ مہک رہی ہو جبکہ جو اسے سیکھے پھر سویا رہے (یعنی نہ اس کی تلاوت کرے اور نہ اس کے احکام پر عمل کرے) حالانکہ اس کے سینے میں قرآن ہو تو وہ اس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک ہو اور اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ (ترمذی، کتاب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في فضل سورة البقرة وآية الكرسي، ٤/٤٠١، الحدیث: ٢٨٨٥)

تیرہواں پارہ

(وَمَا أُبْرِيْ)

پارہ نمبر..... 13

وَمَا أُبْرِيئِي نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۗ إِنَّ
رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۵۳﴾

توجیہ کنزالایمان: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

توجیہ کنزالعرفان: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَمَا أُبْرِيئِي نَفْسِي﴾: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ ﴿زلخا کے اقرار اور اعتراف کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ فرمایا کہ میں نے اپنی برأت کا اظہار اس لئے چاہا تھا تا کہ عزیز کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں خیانت نہیں کی اور اس کے اہل خانہ کی حرمت خراب کرنے سے بچا رہا ہوں اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں تو اس کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک اس طرف گیا کہ میری ان باتوں میں اپنی طرف پائی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے، ایسا نہ ہو کہ اس میں کسی قسم کی خود پسندی کا شائبہ آنے کی کوشش کرے، چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ ”اے میرے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں اپنے نفس کو بے قصور بتاتا ہوں نہ مجھے اپنی بے گناہی پر ناز ہے اور نہ میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار دیتا ہوں، نفس کی جنس کا تو یہ حال ہے کہ وہ برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے، لیکن میرا رب عَزَّوَجَلَّ اپنے جس مخصوص بندے کو اپنے فضل و کرم سے معصوم کر دے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے اور معصوم کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے، بیشک میرا رب عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان پر مہربان ہے۔ (1)

1.....مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۵۳، ص ۵۳۴، حازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۳، ۲۶-۲۵/۳، ملقطاً.

نیک اعمال پر نازاں نہیں ہونا چاہئے

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا کی ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرے اور گناہوں سے بچنے کو اپنا ہنر و کمال سمجھنے کی بجائے یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے اسے گناہ سے بچالیا ہے۔ یاد رہے کہ اپنے اعمال پر ناز کرنا اور خود پسندی میں مبتلا ہونا بہت ساری آفات کا مجموعہ ہے، ان آفات کو بیان کرتے ہوئے امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”خود پسندی گناہوں کو بھول جانے اور نظر انداز کرنے کی دعوت دیتی ہے، چنانچہ وہ بعض گناہوں کو بالکل ہی بھول جاتا ہے کیوں کہ وہ ان کی تلاش سے بے نیاز ہو جاتا ہے لہذا وہ بھلا دیئے جاتے ہیں اور جن گناہوں کو یاد رکھتا ہے ان کو بھی معمولی جانتا ہے اور انہیں کوئی اہمیت نہ دینے کی وجہ سے ان کے تذکرے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اسے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ بخش دیئے جائیں گے جبکہ اس کے برعکس عبادات اور اعمالِ صالحہ کو بہت بڑا سمجھتا، ان پر خوش ہوتا اور ان کی بجا آوری کو اللہ تعالیٰ پر ایک قسم کا احسان جانتا ہے اور توفیقِ عمل کی صورت میں ملنے والی نعمتِ خداوندی کو بھول جاتا ہے، پھر جب خود پسندی کا شکار ہوتا ہے تو اس کی آفات سے اندھا ہو جاتا ہے اور جو آدمی اعمال کی آفات سے غافل ہوتا ہے اس کی زیادہ محنت ضائع ہو جاتی ہے کیوں کہ ظاہری اعمال جب تک خالص اور آمیزش سے پاک نہ ہوں، نفع بخش نہیں ہوتے اور آفات کی جستجو وہ آدمی کرتا ہے جس پر خود پسندی کی بجائے خوف غالب ہوتا ہے اور خود پسند آدمی اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر مغرور ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور اس کے عذاب سے بے خوف ہوتا ہے اور اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مقام حاصل ہے، نیز وہ اپنے اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر احسان جتاتا ہے حالانکہ یہ اعمال کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کے عطیات میں سے ایک عطیہ ہے لیکن خود پسندی کی وجہ سے وہ اپنی ذات کی تعریف کرتا اور اس کی پاکیزگی ظاہر کرتا ہے اور جب وہ اپنی رائے، عمل اور عقل پر اترتا ہے تو فائدہ حاصل کرنے، مشورہ لینے اور پوچھنے سے باز رہتا ہے اور یوں اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر بھروسہ کرتا ہے، وہ کسی بڑے عالم سے پوچھنا اچھا نہیں سمجھتا اور بعض اوقات اپنی غلط رائے پر اترتا ہے جو اس کے دل میں گزرتی ہے اور اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کے دل میں یہ خیال آیا اور دوسرے کی آراء کو پسند نہیں کرتا اسی لیے اپنی رائے پر اصرار

کرتا ہے، کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت نہیں سنتا اور نہ ہی کسی واعظ کا وعظ سنتا ہے بلکہ دوسروں کو یوں دیکھتا ہے کہ گویا وہ جاہل ہیں اور اپنی خطا پر ڈٹ جاتا ہے اگر اس کی رائے کسی دنیوی معاملے میں ہو تو اسے اس پر یقین ہوتا ہے اور اگر اخروی معاملے بالخصوص عقائد سے متعلق ہو تو اس کے باعث تباہ ہو جاتا ہے جبکہ اگر ایسا شخص اپنے نفس پر تہمت لگاتا، اپنی رائے پر اعتماد نہ کرتا، نور قرآن سے روشنی حاصل کرتا، علماءِ دین سے مدد لیتا، علم کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتا اور اہل بصیرت سے مسلسل پوچھتا رہتا تو یہ بات اسے حق تک پہنچا دیتی۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں خود پسندی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اَنْتُوْنِي بِهٖ اَسْتَخْلِصُهٗ لِنَفْسِيۙ فَلَمَّا كَلَّمَهَاۙ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ
لَدَيَّا مَكِيْنٌ اٰمِيْنٌ ﴿۵۲﴾

توجہ کنزالایمان: اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے لیے چن لوں پھر جب اس سے بات کی کہا بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں۔

توجہ کنزالعرفان: اور بادشاہ نے کہا: انہیں میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں اپنے لیے منتخب کر لوں پھر جب بادشاہ نے یوسف سے بات کی تو کہا۔ بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز، امانتدار ہیں۔

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ: اور بادشاہ نے کہا۔﴾ جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور آپ کی امانت کا حال معلوم ہوا اور وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن صبر، حسن ادب، قید خانے والوں کے ساتھ احسان، مشقتوں اور تکلیفوں پر ثابت قدمی اور استقلال رکھنے پر مطلع ہوا تو اس کے دل میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بہت ہی عظمت پیدا ہوئی اور اس نے کہا: حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں اپنے لیے منتخب کر لوں، چنانچہ بادشاہ نے معززین کی ایک جماعت بہترین سواریاں، شاہانہ ساز و سامان اور نفیس لباس دے کر قید

۱..... احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، الشطر الثانی، بیان آفة العجب، ۴۵۳/۳.

خانے میں بھیجی تاکہ وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انتہائی تعظیم اور تکریم کے ساتھ ایوان شاہی میں لائیں۔ ان لوگوں نے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمایا اور قید خانہ سے نکلنے وقت قیدیوں کے لئے دعا فرمائی۔ جب قید خانے سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازے پر لکھا ”یہ بلا گھر، زندوں کی قبر، دشمنوں کی بدگوئی اور سچوں کے امتحان کی جگہ ہے۔ پھر غسل فرمایا اور پوشاک پہن کر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوئے، جب قلعہ کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا ”میرا رب عز و جل مجھے کافی ہے، اس کی پناہ بڑی اور اس کی ثواب تر اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر قلعہ میں داخل ہوئے اور جب بادشاہ کے سامنے پہنچے تو یہ دعا کی کہ ”یا رب عز و جل، میں تیرے فضل سے بادشاہ کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ سے نظر ملی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی میں سلام فرمایا۔ بادشاہ نے دریافت کیا ”یہ کون سی زبان ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”یہ میرے چچا حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ کے سامنے عبرانی زبان میں دعا کی تو اُس نے دریافت کیا ”یہ کون سی زبان ہے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”یہ میرے والد محترم کی زبان ہے۔ بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا حالانکہ وہ 70 زبانیں جانتا تھا، پھر اُس نے جس زبان میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسی زبان میں بادشاہ کو جواب دیا۔ اُس وقت حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف تیس سال کی تھی، اس عمر میں علوم کی ایسی وسعت دیکھ کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی اور اُس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے برابر جگہ دی۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے خواب کی تعبیر اپنی زبان مبارک سے سنائیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خواب کی پوری تفصیل بھی سنادی کہ اس طرح سے اس نے خواب دیکھا تھا حالانکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خواب اس سے پہلے تفصیل سے بیان نہ کیا گیا تھا۔ اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ کہنے لگا ”آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو میرا خواب جیسے میں نے دیکھا تھا ویسے ہی بیان فرمادیا، خواب کا عجیب ہونا تو اپنی جگہ لیکن آپ کا اس طرح بیان فرمادینا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے، اب اس خواب کی تعبیر بھی ارشاد فرمادیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعبیر بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ”اب لازم یہ ہے کہ غلے جمع کئے جائیں اور ان فراخی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلے

بایوں کے ساتھ محفوظ رکھے جائیں اور رعایا کی پیدوار میں سے ٹھس لیا جائے، اس سے جو جمع ہوگا وہ مصر اور اس کے اطراف کے باشندوں کے لئے کافی ہوگا اور پھر خلقِ خدا ہر طرف سے تیرے پاس غلہ خریدنے آئے گی اور تیرے یہاں اتنے خزانے اور مال جمع ہو جائیں گے جو تجھ سے پہلوں کے لئے جمع نہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا یہ انتظام کون کرے گا؟ (۱) حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ کے اس سوال کا جو جواب دیا وہ اگلی آیت میں مذکور ہے۔

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْمُ ﴿۵۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: یوسف نے فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو، بیشک میں حفاظت والا، علم والا ہوں۔

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا: اپنی سلطنت کے تمام خزانے میرے سپرد کر دے، بے شک میں خزانے کی حفاظت کرنے والا اور ان کے مصارف کو جاننے والا ہوں۔ بادشاہ نے کہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اس کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے؟ چنانچہ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مطالبے کو منظور کر لیا۔

عہدہ اور امارت کا مطالبہ کب جائز ہے؟

یاد رہے کہ احادیث میں مذکور مسائل میں جو امارت یعنی حکومت یا بڑا عہدہ طلب کرنے کی ممانعت آئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ملک میں اہلیت رکھنے والے موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنا کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہلیت رکھتا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لئے امارت طلب کرنا جائز بلکہ اسے تاکید ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حال تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول تھے، اُمت کی ضروریات سے واقف تھے، یہ جانتے تھے کہ شدید قحط ہونے والا ہے جس میں مخلوق کو راحت اور آسائش پہنچانے کی یہی صورت ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امارت طلب فرمائی۔

①.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۴، ۲۶/۳-۲۷، مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۵۴، ص ۵۳۴-۵۳۵، ملقطاً.

امارت سے متعلق 3 اہم مسائل

یہاں امارت سے متعلق 3 اہم مسائل یاد رکھئے:

- (1)..... عدل قائم کرنے کی نیت سے ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا جائز ہے۔
- (2)..... اگر دین کے احکام کو جاری کرنا کافر یا فاسق بادشاہ کی طرف سے عہدہ لئے بغیر نہ ہو سکے گا تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔
- (3)..... فخر اور تکبر کے لئے اپنی خوبیوں کو بیان کرنا ناجائز ہے لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے یا مخلوق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے اگر اپنی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں اسی لئے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔⁽¹⁾

عہدہ قبول نہ کرنے میں عافیت کی صورت

یاد رہے کہ عدل قائم کرنے کی نیت سے ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے کو قبول کرنا جائز ہے اور اگر عہدہ ملنے کے باوجود عدل قائم کر سکتا ممکن نہ ہو تو ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدہ قبول نہ کرنے میں ہی عافیت ہے اور یہی ہمارے بزرگان دین کا طرز عمل رہا ہے، چنانچہ حضرت ربیع بن عاصم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں ”یزید بن عمر امام اعظم ابوحنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بیٹ المال کا نگران مقرر کرنا چاہتا تھا، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس سے انکار کر دیا تو اس نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بیٹس کوڑے مارے۔“ اسی طرح آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی امانت داری کی وجہ سے بادشاہ نے اپنے خزانے کی چابیاں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حوالے کرنے کا ارادہ کیا اور دھمکی دی کہ اگر انکار کیا تو وہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پیٹھ پر کوڑے برسائے گا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اللہ تعالیٰ کے عذاب پر بادشاہ کی سزا کو ترجیح دی (اور خزانے کی چابیاں نہ لیں) اسی طرح ایک مرتبہ امام اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو قاضی بننے کی دعوت دی گئی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا ”اگر میں سچا ہوں تو واقعی اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص بھی قاضی بننے کا اہل نہیں ہے۔“⁽²⁾

1..... حازن، یوسف، تحت الآية: ۵۵، ۲۷/۳، مدارك، يوسف، تحت الآية: ۵۵، ص ۵۳۵، ملنقطاً.

2..... احیاء العلوم، کتاب العلم، الباب الثانی فی العلم المحمود والمذموم... الخ، ۴۸/۱-۴۹.

وَكَذَلِكَ مَكَانًا يُوسُفَ فِي الْأَرْضِ جِ تَتَبَّوْا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ط
نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۱﴾

توجہ کنز الایمان: اور یونہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتے۔

توجہ کنز العرفان: اور ایسے ہی ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار عطا فرمایا، اس میں جہاں چاہے رہائش اختیار کرے، ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

﴿وَكَذَلِكَ: اور ایسے ہی۔﴾ یعنی جس طرح ہم نے اندھیرے کنویں سے نجات دے کر، قید خانے سے رہائی عطا فرما کر اور بادشاہ کی نگاہوں میں معزز بنا کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر انعام فرمایا اسی طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر کی سرزمین میں اقتدار عطا فرمایا اور سب کچھ اُن کے تحت تصرف ہے۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بادشاہت

امارت یعنی حکومت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاج پوشی کی، تلوار اور مہر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواہرات لگے ہوئے سونے کے تخت پر تخت نشین کیا، اپنا ملک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا، قطفیر یعنی عزیز مصر کو معزول کر کے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی جگہ، والی بنایا اور تمام خزانے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے کر دیئے، سلطنت کے تمام امور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دے دیئے اور خود اسی طرح فرمانبردار ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر حکم کو مانتا۔ اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا تو بادشاہ نے زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کر دیا۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زلیخا کے پاس پہنچے تو اس سے فرمایا ”کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی؟ زلیخا نے عرض کی: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے،

میں خوب رو تھی، جوان تھی، عیش میں تھی اور عزیز مصر عورتوں سے کوئی سروکار ہی نہ رکھتا تھا اور آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا ہے، بس میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو معصوم کیا ہے اس لئے آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ محفوظ رہے۔ مروی ہے کہ حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے زلیخا کو کنواری پایا اور اس سے آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے دو فرزند پیدا ہوئے، ایک کا نام افراتیم اور دوسرے کا میثا تھا، یوں مصر میں آپ کی حکومت مضبوط ہوئی۔

حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے مصر میں عدل کی بنیادیں قائم کیں جس سے ہر مرد و عورت کے دل میں آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی محبت پیدا ہوئی۔ آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے قحط سالی کے دنوں کے لئے غلوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی، اس کے لئے بہت وسیع اور عالی شان گودام تعمیر فرمائے اور بہت کثیر ذخائر جمع کئے۔ جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بادشاہ اور اس کے خادموں کے لئے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرر فرما دیا۔ ایک روز دوپہر کے وقت بادشاہ نے حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے بھوک کی شکایت کی تو آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے۔ پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہو گئے اور بازار خالی رہ گئے۔ اہل مصر حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے اپنے درہم و دینار کے بدلے میں غلے خریدنے لگے، یوں ان کے تمام درہم و دینار حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس آ گئے۔ دوسرے سال مصریوں نے زیور اور جواہرات کے بدلے میں غلوں کی خریداری کی، یوں ان کے تمام زیورات اور جواہرات حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس آ گئے۔ جب لوگوں کے پاس زیور اور جواہرات میں سے کوئی چیز نہ رہی تو انہوں نے تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلے خریدا اور یوں پورے ملک میں کوئی شخص کسی جانور کا مالک نہ رہا۔ چوتھے سال انہوں نے غلے کے لئے اپنے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال اپنی تمام اراضی، عملہ اور جاگیریں فروخت کر کے حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے غلے خریدا، اس طرح یہ تمام چیزیں حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس پہنچ گئیں۔ چھٹے سال جب ان کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہی تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچ دیں اور اس طرح غلے خریدا اپنا وقت گزارا۔ ساتویں سال وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اس طرح مصر میں کوئی آزاد مرد باقی رہا نہ عورت، جو مرد تھا وہ حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا غلام تھا اور جو عورت تھی وہ آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی کنیت تھی۔ اس وقت لوگوں کی زبان پر

یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی عظمت و جلالت کبھی کسی بادشاہ کو مُیَسَّر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا ”تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کیسا کرم ہے اور اُس نے مجھ پر کیسا عظیم احسان فرمایا ہے؟ اب ان لوگوں کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے عرض کی ”جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے ہو وہ ہمیں منظور ہے، ہم سب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کر دیا اور اُن کے تمام املاک اور کل جاگیریں واپس کر دیں۔ اس زمانہ میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھوکے رہتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں اس اندیشے سے بھوکا رہتا ہوں کہ سیر ہو کر کہیں بھوکوں کو بھول نہ جاؤں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ کیا پاکیزہ اخلاق ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام مرد و عورت کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیریں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری اُن کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اس حالت میں صبر کیا تھا اس کی یہ جزا دی گئی۔^(۱)

وَلَا جُرْأَلِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿وَلَا جُرْأَلِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ اور بیشک آخرت کا ثواب۔ یعنی آخرت کا اجر و ثواب ان کے لئے دنیا کے اجر سے بہتر ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آخرت کا اجر و ثواب اس سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دُنیا میں عطا فرمایا۔^(۲)

①.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۶، ۲۸/۳، روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۵۶، ۲۸۳/۴-۲۸۴، ملقطاً.

②.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۷، ۲۹/۳.

دنیا و آخرت میں اجر

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اجر عطا فرماتا ہے اور آخرت میں دنیوی اجر سے بہتر اجر عطا فرمائے گا۔ حضرت سفیان بن عیینہ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ مومن اپنی نیکیوں کا پھل دنیا و آخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔^(۱)

اخروی ثواب حاصل کرنے کیلئے ایمان اور نیک اعمال دونوں ضروری ہیں

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اخروی اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے ایمان کے ساتھ ساتھ نیک اعمال ہونا بھی ضروری ہیں اس لئے فقط ایمان پر بھروسہ کر کے خود کو نیک اعمال سے بے نیاز جاننا درست نہیں، ہمارے بزرگان دین جن کا ایک ایک پل اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیک اعمال میں مصروف گزرتا تھا، اس سلسلے میں ان کے حال کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ایک مرتبہ حمام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حمام کے مالک نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ اجرت کے بغیر حمام میں داخل نہیں ہونے دے گا، یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ رونے لگے اور فرمایا ”جب شیطان کے گھر میں مجھے عوض کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تو (اخلاص کے ساتھ کئے ہوئے نیک اعمال کے بغیر) مجھے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور صدیقین کے گھر (یعنی جنت) میں کس طرح داخل ہونے دیا جائے گا۔“^(۲)

وَجَاءَ إِخْوَتُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یوسف کے بھائی آئے تو ان کے پاس حاضر ہوئے پس یوسف نے تو انہیں پہچان لیا اور وہ

①.....مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۵۷، ص ۵۳۵.

②.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۵۷، ۲۸۴/۴.

بھائی ان سے انجان رہے۔

﴿وَجَاءَ اخُوْتُ يُوسُفَ﴾ اور یوسف کے بھائی آئے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب قحط کی شدت ہوئی اور بلائے عظیم عام ہوئی، تمام شہر قحط کی سخت تر مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور ہر جانب سے لوگ غلہ خریدنے کے لئے مصر پہنچنے لگے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ غلہ نہیں دیتے تھے تاکہ مساوات رہے اور سب کی مصیبت دور ہو۔ قحط کی جیسی مصیبت مصر اور دیگر ملکوں میں آئی، ایسی ہی کنعان میں بھی آئی اُس وقت حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنیامین کے سوا اپنے دسوں بیٹوں کو غلہ خریدنے سے منع بھیجا۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی مصر میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا لیکن وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پہچان سکے کیونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنوئیں میں ڈالنے سے اب تک چالیس سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال ہو چکا ہوگا جبکہ یہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تخت سلطنت پر، شاہانہ لباس میں شوکت و شان کے ساتھ جلوہ فرما تھے اس لئے انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پہچانا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عبرانی زبان میں گفتگو کی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی زبان میں جواب دیا، پھر فرمایا ”تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کی ”ہم شام کے رہنے والے ہیں، جس مصیبت میں دنیا مبتلا ہے اسی میں ہم بھی ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلہ خریدنے آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”کہیں تم جاسوس تو نہیں ہو۔ انہوں نے کہا ”ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم جاسوس نہیں ہیں، ہم سب بھائی ہیں، ایک باپ کی اولاد ہیں، ہمارے والد بہت بزرگ، زیادہ عمر والے اور صدیق ہیں، ان کا نام نامی حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”تم کتنے بھائی ہو؟ انہوں نے جواب دیا ”ہم بارہ بھائی تھے لیکن ایک بھائی ہمارے ساتھ جنگل گیا تو وہ ہلاک ہو گیا تھا، وہ والد صاحب کو ہم سب سے زیادہ پیارا تھا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”اب تم کتنے ہو؟ عرض کی ”دس۔ پھر فرمایا ”گیارہ ہواں کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا ”وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ ہمارا جو بھائی ہلاک ہو گیا تھا وہ اسی کا حقیقی بھائی ہے، اب والد صاحب کی اسی سے کچھ تسلی ہوتی ہے۔“^(۱)

۱.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۸، ۲۹/۳۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَّازِهِمْ قَالَ اسْتَؤْنِي بِأَخِي لَكُمْ مِّنْ أَيْدِيكُمْ ج آتَرُونَ
 أَيُّ أَوْ فِي الْكَيْدِ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ٥٩ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْدَ
 لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ٦٠ ۝ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ٦١ ۝

توجہ کنزالایمان: اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا
 ماپتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں۔ پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے یہاں
 ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا۔ بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا۔

توجہ کنزالعرفان: اور جب یوسف نے ان کا سامان انہیں مہیا کر دیا تو فرمایا کہ اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ،
 کیا تم یہ بات نہیں دیکھتے کہ میں ناپ مکمل کرتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں۔ تو اگر تم اس بھائی کو میرے
 پاس نہیں لاؤ گے تو تمہارے لیے میرے پاس کوئی ماپ نہیں اور نہ تم میرے قریب پھٹکنا۔ انہوں نے کہا: ہم اس کے
 باپ سے اس کے متعلق ضرور مطالبہ کریں گے اور بیشک ہم ضرور یہ کریں گے۔

﴿وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَّازِهِمْ﴾ اور جب ان کا سامان انہیں مہیا کر دیا۔ ﴿حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا﴾
 فرماتے ہیں ”حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن بھائیوں کی بہت عزت کی اور بڑی خاطر و مدارات سے اُن کی
 میزبانی فرمائی، ان میں سے ہر ایک کا اونٹ غلے سے بھر دیا اور سفر کے دوران جس چیز کی ضرورت درپیش ہو سکتی تھی وہ
 بھی عطا کر دی۔“ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا سامان انہیں مہیا کر دیا تو ان سے فرمایا ”تم اپنے جس
 بھائی کو والد محترم کے پاس چھوڑ آئے ہو اسے میرے پاس لے آؤ، کیا تم یہ بات نہیں دیکھتے کہ میں ناپ مکمل کرتا ہوں
 اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا، اگر تم اس کو لے آؤ گے تو ایک اونٹ غلہ اس کے حصہ کا اور زیادہ دوں گا اور کیا تم دیکھتے نہیں کہ
 میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں، اور اگر تم اس بھائی کو میرے پاس نہیں لاؤ گے جو تمہارے والد کے پاس موجود ہے تو

تمہارے لیے میرے پاس کوئی غلہ نہیں اور نہ تم غلہ حاصل کرنے کے لئے میرے قریب پھٹکنا۔^(۱)

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا: ہم اس کے باپ سے اس کے متعلق ضرور مطالبہ کریں گے اور خوب کوشش کریں گے یہاں تک کہ ہم اسے لے آئیں اور بیشک ہم ضرور یہ کام کریں گے جس کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔^(۲)

وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا
انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۳۱﴾

توجہ کنز الایمان: اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی خرچیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید وہ واپس آئیں۔

توجہ کنز العرفان: اور یوسف نے اپنے غلاموں سے فرمایا: ان کی رقم (بھی) ان کی بور یوں میں واپس رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے گھر واپس لوٹ کر جائیں تو اسے پہچان لیں تاکہ یہ واپس آئیں۔

﴿وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ: اور اپنے غلاموں سے فرمایا۔﴾ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں سے فرمایا کہ ان لوگوں نے غلے کی جو قیمت دی ہے، غلے کے ساتھ ساتھ وہ رقم بھی ان کی بور یوں میں واپس رکھ دو تاکہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی جمع شدہ رقم انہیں مل جائے اور قحط کے زمانے میں کام آئے، نیز یہ رقم پوشیدہ طور پر ان کے پاس پہنچے تاکہ انہیں لینے میں شرم بھی نہ آئے اور یہ کرم و احسان دوبارہ آنے کے لئے ان کی رغبت کا باعث بھی ہو۔^(۳)

ضرورت کے وقت رشتہ داروں کی مدد کرنے کی ترغیب

اس سے معلوم ہوا کہ جب رشتہ داروں کو کسی چیز کی حاجت اور ضرورت ہو تو اس میں ان کی مدد کرنی چاہئے، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں باقاعدہ اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے، چنانچہ رشتہ داروں کو دینے سے متعلق اللہ تعالیٰ

①.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۹-۶۰، ۲۹/۳-۳۰.

②.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۶۱، ۳۰/۳.

③.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۶۲، ۳۰/۳، ملخصاً.

ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ
ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں
کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور
ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم
نصیحت حاصل کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا
”جو دینار تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور جو دینار تو (غلام کی) گردن آزاد کرنے میں خرچ کرے اور جو دینار تو کسی
مسکین پر صدقہ کرے اور جو دینار تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ان سب میں زیادہ ثواب اس کا ہے جو تو اپنے گھر والوں
پر خرچ کرے۔“ (۲)

حضرت سلمان بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا
”عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہ ہی صدقہ اپنے رشتہ دار پر کرنا دو صدقے ہیں ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔“ (۳)
حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اے
اُمّتِ محمد! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار
اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے،
اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔“ (۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں ضرورت مند رشتہ داروں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رشتہ داروں کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی رشتہ دار کی مالی یا کوئی اور مدد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس انداز میں اس

①..... نحل: ۹۰۔

②..... مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك... الخ، ص ۴۹۹، الحدیث: ۳۹ (۹۹۵)۔

③..... ترمذی، کتاب الزکاة، باب ما جاء في الصدقة على ذي القرابة، ۱/۴۲۲، الحدیث: ۶۵۸۔

④..... معجم الاوسط، باب الميم، من اسمه مقدم، ۶/۲۹۶، الحدیث: ۸۸۲۸۔

تک رقم یا کوئی اور چیز پہنچائی جائے جس میں اسے لیتے ہوئے شرم بھی محسوس نہ ہو اور اس کی غیرت و خودداری پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”سات شخص ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اس دن سایہ کرے گا جس دن اُس کے (عرش کے) سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ان میں سے ایک) وہ شخص ہے جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں کو بھی خبر نہ ہوئی کہ دائیں نے کیا خرچ کیا۔“^(۱)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا اپنے شاگرد پر خفیہ احسان

ہمارے بزرگانِ دین اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی امداد کس طرح کیا کرتے تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اکثر ”طَرَسُوس“ کی طرف جاتے اور وہاں ایک مسافر خانے میں ٹھہرتے، ایک نوجوان آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث سنا کرتا، جب بھی آپ ”رَقَه“ (نامی شہر میں) تشریف لاتے تو وہ نوجوان حاضر خدمت ہو جاتا۔ ایک مرتبہ جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ”رَقَه“ پہنچے تو اس نوجوان کو نہ پایا۔ اس وقت آپ جلدی میں تھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے گیا ہوا تھا اور آپ بھی اس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (اس کی معلومات کرنے کی بجائے) لشکر میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ غازی بن کرواپس طَرَسُوس آئے اور ”رَقَه“ پہنچ کر اپنے اس نوجوان شاگرد کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ نوجوان مقرض تھا اور اس کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ قرض ادا کرتا لہذا قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا: ”میرے اس نوجوان شاگرد پر کتنا قرض تھا؟ کہا گیا کہ ”دس ہزار درہم۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پوچھتے پوچھتے قرض خواہ کے گھر پہنچے، اسے دس ہزار درہم دے کر اپنے شاگرد کی رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا ”جب تک میں زندہ رہوں اس وقت تک کسی کو بھی اس واقعہ کی خبر نہ دینا۔ پھر راتوں رات آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ قرض خواہ نے صبح ہوتے ہی مقرض نوجوان کو رہا کر دیا۔ نوجوان جب باہر آیا تو لوگوں نے اس سے کہا: حضرت عبد اللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، اور اب وہ واپس جا چکے ہیں۔ یہ سن کر نوجوان آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تلاش میں نکل پڑا اور تین دن کی مسافت طے کر کے آپ کے پاس پہنچا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے دیکھا تو پوچھا: ”اے نوجوان! تم کہاں تھے؟ میں

1.....بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة... الخ، ۲۳۶/۱، الحدیث: ۶۶۰.

نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں پایا۔ نوجوان نے کہا: ”اے ابو عبد الرحمن! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، مجھے قرض کے عوض قید کر لیا گیا تھا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا ”پھر تمہاری رہائی کا کیا سبب بنا؟ نوجوان نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی نیک بندے نے میرا قرض ادا کر دیا، اس طرح مجھے رہائی مل گئی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”اے نوجوان! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی اور تجھے رہائی عطا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں: جب تک حضرت عبد اللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ زندہ رہے تب تک اس قرض خواہ نے کسی کو بھی خبر نہ دی کہ نوجوان کا قرض کس نے ادا کیا، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے وصال کے بعد اس نے سارا واقعہ لوگوں کو بتا دیا۔^(۱)

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ آبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَانًا
نَكْتُلُ وَإِنَّا لَنَحْفِظُوكَ ۝۳۱

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے تو کہنے لگے: اے ہمارے باپ! ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے لہذا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

﴿فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ آبِيهِمْ: پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے۔﴾ جب حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے بھائی اپنے والد محترم حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے پاس لوٹ کر گئے تو بادشاہ کے حسن سلوک اور اس کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اُس نے ہماری وہ عزت و تکریم کی کہ اگر آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو وہ بھی ایسا نہ کر سکتا۔ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اب اگر تم بادشاہ مصر کے پاس جاؤ تو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہمارے والد تیرے حق میں تیرے اس سلوک کی وجہ سے دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی

۱.....عیون الحکایات، الحکایة الرابعة والسبعون بعد المائتين، ص ۲۵۴-۲۵۵.

”اے ہمارے باپ! شاہِ مصر نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم بنیامین کو نہ لے کر آئے تو آئندہ ہمیں غلہ نہیں ملے گا اس لئے اب بنیامین کا جانا ضروری ہے، آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ لاسکیں، ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے اور انہیں بخیریت آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس واپس لائیں گے۔“ (1)

قَالَ هَلْ أُمِنُّكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أُمِنْتُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ط فَاللَّهُ خَيْرٌ حِفْظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٢٣﴾

توجہ کنزالایمان: کہا کیا اس کے بارے میں تم پروسیا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔

توجہ کنزالعرفان: یعقوب نے فرمایا: کیا اس کے بارے میں تم پروسیا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا تو اللہ سب سے بہتر حفاظت فرمانے والا ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بھائیوں کی یہ بات سن کر حضرت یعقوب عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”میں اپنے بیٹے بنیامین کے بارے میں تمہارا اعتبار کیسے کر لوں حالانکہ اس کے بھائی حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ تم نے جو کچھ کیا وہ جانتے ہو اور اب بنیامین کے بارے میں بھی ویسی ہی بات کر رہے ہو، تمہارے بنیامین کی حفاظت کرنے کے مقابلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت سب سے بہتر ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔“ (2)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت سب سے بہتر ہے

مخلوق کے مقابلے میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہی سب سے بہتر ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی جان، مال، اولاد اور دین و ایمان وغیرہ کی حفاظت سے متعلق حقیقی اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی کرے کیونکہ دیگر لوگ

1.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۶۳، ۳۰/۳.

2.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۶۴، ۳۰/۳.

حفاظت کے معاملے میں آلات اور اسباب کے محتاج ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تمام امور اور ہر طرح کے حالات میں اسباب و آلات سے غنی اور بے نیاز ہے اور جن کی حفاظت اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لے، یا، جنہیں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیا جائے ان کی حفاظت سے متعلق دو حیرت انگیز واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جب قضاء حاجت کا ارادہ فرماتے تو (آبادی سے کافی) دو تشریف لے جاتے، ایک دن آپ قضاء حاجت کے لئے تشریف لائے، پھر وضو فرمایا اور ایک موزہ پہن لیا تو اچانک ایک سبز رنگ کا پرندہ آیا اور دوسرے موزے کو لے کر بلند ہو گیا، پھر اس نے موزے کو پھینکا تو اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا سانپ نکلا، (یہ دیکھ کر) نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ نے کہا ”اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَيَّ بَطْنِهِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَيَّ رِجْلَيْهِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَيَّ اَرْبَعِ“ اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو دو ٹانگوں پر چلتا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو چار ٹانگوں پر چلتا ہے۔⁽¹⁾

(2)..... حضرت زید بن اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میرے والد نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لوگوں کے درمیان جلوہ فرماتے کہ اچانک ہمارے قریب سے ایک شخص گزرا، جس نے اپنے بچے کو کندھوں پر بٹھا رکھا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جب ان باپ بیٹے کو دیکھا تو فرمایا ”جتنی مشابہت ان دونوں میں پائی جا رہی ہے میں نے آج تک ایسی مشابہت اور کسی میں نہیں دیکھی۔ یہ سن کر اس شخص نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، میرے اس بچے کا واقعہ بہت عجیب و غریب ہے، اس کی ماں کے فوت ہونے کے بعد اس کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ سن کر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”پورا واقعہ بیان کرو۔ وہ شخص عرض کرنے لگا: اے امیر المؤمنین! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، میں جہاد کے لئے جانے لگا تو اس کی والدہ حاملہ تھی، میں نے جاتے وقت دعا کی: اے اللہ! عَزَّ وَجَلَّ، میری زوجہ کے پیٹ میں جو حمل ہے میں اُسے تیرے حوالے کرتا ہوں، تو ہی اس کی حفاظت فرما نا۔ یہ دعا کر کے میں جہاد کے لئے روانہ ہو گیا، جب میں واپس آیا تو مجھے بتایا گیا کہ میری زوجہ کا انتقال ہو گیا ہے، مجھے بہت افسوس ہوا۔ ایک رات میں نے

1..... معجم الاوسط، باب الهاء، ذکر من اسمه هاشم، ۴۳۲/۶، الحدیث: ۹۳۰۴.

اپنے چچا زاد بھائی سے کہا: مجھے میری بیوی کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ ہم جنت البقیع میں پہنچے اور اس نے میری بیوی کی قبر کی نشاندہی کی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ قبر سے روشنی کی کرنیں باہر آرہی ہیں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا: یہ روشنی کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا: اس قبر سے ہر رات اسی طرح روشنی ظاہر ہوتی ہے، نہ جانے اس میں کیا راز ہے؟ جب میں نے یہ سنا تو ارادہ کیا کہ میں ضرور اس قبر کو کھود کر دیکھوں گا۔ چنانچہ میں نے پھاؤڑا منگوایا اور ابھی قبر کھودنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر خود بخود کھل گئی۔ جب میں نے اس میں جھانکا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کا کرشمہ نظر آیا کہ یہ میرا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھا کھیل رہا تھا، جب میں قبر میں اترا تو کسی ندادینے والے نے ندادی ”تو نے جو امانت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس رکھی تھی وہ تجھے واپس کی جاتی ہے، جا! اپنے بچے کو لے جا، اگر تو اس کی ماں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر جاتا تو اسے بھی صحیح و سلامت پاتا۔“ پس میں نے اپنے بچے کو اٹھایا اور قبر سے باہر نکالا، جیسے ہی میں قبر سے باہر نکلا تو قبر پہلے کی طرح دوبارہ بند ہو گئی۔^(۱)

یہاں یہ بات یاد رہے کہ جان و مال کی حفاظت کے ظاہری اسباب اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر بھروسہ کرنے کے خلاف نہیں کیونکہ توکل نام ہی اسی چیز کا ہے کہ اسباب اختیار کر کے نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے، لہذا جن لوگوں نے اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈز رکھے یا دیگر اسباب اختیار کئے تو ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر بھروسہ نہیں۔

وَلَسَافَتْحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ط قَالَ أَيْبَا بَانَ مَا

نَبَغِي ط هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَنَبِيرُ أَهْلِنَا وَنَحْفُظُ آخَانًا وَنَزِدَادُ

كَيْلٌ بَعِيرٌ ط ذَلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ٢٥

توجہ کنزالایمان: اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے لیے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی

1.....عیون الحکایات، الحکایة الثانیة والسبعون، ص ۹۵.

حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو اپنی رقم کو بھی موجود پایا کہ انہیں وہ رقم بھی واپس کر دی گئی ہے۔ کہنے لگے: اے ہمارے باپ! اب ہمیں اور کیا چاہیے۔ یہ ہماری رقم ہے جو ہمیں واپس کر دی گئی ہے اور ہم اپنے گھر کے لیے غلہ لائیں اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں، یہ بہت آسان بوجھ ہے۔

﴿وَلَبَّاسًا قَتَحُوا هَتَّاعَهُمْ﴾: اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا۔ لے یعنی جب انہوں نے اپنا وہ سامان کھولا جو مصر سے لائے تھے تو اس میں اپنی رقم کو بھی موجود پایا جو انہیں واپس کر دی گئی تھی، رقم دیکھ کر کہنے لگے: اے ہمارے والد محترم! اس سے زیادہ کرم و احسان اور کیا ہوگا کہ بادشاہ نے سامان کے ساتھ وہ رقم بھی ہمیں واپس کر دی ہے جو ہم نے سامان کی قیمت کے طور پر دی تھی لہذا آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہمارے بھائی کو ساتھ جانے کی اجازت دے دیں تاکہ ہم جائیں اور اپنے گھر والوں کے لیے غلہ خرید کر لائیں اور ہم اپنے بھائی بنیامین کی حفاظت کریں گے اور ہم اپنے بھائی کی وجہ سے اس کے حصے کا، ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں، یہ اونٹ کے بوجھ کا غلہ دینا بادشاہ کے لئے بہت آسان بوجھ ہے کیونکہ اس نے ہم پر اس سے زیادہ کرم و احسان فرمایا ہے۔^(۱)

قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتِنَنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم گھر جاؤ پھر جب انہوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: یعقوب نے فرمایا: میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دیدو کہ تم ضرور اسے (واپس) لے کر آؤ گے سوائے اس کے کہ تم (کسی بڑی مصیبت میں) گھر جاؤ پھر انہوں نے یعقوب کو عہد

1..... حازن، یوسف، تحت الآية: ۶۵، ۳۱/۳.

دیدیا تو یعقوب نے فرمایا: جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے ان سے فرمایا ”میں اس وقت تک ہرگز بنیامین کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ عہد نہ دو کہ تم ضرور اسے واپس بھی لے کر آؤ گے سوائے اس کے کہ تمہارا انتقال ہو جائے یا تم مغلوب ہو جاؤ اور بنیامین کو لے کر آنا تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔ جب انہوں نے حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر عہد دے دیا تو حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ عزَّ وَجَلَّ نگہبان ہے۔“ (1)

ظاہری اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا توکل کے خلاف نہیں لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اس عالم میں موجود معتبر اسباب اختیار کرے اور صرف ان اسباب کو اختیار کرنے اور ان ہی پر بھروسہ کرنے کو کافی نہ سمجھے بلکہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر کی طرف متوجہ رکھے، اللہ تعالیٰ پر اور اس کی تدبیر پر اعتماد رکھے اور اس کے سوا ہر چیز سے اپنی امید ختم کر دے۔“ (2)

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اسباب ترک کر دینا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف اور اس کے طریقے سے جہالت ہے اور جب آدمی اسباب کی بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور یوں وہ اللہ تعالیٰ کے طریقے کے مطابق عمل کرے تو یہ بات توکل کے خلاف نہیں۔“ (3)

وَقَالَ يُبْنِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَاَدْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا
أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۶۷﴾

1.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۶۶، ۳۱/۳.

2.....روح البيان، يوسف، تحت الآية: ۶۶، ۲۹۱/۴-۲۹۲.

3.....احياء العلوم، كتاب التوحيد والتوكل، الفن الاول في جلب النافع، الدرجة الثانية، ۳۲۹/۴.

ترجہ کنز الایمان: اور کہا اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے۔

ترجہ کنز العرفان: اور فرمایا: اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا، میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا، حکم تو اللہ ہی کا چلتا ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

﴿وَقَالَ: اٰوْفِرْمَايَا﴾ جب حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے مصر جانے کے ارادے سے نکلے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے میرے بیٹو! مصر میں ایک دروازے سے نہ داخل ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے جانا تا کہ بری نظر لگنے سے محفوظ رہو۔“^(۱)

یاد رہے کہ پہلی مرتبہ جب یہ لوگ مصر گئے تھے تو اس وقت حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا کیونکہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لئے بری نظر لگ جانے کا احتمال تھا اس وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔^(۲)

مصیبتوں سے بچنے کی تدبیریں اختیار کرنا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے

اس سے معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کی تدبیر کرنا اور مناسب احتیاطیں اختیار کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آفتوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے خود بھی مناسب تدبیریں فرمایا کرتے اور دوسروں کو بھی بتایا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے اور فرماتے ”تمہارے جد امجد بھی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم الصلوٰۃ والسلام پر یہ کلمات پڑھ کر) دم کیا کرتے تھے“ **”اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التّٰمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَهٰمَئِيَّةٍ ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لّٰمَئِيَّةٍ“**^(۳)

اور حضرت عالس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

①.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۶۷، ۳۱/۳.

②.....صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۶۷، ۳۱/۳-۹۶۸-۹۶۹.

③.....بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۱۱-باب، ۲/۴۲۹، الحدیث: ۳۳۷۱.

فرمایا ”میں تمہیں وہ کلمات نہ بتاؤں جو (شریعت اور نظر بد سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے میں سب سے افضل ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، کیوں نہیں (آپ ضرور بتائیے) ارشاد فرمایا ”وہ کلمات یہ دونوں سورتیں ہیں (1) قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - (2) قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ - (1)

بری نظر سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بری نظر سے بچنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے، بری نظر سے متعلق حدیث پاک میں ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے تو وہ نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لئے) غسل کرنے کا کہا جائے تو غسل کر لو۔“ (2)

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک بری نظر مرد کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے۔“ (3)

بری نظر کا علاج

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جنات اور انسانوں کی بری نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ سورہ فلق اور سورہ ناس نازل ہوئیں، جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان دونوں کو اختیار فرمایا اور دیگر دعاؤں کو چھوڑ دیا۔ (4)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ ارشاد فرماتے ہیں کہ بد نظری سے بچنے کے لئے یہ آیت کریمہ (بھی) اسیر ہے ”وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَأَعُوا اللَّهَ لِيَكْفُرُوا بِهِمْ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ“ (5)

①..... سنن نسائی، کتاب الاستعاذۃ، ۱-باب، ص ۸۶۲، الحدیث: ۵۴۴۲۔

②..... مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، ص ۱۲۰۲، الحدیث: ۴۲ (۲۱۸۸)۔

③..... مسند الشہاب، ۶۷۸- ۱۱ العین لتدخل الرجل القبر، ۱۴۰/۲، الحدیث: ۱۰۵۹۔

④..... ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقیۃ بالمعوذتین، ۱۳/۴، الحدیث: ۲۰۶۵۔

⑤..... القلم ۵۱، مرآة المناجیح، کتاب الطب والرقی، الفصل الاول، ۱۹۵/۶، تحت الحدیث: ۳۳۲۶۔

﴿وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ﴾: اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا۔ یعنی جس چیز کی طرف میں نے تمہیں اشارہ دیا وہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے تو میں تمہیں اس سے بچا نہیں سکتا کیونکہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی، میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنی اس بات پر بھروسہ نہیں کرتا جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے کیونکہ توکل کے ساتھ اسباب اختیار کرنا اسباب چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔^(۱)

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کے ساتھ اسباب اختیار کرنے سے توکل میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔

وَلَبَّادَ خَلُوعًا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ ۖ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي نَفْسٍ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۗ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۙ

ترجمہ کنز الایمان: اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا وہ کچھ انہیں اللہ سے بچانہ سکتا ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بیشک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب وہ وہیں سے داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا، وہ انہیں اللہ سے کچھ بچانہ سکتے تھے البتہ یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بیشک وہ صاحب علم تھا کیونکہ ہم نے اسے تعلیم دی تھی مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿وَلَبَّادَ خَلُوعًا﴾: اور جب وہ داخل ہوئے۔ ﴿آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بیٹوں کا مختلف دروازوں سے شہر میں داخل ہونا ان سے وہ چیز دور نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقدر فرمادی ہے، اللہ تعالیٰ کی

①..... بیضاوی، یوسف، تحت الآیة: ۶۷، ۲۹۹/۳، صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۶۷، ۹۶۹/۳، ملتقطاً.

تقدیر کو دیکھا جائے تو ان کا ایک ہی دروازے سے داخل ہونا یا مختلف دروازوں سے داخل ہونا دونوں برابر ہے، ان کا مختلف دروازوں سے جانا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتا لیکن بد نظری سے بچنے کی یہ تدبیر اختیار کرنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی ایک تمننا تھی جو انہوں نے پوری کر لی۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب علم تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی تھی مگر اکثر لوگ وہ علم نہیں جانتے جو اللہ تعالیٰ اپنے بچے ہوئے بندوں کو دیتا ہے۔^(۱)

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْىٰ إِلَيْهِ أَخَا قَالَ إِنِّي أَنَا خُوكَ فَلَا تَبْتَسِ
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی کہا یقین جان میں ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب وہ سب بھائی یوسف کے پاس گئے تو یوسف نے اپنے سگے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی (اور) فرمایا: بیشک میں تیرا حقیقی بھائی ہوں تو اس پر غمگین نہ ہونا جو یہ کر رہے ہیں۔

﴿وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ﴾ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے۔ یعنی جب وہ سارے بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے ہیں تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”تم نے بہت اچھا کیا، پھر انہیں عزت کے ساتھ مہمان بنایا اور جا بجا دسترخوان لگائے گئے اور ہر دسترخوان پر دو دو بھائیوں کو بٹھایا گیا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے ”اگر میرے بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا ہے، یہ فرما کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنیامین کو اپنے دسترخوان پر بٹھالیا اور اس سے فرمایا ”تمہارے فوت شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے؟ بنیامین نے کہا ”آپ جیسا بھائی کس کو میسر آئے گا! لیکن

۱.....جلالین مع صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۶۸، ۹۶۹/۳۔

حضرت یعقوب عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا فرزند اور (حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی والدہ) راحیل کا نور نظر ہونا آپ کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے! یہ سن کر حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رو پڑے اور بنیامین کو گلے سے لگایا اور فرمایا: بیشک میں تیرا حقیقی بھائی یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہوں، تم اس پر غمگین نہ ہونا جو یہ کر رہے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں بھلائی کے ساتھ جمع فرمادیا اور ابھی اس راز کی اپنے بھائیوں کو اطلاع نہ دینا۔ یہ سن کر بنیامین فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے کہنے لگے ”اب میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”والد صاحب کو میری جدائی کا بہت غم پہنچ چکا ہے، اگر میں نے تمہیں بھی روک لیا تو انہیں اور زیادہ غم ہوگا اور آپ کو روکنے کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی نہیں کہ آپ کی طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب کر دی جائے۔ بنیامین نے کہا ”اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔“ (1)

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَاحِلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ

مُؤَدِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسِرْقُونَ ﴿٤٠﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب ان کا سامان مہیا کر دیا پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو! بیشک تم چور ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں پیالہ رکھ دیا پھر ایک منادی نے ندا کی: اے قافلے والو! بیشک تم چور ہو۔

﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ﴾: پھر جب انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا۔ ﴿يَعْنِي﴾ یعنی پھر جب حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ دیدیا اور ایک اونٹ کا بوجھ بنیامین کے لئے خاص کر دیا تو اپنے بھائی بنیامین کی بوری میں بادشاہ کا وہ پیالہ رکھ دیا جس میں وہ پانی پیتا تھا، وہ پیالہ سونے کا تھا اور اس میں

1.....ملدارك، يوسف، تحت الآية: ٦٩، ص ٥٣٨-٥٣٩.

جو اہرات لگے ہوئے تھے اور اس وقت اس پیالے سے غلہ ناپنے کا کام لیا جاتا تھا۔ قافلہ کنعان جانے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ جب قافلہ شہر سے باہر جا چکا تو انبار خانہ کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ پیالہ نہیں ہے، اُن کے خیال میں یہی آیا کہ یہ پیالہ قافلے والے لے گئے ہیں، چنانچہ انہوں نے اس کی جستجو کے لئے آدمی بھیجے، ان میں سے ایک مُنادی نے ندا کی: اے قافلے والو! بیشک تم چور ہو۔^(۱)

قَالُوا وَقَبِلُوا عَلَيْهِمْ مَا ذَاتُ فَتْقِدُونَ ﴿٤١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ
وَلَسِنُ جَاءَ بِهِ حِمْلًا بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٤٢﴾

توجہ کنز الایمان: بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے۔ بولے بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔

توجہ کنز العرفان: انہوں نے پکارنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا چیز تمہیں مل نہیں رہی؟ ندا کرنے والوں نے کہا: ہمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔

﴿قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾: ندا کرنے والوں نے کہا: ہمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا۔ ندا کرنے والوں نے انہیں جواب دیا کہ ہمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا اور جو ہمارے تلاشی لینے سے پہلے ہی اسے ظاہر کر دے گا یا اسے چوری کرنے والے کے بارے میں ہمیں بتائے گا تو اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ انعام ہے اور اسے دلانے کا میں ضامن ہوں۔^(۲)

کفالت جائز ہے

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفالت جائز ہے، حدیث پاک سے بھی اس کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ حضرت ابوامامہ باہلی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”كفيل بنفسي والوالا

①.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۷۰، ۴/۲۹۸، خازن، یوسف، تحت الآیة: ۷۰، ۳/۳۳-۳۴، ملقطاً.

②.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۷۲، ۴/۲۹۹.

قرض دار ہے۔^(۱) نیز اس کے جائز ہونے پر اجماع بھی منعقد ہے۔

کفالت کا معنی

شریعت کی اصطلاح میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے (یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا اور دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا۔)^(۲)

مشورہ: کفالت کے مسائل کی تفصیلی معلومات کیلئے بہار شریعت حصہ 12 سے ”کفالت کا بیان“ کا مطالعہ کیجئے۔

ضمانت دینے کی ترغیب

ہمیں بھی چاہئے کہ اگر کوئی مسلمان بھائی قرض یا کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو تو ممکنہ بہتر صورت میں اس کی ضمانت دے کر اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کریں اس سلسلے میں صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی سیرت سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن ابوقحادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک شخص کو لایا گیا تاکہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تم خود اس کی نماز جنازہ پڑھ لو کیونکہ اس پر قرض ہے۔“ حضرت ابوقحادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: وہ قرض (ادا کرنا) میرے ذمے ہے۔ حضور پُرْ نُوْر صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان سے دریافت فرمایا ”تم وہ قرض ادا کرو گے؟ انہوں نے عرض کی: میں وہ قرض پورا ادا کروں گا، تب آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھادی۔^(۳)

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا
سُرِقِينَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاءُؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا جَزَاءُؤُهُ مَن

①.....ترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء انّ العاریة مؤدّاة، ۳/۳۴، الحدیث: ۱۲۶۹.

②.....ردّ المحتار مع الدرّ المختار، کتاب الکفالة، ۵۸۹/۷.

③.....ترمذی، کتاب الحائز، باب ما جاء فی الصلوة علی المدیون، ۳۳۶/۲، الحدیث: ۱۰۷۱.

وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاءُ ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۴۵﴾

توجہ کنز الایمان: بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور۔ بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو۔ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے۔

توجہ کنز العرفان: انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ اعلان کرنے والوں نے کہا: اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ انہوں نے کہا: اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں (وہ پیالہ) ملے وہی خود اس کا بدلہ ہوگا۔ ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے۔

﴿قَالُوا: اعلان کرنے والوں نے کہا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اعلان کرنے والوں نے کہا ”اگر تم اس بات میں جھوٹے ہوئے اور پیالہ تمہارے پاس نکلے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ (1)

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا ”اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ پیالہ ملے تو اس کے بدلے میں وہ اپنی گردن چیز کے مالک کے سپرد کر دے اور وہ مالک ایک سال تک اسے غلام بنائے رکھے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں چونکہ چوری کی یہی سزا مقرر تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (2) پھر یہ قافلہ مصر لایا گیا اور ان صاحبوں کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر کیا گیا۔

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۖ كَذَلِكَ كِدْنَا يُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ

1.....مدارك، يوسف، تحت الآية: ۷۴، ص ۵۳۹.

2.....خازن، يوسف، تحت الآية: ۷۵، ۳/۳۴-۳۵.

يَسْأَلُ اللّٰهُ تَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّسَاءٍ ۖ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٤٦﴾

توجہ کنز الایمان: تو اول ان کی خرچیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خرچی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرچی سے نکال لیا ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا چاہے ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

توجہ کنز العرفان: تو حضرت یوسف نے اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی لینے سے پہلے دوسروں کی تلاشی لینا شروع کی پھر اس بیالے کو اپنے بھائی کے سامان سے نکال لیا۔ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی تھی۔ بادشاہی قانون میں اس کیلئے درست نہیں تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں درجوں بلند کر دیتے ہیں اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

﴿فَبَدَأَ: تو تلاشی لینا شروع کی۔﴾ یعنی حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے بھائی بنیامین کے سامان کی تلاشی لینے سے پہلے دوسروں کے سامان کی تلاشی لینا شروع کی، تلاشی لیتے ہوئے جب بنیامین کے سامان تک پہنچے تو حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”میرا گمان ہے کہ بیالہ اس کے ہی سامان میں ہوگا۔ بھائیوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم اسے نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اس کے سامان کی تلاشی نہ لے لیں، اسی میں آپ کے لئے اور ہمارے لئے بہتری ہے۔ جب حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بنیامین کے سامان کی تلاشی لی تو بیالے کو اس کے سامان سے برآمد کر لیا۔ (1)

شرعی حیلہ درست ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلہ درست ہیں کیونکہ حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بنیامین کو روکنے کا ایک حیلہ ہی اختیار فرمایا اور یہ بالکل جائز حیلہ تھا کسی پر ظلم نہ تھا۔

﴿كُنْ لَكَ: اسی طرح۔﴾ یعنی اپنے بھائی کو لینے کی ہم نے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو یہی تدبیر بتائی تھی کہ

1.....مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۷۶، ص ۵۳۹-۵۴۰.

اس معاملہ میں بھائیوں سے استفسار کریں تاکہ وہ حضرت یعقوب عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی شریعت کا حکم بتائیں جس سے بھائی مل سکے۔ بادشاہی قانون میں حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کیلئے درست نہیں تھا کہ اپنے بھائی کو لے لیں کیونکہ بادشاہ مصر کے قانون میں چوری کی سزا مارنا اور دگنا مال لے لینا مقرر تھی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی مَشِيئَت سے ہوئی کہ حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے دل میں ڈال دیا کہ سزا بھائیوں سے دریافت کریں اور بھائیوں کے دل میں ڈال دیا کہ وہ اپنی سنت اور طریقے کے مطابق جواب دیں۔^(۱)

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾: اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ ﴿اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بھائی علماء تھے اور حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ان سے زیادہ علم والے تھے۔^(۲) خیال رہے کہ حضرت یوسف عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اس حیلہ میں نہ تو جھوٹ بولا کیونکہ آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے خادم نے کہا تھا کہ تم چور ہو اور خادم بے خبر تھا، نہ آپ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بھائی پر چوری کا بہتان لگایا، بلکہ جو کچھ کیا گیا خود بنیامین کے مشورہ سے کیا گیا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا ”كَذَلِكَ كُنَّا لِيُوسُفَ“ یہ تدبیر یوسف کو ہم نے سکھائی۔

ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے

یاد رہے کہ مخلوق میں ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہونے کے سلسلے کی انتہا تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ہے اور ان سے بے انتہا زیادہ خالق و مالک کا علم ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ ہر عالم کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا عالم ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور اس کا علم سب کے علم سے برتر ہے۔^(۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”علم کے مدارج بے حد متفاوت، ”وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ“ عالم امکان میں نہایت نہایت حضور سید اکائنات عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ۔^(۴) یعنی

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۷۶، ۳۵/۳۔

②.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۷۶، ۳۶/۳۔

③.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۷۶، ۳۶/۳۔

④.....فتاویٰ رضویہ، ۶۱۹/۲۲۔

لوگوں کے علم کے درجات میں بے حد فرق ہے کیونکہ ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے اور اس کائنات میں سب کے علم کی انتہا کائنات کے سردار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”بلاشبہ غیر خدا کا علم معلوماتِ الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولیٰین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقررین سب کے علوم مل کر علومِ الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑوں حصے کو، کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑوں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے، بخلاف علومِ الہیہ کہ (وہ) غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگر چہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روزِ اول تا روزِ آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔“^(۱)

قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسْرَاهُ يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ
وَلَمْ يَبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: بھائی بولے اگر یہ چوری کرے تو بے شک اس سے پہلے ایک بھائی چوری کر چکا ہے تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: بھائیوں نے کہا: اگر اس نے چوری کی ہے تو بیشک اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں چھپا رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی (اور دل میں) کہا تم انتہائی گھٹیا درجے کے آدمی ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم باتیں کر رہے ہو۔

﴿قَالُوا: بھائیوں نے کہا۔﴾ جب پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا تو بھائی شرمندہ ہوئے، انہوں نے سر جھکائے اور کہا ”سامان میں پیالہ نکلنے سے سامان والے کا چوری کرنا تو یقینی نہیں لیکن اگر یہ فعل اس کا ہو تو بیشک اس سے پہلے اس کے

①..... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: خالص الاعتقاد، ۲۹/۴۵۰۔

بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چوری کی تھی۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ایک واقعہ

جس کو انہوں نے چوری قرار دے کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نانا کا ایک بت تھا جسے وہ پوجتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چپکے سے وہ بت لیا اور توڑ کر راستے میں نجاست کے اندر ڈال دیا۔ یہ حقیقت میں چوری نہ تھی بلکہ بت پرستی کا مٹانا تھا۔ بھائیوں کا اس کے ذکر سے یہ مقصد تھا کہ ہم لوگ بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں اور یہ فعل ہو تو شاید بنیامین کا ہو، نہ ہماری اس میں شرکت نہ ہمیں اس کی اطلاع۔^(۱)

﴿فَأَسْرَهَا يُّوسُفُ فِي نَفْسِهِ:﴾ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں چھپا رکھی۔ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائیوں کی طرف سے اپنے بارے میں کہی گئی بات دل میں ایسے چھپالی جیسے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنی ہی نہ ہو اور اپنے قول یا فعل سے کسی طرح اس کا اظہار نہ ہونے دیا اور اپنے دل میں کہا ”تم حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائی کے مقابلے میں انتہائی کم درجے کے آدمی ہو کیونکہ تم نے اپنے بھائی کو اپنے والد سے چرا لیا اور اپنے بھائی پر ظلم کیا، تم اپنے بھائی کے معاملے میں جو کچھ کہہ رہے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔“^(۲)

قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبَاشِيخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۚ إِنَّا نُرَاكَ مِنَ الْمَحْسِنِينَ ﴿۸﴾

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ ۚ إِنَّا إِذًا ظَالِمُونَ ﴿۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے عزیز! اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں۔ کہا خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا جب تو ہم ظالم ہوں گے۔

①.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۷۷، ۳۰۱/۴، خازن، یوسف، تحت الآیة: ۷۷، ۳۶/۳، ملقطاً.

②.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۷۷، ۳۰۲-۳۰۱/۴، جلالین، یوسف، تحت الآیة: ۷۷، ص ۱۹۶، ملقطاً.

توجہ کنز العرفان: انہوں نے کہا: اے عزیز! بیشک اس کے بہت بوڑھے والد ہیں تو آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیں، بیشک ہم آپ کو احسان کرنے والادیکھ رہے ہیں۔ یوسف نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو پکڑیں۔ (ایسا کریں) جب تو ہم ظالم ہوں گے۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں اگرچہ چور کی سزا یہ تھی کہ اسے غلام بنا لیا جائے لیکن فدیہ لے کر معاف کر دینا بھی جائز تھا، اس لئے بھائیوں نے کہا ”اے عزیز! اس کے والد عمر میں بہت بڑے ہیں، وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اور اسی سے ان کے دل کو تسلی ہوتی ہے۔ آپ ہم میں سے کسی ایک کو غلام بنا کر یا فدیہ ادا کرنے تک رہن کے طور پر رکھ لیں بیشک ہم آپ کو احسان کرنے والادیکھ رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں عزت دی، کثیر مال ہمیں عطا کیا، ہمارا مطلوب اچھی طرح پورا ہوا اور ہمارے غلے کی قیمت بھی ہمیں لوٹا دی۔“ (1)

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو پکڑیں کیونکہ تمہارے فیصلہ کے مطابق ہم اسی کو لینے کے مستحق ہیں جس کے کجاوے میں ہمارا مال ملا ہے، اگر ہم اس کی بجائے دوسرے کو لیں تو یہ تمہارے دین میں ظلم ہے، لہذا تم اس چیز کا تقاضا کیوں کرتے ہو جس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ ظلم ہے۔“ (2)

فَلَبَّاسْتَأْيِسُّوْا مِنْهُ خَاصُّوْا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنْ
اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْتِقًا مِّنْ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ
فِيْ يُّوسُفَ ۚ فَلَنْ اُبْرِحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَّاْذَنَ لِيْ اَبِيْٓ اَوْ يُحْكَمَ اللّٰهُ لِيْ
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰

1.....تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیة: ۷۸، ۶/۴۹۱، جلالین، یوسف، تحت الآیة: ۷۸، ص ۱۹۶، ملقطاً.

2.....مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۷۹، ص ۵۴۰.

توجہ کنز الایمان: پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے ان کا بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لے لیا تھا اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ مجھے اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے اور اس کا حکم سب سے بہتر۔

توجہ کنز العرفان: پھر جب وہ بھائی اس سے مایوس ہو گئے تو ایک طرف جا کر سرگوشی میں مشورہ کرنے لگے۔ ان میں بڑا بھائی کہنے لگا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا اور اس سے پہلے تم یوسف کے حق میں کوتاہی کر چکے ہو تو میں تو یہاں سے ہرگز نہ ہٹوں گا جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیدیں یا اللہ مجھے کوئی حکم فرمادے اور وہ سب سے بہتر حکم دینے والا ہے۔

﴿قَلَمَّا اسْتَأْيَسُوا مَنَّهُ: پھر جب وہ بھائی اس سے مایوس ہو گئے۔﴾ یعنی جب وہ بھائی حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی طرف سے مایوس ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بنیامین واپس نہیں ملیں گے تو سب بھائی لوگوں سے ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب اپنے والد صاحب کے پاس کیا منہ لے کر جائیں گے اور اپنے بھائی بنیامین کے بارے میں کیا کہیں گے۔ ان میں سے علم و عقل یا عمر میں جو بھائی بڑا تھا وہ کہنے لگا ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے تم سے اللہ تعالیٰ کا عہد لیا تھا کہ تم اپنے بھائی کو واپس لے کر جاؤ گے اور اس سے پہلے تم نے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے معاملے میں کوتاہی کی اور اپنے والد سے کئے ہوئے عہد کی پاسداری بھی نہ کی۔ میں تو مصر کی سرزمین سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ ہی اس صورت حال میں مصر چھوڑوں گا یہاں تک میرے والد مجھے مصر کی سرزمین چھوڑنے کی اجازت دے دیں اور مجھے اپنے پاس بلا لیں یا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو خلاصی دے کر یا اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلنے کا مجھے کوئی حکم فرمادے اور وہ سب سے بہتر حکم دینے والا ہے۔“ (۱)

اِرْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا
بِمَا عَلَيْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ﴿۸۱﴾ وَسَلِّ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا

1.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۰، ۳۷/۳، مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۸۰، ص ۵۴۱، ملقطاً.

وَالْعَيْرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے۔ اور اس ہستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: تم اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو: اے ہمارے باپ! بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم اتنی ہی بات کے گواہ ہیں جتنی ہمیں معلوم ہے اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے۔ اور اس شہر والوں سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے (معلوم کر لیں) جس میں ہم واپس آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں۔

﴿إِنَّمَا جَعَلْنَا آلِي إِبْرَاهِيمَ﴾ تم اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ۔ ﴿جس بھائی نے مصر میں ہی ٹھہرنے کا عزم کیا تھا اس نے بقیہ بھائیوں سے کہا کہ تم اپنے والد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لوٹ کر جاؤ اور ان سے عرض کرو: اے ہمارے باپ! بیشک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کی طرف چوری کی نسبت کی گئی اور ہم اتنی ہی بات کے گواہ ہیں جتنی ہمیں معلوم ہے کہ یہاں ان کے کجاوے میں سے نکلا اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے اور ہمیں خبر نہ تھی کہ یہ صورت پیش آئے گی، حقیقت حال اللہ عزوجل ہی جانے کہ کیا ہے اور یہاں کس طرح بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔^(۱)

﴿وَسَأَلِ الْقُرْيَةَ﴾ اور شہر والوں سے پوچھ لیجئے۔ ﴿بھائیوں کو یہ باتیں والد صاحب سے کہنے کا حکم دینے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ان بھائیوں پر سے تہمت اچھی طرح زائل ہو جائے کیونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں یہ تہمت کا سامنا کر چکے تھے۔ پھر یہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس آئے اور سفر میں جو کچھ پیش آیا تھا اس کی خبر دی اور بڑے بھائی نے جو کچھ بتا دیا تھا وہ سب والد صاحب سے عرض کر دیا۔^(۲)

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً ۖ فَصَبْرٌ جَبِيلٌ ۗ عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي

①.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۱، ۳۷/۳-۳۸، مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۸۱، ص ۵۴۱، ملتنقطاً.

②.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۲، ۳۸/۳.

بِهِمْ جَبِيحًا ۱۲ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۱۳

ترجمہ کنزالایمان: کہا تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے بیشک وہی علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یعقوب نے فرمایا: بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے کچھ حیلہ بنا دیا ہے تو عمدہ صبر ہے۔ عنقریب اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا بیشک وہی علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چوری کی نسبت بنیامین کی طرف غلط ہے اور چوری کی سزا غلام بنانا، یہ بھی کوئی کیا جانے اگر تم فتویٰ نہ دیتے اور تم نہ بتاتے، تمہارے نفس نے تمہارے لئے کچھ حیلہ بنا دیا ہے تو اب بھی میرا عمل عمدہ صبر ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان کے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لے آئے گا۔ بیشک وہی میرے افسوس اور غم کی حالت کو جانتا ہے اور اس نے کسی حکمت کی وجہ سے ہی مجھے اس میں مبتلا کیا ہے۔^(۱)

وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسْفَىٰ عَلَىٰ يَؤُسْفَىٰ وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ
كَظِيمٍ ۱۴ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ يَؤُسْفَىٰ حَتَّىٰ تَكُوْنَ حَرَضًا وَّ

تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اور ان سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا۔ بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے گزر جائیں۔

۱.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۸۳، ۴/۴-۳۰۵-۳۰۴.

ترجمہ کنز العرفان: اور یعقوب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر اور یعقوب کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ (اپنا) غم برداشت کرتے رہے۔ بھائیوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ مرنے کے قریب ہو جائیں گے یا فوت ہی ہو جائیں گے۔

﴿وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ﴾ اور یعقوب نے ان سے منہ پھیرا۔ یعنی حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنیامین کی خبر سن کر اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حزن و ملال انتہا کو پہنچ گیا، جب بیٹوں سے منہ پھیرا تو فرمایا ”ہائے افسوس! یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی پر۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ کی سیاہی کارنگ جاتا رہا اور بینائی کمزور ہو گئی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام 80 برس روتے رہے۔^(۱)

یاد رہے کہ عزیزوں کے غم میں رونا اگر تکلیف اور نمائش سے نہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت و بے صبری کا مظاہرہ نہ ہو تو یہ رحمت ہے، اُن غم کے دنوں میں حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک پر کبھی کوئی بے صبری کا کلمہ نہ آیا تھا۔

﴿قَالُوا: بھائیوں نے کہا۔﴾ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے اپنے والد محترم سے کہا ”اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرتے رہیں گے اور ان سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کم نہ ہوگی یہاں تک کہ شدت غم کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرنے کے قریب ہو جائیں گے یا فوت ہی ہو جائیں گے۔^(۲)

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

1.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۸۴، ۳/۳۹.

2.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۸۵، ۳/۳۹.

توجہ کنز العرفان: یعقوب نے کہا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

﴿قَالَ: يَعْقُوبُ نَعَىٰ﴾ حضرت یعقوب عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بیٹوں کی بات سن کر ان سے کہا ”میری پریشانی اور غم کم ہو یا زیادہ، میں اس کی فریاد تم سے یا اور کسی سے نہیں بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی سے کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور احسان سے مجھے وہاں سے آسانی عطا کرے گا جہاں سے میرا گمان بھی نہ ہوگا۔ حضرت یعقوب عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے اس فرمان ”میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں“ سے معلوم ہوا کہ غم اور پریشانی میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا صبر کے خلاف نہیں، ہاں بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنا یا لوگوں سے شکوے کرنا بے صبری ہے۔ نیز آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے اس فرمان ”اور میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے“ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جانتے تھے کہ حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع ہے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کا خواب حق ہے اور ضرور واقع ہوگا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت یعقوب عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے حضرت ملک الموت عَلَیْهِ السَّلَامُ سے دریافت کیا کہ تم نے میرے بیٹے یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اس سے بھی آپ کو ان کی زندگانی کا اطمینان ہو اور آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا۔^(۱)

لِبَنِيَّ أَذْهَبُوا فَحَسَسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ ط

إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۷﴾

توجہ کنز الایمان: اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

توجہ کنز العرفان: اے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک

①.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۶، ۳/۴۰-۴۱، ملخصاً.

اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

﴿يٰٓيٰسَىٰ: اے بیٹو!﴾ یعنی اے میرے بیٹو! تم مصر کی طرف جاؤ اور حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور ان کے بھائی بنیامین کو تلاش کرو۔ بیٹوں نے کہا ”ہم بنیامین کے معاملے میں کوشش کرنا تو نہیں چھوڑیں گے البتہ حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ چونکہ اب زندہ نہیں اس لئے ہم انہیں تلاش نہیں کریں گے۔ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو نہیں جانتے اور مومن چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو جانتا ہے اس لئے وہ تنگی آسانی، غمی خوشی کسی بھی حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ (1)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی میں پے در پے آنے والی مصیبتوں، مشکلوں اور دشواریوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ حقیقی طور پر دنیا و آخرت کی تمام مشکلات کو دور کرنے والا اور تنگی کے بعد آسانیاں عطا کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا وَأَهْلْنَا الضَّرُّ وَجُنَابِضَاعَةٍ
مُزْجِةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا ماپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ہوئی ہے اور ہم حقیر سا سرمایہ لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا ماپ دیدیجئے اور ہم پر کچھ خیرات بھی کیجئے، بیشک اللہ خیرات دینے والوں کو صلہ دیتا ہے۔

1.....روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۸۷، ۳۰۹/۴، ملخصاً.

﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ﴾: پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے۔ ﴿حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا حکم سن کر حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بھائی پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تنگی، بھوک کی سختی اور جسموں کے دبلا ہو جانے کی وجہ سے مصیبت پہنچی ہوئی ہے، ہم حقیر سا سرمایہ لے کر آئے ہیں جسے کوئی سوداگرا اپنے مال کی قیمت میں قبول نہ کرے۔ وہ سرمایا چند کھوٹے درہم اور گھر کی اشیاء میں سے چند پرانی بوسیدہ چیزیں تھیں، آپ ہمیں پورا ناپ دید دیجئے جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے اور یہ ناقص پونجی قبول کر کے ہم پر کچھ خیرات کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو صلہ دیتا ہے۔^(۱)

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یوسف نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب تم نادان تھے۔

﴿قَالَ﴾: یوسف نے فرمایا۔ ﴿بھائیوں کا یہ حال سن کر حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پر گریہ طاری ہو گیا اور مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کیا حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد صاحب سے جدا کرنا اور ان کے بعد ان کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو تبسم آ گیا اور انہوں نے آپ کے گوہر دندان کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمالِ یوسفی کی شان ہے۔^(۲)

قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ

عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَشِئْ وَيَصْرِفْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۷﴾

قَالُوا اتَّاللَّهُ لَقَدْ أَشْرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَطِيئِينَ ﴿۱۸﴾

①.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۸، ۴۱/۳، مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۸۸، ص ۵۴۳، ملقطاً.

②.....مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۸۹، ص ۵۴۳، خازن، یوسف، تحت الآیة: ۸۹-۹۰، ۴۲/۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا۔ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطا وار تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ فرمایا: میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ بیشک اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ بیشک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم خطا کار تھے۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا ”کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”ہاں، میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا، ہمیں جدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملایا اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بے شک جو گناہوں سے بچے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کی بجا آوری کرے، اپنے نفس کو ہر اس بات یا عمل سے روک کر رکھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا ثواب اور اس کی اطاعت گزاروں کی جزا ضائع نہیں کرتا۔ (1)

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ”خدا کی قسم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب فرمایا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر علم، عقل، صبر، حلم اور بادشاہت میں فضیلت دی، بے شک ہم خطا کار تھے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی، بادشاہ بنایا اور ہمیں مسکین بنا کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے لایا۔ (2)

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

①.....تفسیر طبری، یوسف، تحت الآیة: ۹۰، ۲۹۰/۷، ملخصاً.

②.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۹۱، ۴۳/۳، مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۹۱، ص ۵۴۳، ملتنقطاً.

توجہ کنز العرفان: فرمایا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آج اگرچہ ملامت کرنے کا دن ہے، لیکن میری جانب سے تم پر آج اور آئندہ کوئی ملامت نہ ہوگی، پھر بھائیوں سے جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان کی بخشش کے لئے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔^(۱)

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہنے کا حکم

آج کل لوگ باہمی دھوکہ دہی میں مثال کیلئے برادرانِ یوسف کا لفظ بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ برادرانِ یوسف کا ادب و احترام کرنے کا حکم ہے اور ان کی توہین سخت ممنوع و ناجائز ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام حمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”ان کی نسبت کلماتِ ناشائستہ لانا بہر حال حرام ہے، ایک قول ان کی نبوت کا ہے۔۔۔ اور ظاہر قرآن عظیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: قَالَ تَعَالَى

(اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) تم کہو: ہم اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو باقی انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ایمان لانے میں ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں۔ (ت)

قَوْلُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ آبَائِهِمْ وَإِسْلَعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْإِسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ^(۲)

اسباط یہی ابنائے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اس تقدیر پر تو ان کی توہین کفر ہوگی ورنہ اس قدر میں شک نہیں کہ وہ اولیائے کرام سے ہیں اور جو کچھ ان سے واقع ہوا اپنے باپ کے ساتھ محبتِ شدیدہ کی غیرت سے تھا پھر وہ بھی رب العزت نے معاف کر دیا۔ اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود غفور فرمایا

①.....مدارك، يوسف، تحت الآية: ۹۲، ص ۵۴۳.

②.....بقرہ: ۱۳۶.

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ طِيعُوا اللَّهَ لَكُمْ
وَهُوَ أَسْحَمُ الرَّحِيْمِ

اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ مَرَّاتٍ ۱ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ

فرمایا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ
سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (ت)

عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں
گا، بیشک وہی بخشنے والا، مہربان ہے۔ (ت)

بہر حال ان کی توہین سخت حرام ہے اور باعثِ غضبِ ذوالجلال والا کرام ہے، رب عزوجل نے کوئی کلمہ ان کی
ذمت کا نہ فرمایا دوسرے کو کیا حق ہے، مناسب ہے کہ توہین کرنے والا تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کرے کہ جب ان کی
نبوت میں اختلاف ہے اُس کے کفر میں اختلاف ہوگا اور کفر اختلافی کا یہی حکم ہے۔^(۱)

اِذْهَبُوا بِقِيصِي هَذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وِجْهِ اَبِيْ يٰتِ بَصِيْرًا ۚ وَاتُّوْنِي
بِاهْلِكُمْ اَجْعِيْنَ ۙ

ترجمہ کنز الایمان: میرا یہ کرتالے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب
گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

ترجمہ کنز العرفان: میرا یہ کرتالے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دینا وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے اور اپنے
سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

﴿ اِذْهَبُوا بِقِيصِي هَذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وِجْهِ اَبِيْ يٰتِ بَصِيْرًا ۚ وَاتُّوْنِي بِاهْلِكُمْ اَجْعِيْنَ ۙ ﴾
اپنے والد ماجد کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا ”آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی کے غم میں روتے روتے اُن کی بیٹائی
بحال نہیں رہی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میرا یہ کرتالے جاؤ جو میرے والد ماجد نے تعویذ بنا کر میرے

①..... فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، ۱۶۳/۱۱۵-۱۶۵۔

گلے میں ڈال دیا تھا اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دینا وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ تاکہ جس طرح وہ میری موت کی خبر سن کر غمزدہ ہوئے اسی طرح میری بادشاہت کا نظارہ کر کے خوش ہو جائیں۔^(۱)

بزرگوں کے تبرکات بھی دافع بلا، مشکل کشا ہوتے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات اور ان کے مبارک جسموں سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا، دافع بلا اور مشکل کشا ہوتی ہیں۔ قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی مبارک زندگی کا مطالعہ کریں تو ایسے واقعات بکثرت مل جائیں گے جن میں بزرگانِ دین کے مبارک جسموں سے مس ہونے والی چیزوں میں شفا کا بیان ہو۔ سر دست 2 واقعات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(1)..... حضرت اُمّ جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”میں نے حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے قربانی کے دن بطنِ وادی کی جانب سے حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی، جب آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رمی سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو خَنْعَمُ قبیلہ کی ایک خاتون گود میں بچہ اٹھائے ہوئے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ”یا رسولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میرے گھرانے میں ایک ہی بچہ باقی رہ گیا ہے اور اس پر بھی کچھ اثر ہے جس کی وجہ سے یہ بولتا نہیں۔ یہ سن کر حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تھوڑا سا پانی لاؤ۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے پانی پیش کر دیا، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس پانی سے دونوں ہاتھوں کو دھویا، منہ میں پانی لے کر کھلی کی اور اس عورت سے فرمایا ”یہ پانی اس بچے کو پلا دیا کرو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے شفا طلب کرو۔ حضرت اُمّ جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”میں نے اس عورت سے ملاقات کی اور اس سے کہا ”تھوڑا سا پانی مجھے بھی دے دو۔ اس عورت نے جواب دیا ”یہ پانی بچے کے صحت کے لئے ہے اس لئے میں نہیں دے سکتی۔ حضرت ام جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”دوسرے سال جب اس عورت سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے جواب دیا ”وہ بچہ بہت تندرست، ذہین اور عقل مند ہو گیا ہے۔“⁽²⁾

①..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۹۳، ص ۵۴۴، ملخصاً.

②..... ابن ماجه، كتاب الطب، باب النشرة، ۱۲۹/۴، الحديث: ۳۵۳۲.

(2)..... اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اِمِّ سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس حضور انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چند موئے مبارک تھے جنہیں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے چاندی کی ایک ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا۔ لوگ جب بیمار ہوتے تو وہ ان کیسوؤں سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا طلب کرتے، تا جدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے کیسوؤں کو پانی کے پیالے میں رکھ کر وہ پانی پی جاتے تو انہیں شفا مل جاتا کرتی۔ (1)

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَيْرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ
تُقَدِّدُونَ ﴿٩٣﴾ قَالُوا تاللهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا۔ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رنگی میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب قافلہ وہاں سے جدا ہوا تو ان کے باپ نے فرمایا: بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ اگر تم مجھے کم سمجھ نہ کہو۔ بیٹوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ اپنی اسی پرانی محبت میں گم ہیں۔

﴿وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَيْرُ﴾ اور جب قافلہ وہاں سے جدا ہوا۔ ﴿لَعْنَةُ﴾ یعنی جب قافلہ مصر کی سر زمین سے نکلا اور کنعان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں یا پوتوں اور پاس والوں سے فرمایا ”بیشک میں یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تمہیں سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔ اگر تم مجھے کم سمجھ نہ کہو تو تم ضرور میری بات کی تصدیق کرو گے۔ (2) ﴿قَالُوا﴾ بیٹوں نے کہا۔ ﴿لَعْنَةُ﴾ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی بات سن کر حاضرین نے ان سے کہا ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! آپ اپنی اسی پرانی شدید محبت میں گم ہیں جس کی وجہ سے ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ملنے کی امید لگی ہوئی ہے۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کہاں زندہ ہوں گے اُن کی تو وفات بھی ہو چکی ہوگی۔ (3)

1..... عمدة القاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، ۹۴/۱۵، تحت الحدیث: ۵۸۹۶.

2..... جلالین مع صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۹۴، ۹۷۹/۳، مدارک، یوسف، تحت الآیة: ۹۴، ص ۵۴۴ ملتقطاً.

3..... جلالین مع صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۹۵، ۹۸۰/۳، ابو سعود، یوسف، تحت الآیة: ۹۵، ۱۳۸/۳، ملتقطاً.

فَلَبَّأَ أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْفَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ أَلَمْ
أَقُلْ لَكُمْ إِنَّيَ إِنِّي آتِيكُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرنا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر
آئیں کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا تو اس نے وہ کرنا یعقوب کے منہ پر ڈال دیا، اسی وقت وہ دیکھنے
والے ہو گئے۔ یعقوب نے فرمایا: میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

﴿فَلَبَّأَ أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ﴾: پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا۔ ﴿جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ خوشخبری سنانے والے حضرت
یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی یہودا تھے۔ یہودا نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس خون آلودہ
قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا، میں نے ہی کہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیڑ یا کھا گیا، میں نے ہی انہیں
غمگین کیا تھا اس لئے آج گرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگانی کی فرحت انگیز
خبر بھی میں ہی سناؤں گا۔ چنانچہ یہودا برہنہ سرا اور برہنہ پا کرتا لے کر 80 فرسنگ (یعنی 240 میل) دوڑتے آئے، راستے
میں کھانے کے لئے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فرط شوق کا یہ عالم تھا کہ ان کو بھی راستے میں کھا کر تمام نہ کر سکے۔
الغرض یہودا نے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر ڈالی تو
اسی وقت ان کی آنکھیں درست ہو گئیں اور کمزوری کے بعد قوت اور غم کے بعد خوشی لوٹ آئی، پھر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا: میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ حضرت
یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں ملا دے گا۔ (1)

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ

1..... تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیة: ۹۶، ۵۰۸/۶، جمل مع جلالین، یوسف، تحت الآیة: ۹۶، ۸۰/۴، ملقطاً.

أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگنے بے شک ہم خطاوار ہیں۔ کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیٹوں نے کہا: اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی معافی مانگنے، بیشک ہم خطا کار ہیں۔ فرمایا: غمغریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا، بیشک وہی بخشنے والا، مہربان ہے۔

﴿قَالُوا: بیٹوں نے کہا۔﴾ یعنی جب حق بات ظاہر اور واضح ہوگئی تو بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کی ”اے ہمارے باپ! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے رب عزوجل سے ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بے شک ہم خطا کار ہیں۔“^(۱)

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں کے لئے دعا اور استغفار کو سحری کے وقت تک مؤخر فرمایا کیونکہ یہ وقت دعا کے لئے سب سے بہترین ہے اور یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، چنانچہ جب سحری کا وقت ہوا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحبزادوں کے لئے دعا کی، دعا قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں کی خطا بخش دی گئی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد ماجد کو اور ان کے اہل واولاد کو بلانے کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ 200 سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا، حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے اہل خانہ کو جمع کیا جو کل مرد و عورت 72 یا 73 افراد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ان سے صرف 400 سال بعد کا ہے، الحاصل جب حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کے بادشاہ اعظم کو اپنے والد ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ

1.....صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۹۷، ۹۸۰/۳۔

لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لئے صد ہاریشمی پھریرے اڑاتے اور قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ صحرا زرق برق سواروں سے پُر ہو رہا ہے تو فرمایا ”اے یہودا! کیا یہ فرعون مصر ہے جس کا لشکر اس شان و شوکت سے آ رہا ہے؟ یہودا نے عرض کی ”نہیں، یہ حضور کے فرزند حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متعجب دیکھ کر عرض کیا ”ہوا کی طرف نظر فرمائیے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی میں شرکت کے لئے فرشتے حاضر ہوئے ہیں جو کہ مدتوں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم کی وجہ سے روتے رہے ہیں۔ فرشتوں کی تسبیح، گھوڑوں کے ہنہانے اور طبل و بگل کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محرم کی دسویں تاریخ تھی، جب دونوں حضرات یعنی حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قریب ہوئے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقف کیجئے اور والد صاحب کو پہلے سلام کا موقع دیجئے، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذْهَبَ الْأَحْزَانِ“ یعنی اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے سلام! اور دونوں صاحبوں نے اتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے، پھر اس مزین رہائش گاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کے لئے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی گئی تھی۔^(۱) یہ داخل ہونا حد و مصر میں تھا اس کے بعد دوسری بار داخل ہونا خاص شہر میں ہے جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْى إِلَيْهِ أَبُوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ

إِنْ شَاءَ اللَّهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو اللہ چاہے تو امان کے ساتھ۔

①.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۹۸، ۴۴/۳-۴۵، جمل مع جلالین، یوسف، تحت الآیة: ۹۸-۹۹، ۴/۸۰-۸۱، ملتقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا: تم مصر میں داخل ہو جاؤ، اگر اللہ نے چاہا (تو) امن و امان کے ساتھ۔

﴿اٰمٰی اَلَيْهٖ اَبُو يٰهٖ﴾: اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔ ﴿﴾ ماں سے مراد خالہ ہے، (1) اور اس کے علاوہ بھی مفسرین کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں۔

﴿اٰدُخُلُوْا مِصْرَ﴾: تم مصر میں داخل ہو جاؤ۔ ﴿﴾ یہاں داخل ہونے سے خاص شہر میں داخل ہونا مراد ہے یعنی شہر مصر میں داخل ہو جاؤ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر ناپسندیدہ چیز سے امن و امان کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (2)

وَرَفَعَ اَبُو يٰهٖ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يَا بَتِ هٰذَا تَاوِيْلُ
رَاٰى يٰاَمِيْ مِنْ قَبْلُ ۚ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۗ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْ اِذْ اَخْرَجْتَنِيْ
مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَعَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
اٰخُوْتِيْ ۗ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کے لیے سجدے میں گرے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لیے سجدے میں گر گئے اور یوسف نے کہا: اے میرے باپ! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے، بیشک اسے میرے رب نے سچا کر دیا اور بیشک اس نے مجھ پر

1..... خازن، یوسف، تحت الآیة: ۹۹، ۴۵/۳.

2..... جلالین مع صاوی، یوسف، تحت الآیة: ۹۹، ۹۸۱/۳، ملخصاً.

احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کروادی تھی۔ بیشک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے، بیشک وہی علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ﴾ اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا۔ ﴿﴾ جب حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور دربارِ شاہی میں اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے والدین کو بھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا، اس کے بعد والدین اور سب بھائیوں نے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ تعظیم اور عاجزی کے اظہار کے طور تھا اور اُن کی شریعت میں جائز تھا جیسے ہماری شریعت میں کسی عظمت والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا، مصافحہ کرنا اور دست بوسی کرنا جائز ہے۔^(۱)

یاد رہے کہ سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدہ تعظیمی بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 22 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَارِسَالَهُ الْزُبْدَةُ الزَّكِيَّةُ فِي تَحْرِيمِ سُجُودِ التَّنَجِيَّةِ “ (غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیمی حرام ہونے کا بیان) مطالعہ کیجئے۔

﴿وَقَالَ﴾ اور یوسف نے کہا۔ ﴿﴾ حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے جب انہیں سجدہ کرتے دیکھا تو فرمایا: اے میرے باپ! یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔ بیشک وہ خواب میرے رب عَزَّ وَجَلَّ نے بیداری کی حالت میں سچا کر دیا اور بیشک اس نے قید سے نکال کر مجھ پر احسان کیا۔ اس موقع پر حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے کنوئیں کا ذکر نہ کیا تاکہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو۔ مزید فرمایا کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں حسد کی وجہ سے ناچاقی کروادی تھی تو اس کے بعد میرا رب عَزَّ وَجَلَّ آپ سب کو گاؤں سے لے آیا۔ بیشک میرا رب عَزَّ وَجَلَّ جس بات کو چاہے آسان کر دے، بیشک وہی اپنے تمام بندوں کی ضروریات کو جاننے والا اور اپنے ہر کام میں حکمت والا ہے۔

حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی وفات

تاریخ بیان کرنے والے علمائے ماتے ہیں کہ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اپنے فرزند حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس مصر میں چوبیس سال بہترین عیش و آرام میں اور خوش حالی کے ساتھ رہے، جب وفات کا وقت

1..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۰۰، ص ۵۴۵.

قریب آیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصیت کی کہ آپ کا جنازہ ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے۔ اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور وفات کے بعد ساج کی لکڑی کے تابوت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد اطہر شام میں لایا گیا، اسی وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی عمیس کی وفات ہوئی، آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر 147 (یا 145) سال تھی۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔^(۱)

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ
فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَابِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي
مُسْلِمًا وَالْحَقِّي بِالصَّالِحِينَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے رب! بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے خوابوں کی تعبیر نکالنا سکھایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہے، مجھے اسلام کی حالت میں موت عطا فرما اور مجھے اپنے قرب کے لائق بندوں کے ساتھ شامل فرما۔

﴿رَبِّ: اے میرے رب!﴾ اس آیت میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اسلام کی حالت میں موت عطا ہونے کی دعا مانگی، ان کی یہ دعا دراصل امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ حسنِ خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں۔

1.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۱۰۰، ۱/۳-۴۶-۴۷.

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور تدفین

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد ماجد کے بعد 23 سال زندہ رہے، اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقامِ دفن کے بارے میں اہل مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصولِ برکت کے لئے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مُصر تھے، آخر یہ رائے طے پائی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر سے چھوٹا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہل مصر فیض یاب ہوں چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنگِ رخام یا سنگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہیں رہے یہاں تک کہ 400 برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آباء کے کرامِ عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس ملکِ شام میں دفن کیا۔^(۱)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَنْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ سازش کر رہے تھے۔

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ﴾: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ﴾، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو واقعات ذکر کئے گئے یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو کہ وحی نازل ہونے سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کو معلوم نہ تھیں کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اس وقت حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنوئیں میں ڈالنے

①.....ملدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۰۱، ص ۵۴۶، خازن، يوسف، تحت الآية: ۱۰۱، ۴۷/۳، ملنقطاً.

کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے بارے میں سازش کر رہے تھے، اس کے باوجود اے انبیاء کے سردار! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا نبی خیر اور معجزہ ہے۔^(۱)

وَمَا أَكْثَرَ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَمَا سَأَلْتَهُمْ عَلَيْهِ مِنْ
أَجْرٍ ۖ إِنَّهُ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے۔ اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آپ کو کتنی ہی خواہش ہو۔ اور آپ اس (تبلیغ) پر ان سے کوئی اجرت نہیں مانگتے۔ یہ تو سارے جہان کیلئے صرف نصیحت ہے۔

﴿ أَكْثَرَ النَّاسِ: اکثر لوگ۔ ﴾ یہودیوں اور کفارِ قریش نے سردارِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا قصہ دریافت کیا تھا، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسی طرح حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا قصہ ان کے سامنے بیان کر دیا جیسا تو رات میں لکھا تھا تو بھی وہ ایمان نہ لائے، ان کے ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آپ کو ان کے ایمان کی کتنی ہی خواہش ہو۔^(۲)

وَكَآيِنٍ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا
مُعْرِضُونَ ﴿۱۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ﴿۱۶﴾

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۱۰۲، ۴۷/۳-۴۸، مدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۰۲، ص ۴۶-۵۴۷، ملقطاً.

②.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۱۰۳، ۴۸/۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین میں کتنی نشانیاں ہیں جن کے پاس سے گزر جاتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور ان میں اکثر وہ ہیں جو اللہ پر یقین نہیں کرتے مگر شرک کرتے ہوئے۔

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَاتٍ﴾ اور کتنی نشانیاں ہیں۔ ﴿آسمانی نشانیوں سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی قوت و قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں یعنی آسمان کا وجود، سورج، چاند اور ستارے ہیں اور زمینی نشانیوں سے ہلاک شدہ امتوں کے آثار مراد ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، ان لوگوں کے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے منہ موڑنے پر آپ تعجب نہ کریں کیونکہ ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان سے منہ پھیر لینا اور غور و فکر کر کے عبرت حاصل نہ کرنا زیادہ عجیب ہے۔^(۱)

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ﴾ اور ان میں اکثر وہ ہیں جو اللہ پر یقین نہیں کرتے۔ ﴿جہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خالق اور رازق ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود بت پرستی کر کے غیروں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کا شریک کرتے تھے۔^(۲)

أَفَأَمُّوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آ کر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک آ جائے اور انہیں خبر نہ ہو۔

①..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۰۵، ص ۵۴۷، صاوی، يوسف، تحت الآية: ۱۰۵، ۹۸۴/۳، ملتقطاً.

②..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۰۶، ص ۵۴۷.

ترجمہ کنز العرفان: کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر اللہ کے عذاب سے چھا جانے والی مصیبت آجائے یا ان پر اچانک قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

﴿أَفَأَمَّنُوا﴾: کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے میں مصروف ہیں کیا انہیں اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہو جائے جو مکمل طور پر انہیں اپنی گرفت میں لے لے یا اسی شرک اور کفر کی حالت میں اچانک ان پر قیامت آجائے اور اللہ تعالیٰ دائمی عذاب کے لئے انہیں دوزخ میں ڈال دے۔^(۱)

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ط
وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میری پیروی کرنے والے کامل بصیرت پر ہیں اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں ہوں۔

﴿قُلْ﴾: تم فرماؤ۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان مشرکین سے فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور دین اسلام کی دعوت دینا یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ عزوجل کی توحید اور اس پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میری پیروی کرنے والے کامل یقین اور معرفت پر ہیں۔

صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ كِي فَضِيلَت

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور ان کے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ احسن راستے اور افضل ہدایت پر ہیں، یہ علم کے معدن، ایمان کے خزانے اور رحمن

①.....تفسیر طبری، یوسف، تحت الآیة: ١٠٧، ٣١٤/٧.

کے لشکر ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں، گزرے ہوئے حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہیں، ان کے دل اُمت میں سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے گہرے، تکلف میں سب سے کم ہیں، وہ ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی صحبت اور اُن کے دین کی اشاعت کے لئے چن لیا۔ (1)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى ۖ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب شہروں کے رہنے والے مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو کیا یہ لوگ زمین پر نہیں چلے تا کہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور بیشک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا﴾: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل مکہ نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نبی کیوں نہ بنا کر بھیجا، اس آیت میں انہیں جواب دیا گیا کہ وہ رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے انسان ہونے پر حیران کیوں ہیں حالانکہ ان سے پہلے جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف

1.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۱۰۸، ۳/۴۸-۴۹.

لائے سب ان کی طرح انسان اور مرد ہی تھے، کسی فرشتے، جن، عورت اور دیہات میں رہنے والے کو نبوت کا منصب نہیں دیا گیا۔ کیا یہ جھٹلانے والے مشرکین زمین پر نہیں چلے تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلایا تھا انہیں کس طرح ہلاک کر دیا گیا اور بے شک آخرت کا گھر یعنی جنت پر ہمیں گاروں کے لئے دنیا سے بہتر ہے تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے تاکہ ایمان قبول کر سکو۔^(۱)

حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْيَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرًا مِّنَ اللَّهِ فَمَن مِّن شَيْءٍ ط وَلَا يَرُدُّ بَأْسًا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا۔

ترجمہ کنز العرفان: یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا ہے تو اس وقت ہماری مدد آگئی تو جسے ہم نے چاہا اسے بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرموں سے پھیرا نہیں جاتا۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْيَسَ الرُّسُلُ﴾: یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی۔ یعنی لوگوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں تاخیر ہونے اور عیش و آسائش کے دیر تک رہنے پر مغرور نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی اُمتوں کو بھی بہت مہلتیں دی جا چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور ظاہری اسباب کے اعتبار سے رسولوں کو اپنی قوموں پر دنیا میں ظاہری عذاب آنے کی امید نہ رہی تو قوموں نے گمان کیا کہ رسولوں نے انہیں جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں تو اس وقت اچانک انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے ہماری مدد آگئی اور ہم نے اپنے بندوں میں سے اطاعت کرنے والے ایمانداروں کو بچا لیا اور مجرمین اس عذاب میں مبتلا ہو گئے۔^(۲)

①.....صاوی، یوسف، تحت الآية: ۱۰۹، ۹۸۵/۳، حازن، یوسف، تحت الآية: ۱۰۹، ۴۹/۳، ملقطاً.

②.....ابو سعود، یوسف، تحت الآية: ۱۰۹، ۴۲/۳-۱۴۳-۱، مدارک، یوسف، تحت الآية: ۱۰۹، ص ۵۴۸، ملقطاً.

لَقَدْ كَانَ فِي قَصصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا
يُفْتَرَىٰ وَلَكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ ۗ
وَهُدًى وَمَرَحَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے
سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ان رسولوں کی خبروں میں عقل مندوں کیلئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) کوئی ایسی بات نہیں جو
خود بنالی جائے لیکن (یہ قرآن) ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے تھیں اور یہ ہر چیز کا مفصل بیان اور
مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصصِهِمْ﴾: بیشک ان رسولوں کی خبروں میں۔ یعنی بے شک انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی اور ان کی قوموں
کی خبروں میں عقل مندوں کیلئے عبرت ہے جیسے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج نکلتے
ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت و کرامت ہے اور ایذا رسانی و بدخواہی کا انجام ندامت ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ
رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے۔ بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے، رحمت الہی دست گیری کرے تو کسی
کی بدخواہی کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد قرآن پاک کے بارے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ قرآن کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے کسی
انسان نے اپنی طرف سے بنالیا ہو کیونکہ اس کا عاجز کردینے والا ہونا اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کو قطعی طور پر
ثابت کرتا ہے البتہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتابوں تو ریت اور انجیل کی تصدیق کرنے والا ہے اور قرآن میں حلال، حرام،
حدود و تعزیرات، واقعات، نصیحتوں اور مثالوں وغیرہ ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے
کیونکہ وہی اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ (۱)

①.....ملدارك، يوسف، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۵۴۸، خازن، يوسف، تحت الآية: ۱۱۱، ۵۰/۳-۵۱، ملقطاً.

سُورَةُ الرَّعْدِ

سورہ رعد کا تعارف

مقام نزول

سورہ رعد مکہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے ایک روایت یہ ہے کہ ان دو آیتوں
 ”لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا أُصِيبُهُمْ“ اور ”وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَلَسْتُمْ مُرْسَلًا“ کے سوا اس سورت کی سب آیتیں
 مکی ہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورت مدنی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس میں 6 رکوع، 43 آیتیں اور 855 کلمے اور 3506 حروف ہیں۔^(۲)

”رعد“ نام رکھنے کی وجہ

رعد، بادلوں سے پیدا ہونے والی گرج کو کہتے ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک بادل پر مورا ایک فرشتے کا نام
 رعد ہے، اور اس سورت کا یہ نام آیت نمبر 13 میں مذکور لفظ ”الرَّعْدُ“ کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

سورہ رعد کی فضیلت

حضرت جابر بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”جب کسی انسان کی موت کا وقت قریب آجائے تو مستحب
 یہ ہے کہ اس کے پاس سورہ رعد پڑھی جائے کیونکہ یہ مرنے والے کیلئے آسانی کا اور اس کی روح قبض ہونے میں تخفیف
 کا سبب ہوگی۔“^(۳)

سورہ رعد کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن اعمال کی جزاء ملنے کو ثابت کیا گیا

①.....خازن، تفسیر سورة الرعد، ۵۱/۳۔

②.....خازن، تفسیر سورة الرعد، ۵۱/۳۔

③.....در منثور، سورة الرعد، ۵۹۹/۴۔

ہے، چنانچہ اس سورت کی ابتداء میں آسمانوں اور زمین، سورج اور چاند، رات اور دن، پہاڑ اور دریا، کھیتی اور مختلف ذائقوں، خوشبوؤں اور رنگوں والے پھلوں کی پیدائش کے ذریعے تخلیق اور ایجاد میں، زندگی اور موت دینے میں، نفع اور ضرر پہچانے میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی، اس کی قدرت، مرنے کے بعد مخلوق کو دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے پر دلائل دیئے گئے ہیں، اسی طرح اس سورت میں مشرکین کے شبہات کا رد بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں

- (1)..... اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کی حفاظت کے لئے فرشتوں کے موجود ہونے کی خبر دی گئی۔
- (2)..... حق اور باطل میں نیز بندگانِ خدا اور بتوں کے پجاریوں میں ایک مثال کے ذریعے فرق بیان کیا گیا۔
- (3)..... نماز ادا کرنے والے اور صبر کرنے والے سعادت مند متقی لوگوں کے حال کو دیکھنے والے سے تشبیہ دی گئی ہے اور زمین میں فساد پھیلانے والے اور عہد و پیمانہ توڑ دینے والے گناہگار لوگوں کے حال کو اندھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔
- (4)..... متقی لوگوں کو جناتِ عدن کی بشارت دی گئی اور عہد توڑنے والوں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں کو جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(5)..... رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داریاں بیان کی گئی۔

(6)..... دنیا میں ہونے والے تغیرات کے بارے میں بتایا گیا۔

(7)..... اس سورت کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی دی اور یہ بتایا گیا کہ اہل کتاب میں سے جو مومن ہیں وہ بھی اپنی کتابوں میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیاں موجود ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں۔

سورہ یوسف کے ساتھ مناسبت

سورہ رعد کی اپنے سے ما قبل سورت ”یوسف“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی زمینی اور آسمانی نشانیوں کا اجمالی ذکر ہوا اور سورہ رعد کی ابتداء میں ان نشانیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا اور ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ یوسف کی آخری آیت میں قرآن پاک کے اوصاف بیان کئے گئے اور سورہ رعد کی پہلی آیت میں بھی قرآن مجید کی شان بیان کی گئی ہے۔⁽¹⁾

1..... تناسق الدرر، سورة الرعد، ص ۹۵۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الْمَرْءُ قَفْ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ①

ترجمہ کنز الایمان: یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

ترجمہ کنز العرفان: یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

﴿الْمَرْءُ﴾: یہ حروف مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾: اور وہ جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ ﴿مُشْرِكِينَ﴾ مکہ کہتے تھے کہ یہ کلام محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ہے اور انہوں نے خود بنایا ہے، اس آیت میں ان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ان کے رب عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے نازل کیا گیا حق ہے، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اکثر اہل مکہ اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔^(۱)

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

①.....حازن، الردء، تحت الآية: ۱، ۵۱/۳، جلالین، الردء، تحت الآية: ۱، ص ۲۰۰، ملنقطاً.

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ط يُدَبِّرُ الْأَمْرَ
يُقِصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ①

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ تک چلتا ہے اللہ کام کی تدبیر فرماتا اور مفصل نشانیاں بتاتا ہے کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھ سکو پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک، ایک مقرر کئے ہوئے وعدہ تک چلتا رہے گا، اللہ کام کی تدبیر فرماتا ہے، تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔

﴿اللَّهُ الَّذِي مَرَّفَعَ السَّمٰوٰتِ: اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے دلائل اور اپنی قدرت کے عجائب بیان فرمائے جو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔

آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کرنے کے معنی

آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ (1) آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو یعنی حقیقت میں کوئی ستون ہی نہیں ہے۔ (2) یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ستون تو ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے۔ پہلا قول صحیح تر ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔ (1)

﴿ثُمَّ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ: پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا۔﴾ اللہ تعالیٰ کے اپنی شان کے مطابق عرش پر استوا فرمانے کی تفصیل سورہ اعراف کی آیت نمبر 54 کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

①.....خازن، الرعد، تحت الآیة: ۲، ۵۱/۳-۵۲، حمل، الرعد، تحت الآیة: ۲، ۹۲/۴، ملنقطاً.

﴿ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ ﴾ اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ﴿ یعنی اپنے بندوں کے منافع اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا اور وہ حکم کے مطابق گردش میں ہیں۔ سورج اور چاند میں سے ہر ایک، ایک مقرر کئے ہوئے وعدے یعنی دنیا کے فنا ہونے تک چلتا رہے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ أَجَلُ مُسَيِّئٍ سے سورج اور چاند کے درجات اور منازل مراد ہیں یعنی وہ اپنے منازل اور درجات میں ایک حد تک گردش کرتے ہیں اس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند میں سے ہر ایک کے لئے حرکت میں تیزی اور آہستگی کی ایک مخصوص مقدار کے ساتھ خاص جہت کی طرف خاص گردش مقرر فرمائی ہے۔ (1)

﴿ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۗ ﴾ اللہ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ ﴿ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور اس کی رحمت کی دلیل ہے کیونکہ پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور رحمت کی محتاج ہے اور سب اللہ تعالیٰ کی قضاء، قدرت اور قہر کے تحت داخل ہیں۔ (2)

﴿ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ ۗ ﴾ تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے۔ ﴿ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قدرت کے کمال پر دلالت کرنے والی نشانیاں تفصیل سے بیان فرماتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ تم اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی ملاقات کا یقین کر لو اور جان لو کہ جو ذات انسان کے معدوم ہونے کے بعد اسے موجود کرنے پر قادر ہے تو وہ انسان کو موت دینے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (3)

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رِوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا رُجُومًا وَجَبِينِ اثْنَيْنِ يُغِشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا یا اور اس میں لنگر اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل

①.....مدارك، الرعد، تحت الآية: ۲، ص ۵۴۹، خازن، الرعد، تحت الآية: ۲، ۵۲/۳، ملقطاً.

②.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۲، ۵۲/۳.

③.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۲، ۵۲/۳.

دو طرح کے بنائے رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا یا اور اس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو طرح کے بنائے، وہ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے، بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ﴾ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا یا۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت کے کمال پر آسمانی دلائل یعنی آسمانوں کے ستونوں کے بغیر بلند ہونے اور سورج و چاند کے احوال کا ذکر فرمایا جبکہ اس آیت میں زمینی دلائل کا ذکر فرمایا ہے۔ ان دلائل کا خلاصہ یہ ہے۔ (1) اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی کی سطح پر پھیلا یا۔ (2) زمین میں مضبوط پہاڑ نصب فرمائے۔ (3) مخلوق کے فائدے کیلئے زمین میں نہریں جاری فرمائیں۔ (4) زمین میں ہر قسم کے پھل دو طرح کے بنائے یعنی سیاہ اور سفید، کھٹے اور میٹھے، چھوٹے اور بڑے، خشکی اور باغات کے، گرم اور سرد، تر اور خشک وغیرہ۔ (5) اللہ تعالیٰ دن کو رات کے اندھیرے سے اور رات کو دن کی روشنی سے چھپا دیتا ہے۔ بیشک ان عجیب و غریب صنعتوں میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں جنہیں دیکھ کر وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ تمام آثار، بنانے والے، حکمت والے اور قدرت والے کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ (1)

آیت ”إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے

- (1)..... سارا جہان سمجھدار کے لئے معرفت الہی کا دفتر ہے،
- (2)..... فکر اور غور و خوض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٌ وَجَنَّتْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَّرْعٌ وَنَخِيلٌ
صُنُوفٌ وَغَيْرِ صُنُوفٍ يُسْقَىٰ بِسَاءٍ وَوَاحِدٍ ۚ وَنَفْضُلٌ بَعْضُهُ أَعْلَىٰ بَعْضٍ فِي
الْأَكْلِ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۷۶﴾

1..... حازن، الرعد، تحت الآية: ۳، ۵۲/۳، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۳، ص ۵۴۹، ملنقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس اور باغ ہیں انگوڑوں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین کے مختلف حصے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور انگوڑوں کے باغ ہیں اور کھیتی اور کھجور کے درخت ہیں ایک جڑ سے اگے ہوئے اور الگ الگ اگے ہوئے، سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر بناتے ہیں، بیشک اس میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ﴾ اور زمین کے مختلف حصے ہیں۔ آیت کی ابتدا میں فرمایا کہ زمین کے مختلف حصے ہیں یعنی جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے، ان میں سے کوئی قابلِ زراعت ہے کوئی ناقابلِ زراعت، کوئی پتھر یا، کوئی ریت یا، اس کے بعد ایک منفرد انداز میں قدرتِ الہی کا بیان فرمایا کہ ایک ہی پانی اور ایک ہی زمین سے قریب قریب ہونے کے باوجود اللہ عزَّوَجَلَّ مختلف رنگ، خوشبو، ذائقے، سائز اور قسم کے پھل پیدا فرماتا ہے پھر ان میں سے ہر ایک میں اللہ عزَّوَجَلَّ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ ایک ہی درخت پر اُگنے والا کوئی پھل چھوٹا، کوئی بڑا، کوئی میٹھا، کوئی کھٹا اور اس کے علاوہ کیا کیا باریکیاں ایک ایک دانے میں رکھی گئی ہیں وہ اللہ عزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔

بنی آدم کے دلوں کی ایک مثال

حضرت حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک نکتے کے طور پر فرماتے ہیں ’’اس آیت میں بنی آدم کے دلوں کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ جس طرح زمین ایک تھی اس کے مختلف حصے ہوئے، ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا تو اس سے مختلف قسم کے پھل پھول، بیل بوٹے، اچھے اور برے پیدا ہوئے، اسی طرح آدمی حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے پیدا کئے گئے، ان پر آسمان سے ہدایت اُتری، اس ہدایت سے بعض دل نرم ہوئے اور ان میں خشوع و خضوع پیدا ہوا، بعض سخت ہو گئے اور کھیل کود اور لغویات میں مبتلا ہو گئے تو جس طرح زمین کے حصے اپنے پھول پھل میں مختلف ہیں اس طرح انسانی دل اپنے آثار، انوار اور اسرار میں مختلف ہیں۔ (1)

1.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۴، ۹۹۰/۳، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۴، ص ۵۵۰، ملقطاً.

وَإِنْ تَعَجَّبُ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِذَا كُنَّا تُرَبَّاءَ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ^ط
 أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ الْأَعْلَىٰ فِي أَعْنَاقِهِمْ^ج
 وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ^٥

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم تعجب کرو تو اچھا تو ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے بنیں گے وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب والی چیز تو ان کا یہ کہنا ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

﴿وَإِنْ تَعَجَّبُ: اور اگر تم تعجب کرو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اگر آپ صادق و امین معروف ہونے کے باوجود کفار کے جھٹلانے کی وجہ سے تعجب کر رہے ہیں تو اس سے بڑھ کر تعجب کے قابل تو ان کا یہ کہنا ہے کہ جب ہم مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے ویسے ہی بنائے جائیں گے جیسے ہم مرنے سے پہلے تھے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ جس نے ابتداءً بغیر مثال کے پیدا کر دیا اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا انکار کیا، ان کا انجام یہ ہوگا کہ بروز قیامت ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے، یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے نہ کبھی نکل سکیں گے اور نہ انہیں وہاں موت آئے گی۔^(۱)

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْبَثْلُ^ط
 وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ^ج وَإِنَّ رَبَّكَ

1.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۵، ۵۳/۳، جلالین، الرعد، تحت الآية: ۵، ص ۲۰۰، ملنقطاً.

لَشَدِيدِ الْعِقَابِ ⑥

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہو چکیں اور بے شک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رحمت سے پہلے تم سے عذاب کا جلدی مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے عبرتناک سزائیں گزر چکی ہیں اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم کے باوجود بھی انہیں ایک قسم کی معافی دینے والا ہے اور بیشک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے۔

﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ﴾ اور رحمت سے پہلے تم سے عذاب کا جلدی مطالبہ کرتے ہیں۔ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مکہ کے مشرکین مذاق اڑاتے ہوئے آپ سے عافیت اور سلامتی کے بدلے جلدی عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے اپنے رسولوں کو جھٹلانے والی امتوں کی عبرتناک سزائیں گزر چکی ہیں، ان کا حال دیکھ کر انہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کا رب غز و جلُّ تو لوگوں کے شرک کے باوجود بھی ایک طرح کی معافی دینے والا ہے کہ ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے تو ان لوگوں کو تو اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے توبہ کرنی چاہیے اور کفر و شرک سے باز آ جانا چاہیے اور ہرگز ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللهُ غَزَّوَجَلَّ جب عذاب نازل فرماتا ہے تو اس کا عذاب بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔^(۱)

اللَّهُ تَعَالَى كَاغْفُو دِكِّهِ كَرَفَائِلِ نَهِيَسِ هُونَا چَاهِيَسِي

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ایک سے ایک بڑے گناہ کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوری پکڑ نہ ہونا اور جلد سزا نہ ملنا اللہ تعالیٰ کا غفور و درگزر اور اس کی رحمت ہے اور اس کے نتیجے میں ہونا یہ چاہئے کہ بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری والے کاموں میں مصروف ہو جائے اور اس کی رحمت دیکھ کر ہرگز غفلت کا شکار نہ ہو کیونکہ وہ رحیم و کریم ہے تو جبار و قہار بھی ہے، وہ غفور و درگزر کرنے والا ہے تو پکڑ و گرفت فرمانے والا بھی ہے، وہ گناہوں کو

①.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۶، ۳/۵۳-۵۴.

بخشنے والا ہے تو گناہوں پر سزا اور عذاب دینے والا بھی ہے، لیکن افسوس! ہمارا حال اس کے انتہائی برعکس نظر آ رہا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی طرف سے ملنے والی مہلت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنی نافرمانی اور سرکشی والی عادت کو مزید پختہ کئے جا رہے ہیں اور اس بات کو اپنے حاشیہ خیال تک میں لانے کو تیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَسَبُّكَ الْعَفْوَ رُذُورَ الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يَوَّأخِذُهُمْ
بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۖ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ
لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْعِدًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارا رب بڑا بخشنے والا، رحمت والا ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی بنا پر پکڑ لیتا تو جلدان پر عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدے کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا عِبَادِىَ اَنۡىۤ اَنَا الْعَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۗ لِۤاَنَّ
عَذَابِىۡ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيۡمُ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: میرے بندوں کو خبر دو کہ بیشک میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور بیشک میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

حضرت شداد بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مؤمنند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگا کر رکھے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔“ (۳)

حضرت یحییٰ بن معاذ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”میرے نزدیک سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ معافی کی امید پر ندامت کے بغیر آدمی گناہوں میں بڑھتا جائے، اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے قرب کی توقع رکھے، جہنم کا بیج ڈال کر جنت کی کھیتی کا منتظر رہے، گناہوں کے ساتھ عبادت گزار لوگوں کے گھر کا طالب ہو، عمل کے بغیر جزا کا انتظار کرے اور

① کہف: ۵۸.

② حجر: ۴۹، ۵۰.

③ ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۲۵-باب، ۴/۲۰۷، الحدیث: ۲۴۶۷.

زیادتی کے باوجود اللہ تعالیٰ سے (مغفرت) تمنا کرے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عفو سے غافل نہ ہونے، اپنے عذاب سے ڈرتے رہنے اور اپنی آخرت کو بہتر بنانے کے لئے نیک اعمال کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٤٤

ترجمہ کنزالایمان: اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم تو ڈرسانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافر کہتے ہیں: ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ (اے حبیب!) تم تو ڈرسانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ہو۔

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافر کہتے ہیں۔﴾ یعنی کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے رب عز و جل کی طرف سے ویسی نشانی کیوں نہیں اتری جیسی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔^(۲)

کافروں کا عناد اور انصافی

کافروں کا یہ قول نہایت بے ایمانی کا قول تھا کیونکہ جتنی آیات نازل ہو چکی تھیں اور جتنے معجزات دکھائے جا چکے تھے سب کو انہوں نے کالعدم قرار دے دیا، یہ انتہا درجہ کی ناانصافی اور حق دشمنی ہے۔ جب دلائل قائم ہو چکیں اور ناقابل انکار شواہد پیش کر دیئے جائیں اور ایسے دلائل سے مدعا ثابت کر دیا جائے جس کے جواب سے مخالفین کے تمام اہل علم و ہنر عاجز اور حیران رہیں اور انہیں لب ہلانا، زبان کھولنا محال ہو جائے، تو ایسے روشن دلائل، واضح شواہد اور ظاہر معجزات کو دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی؟ روز روشن میں دن کا انکار کر دینے سے بھی زیادہ بدتر اور باطل تر ہے اور حقیقت

①..... احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، بیان حقیقة الرجاء، ۱۷۶/۴.

②..... ابوسعود، الرعد، تحت الآیة: ۷، ۱۴۹/۳.

میں یہ حق کو پہچان کر اس سے عناد اور فرار ہے کیونکہ کسی دعوے پر جب مضبوط دلیل قائم ہو جائے پھر اس پر دوبارہ دلیل قائم کرنی ضروری نہیں رہتی اور ایسی حالت میں دلیل طلب کرنا عناد اور مخالفت ہوتا ہے اور جب تک پہلی دلیل کو رد نہ کر دیا جائے کوئی شخص دوسری دلیل طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر یہ سلسلہ قائم کر دیا جائے کہ ہر شخص کے لئے نئی دلیل قائم کی جائے جس کو وہ طلب کرے اور وہی نشانی لائی جائے جو وہ مانگے تو نشانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ایسے معجزات دیئے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کی صداقت اور نبوت کا یقین کر سکے اور بہت سے معجزات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جس میں ان کی امت اور ان کے زمانے کے لوگ زیادہ مشفق و مہارت رکھتے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے زمانہ میں جادو کا علم اپنے کمال کو پہنچا تھا اور اس زمانے کے لوگ جادو کے بڑے ماہر کامل تھے تو حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو وہ معجزہ عطا ہوا جس نے جادو کو باطل کر دیا اور جادو گروں کو یقین دلا دیا کہ جو کمال حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے دکھایا وہ ربانی نشان ہے، جادو سے اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے زمانے میں طب انہوائی عروج پر تھی اس لئے حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو شفاءِ امراض اور مردے زندہ کرنے کا وہ معجزہ عطا فرمایا جس سے طب کے ماہرین عاجز ہو گئے اور وہ اس یقین پر مجبور تھے کہ یہ کام طب سے ناممکن ہے، لہذا یقیناً یہ قدرتِ الہی کا زبردست نشان ہے۔ اسی طرح سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارکہ میں عرب کی فصاحت و بلاغت اوج کمال پر پہنچی ہوئی تھی اور وہ لوگ خوش بیانی میں عالم پر فائق تھے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے وہ معجزہ عطا فرمایا جس نے انہیں عاجز و حیران کر دیا اور ان کے بڑے سے بڑے لوگ اور ان کے اہل کمال کے گروہ قرآن کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی عبارت پیش کرنے سے بھی عاجز و قاصر رہے اور قرآن کے اس کمال نے یہ ثابت کر دیا کہ بیشک یہ ربانی عظیم نشان ہے اور اس کا مثل بنا لانا بشری قوت کیلئے ممکن نہیں، اس کے علاوہ اور صد ہا معجزات رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیش فرمائے جنہوں نے ہر طبقہ کے انسانوں کو آپ کی رسالت کی صداقت کا یقین دلا دیا، ان معجزات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری کس قدر عناد اور حق سے مکرنا ہے۔^(۱)

﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ: تم تو ڈرسانے والے ہو۔﴾ یعنی اے حبیبِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اپنی نبوت کے دلائل پیش

1.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۷، ۱۳/۷، ملخصاً.

کرنے اور اطمینان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کر دینے کے بعد احکامِ الہیہ پہنچانے اور خدا عزَّ وَّجَلَّ کا خوف دلانے کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں اور ہر شخص کے لئے اس کی طلب کردہ جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ضروری نہیں جیسا کہ آپ سے پہلے ہادیوں یعنی انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا طریقہ رہا ہے۔^(۱)

﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ اور ہر قوم کے ہادی ہو۔ ﴿حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا﴾ کا ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں ”ہادی“ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کی ذمہ داری ڈر سنانا ہے جبکہ ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، وہ جسے چاہے ہدایت عطا فرمادے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ”ہادی“ سے مراد رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ہو۔^(۲)

بعض مفسرین کے نزدیک آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر قوم کے لئے ہادی یعنی انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہوئے ہیں، وہ اپنی قوموں کو ان کی من مانی نشانیوں کی بجائے ان نشانیوں کے ساتھ دین کی طرف ہدایت دیتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے جو خصوصی طور پر انہیں عطا ہوئی تھیں۔^(۳)

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدََّا بِقَدَرٍ ۗ ۱ ۙ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةُ الْكَبِيرُ الْمُبْتَعَالِ ۙ ۹

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ جانتا ہے جو مادہ کے پیٹ میں ہے اور جو پیٹ کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس



①.....ابوسعود، الرعد، تحت الآية: ۷، ۱۴۹/۳-۱۵۰، ملخصاً.

②.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۷، ۵۴/۳.

③.....مدارك، الرعد، تحت الآية: ۷، ص ۵۵۰.

ایک اندازے سے ہے۔ وہ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا، سب سے بڑا، بلند شان والا ہے۔

﴿اللَّهُ يَعْصِمُ: اللَّهُ جانتا ہے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار مکہ نے ان نشانیوں کے علاوہ نشانی طلب کی تھی جو رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انہیں دکھا چکے تھے چنانچہ رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور اس کے کمالِ علم کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کسی مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ نہ ہے یا مادہ، ایک ہے یا زیادہ اور اس کی تخلیق پوری ہو چکی یا نہیں اور اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کے پیٹ کا بچہ جلدی پیدا ہوگا اور کس کا دیر میں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے پیٹ کے گھٹنے بڑھنے سے بچے کا مضبوط، خلقت میں پورا اور ناقص ہونا مراد ہے۔^(۱)

کیا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے رحم میں بچے کے بارے میں جاننا قرآن کے خلاف ہے؟

اس کے بارے میں جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كِي تَحْرِيرِ انتہائی مفید ہے، چنانچہ ماؤں کے رحم سے متعلق چند آیات ذکر کرنے کے بعد آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”آیاتِ کریمہ میں مولیٰ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَى اٰپِنَے بے پایاں علوم کے بے شمار اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت اجمالی ذکر فرماتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال (جیسے) پیٹ رہتے وقت اور اس سے پہلے اور پیدا ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ اس پر گزرا اور گزرنے والا ہے، جتنی عمر پائے گا، جو کچھ کام کرے گا، جب تک پیٹ میں رہے گا، اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو، ایک ایک پرزہ جو صورت دیا گیا، جو دیا جائے گا، ہر ہر رنگ کا جو مقدار، مساحت، وزن پائے گا، بچے کی لاغری، فرہبی، غذا، حرکتِ خفیفہ زائدہ، انبساط، انقباض اور زیادت و قلت خون، طمٹ و حصولِ فضلات و ہوا و رطوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ جو سمٹتے پھلتے ہیں، غرض ذرہ ذرہ سب اسے معلوم ہے، ان میں کہیں نہ تخصیصِ ذکورت و انوشت کا ذکر، نہ مطلق علم کی نفی و حصر، تو یہ مہمل و مختل اعتراض پادر ہوا کہ بعض پادریان پادر بند ہوا کی تازہ گھڑت ہے۔ اس کا اصل نشا معنی آیات میں بے فہمی محض یا حسبِ عادت دیدہ و دانستہ کلامِ الہی پر افترا و تہمت ہے۔ قرآنِ عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا معلوم نہیں کر سکتا کہ نہ ہے یا مادہ، اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشانِ دو، اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعدِ جہلِ طویل و عجزِ مدید

①.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۸، ۵۴/۳.

بعض آلات بیجان کا فقیر و محتاج ہو کر اس فانی و زائل و بے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم و قدرت سے (کہ وہ بھی اسی بارگاہِ علیم و قدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیاتِ کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا؟
وہ خود فرماتا ہے:

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ^(۱)
اللہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔

تمام جہان میں روزِ اول سے ابدِ الابد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے کا سبب اسی اِلٰہِ شَاءَ کے استثناء میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروڑوں سر بفلک کشیدہ پہاڑوں سے ایک نہایت قلیل و ذلیل و بے مقدار ذرہ یہ آلہ بھی ہے، ایسا ہی اعتراض کرنا ہوتا ہے گنتی گزشتہ و آئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کرے جو صیغہ ”يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْضِ حَافِرٍ“ میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے یعنی وہی صیغہ ”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ“ میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ گزرا اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ جب ان بے شمار علوم تاریخی و آسمانی ملنے میں کسی عاقل منصف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلاف نہ ہوا، نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیتِ کریمہ پر لب کشائی کا جنون اچھا تو اب ایک ذرا سی آلیا نکال کر اس آیت کا کیا گاڑ متصور ہو سکتا ہے، ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو انکھارا بھی کور ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ^(۲)

نوٹ: علومِ ارحام سے تعلق رکھنے والی آیات سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 26 ویں جلد میں موجود رسالہ ”الصَّمُصَامُ عَلَى مُشَجِّكَ فِي اَيَّةِ عُلُومِ الْاَرْحَامِ“ (علومِ ارحام سے متعلق آیات کی تفسیر) کا مطالعہ فرمائیں۔
﴿وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَنَا بِقَدَرٍ﴾ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ ﴿یعنی ہر چیز کی ایک مقدار ہے اور کوئی چیز اپنی مقدار سے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتی۔﴾^(۳) یہی مضمون قرآنِ پاک کی اور آیات میں بھی بیان ہوا ہے جیسا کہ سورہ قمر میں ہے

①..... بقرہ: ۲۵۵.

②..... فتاویٰ رضویہ، ۲۶/۲۷۰-۲۷۱.

③..... مدارك، الرعد، تحت الآية: ۸، ص ۵۵۱.

ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (۱)

اور سورہ فرقان میں ہے

ترجمہ کنز العرفان: اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا پھر اسے

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَأَاهُ تَقْدِيرًا (۲)

ٹھیک اندازے پر رکھا۔

﴿عِلْمُ الْغَيْبِ وَاللَّهَادِيَّةُ﴾: وہ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا۔ ﴿﴾ یعنی جو چیزیں ہمارے لئے غیب ہیں اور جو چیزیں ہمارے سامنے ظاہر ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے تو کوئی بھی چیز غیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہر کمال سے مُتَّصِف ہے اور ہر طرح کے نقص سے پاک ہے۔ (۳)

سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ
وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۰

ترجمہ کنز الایمان: برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: برابر ہیں تم میں جو آہستہ بات کرے اور جو بلند آواز سے کہے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راستے پر چلتا ہے۔

﴿سَوَاءٌ﴾: برابر ہیں۔ ﴿﴾ یعنی دل کی چھپی اور زبان سے اعلانیہ کہی ہوئی باتیں اور رات کو چھپ کر کئے ہوئے عمل اور دن کو ظاہری طور پر کئے ہوئے کام سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، کوئی اس کے علم سے باہر نہیں۔ (۴)

عمل میں اخلاص پیدا کرنے اور دونوں جہاں کی سعادت حاصل کرنے کا طریقہ

علامہ صاوی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں: جس نے بھی اس آیت میں غور و فکر کیا اور اس کے تقاضوں کے

①..... قمر: ۴۹. ②..... فرقان: ۲.

③..... صاوی، الرعد، تحت الآية: ۹، ۹۹۳/۳.

④..... جلالین، الرعد، تحت الآية: ۱۰، ص ۲۰۱.

مطابق عمل کیا تو اس کے عمل میں اخلاص آہی جائے گا، پھر وہ عبادت چاہے اعلانیہ کرے یا پوشیدہ طور پر، دن میں کرے یا رات میں سب اس کے نزدیک برابر ہو گا کیونکہ جب وہ یہ بات اپنے ذہن میں رکھے گا کہ میرا ہر حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں تو وہ اپنے ظاہر اور باطن میں کوئی ایسا کام کرنے کی جرأت نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔^(۱)

اور امام غزالی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”ایک دانشمند کا قول ہے کہ انسان جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے، اگر اتنا جہنم سے ڈرتا تو دونوں سے نجات پالیتا اور جتنی اسے دولت سے محبت ہے اگر جنت سے اسے اتنی محبت ہوتی تو دونوں کو پالیتا اور جتنا ظاہر میں لوگوں سے ڈرتا ہے اگر اتنا باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو دونوں جہانوں میں سعید شمار ہوتا۔^(۲) ترغیب کے لئے یہاں ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں۔

میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے

حضرت اسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تاکہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی کہ ”بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔ لڑکی یسن کر بولی ”امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حکم جاری فرمایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے یسن کر کہا: بیٹی! اب تو تمہیں حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔ لڑکی نے یسن کر کہا: ”خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگرچہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں دیکھ رہے، لیکن میرا رب عَزَّوَجَلَّ تو مجھے دیکھ رہا ہے، میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس لڑکی کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس لڑکی کے گھر اپنے صاحبزادے حضرت عاصم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے شادی

①.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۱۰، ۹۹۳/۳.

②.....احیاء العلوم، کتاب الفقر والزهد، بیان فضیلة الفقر مطلقاً، ۲۴۵/۴.

کے لئے پیغام بھیجا تو انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ولادت ہوئی۔ (1)

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط
 إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ط وَإِذْ أَرَادَ اللَّهُ
 بِقَوْمٍ سُوءَ آفَلًا مَرَدَّلَهُ ج وَمَالَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِّنْ وَّالٍ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ حکم خدا کی حفاظت کرتے ہیں بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو وہ پھر نہیں سکتی اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: آدمی کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے بدل بدل کر باری باری آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی پھیرنے والا نہیں اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں۔

﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ﴾: آدمی کے لیے بدل بدل کر باری باری آنے والے فرشتے ہیں۔ ﴿جمہور مفسرین کے نزدیک ان فرشتوں سے دن اور رات میں حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں، انہیں بدل بدل کر باری باری آنے والا اس لئے کہا گیا کہ جب رات کے فرشتے آتے ہیں تو دن کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے فرشتے آتے ہیں تو رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔ (2)

فجر اور عصر کی نماز پڑھنے کا فائدہ

فرشتوں کی یہ تبدیلی فجر اور عصر کی نماز کے وقت ہوتی ہے اور جو لوگ یہ دونوں نمازیں ادا کرتے ہیں انہیں یہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے کہ فرشتوں کی تبدیلی کے وقت وہ حالت نماز میں ہوتے ہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

1..... عيون الحكايات، الحكاية الثانية عشرة، ص ۲۸-۲۹، ملخصاً.

2..... تفسير كبير، الرعد، تحت الآية: ۱۱، ۱۷/۷.

سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”رات اور دن کے فرشتے تم میں باری باری آتے رہتے ہیں اور نماز فجر اور نماز عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر جو تمہارے پاس آئے تھے وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں تو ان کا رب عزوجل ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ انہیں خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ”ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“ (1)

﴿يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾: اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ امام مجاہد رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پر مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس اور موزی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے سوائے اس کے جس کا پہنچنا مَشِيَّت میں ہو۔ (2)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی حفاظت کرتے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ تعالیٰ حفاظت کرنے کی قدرت عطا فرمائے وہ بھی حفاظت کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حفاظت کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود کسی کو جو اذیت یا تکلیف پہنچ جاتی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا پہنچنا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہوتا ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے خلاف نہیں کرتے، لہذا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کرنے والا ماننا اور ان سے حفاظت کی التجا کرنا درست ہے اور اگر التجا کے باوجود حفاظت نہ ہو تو ان کے خلاف زبان طعن دراز کرنا غلط و باطل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کیا خوب فرماتے ہیں

تم ہو حفیظ و معیث کیا ہے وہ دشمن خبیث تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ﴾: بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا۔ ﴿اس آیت میں قدرت کا ایک قانون بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم سے اپنی عطا کردہ نعمت واپس نہیں لیتا جب تک وہ قوم خود اپنے اچھے اعمال کو برے اعمال سے تبدیل نہ کر دے۔ (3)

1..... بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة العصر، ۲۰۳/۱، الحدیث: ۵۵۵، مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما، ص ۳۱۷، الحدیث: ۲۱۰ (۶۳۲).

2..... خازن، الرد، تحت الآية: ۱۱، ۵۵/۳.

3..... صاوی، الرد، تحت الآية: ۱۱، ۹۹۴/۳.

قوموں کے زوال سے متعلق اللہ تعالیٰ کا قانون

قدرت کا یہی اہل قانون سورہ انفال کی اس آیت میں بھی بیان ہو چکا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّعَمَلِهٖۤ اٰنْعَمَهَا
عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرَ وَاٰمَابَا نَفْسِهِمْ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو ہرگز
نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو عطا فرمائی ہو جب تک وہ خود ہی
اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

اسلامی تاریخ میں اس قانون کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جیسے ماضی بعید میں دنیا کے تین بڑے اعظموں پر نافذ مسلم
حکومت کا ختم ہو جانا، 800 سال تک اسپین پر حکومت کے بعد وہاں سے سلطنت اسلامیہ کے سورج کا غروب ہو جانا،
اسلاف کی بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل ہونے والے مسلمانوں کے پہلے قبلے ”بیٹ المقدس“ کا یہودیوں کے قبضے
میں چلے جانا، اسلام کی متحرک حکومت کا بیسیوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا اور ماضی قریب میں پاکستان کے دو ٹکڑے ہو جانا، عراق
اور افغانستان پر غیروں کا قبضہ ہو جانا، مسلم دنیا کا کافر حکومتوں کی دست نگر ہو جانا اس قانون قدرت کی واضح مثالیں ہیں۔
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے، امین۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوَافًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ ج

ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے اس حال میں کہ تم ڈرتے ہو یا امید کرتے ہو اور وہ بھاری بادل پیدا
فرماتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ﴾: وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرتوں میں سے
ایک ایسی چیز کا بیان فرمایا ہے کہ جو ایک اعتبار سے نعمت ہے اور ایک اعتبار سے عذاب ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ رب
عزَّوَجَلَّ وہی ہے جو اپنے بندوں کو بجلی دکھاتا ہے اس حال میں کہ بعض لوگ بجلی گرنے سے ڈر رہے ہوتے ہیں اور بعض لوگ

بارش کی امید کر رہے ہوتے ہیں۔^(۱)

دل میں خوف اور امید دونوں رکھے جائیں

یاد رہے کہ بارش مقیم اور مسافر دونوں کے لئے کبھی نقصان کا سبب ہوتی ہے کہ اس سے ان کے مال و اسباب اور ذخیرہ کی ہوئی گندم وغیرہ خراب ہو جاتی ہے اور کبھی فائدے کا باعث ہوتی ہے کہ مسافر کو اپنی ضروریات میں استعمال کے لئے پانی مل جاتا ہے اور مقیم کی فصلوں وغیرہ کی نشوونما ہو جاتی ہے اسی طرح بجلی کا چمکنا بھی مقیم اور مسافر دونوں کے لئے فائدے اور نقصان کا باعث ہوتا ہے لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے دل میں خوف اور امید دونوں رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی وہ چیز لاتا ہے کہ جس میں ظاہری اعتبار سے تو شر ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس میں بھلائی ہوتی ہے اور کبھی وہ چیز لاتا ہے کہ جس میں ظاہری اعتبار سے تو بھلائی ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس میں شر ہوتا ہے۔^(۲)

امید اور خوف کی حقیقت

اگر مستقبل میں کسی چیز کے پائے جانے کا احتمال ہے اور وہ دل پر غالب ہے تو اسے انتظار اور توقع کہتے ہیں اور جس کا انتظار ہے اگر وہ پسندیدہ ہے جس سے دل میں دکھ اور تکلیف پیدا ہوتی ہے تو اسے خوف کہتے ہیں اور جس کا انتظار ہے اگر وہ پسندیدہ ہے اور دل کا اس سے تعلق پیدا ہو چکا ہے اور اس سے دل کو لذت و آرام پہنچ رہا ہے تو اسے رجا یعنی امید کہتے ہیں تو گویا کہ امید دل کی راحت کا نام ہے جو محبوب چیز کے انتظار سے حاصل ہوتی ہے، لیکن یہ محبوب چیز جس کی توقع کی جا رہی ہے اس کا کوئی سبب ہونا چاہئے، اب اگر اس کا انتظار اکثر اسباب کے ساتھ ہے تو اس پر امید کا لفظ صادق آتا ہے اور اگر اسباب بالکل نہ ہوں یا اضطراب کے ساتھ ہوں تو امید کے مقابلے میں اس پر دھوکے کا لفظ زیادہ صادق آتا ہے اور اگر اسباب کا وجود بھی معلوم نہ ہو اور ان کی نفی کا علم بھی نہ ہو تو اس کے انتظار پر تمنا کا نام زیادہ صادق آتا ہے کیوں کہ یہ انتظار کسی سبب کے بغیر ہے الغرض کوئی بھی حالت ہو امید اور خوف کا نام اسی پر صادق آتا ہے جس میں تردد ہو اور جس کے بارے میں یقین ہو اس پر صادق نہیں آتا کیوں کہ طلوع آفتاب کے وقت نہیں کہا جاتا کہ مجھے طلوع آفتاب کی امید ہے اور غروب کے وقت یہ نہیں کہا جاتا کہ مجھے غروب آفتاب کا خوف ہے کیوں یہ دونوں باتیں قطعی ہیں۔^(۳)

①.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۱۲، ۵۶/۳، روح البیان، الرعد، تحت الآية: ۱۲، ۳۵۲/۴، ملئقطاً.

②.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۱۲، ۹۹۵/۳، ملخصاً.

③.....احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ۱۷۴/۴-۱۷۵.

مغفرت کی امید کی حقیقت

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اَرَبَابِ قُلُوبِ جَانْتِے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دل زمین کی طرح ہے، ایمان اس میں بیج کی حیثیت رکھتا ہے اور عبادات زمین کو الٹ پلٹ کرنے، صاف کرنے، نہریں کھودنے اور ان (زمینوں) کی طرف پانی جاری کرنے کی طرح ہیں اور وہ دل جو دنیا میں غرق اور ڈوبا ہوا ہے اُس بنجر زمین کی طرح ہے جس میں بیج پھل نہیں لاتا اور قیامت کا دن فصل کاٹنے کا دن ہے اور ہر شخص وہی کچھ کاٹے گا جو اس نے بویا ہوگا۔۔۔ تو مناسب یہی ہے کہ بندے کی امید مغفرت کو کھیتی والے پر قیاس کیا جائے کہ جو شخص اچھی زمین حاصل کرتا ہے اور اس میں عمدہ بیج ڈالتا ہے جو نہ تو خراب ہوتا ہے اور نہ ہی بدبودار، اور پھر اس کی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے اور وہ وقت پر پانی دینا پھر زمین کو کانٹوں اور گھاس پھوس نیز ان تمام خرابیوں سے پاک کرنا ہے جو بیج کو بڑھنے سے روکتی یا خراب کر دیتی ہیں، پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا منتظر ہو کر بیٹھ جائے کہ وہ زمین کو بچکی کی گرج اور دیگر مُفسد آفات سے بچائے گا یہاں تک کہ کھیتی اپنی تکمیل کو پہنچ جائے تو اس انتظار کو امید کہتے ہیں۔ اور اگر سخت زمین میں بیج ڈالے جو شور زدہ ہو اور بلندی پر ہو جس تک پانی نہیں پہنچ سکتا اور بیج کی پرواہ بھی نہ کرے، پھر اس کے کٹنے کا انتظار کرے تو اس انتظار کو امید نہیں کہتے بلکہ بیوقوفی اور دھوکہ کہتے ہیں اور اگر اچھی زمین میں بیج ڈال لیں اس میں پانی نہیں ہے اب وہ بارش کے انتظار میں ہے اور یہ ایسا وقت ہے جس میں عام طور پر بارش نہیں برستی اور نہ ہی اس میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے تو اس انتظار کو امید نہیں بلکہ تمنا کہتے ہیں تو گویا امید کا لفظ کسی ایسی محبوب چیز کے انتظار پر صادق آتا ہے جس کے لیے وہ تمام اسباب تیار کر دیئے گئے جو بندے کے اختیار میں ہیں اور صرف وہی اسباب باقی رہ گئے جو بندے کے اختیار میں نہیں ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے تمام نقصان وہ اور فاسد کرنے والے اسباب کھیتی سے دور ہو جاتے ہیں، پس جب بندہ ایمان کا بیج ڈالتا ہے اور اس کو عبادات کا پانی پلاتا ہے دل کو بد اخلاقی کے کانٹوں سے پاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا مرتے دم تک منتظر رہتا ہے، حسنِ خاتمہ جو کہ مغفرت تک پہنچاتا ہے اس کا انتظار کرتا ہے تو یہ انتظار حقیقی امید ہے اور یہ ذاتی طور پر قابلِ تعریف ہے اور موت تک اسبابِ ایمان کے مطابق اسبابِ مغفرت کی تکمیل کے لیے قیام اور دوام کا باعث ہے، اور اگر ایمان کے بیج کو عبادات کا پانی نہ دیا جائے یا دل کو برے اخلاق سے مُلوث چھوڑ دیا جائے اور دنیاوی لذت میں مُنہمک ہو جائے، پھر مغفرت کا انتظار کرے تو اس کا انتظار ایک بیوقوف اور دھوکے میں مبتلا شخص کا انتظار ہے۔ (1)

1..... احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ۴/۱۷۵.

﴿ وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴾: اور وہ بھاری بادل پیدا فرماتا ہے۔ ﴿ اس آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ پانی سے بوجھل بادلوں کو پیدا فرماتا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت ہے۔ (۱)

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ
فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رعد اس کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے اور اس کے خوف سے فرشتے بھی (تسبیح کرتے ہیں۔) اور وہ کڑک بھیجتا ہے تو اسے جس پر چاہتا ہے ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور وہ سخت پکڑنے والا ہے۔

﴿ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ ﴾: اور گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔ ﴿ گرج یعنی بادل سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق، قادر، ہر نقص سے پاک ذات کے وجود کی دلیل ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ رعد کی تسبیح سے یہ مراد ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ تعالیٰ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ رعد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مامور ہے، وہ اس کو چلاتا ہے اور بادل سے جو آواز سنی جاتی ہے وہ رعد نامی فرشتے کی تسبیح ہے۔ (۲)

گرج کی آواز سن کر کئے جانے والے عمل

یاد رہے کہ گرج اور کڑک کی آواز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وعید ہے لہذا جب اس کی آواز سنیں تو اپنی دنیوی

①..... تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآية: ۱۲، ۲۲/۷.

②..... حازن، الرعد، تحت الآية: ۱۳، ۵۶/۳، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۱۳، ص ۵۵۲، ملقطاً.

گفتگوروک کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ مانگیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب گرج کی آواز سنتے تو آپ گفتگو چھوڑ کر یہ آیت پڑھتے ”وَيَسِيحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِ ۞ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ“ پھر فرماتے: بے شک یہ زمین والوں کے لئے شدید وعید ہے۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو یہ دعا مانگتے ”اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بَعْدَ ابْتِكِ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ“ یعنی اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے نہ مارنا اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا اور ہمیں اپنا عذاب نازل ہونے سے پہلے عافیت عطا فرما۔^(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم گرج کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا شروع کر دو کیونکہ یہ ذکر کرنے والے کو نہیں پہنچتی۔“^(۳)

﴿وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ﴾ اور فرشتے اس کے ڈر سے۔ ﴿﴾ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو بادلوں پر مامور فرشتے کے مددگار ہیں یا اس سے تمام ملائکہ مراد ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔^(۴)

﴿وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ﴾ اور وہ کڑک بھیجتا ہے۔ ﴿صَاعِقَةٌ﴾ اس شدید آواز کو کہتے ہیں جو آسمان وزمین کے درمیان سے اترتی ہے، پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ شدید آواز اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ شان نزول: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا، انہوں نے اس کافر کو دعوت دی تو وہ کہنے لگا ”محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا، لوہے کا ہے یا تانبے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس

①..... سنن الکبری للبیہقی، کتاب صلاة الاستسقاء، باب ما يقول اذا سمع الرعد، ۵۰۵/۳، الحدیث: ۶۴۷۱.

②..... ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذا سمع الرعد، ۲۸۰/۵، الحدیث: ۳۴۶۱.

③..... معجم الکبیر، عطاء عن ابن عباس، ۱۳۲/۱۱، الحدیث: ۱۱۳۷۱.

④..... جلالین مع صاوی، الرعد، تحت الآیة: ۱۳، ۹۹۵/۳.

آ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا بڑا کافر، سیاہ دل اور سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اس کے پاس پھر جاؤ۔ اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا مزید کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت قبول کر کے میں ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا نہ پہچانا؟ یہ حضرات پھر واپس ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضور! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اس کی خباثت تو اور ترقی پر ہے۔ ارشاد فرمایا ”پھر جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پھر گئے، جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دل کی باتیں بک رہا تھا تو ایک بادل آیا، اس سے بجلی چمکی اور کرڑک پیدا ہوئی، کچھ دیر بعد بجلی گری اور اس کافر کو جلادیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے اور جب وہاں سے واپس ہوئے تو راستے میں انہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک اور جماعت ملی، وہ کہنے لگے ”کہیے، وہ شخص جل گیا؟ ان حضرات نے کہا ”آپ لوگوں کو کیسے معلوم ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا ”سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے۔“ **وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ**، (1)

بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ عامر بن طفیل نے اربد بن ربیعہ سے کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلو، میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا اور تم پیچھے سے تلوار سے حملہ کر دینا۔ یہ مشورہ کر کے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عامر نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو شروع کی، بہت طویل گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ اب ہم جاتے ہیں اور ایک لشکرِ جرار آپ پر لائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ چلا آیا اور باہر آ کر اربد سے کہنے لگا کہ تو نے تلوار کیوں نہیں ماری؟ اُس نے کہا جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تو درمیان میں آ جاتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے نکلنے وقت یہ دعا فرمائی۔ ”اللَّهُمَّ اكْفِهِمَا بِمَا شِئْتَ“ جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر آئے تو ان پر بجلی گری، اربد جل گیا اور عامر بھی اسی راہ میں بہت بدتر حالت میں مرا۔ (2)

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

1.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۱۳، ۵۷/۳.

2.....ابو سعود، الرعد، تحت الآية: ۱۳، ۱۵۳/۳، ملقطاً.

إِلَّا كَبَّاسِطٌ كَفِّيهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اسی کا پکارنا سچا ہے اور اُس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اسی کا پکارنا سچا ہے اور اُس کے سوا جن کو یہ (کافر) پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ ہرگز اس تک نہ پہنچے گا اور کافروں کا پکارنا گمراہی میں ہی ہے۔

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ: اسی کا پکارنا سچا ہے۔﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی گواہی دینا حق ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور اُسی سے دعا کرنا سزاوار ہے۔ (1)

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ: اور اُس کے سوا جن کو یہ پکارتے ہیں۔﴾ یعنی کفار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مراد یہ مانگتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے، ان کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے اس لئے بیٹھا ہے کہ پانی خود ہی اس کے منہ میں پہنچ جائے تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کتنوں سے نکل کر اس کے منہ میں کبھی نہیں آئے گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور کہ جس کی وجہ سے وہ اس کی حاجت اور پیاس کو جان لے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچان لے، نہ پانی میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اپنے طبعی تقاضے کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے، یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور اور نہ وہ ان کو نفع پہنچانے پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ (2)

1.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۱۴، ۲۴/۷، ملخصاً.

2.....روح البیان، الرعد، تحت الآیة: ۱۴، ۳۵۵/۴.

﴿وَمَا دَعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ﴾: اور کافروں کا پکارنا گمراہی میں ہی ہے۔ ﴿یعنی کافروں کا بتوں کو پکارنا بے کار ہے کیونکہ یہ ان سے طلب کر رہے ہیں کہ جو خود نفع پہنچانے اور نقصان دور کرنے کا اختیار ہی نہیں رکھتے جبکہ اللہ تعالیٰ کو پکارنا بے کار نہیں بلکہ وہ اگر چاہے تو ان کی دعائیں قبول بھی فرما لیتا ہے، دنیوی معاملات سے متعلق مانگی ہوئی دعاؤں کا قبول کر لینا تو ظاہر ہے اور اگر وہ جنت کی دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ایمان کی توفیق عطا فرما سکتا ہے۔^(۱)

وَاللّٰهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَظَلَلْتُمْ بِاَعْدُوِّ
وَالْاَصٰلِ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے اور ان کی پر چھائیاں ہر صبح و شام۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خوشی سے، خواہ مجبور ہو کر اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سائے ہر صبح و شام۔

﴿وَاللّٰهُ يَسْجُدُ﴾: اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ﴿یعنی آسمانوں میں جتنے فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے اہل ایمان ہیں سب خوشی سے جبکہ کافر و منافق شدت اور تنگی کی حالت میں مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔^(۲) اور سجدے کرنے کا ایک معنی یہاں یہ ہے کہ وہ حکم الہی کے سامنے بے بس ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جیسے چاہے ان میں تضرّف فرماتا ہے اور سب اللہ تعالیٰ کے قانونِ فطرت کے پابند ہیں۔

تنبیہ: اس آیت کو پڑھنے اور سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت سے متعلق مسائل کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ 4 سے ”سجدہ تلاوت کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَاللّٰهُ يَسْجُدُ﴾: اور ان کے سائے ہر صبح و شام۔ ﴿سایوں کے سجدہ کرنے سے بھی یہی مراد ہے کہ ان

①.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۱۴، ۳/۹۹۷.

②.....مدارک، الرعد، تحت الآية: ۱۵، ص ۵۵۳.

کے سائے بھی اول تا آخر اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں جتنا وہ چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جتنا چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔ سائے تو سارا دن ہی ہوتے ہیں لیکن آیت میں صبح اور شام کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا گیا کہ ان دو اوقات میں سایوں کا چھوٹا یا بڑا ہونا واضح طور پر نظر آتا ہے۔

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ
دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ
خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

توجہ کنز الایمان: تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالیے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور آنکھیاں کیا برابر ہو جائیں گی اندھیریاں اور اجالا کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں ان کا اور اس کا بنانا ایک سا معلوم ہوا تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

توجہ کنز العرفان: تم فرماؤ: آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ تم خود ہی فرما دو: ”اللہ“ تم فرماؤ: تو (اے لوگو) کیا تم نے اس کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں جو اپنے لئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ تم فرماؤ: کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو جائیں گے؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو جائیں گے؟ یا کیا انہوں نے اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی تخلیق کی طرح کچھ پیدا کیا ہو؟ تو ان کافروں کو پیدا کرنے کا معاملہ ایک جیسا گا ہو۔ تم فرماؤ: اللہ ہر شے

کا خالق ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

﴿قُلْ: تَمَّ فَرَمَاؤُ-﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان مشرکین سے فرمائیں جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا مالک کون ہے؟ ان کے معاملات کی تدبیر کون فرماتا ہے اور ان دنوں کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ خود ہی فرمادیں کہ زمین و آسمان کا رب اللہ تعالیٰ ہے، کیونکہ اس سوال کا اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین بھی غیر اللہ کی عبادت کرنے کے باوجود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ جب یہ امر مُسَلَّم ہے تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مشرکین سے فرمادیں کہ کیا تم نے زمین و آسمان کے رب کے سوا بتوں کو مددگار بنا رکھا ہے حالانکہ وہ بت اپنے لئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں؟ جب ان کی بے قدرتی اور بیچارگی کا یہ عالم ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ایسوں کو معبود بنانا اور اس کے بالمقابل خالق، رازق، قوی اور قادر کو چھوڑ دینا انتہا درجے کی گمراہی ہے۔^(۱)

﴿قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْصٰی وَالْبَصِیْرُ﴾: تم فرماؤ: کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو جائیں گے؟ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کو پوجنے والے مشرکین اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے مومنین کی ایک مثال بیان فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمادیں کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو سکتے ہیں یا اندھیرے اور روشنی برابر ہو جائیں گے؟ تو جس طرح اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کافر اور مومن بھی برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح اندھیرے اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کفر و شرک اور ایمان بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کافر کو اندھے جیسا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اندھا انسان درست راستے پر نہیں چلتا اسی طرح کافر بھی سیدھے راستے پر نہیں چلتا۔^(۲)

﴿اَمْ جَعَلُوا اللہَ شُرَکَآءَ﴾: کیا انہوں نے اللہ کے لیے شریک ٹھہرائے ہیں۔ آیت کے اس حصے میں ایک اور طریقے سے بت پرستوں کا رد کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مشرکین جو بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے ہیں کیا ان کے علم میں ہے کہ بتوں نے بھی کوئی مخلوق پیدا کی ہے جس کی وجہ سے انہیں یہ شبہ ہو گیا کہ بت بھی خالق ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی خالق ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے خالق ہونے کی وجہ سے عبادت کا مستحق ہے تو یہ بت بھی اس وجہ سے عبادت کے مستحق

①.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ۵۹/۳، روح البیان، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ۳۵۷/۴، مدارک، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ص ۵۵۳، ملقطاً.

②.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ۶۰/۳.

ٹھہرے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بتوں نے کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کیا تو جب حق بات یہی ہے تو مشرکین کا بتوں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا جہالت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ہر شے کا خالق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہی سب پر غالب ہے اور سب کچھ اسی کی قدرت اور اختیار میں ہے۔^(۱) دنیا و آخرت میں جو کچھ کسی کے پاس ہے یا ہوگا وہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دینے سے ہے اور ہوگا۔ جیسے فرشتوں کی عظیم قوتیں، انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ اور اولیاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کِ عَظِیْمٌ طاقتیں، معجزات و کرامات اور یونہی دنیا میں لوگوں کی بادشاہتیں، مملکتیں، حکومتیں وغیرہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دینے سے ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ارادے کے بغیر کوئی ایک ذرے کا بھی مالک و مختار نہیں بن سکتا۔

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا
رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حَلِیَّةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلَهُ ط
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذٰبُ جُفَاءً وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَبِقُ فِي الْاَرْضِ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ط

توجہ کنز الایمان: اس نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رواں پرا بھرے ہوئے جھاگ اٹھ لائی اور جس پر آگ دہکاتے ہیں گہنایا اور اسباب بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں اللہ بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھک کر دور ہو جاتا ہے اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔

توجہ کنز العرفان: اس نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنی اپنی گنجائش کی بقدر بہہ نکلے تو پانی کی رواں پرا بھرے

1.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ۲۶/۷-۲۷، خازن، الرعد، تحت الآیة: ۱۶، ۶۰/۳، ملنقطاً.

ہوئے جھاگ اٹھالائی اور زیور یا کوئی دوسرا سامان بنانے کیلئے جس پر وہ آگ دکھاتے ہیں اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں۔ اللہ اسی طرح حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے تو جھاگ تو ضائع ہو جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔ اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔

﴿أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾ اس نے آسمان سے پانی اتارا۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کو آنکھ والے اور اندھے سے، ایمان اور کفر کو روشنی اور اندھیرے سے تشبیہ دی تھی جبکہ اس آیت میں ایمان اور کفر کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے۔^(۱) اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ باطل اس جھاگ کی طرح ہوتا ہے جو ندیوں میں ان کی وسعت کے مطابق بہتے پانی کی سطح پر اور سونا، چاندی، تانبہ، پیتل وغیرہ پگھلی ہوئی معدنیات کی مائع سطح پر ظاہر ہوتی ہے جبکہ حق جھاگ کے علاوہ باقی بچ جانے والی اصل چیز کی طرح ہوتا ہے تو جس طرح بہتے پانی یا پگھلی ہوئی معدنیات کی سطح پر جھاگ ظاہر ہو کر جلدی زائل ہو جاتی ہے ایسے ہی باطل اگرچہ کتنا ہی ابھر جائے اور بعض حالتوں اور وقتوں میں جھاگ کی طرح حد سے اونچا ہو جائے لیکن انجام کار مٹ جاتا ہے اور حق اصل چیز اور صاف جوہر کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔^(۲)

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس آیت میں مذکور مثال کی بہت اچھی وضاحت فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اس آیت میں پانی سے مراد قرآن پاک اور ندیوں سے مراد بندوں کے دل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی، جلالت اور احسان کے آسمان سے رحمت کا پانی یعنی قرآن پاک بندوں کے دلوں کی ندیوں میں نازل فرمایا تو جس طرح ندیوں میں پانی جگہ پاتا ہے اسی طرح دلوں میں قرآنی علوم کے انوار جگہ پاتے ہیں اور جس طرح ندیوں میں ان کی گنجائش اور وسعت کے اعتبار سے پانی کم یا زیادہ ہوتا ہے اسی طرح دلوں کی پاکیزگی اور نجاست، قوتِ فہم کی زیادتی اور کمی کے اعتبار سے ان میں قرآن پاک کے انوار کم اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اور جس طرح بہتے پانی کی سطح پر ابھرنے والی جھاگ اور پگھلی ہوئی معدنیات کی سطح پر ظاہر ہونے والا میل کچیل جلدی زائل ہو جاتا ہے اسی طرح قرآن مجید کے مضامین میں بظاہر جو شکوک و شبہات ہوتے ہیں وہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ارشادات اور علمائے کرام کے بیانات سے جلدی زائل ہو جاتے ہیں اور عقائد، شرعی احکام کی تصریحات، ہدایات اور علمی نکات باقی رہ جاتے ہیں۔“^(۳)

①.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۱۷، ۲۹/۷.

②.....مدارک، الرعد، تحت الآیة: ۱۷، ص ۵۵۴، ملخصاً.

③.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۱۷، ۲۹/۷، ملخصاً.

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنُ ۖ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا
 فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۗ
 وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۗ ۱۸

ترجمہ کنز الایمان: جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انہیں کے لیے بھلائی ہے اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر زمین
 میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں جن کا برا حساب
 ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا۔

ترجمہ کنز العرفان: جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انہیں کے لیے بھلائی ہے اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا (ان
 کا حال یہ ہوگا کہ) اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور اس کے ساتھ ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے
 دیتے۔ ان کے لئے برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

﴿لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنُ﴾: جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انہیں کے لیے بھلائی ہے۔ ﴿اس آیت کا
 خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا، اللہ عزَّ وَّجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 پر ایمان لائے تو انہیں کے لئے بھلائی یعنی جنت ہے اور جو لوگ اپنے کفر و شرک پر قائم رہے، ان کا حال یہ ہوگا کہ یہ اس قدر
 خوفناک اور تکلیف دہ حالت میں ہوں گے کہ اس سے جان چھڑانے کیلئے اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور
 اس کے ساتھ ہوتا تو قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے اپنی جانوں کو بچانے کے لئے فدیے کے طور پر دیدیتے لیکن ان
 کی جان پھر بھی نہ چھوٹی۔

حساب کی سختی کا خوف

اس آیت میں اگرچہ کفار کے حساب میں سختی کئے جانے کا ذکر ہے لیکن جدا گانہ طور پر مسلمانوں کو بھی حساب کی

سختی کے معاملے میں ڈرایا گیا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس سے قیامت کے دن حساب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے عرض کی ”کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ عنقریب ان سے آسان حساب لیا جائے گا (یعنی مطلقاً حساب پر تو پکڑ نہیں ہوگی بلکہ سخت حساب کی صورت میں ہوگی اس پر) رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”یہ (نرمی سے لیا جانے والا حساب حقیقت میں) حساب نہیں ہے بلکہ حساب کے لئے پیش ہونا ہے، (اور) جس سے قیامت کے دن حساب میں (جرح و اعتراض کے ساتھ) سوال و کلام کیا گیا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔“^(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”میں نے رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنی بعض نمازوں میں فرماتے ہوئے سنا ”اللَّهُمَّ حَاسِبُنِي حِسَابًا يَسِيرًا“ اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی ”یا رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آسان حساب کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا ”آسان حساب یہ ہے کہ اس کے نامہ اعمال پر نظر کرادی جائے پھر اسے معافی دیدی جائے۔ اے عائشہ! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، جس سے حساب میں اس دن جرح کر لی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔“^(۲)

لہذا ہمیں بھی اپنے حساب کے بارے میں فکر کرنی چاہئے اور ایسے اعمال اختیار کرنے چاہئیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ حساب میں آسانی فرماتا ہے، ترغیب کے لئے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرورِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تین اوصاف جس شخص میں ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں آسانی فرمائے گا اور اپنی رحمت سے اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کی ”یا رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ کون سے اوصاف ہیں؟ ارشاد فرمایا ”جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو، جو تم سے رشتہ داری ختم کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حساب کی فکر کرنے اور نیک اعمال میں مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... مسلم، کتاب الجنّة و صفة نعيمها و اهلها، باب اثبات الحساب، ص ۱۵۳۷، الحدیث: ۲۸۷۶ (۲۸۷۶)۔

②..... مسند امام احمد، مسند السيدة عائشة رضی اللہ عنہا، ۳۰۳/۹، الحدیث: ۲۴۲۷۰۔

③..... مسند البزار، مسند ابی ہریرة، ۲۱۹/۱۵، الحدیث: ۸۶۳۵۔

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
أُولُو الْأَلْبَابِ ۗ الَّذِينَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَتَّقُونَ الْبَيْتَاتِ ۗ

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے۔ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ آدمی جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے تو کیا وہ اس جیسا ہے جو اندھا ہے؟ صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور معاہدے کو توڑتے نہیں۔

﴿أَفَمَنْ يَعْلَمُ﴾: تو کیا وہ جو جانتا ہے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ آدمی جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ حق ہے اور وہ اس پر ایمان لاتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو کیا وہ اس جیسا ہے جو دل کا اندھا ہے؟ جو حق کو جانتا ہے نہ قرآن پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”یہ آیت حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (1)

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”ان آیات میں اگرچہ حضرت حمزہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اچھی صفات پر ان کی تعریف کی گئی اور ان صفات کے بدلے بھلائی کا وعدہ فرمایا گیا اور ابو جہل کی بری صفات کی مذمت کی گئی اور ان بری صفات کے بدلے برے انجام کی وعید سنائی گئی لیکن چونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ سبب نزول کی خصوصیت کا لہذا حضرت حمزہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لئے وعدے کی آیات میں قیامت تک آنے والے وہ تمام لوگ بھی

1.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۱۹، ۶۲/۳.

شامل ہیں جو حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور ان جیسی صفات اپنائیں گے یونہی ابو جہل کے لئے وعید کی آیات میں قیامت تک آنے والے وہ تمام افراد داخل ہیں جو ابو جہل کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ (1)

﴿إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾: صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔ ﴿يعْنِي قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾: یعنی قرآن کی نصیحتیں وہی قبول کرتے ہیں اور ان نصیحتوں پر وہی عمل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں اور ان کی عقل وہم کے عارضے سے صاف ہے۔ (2)

﴿الَّذِينَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾: وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں۔ ﴿يَعْنِي آخِرَتِ كَمَا أَجْمَعَ﴾: یعنی آخرت کا اچھا انجام انہیں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کرتے ہیں کہ اس کی ربوبیت کی گواہی دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد اور ان معاہدوں کو توڑتے نہیں جو انہوں نے لوگوں کے ساتھ کئے ہوئے ہیں۔ (3)

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوفزدہ ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ﴾: اور وہ جو جوڑتے ہیں۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، بعض کو مان کر اور بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے۔ یا یہ معنی ہے کہ رشتہ داری کے حقوق کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ داری نہیں توڑتے۔ اسی میں رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی قرابتیں اور

1.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۱۹، ۳/۱۰۰۰.

2.....روح البیان، الرعد، تحت الآية: ۱۹، ۴/۳۶۳.

3.....روح البیان، الرعد، تحت الآية: ۲۰، ۴/۳۶۳.

ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں۔ سادات کرام کا احترام، مسلمانوں کے ساتھ محبت و احسان، ان کی مدد کرنا، اُن کی طرف سے مُدافعت کرنا، اُن کے ساتھ شفقت سے پیش آنا، سلام اور دعا کرنا، مسلمان مریضوں کی عیادت کرنا، اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں اور سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت کرنا بھی اس میں داخل ہے۔^(۱)

صلہ رحمی اور حسن سلوک سے متعلق احادیث

آیت کی تفسیر کی مناسبت سے ترغیب کے لئے چند احادیث یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱)..... حضرت جُبَيْر بن مُطْعَم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”رشتہ داری توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“^(۲)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔“^(۳)

(۳)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بدلہ لینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔“^(۴)

(۴)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے۔“^(۵)

(۵)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے، جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ عز و جل کے نزدیک

①..... حازن، الرد، تحت الآیة: ۲۱، ۶۳-۶۲/۳، مدارك، الرد، تحت الآیة: ۲۱، ص ۵۵۶، ملقطاً.

②..... بخاری، کتاب الادب، باب اثم القاطع، ۹۷/۴، الحدیث: ۵۹۸۴.

③..... بخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق بصلۃ الرحم، ۹۷/۴، الحدیث: ۵۹۸۵.

④..... بخاری، کتاب الادب، باب ليس الواصل بالمكافئ، ۹۸/۴، الحدیث: ۵۹۹۱.

⑤..... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی رحمة الصبيان، ۳۶۹/۳، الحدیث: ۱۹۲۸.

وہ بہتر ہے، جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔^(۱)

(6)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ جو شخص مسلمان سے کسی ایک تکلیف کو دور کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی ایک تکلیف دور کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“⁽²⁾

(7)..... حضرت معاذ بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے کسی منافق کے مقابلے میں مومن کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حمایت میں ایک فرشتہ کھڑا کرے گا جو اسے دوزخ کی آگ سے بچائے گا اور جو کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام لگائے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔“⁽³⁾

﴿وَيُخْشَوْنَ مَرَأَهُمْ﴾: اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ ﴿يَعْنِي اللهُ تَعَالَى﴾ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے اور صلہ رحمی وغیرہ جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں بجالانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہوں۔⁽⁴⁾

خوف خدا کے فضائل

قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے فضائل بکثرت بیان کئے گئے ہیں۔ ترغیب کے لئے چند آیات اور احادیث بیان کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَيْسَ خَافٍ مَقَامَ رَبِّهِمْ جَهَنَّمُ⁽⁵⁾

ترجمہ کنز العرفان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دجنتیں ہیں۔

①..... ترمذی، کتاب البرِّ والصلوة، باب ما جاء في حقِّ الجوار، ۳۷۹/۳، الحدیث: ۱۹۵۱.

②..... بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، ۱۲۶/۲، الحدیث: ۲۴۴۲.

③..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب من ردَّ عن مسلم غيبة، ۳۵۴/۴، الحدیث: ۴۸۸۳.

④..... حازن، الرعد، تحت الآية: ۲۱، ۶۳/۳.

⑤..... رحمن: ۴۶.

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (1)

توجیہ کنز العرفان: اور آخرت تمہارے رب کے پاس
پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا

إِنَّ السُّعْيِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ (2)

توجیہ کنز العرفان: بیشک ڈرنے والے باغوں اور چشموں
میں ہوں گے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس مومن بندے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکلیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر آجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔“ (3)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے بندے کا بدن لرزنے لگے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے ہوئے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں (4)۔“ (5)

﴿وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ اور برے حساب سے خوفزدہ ہیں۔ یعنی خصوصی طور پر حساب سے خوفزدہ ہیں اور حساب کا وقت آنے سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں۔ (6)

اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب

عقلمند انسان وہی ہے کہ جو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے اور نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنے اعمال کے محاسبے سے غافل نہ ہو۔ قرآن و حدیث میں اپنے اعمال کے محاسبے کی بہت ترغیب دی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

1..... الزخرف: ۳۵۔ 2..... الحجر: ۴۵۔

3..... ابن ماجہ، الزہد، باب الحزن والبكاء، ۴/۶۷، الحدیث: ۴۱۹۷۔

4..... شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان... الخ، ۱/۴۹۱، الحدیث: ۸۰۳۔

5..... اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”خوف خدا“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

6..... مدارك، الرعد، تحت الآیة: ۲۱، ص ۵۵۶۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَتَنْتَظِرْ نَفْسَ
مَا قَدَّمَ مَثَلٍ لِّعِبَادٍ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر
جان دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

حضرت شداد بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا
”مؤمنند وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے، جبکہ عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے
پیچھے لگا دے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔“ (۲)

امام ترمذی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس حدیث میں مذکور الفاظ ”مَنْ دَانَ نَفْسَهُ“ کا مطلب قیامت
کے حساب سے پہلے (دنیا ہی میں) نفس کا محاسبہ کرنا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اپنے نفسوں کا
محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قیامت کے دن اس آدمی کا حساب
آسان ہوگا جس نے دنیا ہی میں اپنا حساب کر لیا۔ حضرت میمون بن مہران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت
تک پرہیزگار شمار نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا ایسے محاسبہ نہ کرے جیسے اپنے شریک سے کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے
کھایا اور کہاں سے پہنا۔“ (۳)

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”جس طرح تاجر دنیا میں ایک ایک پیسے کا حساب کر کے کمی زیادتی کے
راستوں کی حفاظت کرتا ہے حتیٰ کہ اسے اس میں کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا تو اسے چاہئے کہ نفس کے معمولی سے نقصان اور
مکر و فریب سے بھی بچے کیونکہ یہ بڑا دھوکے باز اور مکار ہے لہذا پہلے اس سے پورے دن کی گفتگو کا صحیح جواب طلب کرے
اور اپنے نفس سے اس بات کا خود حساب لے جس کا قیامت کے دن دوسرے لیں گے، اسی طرح نظر بلکہ دل کے خیالات
اور وسوسوں، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے حتیٰ کہ خاموشی کا حساب بھی لے کہ اس نے خاموشی کیوں اختیار کی تھی اور سکون
کے بارے میں پوچھ گچھ کرے کہ اس کا کیا مقصد تھا، جب ان تمام باتوں کا علم ہو جائے جو نفس پر واجب تھیں اور اس کے
نزدیک صحیح طور پر ثابت ہو جائے کہ کس قدر واجب کی ادائیگی ہوئی ہے تو اس قدر کا حساب ہو گیا، اب جو باقی رہ گیا اسے
نفس کے ذمہ لکھ لے اور اسے دل کے کاغذ پر بھی لکھ دے جیسے اپنے شریک کے ذمہ باقی حساب کو دل پر بھی لکھتا ہے اور حساب

①.....الحشر: ۱۸۔

②.....ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۲۵-باب، ۲۰۷/۴، الحدیث: ۲۴۶۷۔

③.....ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۲۵-باب، ۲۰۷/۴۔

و کتاب کے رجسٹر میں بھی۔ پھر جب نفس قرضدار ٹھہرا تو ممکن ہے کہ اس سے قرض وصول کرے، کچھ تاوان کے ذریعے، کچھ اس کی واپسی سے اور بعض کے حوالے سے اسے سزا دے اور یہ سب کچھ حساب کی تحقیق کے بعد ہی ممکن ہے تاکہ جس قدر واجب باقی ہے اس کی تمیز ہو سکے اور جب یہ بات معلوم ہو جائے تو اب اس سے مطالبہ اور تقاضا کرنا چاہئے اور اسے چاہئے کہ اپنے تمام ظاہری اور باطنی اعضاء کے حوالے سے اپنے نفس سے ایک ایک دن کی ہر گھڑی کا حساب کرے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَأُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۳﴾

توجہ کنز الایمان: اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے۔

توجہ کنز العرفان: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں صبر کیا اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور برائی کو بھلائی کے ساتھ ٹالتے ہیں انہیں کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے۔

﴿وَالَّذِينَ صَبَرُوا﴾: اور وہ جنہوں نے صبر کیا۔ یعنی نیکیوں اور مصیبتوں پر صبر کیا اور گناہوں سے باز رہے۔

صبر کے ۳ مراتب

علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”صبر کے تین مرتبے ہیں۔ (۱) گناہ سے صبر کرنا یعنی گناہ سے بچنا۔ (۲) نیکیوں پر صبر کرنا یعنی اپنی طاقت کے مطابق ہمیشہ نیک اعمال کرنا۔ (۳) مصیبتوں پر صبر کرنا۔ ان سب سے اعلیٰ مرتبہ

۱..... احیاء العلوم، کتاب المراقبة والمحاسبة، بیان حقیقۃ المحاسبة بعد العمل، ۱۳۹/۵.

یہ ہے کہ شہوات یعنی نفسانی خواہشات سے صبر کرنا کیونکہ یہ اولیاء اور صدیقین کا مرتبہ ہے۔^(۱)

صبر کی اقسام

آیت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں صبر کرنے کی قید لگائی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)..... مذموم صبر۔ انسان کبھی صبر اس لئے کرتا ہے تاکہ اس کے بارے میں کہا جائے کہ مصیبتیں برداشت کرنے پر اس کا صبر کتنا کامل اور مضبوط ہے اور کبھی اس لئے صبر کرتا ہے تاکہ لوگ بے صبری کا مظاہرہ کرنے پر اسے ملامت نہ کریں اور دشمن اس کی بے صبری پر نہ ہنسیں۔ ان تمام امور میں اگرچہ ظاہری طور پر صبر ہی کیا جا رہا ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں نہیں بلکہ غیر اللہ کے لئے کیا گیا ہے، اس لئے یہ صبر مذموم ہیں اور اس آیت کے تحت داخل نہیں۔

(۲)..... قابل تعریف صبر۔ یہ وہ صبر ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے اور جو مصیبتیں نازل ہوئیں ان پر صبر کرنے کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرے۔ یہی صبر اس آیت کے تحت داخل ہے یعنی انہوں نے نازل ہونے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی وجہ سے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کیا۔^(۲)

رضائے الہی کے لئے صبر کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے صبر کرنے کی بہت فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ
مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ لَرَّجُوعُونَ ﴿۳﴾
ترجمہ کنز العرفان: اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ وہ
لوگ کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: ہم اللہ ہی
کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”جب میں اپنے کسی بندے کو دو محبوب چیزوں (یعنی آنکھوں) کے ذریعے آزماتا ہوں، پھر وہ صبر کرے تو ان کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔“^(۴)

①..... جلالین مع صاوی، الرعد، تحت الآیة: ۲۲، ۱۰۰/۱/۳۔

②..... حازن، الرعد، تحت الآیة: ۲۲، ۶۳/۳۔

③..... البقرہ: ۱۵۵، ۱۵۶۔

④..... بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۶/۴، الحدیث: ۵۶۵۳۔

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ فضیلت والے کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور جلدی جلدی جنت کی طرف چلنا شروع کر دیں گے۔ فرشتے ان سے ملاقات کر کے دریافت کریں گے ”ہم تمہیں جنت کی طرف تیزی سے جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں، تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ”ہم فضیلت والے ہیں؟ فرشتے کہیں گے ”تمہاری فضیلت کیا ہے؟ وہ کہیں گے ”ہم پر جب ظلم کیا جاتا تو ہم صبر کرتے تھے، جب ہم سے براسلوک کیا جاتا تو ہم درگزر کرتے تھے۔ جب ہم سے جہالت کا برتاؤ کیا جاتا تو ہم برداشت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے ”جنت میں داخل ہو جاؤ کہ عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے۔ پھر اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ صبر کرنے والے کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور جلدی جلدی جنت کی طرف چلنا شروع کر دیں گے۔ فرشتے ان سے ملاقات کر کے دریافت کریں گے ”ہم تمہیں جنت کی طرف تیزی سے جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں، تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ”ہم صبر کرنے والے ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے ”تمہارا صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے ”ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے صبر کیا کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے ”جنت میں داخل ہو جاؤ کہ عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے۔“ (1)

﴿وَأَنْفَعُوا إِمْرَأَتَكَ رَبِّكَ عَلَيْهَا﴾ اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کیا۔ ﴿حَضْرَتِ حَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ﴾ فرماتے ہیں ”اس سے مراد فرض زکوٰۃ دینا ہے۔ اگر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی تہمت لگنے کا اندیشہ نہ ہو تو چھپا کر زکوٰۃ ادا کرنا بہتر ہے اور اگر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی تہمت لگنے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ کہ اعلانیہ زکوٰۃ ادا کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ چھپا کر زکوٰۃ دینے سے مراد وہ ہے جو اپنی ذاتی نکال رہا ہے اور اعلانیہ دینے سے مراد وہ ہے جو بادشاہ کو دے رہا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ چھپا کر دینے سے مراد نفی صدقات ہیں اور اعلانیہ دینے سے مراد فرض زکوٰۃ ہے۔“ (2)

راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کی نسبت لوگوں کی طرف اور رزق دینے کی نسبت اپنی ذات کی طرف فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا میں اس کے وکیل ہیں اور اس عطا میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں

1.....المطالب العالیہ، کتاب الفتن، باب شفاعۃ المؤمنین، ۷۰۲/۸، الحدیث: ۴۵۷۸.

2.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۲۲، ۶۳/۳.

اس لئے انہیں چاہئے کہ خرچ کرنے میں اپنی ذات یا مخلوق کا لحاظ نہ رکھیں بلکہ وکیل بنانے والی ذات رب تعالیٰ کی رضا کا لحاظ رکھیں اور لوگوں کی طرف سے شکرے اور تعریف کا لالچ نہ رکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملنے کی امید رکھیں۔

﴿وَيَدْرَأُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ﴾: اور برائی کو بھلائی کے ساتھ ٹالتے ہیں۔ ﴿یعنی برائی کو بھلائی سے ٹالتے ہیں اور بدکلامی کا جواب شیریں کُحلی سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے ہیں جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو معاف کرتے ہیں، جب ان سے تعلق توڑا جاتا ہے تو ملاتے ہیں اور جب گناہ کر بیٹھیں تو توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام دیکھتے ہیں تو اُسے بدل دیتے ہیں، جہل کے بدلے حلم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔^(۱) سُبْحَانَ اللَّهِ! یہ کتنے پیارے اوصاف ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو یہ اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ﴾: انہیں کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے۔ ﴿یعنی جو یہ نیک اعمال بجلائے گا اس کے لئے آخرت کا اچھا انجام یعنی جنت ہے۔^(۲)

جَنَّتْ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
وَالْبَلَايَةَ يَدْخُلُونَ عَلَيْهَا مِنْ كُلِّ بابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَدَقْتُمْ
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾

توجہ کنز الایمان: بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے۔ سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔

توجہ کنز العرفان: وہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں سے جو لائق ہوں گے اور ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس یہ کہتے آئیں گے۔ تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم

①..... مدارك، الرعد، تحت الآية: ۲۲، ص ۵۵۶.

②..... خازن، الرعد، تحت الآية: ۲۲، ۶۴/۳.

نے صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے۔

﴿جَنَّتٌ عَدْنٍ﴾: وہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں۔ یعنی اوپر والی آیات میں مذکور اوصاف کے حامل حضرات ہمیشہ قائم و دائم رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا، بیویوں اور اولاد میں سے وہ لوگ بھی ان باغات میں داخل ہوں گے جو ایمان لائے اگرچہ ان لوگوں نے ان حضرات جیسے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لئے باپ دادا وغیرہ کو ان کے درجہ میں داخل فرمائے گا اور ان کے پاس فرشتے روزانہ دن اور رات میں تین مرتبہ تحائف اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارتیں لے کر جنت کے ہر دروازے سے تعظیم و تکریم کرتے ہوئے آئیں گے اور کہیں گے ”تم پر سلامتی ہو، یہ اس کا ثواب ہے جو تم نے گناہوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے۔“^(۱)

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ
بِهِ أَنْ يُوْصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

سُوءُ الدَّارِ ۝۲۵

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیب برا گھر۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اللہ کا عہد اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کیلئے لعنت ہی ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ﴾: اور وہ جو اللہ کا عہد توڑ دیتے ہیں۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے سعادت

1.....خازن، الرعد، تحت الآیة: ۲۳، ۶۴/۳، مدارك، الرعد، تحت الآیة: ۲۳، ص ۵۵۶، جلالین، الرعد، تحت الآیة: ۲۳-۲۴، ص ۲۰۳، ملقطاً.

مندوں کے احوال اور جو کرامتیں اور بھلائیاں ان کے لئے تیار فرمائی ہیں ان کا ذکر فرمایا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ بد بختوں کے احوال اور ان کے لئے جو سزائیں تیار فرمائی ہیں ان کا ذکر فرما رہا ہے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اعتراف کر کے اور ایمان لانے کا عہد قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو صلہ رحمی کرنے اور رشتہ داری جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں، کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے اور ان کیلئے برا گھر یعنی جہنم ہے۔^(۱)

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۖ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَا
الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اتر آگئے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک حقیر سی شے ہے۔

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ﴾: اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں میں سے جسے چاہے وسیع رزق دے کر غنی کر دیتا ہے اور جسے چاہے اس کے رزق میں تنگی فرما کر اسے فقیر بنا دیتا ہے۔﴾^(۲)

رزق میں برابری نہ ہونے کی حکمتیں

یاد رہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا رزق عطا نہیں فرمایا، بعض لوگ غریب ہیں، بعض متوسط اور بعض امیر، اس میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں، ان میں سے دو حکمتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

①.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۲۵، ۶۴/۳-۶۵، ملخصاً.

②.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۲۶، ۶۵/۳.

(۱)..... اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا
 وَكَوَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَعُوَافِي الْأَرْضِ
 وَ لَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۗ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ
 خَبِيرٌ بَصِيرٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے رزق
 وسیع کر دیتا تو ضرور وہ زمین میں فساد پھیلاتے لیکن اللہ اندازہ
 سے جتنا چاہتا ہے اتارتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار
 (ہے، انہیں) دیکھ رہا ہے۔

(۲)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد
 فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کے ایمان کی بھلائی مالدار ہونے میں ہے،
 اگر میں انہیں مالدار نہ کروں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے اور میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی
 مالدار نہ ہونے میں ہے، اگر میں انہیں مالدار کروں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے۔“ (۲)

﴿وَقَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ اور کافر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے۔ یعنی مشرکین پر جب اللہ تعالیٰ نے رزق وسیع فرمایا
 تو انہوں نے شر پھیلا نا شروع کر دیا اور وہ تکبر میں مبتلا ہو گئے حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک حقیر سی شے
 ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دُنویٰ نعمتوں پر فخریہ خوش ہونا کفار کا طریقہ ہے اور ناجائز ہے جبکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے شکر یہ کے
 طور پر خوش ہونا مومنوں کا طریقہ ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (۳) ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت
 پر ہی خوش منانی چاہیے۔

دُنویٰ اور اُخروی زندگی میں فرق

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے غفلت میں گزرے، یہ بری ہے
 اور قرآن وحدیث میں اسی کی مذمت ہے اور جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلِ تعالیٰ اُخروی زندگی ہے، یہی
 حیاتِ طیبہ ہے۔ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”ہر وہ چیز جو آخرت کے اعمال پر مددگار ہو جیسے ضروری غذا

①..... الشوری: ۲۷۔

②..... ابن عساکر، حرف الکاف فی آباء من اسمہ ابراہیم، ابراہیم بن ابی کریمۃ الصبداوی، ۹۶/۷۔

③..... یونس: ۵۸۔

اور موٹے کپڑوں کا ایک جوڑا اور ہر وہ چیز جس کا انسان کے باقی رہنے اور اس کی صحت کے لئے ہونا ضروری ہے اور اس کے ذریعے وہ علم و عمل تک پہنچتا ہے تو یہ (چیز) دنیا نہیں ہے کیونکہ یہ علم و عمل کے لئے مددگار ہے اور اس کے لئے وسیلہ ہے تو انسان جب اسے علم و عمل پر مدد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے تو وہ دنیا کے لئے نہیں لیتا اور نہ ہی وہ اس وجہ سے دنیا دار کہلاتا ہے اور اگر (ان چیزوں سے) محض دنیا کا فوری فائدہ اور لذت مطلوب ہو اور تقویٰ پر مدد کا حصول مقصود نہ ہو تو اب (ان چیزوں کا حصول) دنیا میں شمار ہوگا۔^(۱)

مومن و کافر اور فاسق و پرہیزگار کی زندگی میں فرق

مومن و کافر اور فاسق و پرہیزگار کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے، بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں۔ بعض جیتے جی مرے ہوئے ہیں اور بعض مر کر بھی زندہ ہیں۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ط قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ
مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَىٰ آيَاتِهِ مَنْ أَبَىٰ ﴿٢٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کافر کہتے ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بیشک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافر کہتے ہیں: ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ تم فرماؤ: بیشک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اسے اپنی راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافر کہتے ہیں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ پر ویسی نشانی کیوں نہیں اتری جیسی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تاکہ وہ آپ کی صداقت پر نشانی اور دلیل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان سے فرمادیں: بیشک اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے کہ ایسا آدمی نشانیاں اور معجزات نازل ہونے کے

①..... احیاء العلوم، کتاب ذمّ الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا وماہیتها فی حق العبد، ۳/۲۷۱۔

بعد بھی یہ ہتھارتتا ہے کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری؟ کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا؟ الغرض کثیر معجزات دیکھنے کے باوجود گمراہ رہتا ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے تو اسے معجزات اور نشانیوں کی کثرت کوئی فائدہ نہ دے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی راہ سے دکھاتا ہے جو دل سے اور کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔^(۱)

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ٢٨ ط

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾: سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کی یاد و محبت الہی اور قرب الہی کا عظیم ذریعہ ہے اور یہ چیزیں بھی دلوں کے قرار کا سبب ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ بھی کہا جائے تو یقیناً درست ہوگا کہ ذکر الہی کی طبعی تاثیر بھی دلوں کا قرار ہے، اسی لئے پریشان حال آدمی جب پریشانی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل کو قرار آنا شروع ہو جاتا ہے، یونہی قرآن بھی ذکر اللہ ہے اور اس کے دلائل دلوں سے شکوک و شبہات دور کر کے چین دیتے ہیں، یونہی دعا بھی ذکر اللہ ہے اور اس سے بھی حاجتمندوں کو سکون ملتا ہے اور اسمائے الہی اور عظمت الہی کا تذکرہ بھی ذکر اللہ ہے اور اس سے بھی مہمانِ خدا کے دلوں کو چین ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متعلق دوا ہم باتیں

(۱)..... امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: حضرت عثمان مغربی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے ان کے ایک مرید نے

①..... حازن، الرعد، تحت الآية: ۲۷، ۳/۶۵، روح البیان، الرعد، تحت الآية: ۲۷، ۴/۳۷۲، ابو سعود، الرعد، تحت الآية: ۲۷، ۳/۶۳، ملقطاً.

عرض کی: کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل کی رغبت کے بغیر بھی میری زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا ہے، انہوں نے فرمایا: یہ بھی تو شکر کا مقام ہے کہ تمہارے ایک عُضْو (یعنی زبان) کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کی توفیق بخشی ہے۔“

(2)..... جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں نہیں لگتا اسے بعض اوقات شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ جب تیرا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں نہیں لگتا تو خاموش ہو جا کہ ایسا ذکر کرنا بے ادبی ہے۔ اس شیطانی وسوسے سے بچنا چاہیے۔ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ فرماتے ہیں ”اس وسوسے کا جواب دینے والے لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو ایسے موقع پر شیطان سے کہتے ہیں: خوب توجہ دلائی، اب میں تجھے بیزار کرنے کے لئے دل کو بھی حاضر کرتا ہوں، اس طرح شیطان کے زخموں پر نمک پاشی ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ احمق ہیں جو شیطان سے کہتے ہیں: تو نے ٹھیک کہا جب دل ہی حاضر نہیں تو زبان ہلائے جانے سے کیا فائدہ! اور یوں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ نادان سمجھتے ہیں کہ ہم نے عقلمندی کا کام کیا حالانکہ انہوں نے شیطان کو اپنا ہمرد سمجھ کر دھوکا کھا لیا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: اگرچہ ہم دل کو حاضر نہیں کر سکتے مگر پھر بھی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اگرچہ دل لگا کر ذکر کرنا اس طرح کے ذکر سے کہیں بہتر ہے۔“⁽¹⁾

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسَنُ مَا بِهِ ۲۹

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کیلئے خوشی اور اچھا انجام ہے۔

﴿طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسَنُ مَا بِهِ﴾: ان کیلئے خوشی اور اچھا انجام ہے۔ ﴿اس آیت میں مذکور لفظ ”طوبیٰ“ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ طوبیٰ سے مراد راحت و نعمت اور شادمانی و خوش حالی کی بشارت ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ طوبیٰ حبشی زبان میں جنت کا نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے مروی ہے کہ طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ تمام جنتوں میں پہنچے گا۔ حضرت عبید بن

1..... کیمیائے سعادت، رکن چہارم: منجیات، اصل اول در توبہ، ۷۷۱/۲.

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”یہ درخت جنتِ عدن میں ہے اور اس کی جڑ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایوانِ مُعَلّٰی میں اور اس کی شاخیں جنت کے ہر بالا خانے اور محل میں ہیں، اس میں سیاہی کے سوا ہر قسم کے رنگ اور خوش نمایاں ہیں، ہر طرح کے پھل اور میوے اس میں پھلے ہیں، اس کی جڑ سے کافور اور سلسبیل کی نہریں رواں ہیں۔ (۱)

كَذٰلِكَ اَمْرًا سَلَّمْنَا فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَّمٌ لِّتَتَلَوْا عَلَيْهِمْ
الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابٌ ۳۰

ترجمہ کنز الایمان: اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمن کے منکر ہو رہے ہیں تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اسی طرح ہم نے تمہیں اس امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر گئیں تاکہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے حالانکہ وہ رحمن کے منکر ہو رہے ہیں۔ تم فرماؤ: وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

﴿ كَذٰلِكَ اَمْرًا سَلَّمْنَا فِيْ اُمَّةٍ : اسی طرح ہم نے تمہیں اس امت میں بھیجا۔ ﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جس طرح آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو گزشتہ امتوں کی طرف بھیجا اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس امت کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سب سے آخری امت ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی شان سے رسالت عطا کی تاکہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک اور وہ شرعی احکام پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی

①.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۲۹، ۶۵/۳.

فرمائے ہیں حالانکہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔ شانِ نزول: حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور مقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ سے فرمایا لکھو، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ كُفْرَانِے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق ”بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ“ لکھو، اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں کہ رحمٰن تو وہی ہے جس کی معرفت سے تم انکار کر رہے ہو، وہ میرا رب عزّوَجَلّ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اپنے تمام اُمور میں اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔^(۱)

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ
 الْمَوْتَىٰ ۗ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَأْتِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ
 لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا
 قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ
 لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۗ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھک پہنچتی رہے گی یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے بیشک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا۔

۱.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۳۰، ۶۶/۳، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردوں سے باتیں کی جاتیں (جب بھی یہ کافر نہ مانتے) بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو کیا مسلمان اس بات سے ناامید نہ ہو گئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت دیدیتا اور کافروں کو ان کے عمل کی وجہ سے ہمیشہ ہلا دینے والی مصیبت پہنچتی رہے گی یا آپ ان کے گھروں کے نزدیک اتریں گے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

﴿وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ﴾ اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے۔ ﴿مُشَانِ نَزُولِ﴾ کفار قریش نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کی پیروی کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیجئے تاکہ ہمیں کھیتی باڑی کرنے کے لئے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور قُصْبِ بن کلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے تاکہ وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ یہ حیلے بہانے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں، تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے اور توفیق دے اس کے سوا اور کوئی ایمان لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشانیاں دکھادی جائیں جو وہ طلب کر رہے ہیں۔^(۱)

نور قرآن سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے انوار کو نگاہ بصیرت سے دیکھنا ہی حقیقی طور پر فائدہ مند ہے کیونکہ کفار قرآن کریم کے نور کو نگاہ بصیرت سے نہیں دیکھتے تھے اسی لئے وہ اس کے برحق ہونے کی بُرہان کا مشاہدہ نہ کر سکے اور حق قبول کرنے سے محروم رہ گئے، اس لئے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل قرآن عظیم کے نور سے منور ہو جائے اور قرآنی آیات کی تاثیر اس پر اثر کرے تو وہ نگاہ بصیرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور اسے سمجھ کر پڑھے اور اس میں دیئے گئے احکام پر عمل کرے اور ممنوعات سے باز رہے تو ان شاء اللہ اس کا دل قرآن پاک کے نور سے جگمگا اٹھے گا اور وہ اس کی آیات کی تاثیر اپنے ظاہر اور باطن میں دیکھ لے گا۔

﴿أَفَلَمْ يَأْتِيَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ تو کیا مسلمان اس بات سے ناامید نہ ہو گئے۔ ﴿اس آیت میں ان مسلمانوں کو جواب دیا

①.....روح البیان، الرعد، تحت الآية: ۳۱، ۳۷/۴، جلالین، الرعد، تحت الآية: ۳۱، ص ۲۰۴، ملقطاً.

گیا جنہوں نے کفار کے نئی نئی نشانیاں طلب کرنے پر یہ چاہا تھا کہ جو کافر بھی کوئی نشانی طلب کرے وہی اس کو دکھا دی جائے، اس میں انہیں بتا دیا گیا کہ جب زبردست نشانیاں آچکیں اور شکوک و شبہات کی تمام راہیں بند کر دی گئیں، دین کی حقانیت روز روشن سے زیادہ واضح ہو چکی، ان واضح دلائل کے باوجود لوگ مکر گئے اور حق کا اعتراف نہ کیا تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ عناد کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں اور عناد رکھنے والا کسی دلیل سے بھی مانا نہیں کرتا تو مسلمانوں کو اب ان سے حق قبول کرنے کی کیا امید؟ کیا اب تک ان کے عناد کا مشاہدہ کر کے، واضح نشانیوں اور دلائل سے ان کا اعراض کرنا دیکھ کر بھی ان سے قبول حق کی امید رکھی جاسکتی ہے؟ البتہ اب ان کے ایمان لانے اور مان جانے کی یہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مجبور کر دے اور ان کا اختیار سلب فرمائے، لیکن اللہ تعالیٰ اس طرح کی ہدایت چاہتا تو تمام آدمیوں کو عطا فرمادیتا اور کوئی کافر نہ رہتا مگر آزمائش اور امتحان کے گھر کی حکمت اس کا تقاضا نہیں کرتی۔^(۱)

﴿وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافروں کو ہمیشہ﴾ یعنی کفار اپنے کفر اور خبیث اعمال کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث و مصائب اور آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہیں گے، کبھی قحط میں، کبھی لٹنے میں، کبھی مارے جانے میں، کبھی قید میں، چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے کفار انہی چیزوں میں گرفتار ہوتے رہے۔

﴿أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ: یا آپ ان کے گھروں کے نزدیک اتریں گے﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ حدیبیہ کے دن ان کے گھروں کے نزدیک اپنے لشکر کے ساتھ اتریں گے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی طرف سے فتح و نصرت کا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا دین غالب ہونے کا اور مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ پورا ہو جائے، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔^(۲)

وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَاْمَلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ
اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تم سے اگلے رسولوں پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا

①..... روح البیان، الرعد، تحت الآیة: ۳۱، ۴/۳۷۷، ملخصاً.

②..... حازن، الرعد، تحت الآیة: ۳۱، ۶۷/۳، مدارك، الرعد، تحت الآیة: ۳۱، ص ۵۵۸، ملقطاً.

تو میرا عذاب کیسا تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا تھا؟

﴿وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ: اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا۔﴾ کفار مکہ نے جب ان معجزات کا مطالبہ مذاق اڑانے کے طور پر کیا تو یہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر پر بہت گراں گزر اور ان باتوں سے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو بہت اذیت اور تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی دینے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنی قوم کے ان جاہلانہ مطالبوں پر صبر فرمائیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جس طرح آپ کی قوم نے آپ کا مذاق اڑانے کی نیت سے نشانیاں طلب کی ہیں اسی طرح باقی انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوموں نے بھی ان کا مذاق اڑایا تھا، پھر میں نے کافروں کو کچھ دنوں کیلئے ڈھیل دینے کے بعد عذاب میں گرفتار کر دیا اور دنیا میں انہیں قحط، قتل اور قید کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔^(۱)

علماء و مبلغین کیلئے درس

اس آیت میں علماء و مبلغین کیلئے درس ہے کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا طریقہ ہے اس لئے اگر انہیں راہِ خدا میں کسی تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہو تو انہیں چاہئے کہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے حالات اور ان کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کی تکالیف جلد دور ہو جائیں گی۔

عظمتِ اولیاء

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور اولیاء رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ کا مذاق اڑانا بد بختی کی علامت ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”جس نے

①.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۳۲، ۴۴/۷، حازن، الرعد، تحت الآیة: ۳۲، ۶۷/۳، ملئقطاً.

میرے کسی ولی کی توہین کی تو اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کر دیا۔^(۱) یعنی جس نے میرے اولیا میں سے کسی کو اذیت دی یا کسی کو غضب دلایا تو اس نے مجھ سے جنگ کی۔

مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا سے محبت رکھنا، ان سے قلبی تعلقات قائم کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ نفع مند اعمال میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے اولیا سے بغض و عداوت رکھنا، انہیں حقیر سمجھنا اور ان پر اعتراضات کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ نقصان دینے والے اعمال میں سے ہے۔^(۲) اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے اولیا کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے، ان کی توہین کرتے، ان سے عداوت و دشمنی رکھتے اور ان پر اعتراضات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

أَفَنُ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ ۗ قُلْ سُبُّهُمْ ۖ أَمْرٌ تَنْبِؤُنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ ۖ أَمْ بَظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۖ بَلْ زِينٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۖ أَمْ كُرْهُمُ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لویا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں یا یونہی اوپری بات بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: تو کیا وہ خدا جو ہر شخص پر اس کے اعمال کی نگرانی رکھتا ہے (وہ بتوں جیسا ہے؟ ہرگز نہیں) اور وہ لوگ

①..... معجم الاسط، باب الالف، من اسمہ احمد، ۱/۱۸۴، الحدیث: ۶۰۹.

②..... روح البیان، الرعد، تحت الآیة: ۳۲، ۴/۳۷۸.

اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ تم فرماؤ: تم ان کا نام تو لو (کہ وہ کون ہیں جو خدا کے شریک ہیں) بلکہ تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جسے وہ زمین میں جانتا ہی نہیں ہے یا یونہی ایک اوپری بات بلکہ کافروں کیلئے ان کا فریب خوشنما بنا دیا گیا اور انہیں راستے سے روک دیا گیا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

﴿ اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ تَوَكَّلُوا عَلٰى مَا هُوَ بَرُّهُمۡ لَوْ جِئْتُمْ بِهِ خُرُوجًا ۗ ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکہ کے مشرکین کا رد اور انہیں زجر و توبیح فرمائی ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کہ ہر شخص کا محافظ اور اسے رزق دینے والا ہے، اسے جانتا اور اس کے اچھے برے اعمال کو بھی جانتا ہے، نیکیاں کرنے والے کو ثواب دینے والا اور گناہ کرنے والے کو سزا دینے والا ہے کیا وہ ان بتوں کی مثل ہو سکتا ہے جو ایسے نہیں؟ بلکہ وہ تو اپنے آپ سے بھی عاجز ہیں اور جو خود سے عاجز ہوں وہ دوسروں کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکیں گے، لہذا عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ وہ بت جنہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔^(۱)

﴿ قُلْ سَبُّهُمُ: تم فرماؤ: تم ان کا نام تو لو۔ ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمائیں کہ تم جن بتوں کو عبادت کا مستحق ٹھہراتے ہو ان کی حقیقت تو بیان کرو کہ ان کا تعلق کس جنس سے ہے اور وہ کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں؟ پھر غور کرو کہ کیا وہ عبادت کے لائق ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں لہذا تمہارا رے اس شرک کا مطلب یہ نکلا کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کے شریک کی خبر دے رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنا کوئی شریک موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسے جانتا ہی نہیں، اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ضرور ہوتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ ہو وہ محض باطل ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے لئے شریک ہونا بھی باطل اور غلط ہے۔ یاد رہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہونے کی نفی کی گئی ہے۔^(۲)

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۳﴾

①.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۳۳، ۶۷/۳.

②.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۳۳، ۶۷/۳-۶۸، صاوی، الرعد، تحت الآية: ۳۳، ۱۰۰۷/۳، ملنقطاً.

ترجہ کنز العرفان: انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں۔

ترجہ کنز العرفان: ان کیلئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب یقیناً زیادہ سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں۔

﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾: ان کیلئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے۔ ﴿لَعْنَةُ﴾ یعنی ان کیلئے دنیا کی زندگی میں قتل اور قید وغیرہ کا عذاب ہے اور آخرت کا عذاب یقیناً دنیا کے عذاب کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں۔

جہنم کے عذاب کی سختیاں

اس آیت مبارکہ میں بیان کی گئی وعید اگرچہ کافروں کے بارے میں ہے لیکن اس میں ان مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت سے انتہائی دور اور اس کی نافرمانی میں بہت مصروف ہیں، اگر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں ڈال دیا تو ان کا جو حال ہوگا اس کا اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے، مزید عبرت حاصل کرنے کے لئے عذاب جہنم کی سختیوں کے بیان پر مشتمل امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کا یہ کلام بغور پڑھئے، چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں 'اے اپنے نفس سے غافل اور اس فانی اور مٹ جانے والی دنیا پر دھوکہ کھانے والے شخص! اُس چیز کی فکر نہ کر جسے چھوڑ کر جانے والا ہے بلکہ اپنے فکر کی لگام کو اس کی طرف موڑ دے جو تیری منزل ہے، کیونکہ تجھے بتایا گیا کہ سب لوگوں کو جہنم پر سے گزرننا پڑے گا، کہا گیا ہے:

وَأَنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَاوْرَادُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نَسِجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُوا الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثْيًا (1)

ترجہ کنز العرفان: اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر سے گزرنے والا ہے۔ یہ تمہارے رب کے ذمہ پر حتمی فیصلہ کی ہوئی بات ہے۔ پھر ہم ڈرنے والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

تو تجھے وہاں جانے کا یقین ہونا چاہئے اور چونکہ نجات کے بارے میں شک ہے اس لئے تو اپنے دل میں اُس مقام کے ہولناک منظر کا شعور بیدار کر کہ شاید تو اس سے نجات کے لیے تیاری کرے، نیز مخلوق کے حال میں غور و فکر کر کہ قیامت کے مصائب میں سے ان پر جو کچھ گزرا اس کی وجہ سے وہ گرب اور پریشانیوں میں ہوں گے اور اس بات کے منتظر ہوں گے کہ انہیں سفارش کرنے والوں کی شفاعت کی خبر ملے کہ اچانک مجرموں کو شاخ درشاخ اندھیرے گھیر لیں گے اور لپٹ جانے والی آگ ان پر چھا جائے گی، وہ اس کی آواز اور جھنجھناہٹ سنیں گے جو اس کے سخت غیظ و غضب پر دلالت کر رہی ہوگی، اس وقت مجرموں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا اور لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے حتیٰ کہ جو لوگ بیچ جائیں گے ان کو برے انجام کا خوف ہوگا اور جہنم کے فرشتوں میں سے ایک آواز دیتے ہوئے کہے گا: اے فلاں بن فلاں! جو دنیا میں لمبی امید کی وجہ سے ٹال مٹول سے کام لیتا تھا اور تونے برے اعمال میں عمر کو ضائع کر دیا، پھر وہ لوہے کے گرز لے کر اس کی طرف دوڑیں گے اور اس کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں گے، نیز اسے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے اور گھرے جہنم میں اوندھا پھینک دیں گے: وہ کہیں گے

ترجمہ کنز العرفان: چکھ۔ تو تو بڑا عزت والا، کرم والا ہے۔

ذُقْ ۱ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۱)

پس وہ اسے ایسے گھر میں قید کروں گے جس کے کنارے تنگ، راستے تاریک اور مقامات ہلاکت پوشیدہ ہوں گے، (کافر) قیدی وہاں ہمیشہ رہے گا (جبکہ مسلمان قیدی اپنی سزا پوری ہونے تک وہاں رہے گا) اور اس میں بھڑکتی ہوئی آگ جلائی جائے گی وہاں ان کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور ٹھکانہ جہنم ہوگا آگ کے فرشتے ان کو گرز ماریں گے اور آگ ان کو جمع کرے گی، وہاں وہ موت کی تمنا کریں گے لیکن اس سے چھوٹ نہیں سکیں گے، ان کے پاؤں پیشانی کے بالوں سے بندھے ہوں گے اور گناہوں کی تاریکی کے باعث ان کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ ہر کنارے سے پکاریں گے اور چیخیں چلائیں گے اور (جہنم کے فرشتے سے) کہیں گے اے مالک! ہم سے عذاب کا وعدہ پورا ہو چکا ہے، بیڑیاں ہم پر بھاری ہوگئی ہیں اے مالک! ہمارے چڑے پک چکے ہیں، اے مالک! ہمیں یہاں سے نکالو ہم کبھی بھی گناہ نہیں کریں گے۔

دوزخ کے فرشتے کہیں گے نہیں! امن کے دن چلے گئے، اب ذلت کے گھر سے نکل نہیں سکتے، اس میں پھٹکار کے ساتھ پڑے رہو اور باتیں نہ کرو اگر تمہیں یہاں سے نکال بھی دیا جائے تو جس کام سے تمہیں روکا گیا تم دوبارہ وہی کام

کرو گے، اس وقت وہ ناامید ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مقابل جو باتیں کی ہوں گی اُن پر انہیں افسوس ہوگا، لیکن اب نہ تو ان کو ندامت نجات دے گی اور نہ ہی افسوس کا کوئی فائدہ ہوگا بلکہ انہیں طوق پہنا کر چہروں کے بل اوندھا گرا دیا جائے گا، ان کے اوپر نیچے، دائیں اور بائیں آگ ہی آگ ہوگی، وہ آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، ان کا کھانا آگ، پینا آگ، لباس آگ اور بچھونا آگ ہوگا اور وہ آگ کے ٹکڑوں، تارکول کے لباس، گرزوں کے ساتھ مارے جانے اور بھاری بیڑیوں کے درمیان ہوں گے، وہ دوزخ کے تنگ راستوں میں چلیں گے اور جہنم کی سیڑھیوں سے ہجوم کے ساتھ اتریں گے اور ان کے اطراف و جوانب میں پریشان پھر رہے ہوں گے، آگ ان پر اس طرح جوش مار رہی ہوگی جس طرح ہنڈیا میں ابال آتا ہے۔ وہ تباہی اور بربادی کے ساتھ آواز دے رہے ہوں گے، جب وہ ہلاکت کا لفظ بولیں گے تو ان کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹوں کے اندر کا سب کچھ اور چمڑے پگھل جائیں گے، ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جن سے ان کی پیشانیوں پر چور چور ہو جائیں گی اور ان کے مونہوں سے پیپ نکلنے لگے گی۔ پیاس کی وجہ سے جگر پھٹ جائیں گے اور آنکھوں کے ڈھیلے چہروں پر نکل پڑیں گے اور رخساروں کے اوپر سے گوشت گر جائے گا اور ان کے اعضا سے چمڑے اور بال بھی سب گر جائیں گے، جب ان کے چمڑے پک جائیں گے تو ان کو دوسرے چمڑوں سے بدل دیا جائے گا۔ ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی ہو جائیں گی اور اب روحوں کا مرکز صرف رگیں اور پٹھے ہوں گے اور اس آگ کی لپیٹ میں ان کی آواز آ رہی ہوگی، اس کے ساتھ ساتھ وہ موت کی تمنا کریں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔

(اے لوگو! ذرا سوچو، اگر تم ان کو دیکھو تو تمہاری کیا کیفیت ہوگی حالانکہ ان کے چہرے کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ ہو گئے، آنکھوں کی بینائی چلی گئی اور زبانیں گنگ ہو گئیں، پٹھے اور ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں، کان کٹے ہوئے، چمڑے پھٹے ہوئے، ہاتھوں کو گردنوں سے باندھا ہوا اور پاؤں کو پیشانیوں کے ساتھ جمع کیا ہوا ہوگا، وہ آگ پر چہروں کے ساتھ چلتے ہوں گے اور لوہے کے کانٹے آنکھ کے ڈھیلے سے روندتے ہوں گے، آگ کا شعلہ ان کے اندر کے اجزا میں دوڑتا ہوگا اور جہنم کے سانپ اور بچھوان کے ظاہر اعضا سے لپٹے ہوں گے۔ یہ ان کے بعض حالات ہیں۔^(۱) الامان والحفیظ، الامان والحفیظ۔ اے اللہ! عَزَّ وَجَلَّ، ہمیں شفاعت کرنے والوں کے سردار کی شفاعت نصیب فرما اور اپنے حبیب کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے امت کے غم میں بہنے والے آنسوؤں کے صدقے جہنم کے عذاب سے نجات عطا فرما، آمین۔

1..... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت وما بعده، الشطر الثانی، القول فی صفة جہنم واهوالها وانکالها، ۵/۲۹۲-۲۹۳.

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكْهَادًا يَمْ
وَّظَلْمًا ۖ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: احوال اس جنت کا کہ ڈروالوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ڈروالوں کا تو یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ۔

ترجمہ کنز العرفان: جس جنت کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں جاری ہیں، اس کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ پرہیز گاروں کا انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ﴾: جس جنت کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں کفار کے عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر فرمایا اور اس آیت میں مسلمانوں کے ثواب کا ذکر فرمایا ہے۔ (1)﴾

جنت کے تین اوصاف

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے تین اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(1)..... جنت کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ ان نہروں کی تفصیل اس آیت میں بیان گئی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ
مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ
طَعْمُهُ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ۖ وَأَنْهَارٌ
مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى (2)

ترجمہ کنز العرفان: اس جنت کا حال جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے لذت (بخش) ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں۔

1..... تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآية: ۳۵، ۴۶/۷.

2..... سورة محمد: ۱۵.

(2، 3)..... جنت کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یعنی جنت کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں سے کوئی ختم اور زائل ہونے والا نہیں۔ جنت کا حال عجیب ہے کہ اس میں نہ سورج ہے نہ چاند لیکن پھر بھی تاریکی نہیں نیز سورج اور چاند نہیں لیکن پھر بھی سایہ ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّبَعَتْهُمْ يُفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ
مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ ۗ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۗ إِلَيْهِ
أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ ۝۳۶

ترجمہ کنز الایمان: اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس پر خوش ہوتے جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں جو اس قرآن کے بعض حصے کا انکار کرتے ہیں۔ تم فرماؤ: مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعَتْهُمْ يُفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾: اور جنہیں ہم نے کتاب دی۔ ﴿حُضْرَتِ حَسَنٍ وَحُضْرَتِ قَمَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا﴾ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن پاک اور جنہیں کتاب دی گئی ان سے مراد صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہیں۔ قرآن نازل ہونے پر خوش ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن نازل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے متعلق مزید احکام نازل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں خوشی ہوتی ہے۔ احزاب سے یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کے وہ گروہ مراد ہیں جو نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی

عداوت میں سرشار ہیں اور انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر چڑھائیاں کی ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد تورات اور انجیل ہے اور جنہیں کتاب دی گئی ان سے مراد وہ یہودی اور عیسائی ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ وغیرہ اور حبشہ و بخران کے عیسائی۔ قرآن پاک نازل ہونے پر یہ اس لئے خوش ہوتے کہ یہ قرآن پاک پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ احزاب سے ایمان لانے والوں کے علاوہ بقیہ یہودی، عیسائی اور وہ تمام مشرکین مراد ہیں جو قرآن کے بعض حصے کا انکار کرتے ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو قرآن پاک کے بعض حصے کا انکار کرنے والا اس لئے کہا گیا کہ یہ قرآن پاک کے ان واقعات اور بعض احکام کو مانتے تھے جو ابھی تک ان کی کتابوں میں بھی موجود تھے البتہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت سے متعلق جن احکام کو انہوں نے تبدیل کر دیا تھا ان کا انکار کرتے تھے جبکہ مشرکین کو قرآن پاک کے بعض حصے کا انکار کرنے والا اس لئے کہا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور رحمن کا انکار کرتے تھے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے کہا تھا کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے۔^(۱)

وَكُذِّبَتْ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۗ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۖ لَمَّا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۚ

توجیہ کنزالایمان: اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا اور اسے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا۔

توجیہ کنزالعرفان: اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی فیصلے کی صورت میں اتارا اور اسے سننے والے! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

﴿وَكُذِّبَتْ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا﴾ اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی حکم کی صورت میں اتارا۔ یعنی جس طرح پہلے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو ان کی زبانوں میں احکام دیئے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن آپ کی زبان عربی میں نازل فرمایا۔ قرآن کریم کو حکم اس لئے فرمایا کہ اس میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت، اس کی توحید، اس کے دین کی طرف دعوت، تمام

①.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۳۶، ۶۸/۳-۶۹، مدارک، الرعد، تحت الآیة: ۳۶، ص ۵۵۹، ملقطاً.

تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے۔ بعض علما نے فرمایا ”چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لئے اس کا نام حکم رکھا۔“^(۱)

﴿وَلَمَّا أَتَبَعْتَهُمْ﴾ اور اے سننے والے! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا۔ ﴿حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اس آیت میں بظاہر خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے سننے والے! مضبوط دلائل اور قطعی حجتوں کے ذریعے حق بات کا علم آجانے کے باوجود اگر تو نے کافروں کی پیروی کی جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں (اور ان کی خواہشوں پر چلا) تو اللہ عزوجل کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ اس سے کوئی بچانے والا۔^(۲)

کفار کی خواہشوں پر چلنے والوں کو نصیحت

اس آیت میں موجودہ دور کے ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے جو کافروں کی خواہشات پر چلتے ہوئے اسلام کے بنیادی اور ضروری احکام کی اہمیت کو مسلمانوں کی نظر میں کم کرنے کی اور قرآن و حدیث کی غلط تشریحات کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر کافروں کی خالص مذہبی تقریبات میں نہ صرف خود شرکت کرتے، انہیں تحائف اور مبارک بادیں دیتے ہیں بلکہ ان تقریبات کو میڈیا کے ذریعے اس انداز میں عوام تک پہنچاتے ہیں جیسے یہ بھی اسلام کی تعلیمات کا ایک حصہ ہو، اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی بڑی عبرت ہے جو کافروں کی خواہش کے مطابق مسلمانوں میں فحاشی، غریبانی، بے راہ روی، بے پردگی، عورتوں کی مادر پدر آزادی کو عام کرنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔ یونہی ان آرباب اقتدار کے لئے بھی بڑی عبرت ہے جو کافروں کی خواہشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اور ان کے اشارہ ابرو پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو اور ملک و ملت کو برباد کرنے کے لئے اپنے ملک میں کافروں کو ہر طرح کی سہولت دیتے اور اپنے ہی ملک میں ہر طرح کی عیاشی کے ذرائع مہیا کرتے ہیں، انہیں غور کر لینا چاہئے کہ جب یہ اپنے اعمال کے حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہاں اپنے کئے ہوئے جرموں کا حساب کس طرح دیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر

①.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۳۷، ۶۹/۳.

②.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآية: ۳۷، ۴۹/۷، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۳۷، ص ۵۵۹، ملنقطاً.

اپنا غضب فرمایا اور ان کے لئے عذابِ جہنم کا حکم سنادیا تو اس وقت کون ان کی حمایت کرے گا اور کون انہیں اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے بچائے گا اور اس وقت دنیا کی کونسی سپر پاور ان کے کام آئے گی؟

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۖ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾

توحید کنز الایمان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے کیے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے۔

توحید کنز العرفان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی لے آئے۔ ہر وعدے کیلئے ایک لکھی ہوئی (مدت) ہے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ﴾ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے۔ ﴿اس آیت میں کفار کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر کئے گئے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

پہلا اعتراض: اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف جو بھی رسول بھیجے تو اس کا فرشتوں میں سے ہونا ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں سب انسان ہی تھے نہ کہ فرشتے، جب گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انسان ہونے کی وجہ سے ان کی نبوت پر کوئی اعتراض نہیں تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انسان ہونے کی وجہ سے ان کی نبوت پر اعتراض کیوں ہے۔

دوسرا اعتراض: اگر یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے تو کثیر عورتوں سے نکاح نہ کرتے بلکہ عورتوں سے اعراض کر کے زہد کی حالت میں زندگی گزارتے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں ان میں سے اکثر کی کثیر بیویاں اور اولاد تھی۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی 300 بیویاں اور 700 باندیاں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی 100 بیویاں تھیں۔ جب بیویوں

کی اتنی کثیر تعداد کے باوجود ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چند آزار و اوج مطہرات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ کی وجہ سے ان کی نبوت میں کیسے فرق آسکتا ہے۔

تیسرا اعتراض: اگر یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو پھر ہم ان سے جو معجزہ بھی طلب کریں تو وہ انہیں دکھانا چاہئے تھا، لہذا جب معاملہ اس کے برخلاف نظر آیا تو ہم نے جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ دلیل دینے اور عذر زائل کرنے کے لئے ایک معجزہ دکھادینا ہی کافی ہے، ایک یا ایک سے زیادہ معجزات دکھانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے، اگر وہ چاہے تو زیادہ معجزات ظاہر فرمادے اور چاہے تو ظاہر نہ فرمائے لہذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں۔

چوتھا اعتراض: حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کو اس بات سے ڈرایا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کفار پر عذاب نازل ہوگا اور مسلمانوں کی مدد کی جائے گی، لیکن جب وہ عذاب مؤخر ہوا اور اس کی کوئی نشانی کفار کو نظر نہ آئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں طعن کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر یہ سچے نبی ہوتے تو ان کا جھوٹ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ کفار پر عذاب نازل ہونا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندوں کے لئے فتح و نصرت کا ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ نے مُعَيَّن اوقات کے ساتھ خاص فرمادیا ہے اور ہر نئے ہونے والے کام کا ایک وقت معین ہے لہذا مخصوص وقت آنے سے پہلے وہ دنیا کام ظاہر نہ ہوگا۔ جب اصل بات یہ ہے تو وعیدوں کے مؤخر ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کذب کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ (۱)

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۚ وَعِنْدَ أُمِّ الْكِتَابِ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور برقرار رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ: اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔﴾ حضرت سعید بن جبیر اور حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اس

①.....تفسیر کبیر، الرعد، تحت الآیة: ۳۸، ۴۹/۷-۴۰، صاوی، الرعد، تحت الآیة: ۳۸، ۱۰۰۹-۱۰۱۰، ملنقطاً.

آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے اور جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ حضرت عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہ سے جس گناہ کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔^(۱)

﴿وَعِنْدَنَا أُمُّ الْكِتَابِ﴾ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ ﴿﴾ ایک قول یہ ہے کہ آیت میں مذکور اُمُّ الْكِتَابِ سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو کہ ازل سے ہی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُمُّ الْكِتَابِ سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء لکھی ہوئی ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔^(۲)

سعادت مندی کی فکر

ہمارے بزرگانِ دین نیک اعمال کی کثرت کے باوجود اپنی سعادت مندی اور بدبختی سے متعلق بہت فکر مند رہا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو عثمان نہدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ”اے اللہ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں میں لکھا ہے تو مجھے ان میں برقرار رکھ اور اگر مجھے بدبختوں میں لکھا ہے تو میرا نام (بدبختوں کی فہرست سے) مٹا دے اور مجھے سعادت مندوں میں لکھ دے، کیونکہ تو جو چاہے مٹاتا ہے اور جو چاہے برقرار رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا تیرے ہی پاس ہے۔“^(۳)

حضرت اعمش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت شقیق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کو اس طرح کہتے ہوئے سنا کہ ”اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اپنے پاس بدبختوں میں لکھا ہے تو ہمارا نام وہاں سے مٹا دے اور ہمیں سعادت مندوں میں لکھ دے اور اگر تو نے ہمیں سعادت مندوں میں لکھا ہے تو ہمیں اس پر برقرار رکھ کیونکہ تو جو چاہے مٹاتا ہے اور جو چاہے برقرار رکھتا ہے اور اصل لکھا ہوا تیرے ہی پاس ہے۔“^(۴)

①.....حازن، الرعد، تحت الآية: ۳۹، ۷۰-۷۱.

②.....صاوی، الرعد، تحت الآية: ۳۹، ۱۰۱۰/۳، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۳۹، ص ۵۶۰، ملنقطاً.

③.....کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، الادعية المطلقة، ۲۸۶/۱، روایت نمبر: ۵۰۴۲.

④.....المطالب العالیہ، کتاب التفسیر، سورة الرعد، ۲۴۷/۸، روایت نمبر: ۳۷۳۶.

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی سعادت مندی کی فکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، امین۔

وَإِنْ مَّا نَرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَقَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ
وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہمیں تمہیں دکھادیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے حبیب!) اگر ہم تمہیں کوئی وعدہ دکھادیں جو ہم ان سے کر رہے ہیں یا ہم تمہیں پہلے ہی وفات دیدیں تو آپ پر تو بہر حال تبلیغ کرنا لازم ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔

﴿وَإِنْ مَّا نَرِيَنَّكَ: اور اگر ہمیں تمہیں دکھادیں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم کافروں کو عذاب دینے کا جو وعدہ کر رہے ہیں، اس میں سے کوئی وعدہ آپ کو آپ کی زندگی میں ہی دکھادیں یا وہ وعدہ دکھانے سے پہلے ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وفات دے دیں تو دونوں صورتیں ممکن ہیں لیکن آپ کی ذمہ داری بہر حال تبلیغ فرمانا ہے اور صرف یہی آپ کی ذمہ داری ہے، بقیہ قیامت کے دن ان کا حساب لینا اور ان کے اعمال کی جزا دینا یہ ہمارے ذمے ہے لہذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافروں کے اعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور ان کے عذاب کی جلدی نہ کریں۔^(۱)

أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۗ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لِمُعَقَّبٍ
لِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہیں نہیں سوچتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں اور اللہ حکم فرماتا ہے اس

۱.....خازن، الرعد، تحت الآية: ۴۰، ۷۱/۳، مدارك، الرعد، تحت الآية: ۴۰، ص ۵۶۰، ملقطاً.

کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

توجہ کنز العرفان: کیا یہ کافر دیکھتے نہیں کہ ہم ہر طرف سے ان کی زمین کم کر رہے ہیں اور اللہ حکم فرماتا ہے، اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں اور وہ بہت جلد حساب لے لیتا ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ يَرَوْنَ﴾: کیا یہ کافر دیکھتے نہیں۔ یعنی جن کفار مکہ نے سرور عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے نشانیاں دکھانے کا مطالبہ کیا ہے، کیا وہ دیکھتے نہیں ہم ہر طرف سے ان کی آبادیاں کم کرتے آرہے ہیں اور شرک کی زمین کی وسعت مسلسل کم کر رہے ہیں اور حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے کفار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مدد فرماتا ہے اور اُن کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور اُن کے دین کو غلبہ دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم نافذ ہے، کسی کی مجال نہیں کہ اس میں چوں چرا، یا کوئی تبدیلی کر سکے۔ جب وہ اسلام کو غلبہ دینا اور کفر کو پست کرنا چاہے تو کس کی تاب و مجال ہے کہ اس کے حکم میں دخل دے سکے اور وہ جس کا محاسبہ کرنا چاہے تو اس سے بہت جلد حساب لے لیتا ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنا بربادی کا سبب ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنا دنیا میں بھی بربادی لاتا ہے اور نافرمانوں پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر مضبوطی سے قائم ہوں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں غلبہ و اقتدار عطا فرمایا اور مسلمان زمین کی وسعتوں پر چھا گئے اور جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ موڑا تو ان کی آبادیاں بھی ہر طرف کم ہونے لگیں اور اسلامی سرزمین کی وسعت رفتہ رفتہ کم ہونے لگ گئی، کفار نے مسلمانوں کی بے عملی، بے اتفاقی اور داخلی انتشار و افتراق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے مفتوحہ علاقے چھین لئے اور وہاں بسنے والے مسلمانوں کو دین اسلام چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا اور جنہوں نے دین اسلام کو چھوڑنے سے انکار کیا تو انہیں طرح طرح کی آؤتیں دے کر شہید کر دیا یا اس سرزمین سے ہی نکال دیا۔ افسوس! آج بھی مسلمان اسی روش پر چلتے اور اپنی سابقہ تاریخ سے عبرت پکڑنے

1.....حازن، الرعد، تحت الآیة: ۴۱، ۷۲-۷۱/۳، مدارك، الرعد، تحت الآیة: ۴۱، ص ۵۶۰، ملئقطاً.

کی بجائے اسے ہی دوبارہ دہراتے نظر آ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس امت میں پانچ مخصوص لوگوں کی طرف سے فساد آئے گا۔ (1) علماء۔ (2) مجاہدین۔ (3) زُہاد۔ (4) ثُجَّار۔ (5) حکمران۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں، زہاد زمین کے ستون ہیں، مجاہدین زمین میں اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں، تجار امت میں اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور حکمران چرواہے ہیں تو جب عالم، دین کو نیچے اور مال کو اوپر رکھے گا تو پھر جاہل کس کی پیروی کرے گا اور جب زاہد، دنیا کی طرف راغب ہوگا تو توبہ کرنے والا کس کی پیروی کرے گا اور جب غازی لالچ میں پڑ جائے گا تو وہ دشمن پر کامیابی کیسے حاصل کرے گا اور جب تاجر خیانت کرنے لگے گا تو امانت کیسے حاصل ہوگی اور جب چرواہا ہی بھیڑیا بن جائے گا تو چرنے والے کیسے ملیں گے۔ (1)

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ط يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ط وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرَ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارِ ۱۳

توجہ کنز الایمان: اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر۔

توجہ کنز العرفان: اور ان سے پہلے لوگ فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان عمل کمائے اور عنقریب کافر جان لیں گے کہ آخرت کا اچھا انجام کس کے لئے ہے؟

﴿وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ اور ان سے پہلے لوگ فریب کر چکے ہیں۔ ﴿اس آیت میں رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین مکہ سے پہلے گزری ہوئی امتوں کے کفار اپنے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ مقابلہ کر چکے ہیں جیسے نمرود نے حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ، فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ مقابلہ کیا اور

1.....روح البیان، الرد، تحت الآیة: ۴۱، ۴/۳۸۹.

ان مقابلوں میں ہر طرح کی چالیں چلیں لیکن پھر بھی ناکام و نامراد ہوئے کیونکہ اصل تدبیر کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر اس کی مشیت کے بغیر کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۖ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي
وَبَيْنَكُمْ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۚ (۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور کافر کہتے ہیں: تم رسول نہیں ہو۔ تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور ہر وہ آدمی گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافر کہتے ہیں۔﴾ جب کفار نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہونے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی نبوت کا انکار کرنے والے کافروں سے فرمادیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے جس نے میرے ہاتھوں میں غالب کر دینے والے معجزات اور نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ان کے ذریعے میرے نبی ہونے کی شہادت دی نیز میری نبوت پر ہر اُس آدمی کی گواہی کافی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے خواہ وہ یہودیوں کے علماء میں سے تو ریت کا جاننے والا ہو یا عیسائیوں میں سے انجیل کا عالم، وہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے، ان علماء میں سے اکثر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ (1)

علم کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے علما کی گواہی اپنے ساتھ بیان فرمائی، اس سے علم کی افضلیت معلوم ہوئی، اس کے علاوہ اور آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے علم کی افضلیت کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا

1..... حازن، المرعد، تحت الآیة: ۴۳، ۷۳/۳.

ترجمہ کنز العرفان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ إِلَيْكَ طَرَفُكَ (1)

اس میں بیان ہوا کہ علم کی وجہ سے انہیں (یعنی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) یہ قدرت حاصل ہوئی۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُ بِنُورِ اللَّهِ حَيْرٌ لِّمَنِ امْنٌ وَعَيْبٌ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ (2)

کرنے والے ہیں۔

اس میں بیان ہوا کہ آخرت کی عظیم قدر علم کے ذریعے معلوم ہوتی ہے۔ (3)

نیز یہاں علم دین کی عظمت اور مراہب علماء کے بیان پر مشتمل ایک حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص علم کی طلب میں کوئی راستہ چلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور بے شک عالم کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزیں اور پانی کے اندر مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور یقیناً عالم کی فضیلت عابد کے اوپر ایسی ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور یقین رکھو کہ علماء انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور ان کی میراث دینار و درہم نہیں بلکہ ان کی میراث تو علم ہی ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اُس نے (میراث کا) بہت بڑا حصہ پالیا۔ (4)



①.....نمل: ۴۰۔ ②.....قصص: ۸۰۔

③.....علم اور علماء کی فضیلت، اہمیت اور شان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”فیضان علم و علماء“ اور ”علم و علماء کی شان“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

④.....سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، ۴/۴۴، الحدیث: ۳۶۴۱۔

سُورَةُ اِبْرٰهٖمَ

سورة ابراہیم کا تعارف

مقام نزول

سورة ابراہیم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی البتہ اس کی یہ آیت ”اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا“ اور اس کے بعد والی آیت مکہ مکرمہ میں نازل نہیں ہوئی۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 7 رکوع، 52 آیتیں، 861 کلمے اور 3434 حروف ہیں۔⁽²⁾

”ابراہیم“ نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کی آیت نمبر 35 تا 41 میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعتِ الہی کے حسین واقعے اور آپ کی دعاؤں کو بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورة ابراہیم“ رکھا گیا۔

سورة ابراہیم کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے پر ایمان لانے کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقی معبود وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پوری کائنات میں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں

(1)..... کفار کی مذمت بیان کی گئی اور کفر کرنے پر انہیں شدید عذاب کی وعید سنائی گئی اور مسلمانوں سے ان کے نیک اعمال کے بدلے جنت دینے کا وعدہ کیا گیا۔

(2)..... حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے

1.....خازن، تفسیر سورة ابراہیم... الخ، ۷۳/۳.

2.....خازن، تفسیر سورة ابراہیم... الخ، ۷۳/۳.

بعد والے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کر کے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی دی گئی اور ان قوموں پر نازل ہونے والے عذابات سے کفار مکہ کو ڈرایا گیا۔

(3)..... خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ والوں کے لئے امن اور رزق کی، لوگوں کے

دل خانہ کعبہ کی طرف مائل ہونے کی، اپنی اولاد کے بتوں کی پوجا سے بچنے کی، اپنی اولاد کو نماز قائم کرنے کی توفیق دینے کی، اپنی، اپنے والدین اور مسلمانوں کی مغفرت کی جو دعائیں مانگیں وہ بیان کی گئیں۔

(4)..... ایمان اور کلمہ حق کی مثال پاک درخت سے جبکہ گمراہی اور کلمہ باطل کی مثال خمیث درخت سے بیان کی گئی۔

(5)..... قیامت کی ہولناکیاں بیان کر کے نصیحت کی گئی اور ظالموں کے لئے مختلف قسم کے عذابات بیان کر کے انہیں ڈرایا گیا۔

(6)..... قیامت کے دن تک عذاب مؤخر کرنے کی حکمت بیان کی گئی۔

سورہ رعد کے ساتھ مناسبت

سورہ ابراہیم کی اپنے سے ما قبل سورت ”رعد“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ رعد میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو عربی فیصلے کی صورت میں اتارا اور سورہ ابراہیم کی پہلی آیت میں قرآن پاک نازل کرنے کی حکمت بیان کی گئی کہ اسے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لوگوں کو ان کے رب عزوجل کے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف، اس اللہ عزوجل کے راستے کی طرف نکالیں جو عزت والا اور سب خوبیوں والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

الرَّحْمٰنُ كَتَبَ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ

رَأَيْبُهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۱

توجیہ کنز الایمان: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

توجیہ کنز العرفان: یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف، اس (اللہ) کے راستے کی طرف نکالو جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے۔

﴿الآء﴾ یہ حروف مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿كُتِبَ﴾ یہ ایک کتاب ہے۔ یعنی قرآن پاک ایک کتاب ہے جو اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے، اس کو نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لوگوں کو ان کے رب عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے کفر، گمراہی اور جہالت کے اندھیروں سے ایمان کے اجالے کی طرف اور اس اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے راستے یعنی دین اسلام کی طرف لاؤ جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے۔^(۱)

دین حق کی راہ ایک ہے

امام فخر الدین رازی دَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں ”ظُلُمَاتٌ كُوجِع اور نُورٌ كُو وَاوَاد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ دین حق کی راہ ایک ہے اور کفر و گمراہی کے راستے کثیر ہیں۔^(۲)

ایمان اور ہدایت کا نور عطا کرنے والے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں، کوئی شخص صرف قرآن سے بغیر حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے واسطے ہدایت نہیں پاسکتا۔ نور ہدایت کا ذریعہ صرف حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات مبارکہ ہے۔

①.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۱، ۷۳/۳-۷۴، ملخصاً.

②.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآية: ۱، ۵۸/۷.

اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ
عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے۔

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جس کی ملکیت میں ہر وہ چیز ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور کافروں کیلئے ایک سخت عذاب کی خرابی ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي لَهُ: اللہ جس کی ملکیت میں ہے﴾ یعنی اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے کی طرف لاؤ جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے، ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے وہ سب کا خالق و مالک ہے، سب اس کے بندے اور مملوک ہیں تو اس کی عبادت سب پر لازم ہے اور اس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں اور جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرنا شروع کر دی جو کسی چیز کے مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود مملوک ہیں تو آخرت میں ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (۱)

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۗ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: جنہیں آخرت سے دنیا کی زندگی پیاری ہے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

1.....حازن، ابراہیم، تحت الآية: ۲، ۷۴/۳.

ترجمہ کنزالعرفان: جو آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھاپن تلاش کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

﴿الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾: جو دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں ان کفار کے چند اوصاف بیان کئے گئے ہیں جنہیں اس سے پہلی آیت میں آخرت کے شدید عذاب کی وعید سنائی گئی، چنانچہ فرمایا گیا کہ وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اسے اخروی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا دین قبول کرنے سے روکتے ہیں اور دین میں ٹیڑھاپن تلاش کرتے ہیں۔

دین میں ٹیڑھاپن تلاش کرنے کی صورتیں

دین میں ٹیڑھاپن تلاش کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ لوگوں کو سیدھا راستہ اختیار کرنے سے روک دینا۔ دوسری یہ کہ حق مذہب کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالنے کی اور جس قدر ہو سکے جیلوں وغیرہ کا سہارا لے کر حق مذہب میں برائیاں ظاہر کرنے کی کوشش کرنا۔^(۱)

علم کا لبادہ اوڑھ کر حق مذہب سے بھٹکانے والے عبرت پکڑیں

اس سے معلوم ہوا کہ جو آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں وہ عملی طور پر گمراہ ہیں اور جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے اور دین سے روکتے ہیں وہ گمراہ کرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”جو شخص بھی دنیا کی زیب و زینت اور اس کی رنگینیوں کو آخرت کی نعمتوں پر ترجیح دے اور آخرت کی بجائے دنیا میں ہی رہنے کو پسند کرے اور حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لائے ہوئے دین سے لوگوں کو روکے تو وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے، وہ خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے۔“^(۲)

اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو علم کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو مذہبِ حق سے دور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور دین میں نئے نئے مذہب نکال کر امت کی وحدت کا شیرازہ بکھیرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ حضرت زیاد بن حُدَیْر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”تم جانتے ہو کہ اسلام کو کیا

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۳، ۶۰/۷۔

②.....قرطبی، ابراہیم، تحت الآیة: ۳، ۲۳۹/۵، الجزء التاسع.

چیز تباہ کرے گی؟ میں نے کہا: نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ”اسلام کو عالم کی لغزش، منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔“ (۱)

حضرت ابو دواء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف قوم کے ان پیشواؤں اور سربراہوں سے ہے جو گمراہ کرنے والے ہیں۔“ (۲)

علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نقل کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنی امت کی اصلاح پر بہت حریص اور امت کی مستقل بھلائی کی رغبت رکھتے تھے اس لئے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنی امت پر قوم کے گمراہ کن سرداروں کی وجہ سے فکر مند رہتے تھے۔ قوم کے پیشواؤں اور سربراہوں کی گمراہی نظام کو خراب کر دیتی ہے کیونکہ یہ لوگ قوم کے قائدین ہوتے ہیں اور جب یہ گمراہ ہوں گے تو قوم بھی گمراہی میں مبتلا ہوگی، اسی طرح جب علماء میں بھی گمراہیاں ہوں گی تو عوام کا ایک بہت بڑا حصہ گمراہی کا شکار ہو جائے گا۔“ (۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ لکھتے ہیں ”ائمہ دین فرماتے ہیں ”اے گروہ علماء! اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے تو عوام مکروہات پر گریں گے، اگر تم مکروہ کرو گے تو عوام حرام میں پڑیں گے، اگر تم حرام کے مرتکب ہو گے تو عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔ یہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ”بھائیو! اللہ اپنے اوپر رحم کر، اپنے اوپر رحم نہیں کرنا چاہتے تو امتِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو، بھیڑیے نہ بنو۔“ (۴)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلَّ اللَّهُ
مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۱﴾

توجیہ کنزالایمان: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے پھر اللہ گمراہ کرتا ہے

①..... سنن دارمی، باب فی کراهیة اخذ الرأی، ۸۲/۱، الحدیث: ۲۱۴.

②..... جامع صغیر، حرف الهمزة، ص ۱۳۳، الحدیث: ۲۱۹۰.

③..... فیض القدیر، حرف الهمزة، ۵۳۱/۲، تحت الحدیث: ۲۱۹۰.

④..... فتاویٰ رضویہ، ۱۳۲/۲۳-۱۳۳، ملخصاً.

جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

تَوْجِبُهُ كُنُوزَ الْعُرْفَانِ: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا تا کہ وہ انہیں واضح کر کے بتادے، پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا بِلِسَانٍ قَوِّمٍ﴾: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ﴾، ہم نے آپ سے پہلے گزشتہ امتوں میں جتنے رسول بھیجے وہ ان لوگوں کی زبان میں ہی کلام کرتے تھے تا کہ انہیں جو احکامات دیئے گئے وہ ترجمے کے بغیر ہی آسانی سے اور جلدی سمجھ جائیں اور ان احکامات کے مطابق عمل کر سکیں۔ (1)

آیت میں مذکور لفظ ”مَرَسُولٍ“ میں حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور ان کے علاوہ تمام انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ داخل ہیں۔ یعنی ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

قرآن مجید کو صرف عربی زبان میں ہی کیوں نازل کیا گیا

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تمام مخلوق کے رسول ہیں لیکن قرآن کو ہر زبان میں نازل نہیں کیا گیا کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں زبانیں ہر زمانے میں بولی جاتی رہی ہیں تو قرآن کو ہر زبان میں نازل کرنا کئی اور طرح کی پیچیدگیوں کا باعث ہوتا لہذا اس وقت کی روئے زمین کی سب سے مرکزی اور مطلقاً فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ زبان یعنی عربی میں قرآن پاک کو نازل کیا گیا تا کہ رسول عربی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قرآن پاک کی اپنے قول و عمل سے بہترین تشریح فرمادیں اور پھر آپ کی امت دنیا بھر کی زبانوں میں ان تعلیمات کو منتقل کر دے۔

﴿فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَن يَشَاءُ﴾: پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ﴿یعنی رسول کی ذمہ داری صرف تبلیغ کر دینا اور احکام پہنچا دینا ہے جبکہ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے، وہی غالب ہے اور اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، وہی اپنے کاموں میں حکمت والا ہے۔ (2)

1..... ابو سعود، ابراہیم، تحت الآیة: ۴، ۱۷۶/۳.

2..... حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۴، ۷۴/۳.

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِنَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لا اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لا اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے، شکر گزار کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کی طرف اس لئے بھیجا تا کہ آپ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا ذکر فرمایا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی قوم کو عطا فرمائے تھے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی قوموں کی طرف بھیجا تو ان لوگوں نے اپنے نبیوں اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کی طرف سے پہنچنے والی آفتوں پر صبر فرمائیں اور انہیں یہ بتا دیا جائے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوموں کے درمیان کس قسم کا معاملہ ہوا تھا، اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان فرمائے ان میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان فرمایا۔^(۱)

یاد رہے کہ آیت میں مذکور نشانوں سے وہ معجزات مراد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دے کر بھیجے گئے تھے جیسے عصا کا سانپ بن جانا، ہاتھ کا روشن ہو جانا اور دریا کا پھٹ جانا وغیرہ۔^(۲)

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۶۴/۷.

②.....خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۷۴/۳.

﴿أَنْ أُخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾: کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ۔ ﴿اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کفر کے اندھیروں سے ہدایت اور ایمان کی روشنی کی طرف لانے کی کوشش کریں۔^(۱)

﴿وَذَكَّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ﴾: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ ﴿قاموس میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دنوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت اُبی بن کعب، امام مجاہد اور حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی آیاتِ اللہ کی تفسیر ”اللہ کی نعمتیں“ فرمائی ہے۔ مقاتل کا قول ہے کہ آیاتِ اللہ سے وہ بڑے بڑے واقعات مراد ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے واقع ہوئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیاتِ اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے مَنْ وَسَلَوٰى اُتَارَ نَعْمَةً كَادِنًا، حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن۔^(۲) بظاہر نعمتِ الہی ملنے کے ایام والا معنی زیادہ قوی ہے کہ اگلی آیت میں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے عمل سے اسی کو واضح فرمایا ہے۔ اسی سے مسلمانوں کا نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ولادت مبارکہ کا جشن منانا بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیاتِ اللہ میں سب سے بڑی نعمت کا دن سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کا دن ہے، لہذا اس کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں عظیم واقعات پیش آئے ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلانے میں داخل ہے۔ ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّحَلِّ صَبَآرٍ شٰكُوْرٍ﴾: بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے، شکر گزار کیلئے نشانیاں ہیں۔ یعنی بیشک ان آیاتِ اللہ میں ہر اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مصیبتوں پر بڑا صبر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر بڑا شکر گزار ہے۔^(۳)

مسلمانوں کو صبر و شکر کی نصیحت

امام فخر الدین رازی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں اس بات پر تشبیہ کی گئی ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی میں اگر اس پر ایسا وقت آئے جو اس کی طبیعت کے مطابق اور اس کے ارادے کے موافق ہو تو وہ اللہ

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۶۴/۷.

②.....حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۷۵/۳، مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ص ۶۳، ملقطاً.

③.....روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۳۹۸/۴.

عَزَّوَجَلَّ کا شکر کرے اور اگر ایسا وقت آئے جو اس کی طبیعت کے مطابق نہ ہو تو صبر کرے۔^(۱) اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مسلمان مرد پر تعجب ہے کہ اس کے سارے کام خیر ہیں، یہ بات مومن مرد کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی کہ اگر اسے راحت پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے لہذا اس کے لیے راحت خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے لہذا صبر اس کے لیے بہتر ہے۔“^(۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت عطا فرمائے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرنے اور جب راحت ملے تو شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ
فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُدَّبِحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ
نِسَاءَكُمْ ۗ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعونوں سے نجات دی جو تمہیں بری سزا دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا۔﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قوم کو یہ

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۵، ۶۵/۷۔

②.....مسلم، کتاب الزهد والرفاق، باب المؤمن امره کلہ خیر، ص ۱۰۹۸، الحدیث: ۶۴ (۲۹۹۹)۔

ارشاد فرماتا اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلانے کے حکم کی تعمیل ہے۔ (۱)

نوٹ: یاد رہے کہ بنی اسرائیل کی فرعونیوں سے نجات کی تفصیل سورہ بقرہ کی آیت 49 کے تحت گزر چکی ہے۔

آیت ”وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں

(1)..... مسلمانوں پر کافر اور ظالم حکمرانوں کا تسلط ہونا اللہ تعالیٰ کا دنیوی عذاب اور ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہے جبکہ اچھے حکمران رب تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال کا نتیجہ ہیں۔

(2)..... کافر و ظالم کی ہلاکت، اس کی موت اللہ عزوجل کی رحمت ہے جیسے علماء و صالحین کی وفات ہمارے لئے مصیبت ہے۔ ظالم کی موت پر خوشی کرنا اچھا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷۵﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
فَإِنَّ اللَّهَ لَعَنِي حَبِيدٌ ﴿۷۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ تو بیشک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرما دیا کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ اور موسیٰ نے فرمایا: (اے لوگو!) اگر تم اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب ناشکرے ہو جاؤ تو بیشک اللہ بے پرواہ، خوبیوں والا ہے۔

1.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۶، ۷۵/۳.

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾: اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔ ﴿حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنی قوم سے فرمایا: اے بنی اسرائیل! یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرمایا کہ اگر تم اپنی نجات اور دشمن کی ہلاکت کی نعمت پر میرا شکر ادا کرو گے اور ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا اور اگر تم کفر و معصیت کے ذریعے میری نعمت کی ناشکری کرو گے تو میں تمہیں سخت عذاب دوں گا۔^(۱)

شکر کی حقیقت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس چیز کا عادی بنائے۔ یہاں ایک باریک نکتہ یہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم اور احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی محبت یہاں تک غالب ہو جائے کہ دل کا نعمتوں کی طرف میلان باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقیوں کا ہے۔^(۲)

شکر کی فضیلت اور ناشکری کی مذمت

آیت کی مناسبت سے یہاں شکر اور ناشکری سے متعلق 4 احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جسے شکر کرنے کی توفیق ملی وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ“، یعنی اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔ جسے توبہ کرنے کی توفیق عطا ہوئی وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ”وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ“، یعنی اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے۔^(۳)

(۲)..... حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا



①..... روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۴، ۵-۳۹۹-۴۰۰.

②..... حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۷، ۷۶-۷۵/۳.

③..... درمنثور، ابراہیم، تحت الآیة: ۷، ۹/۵.

”جو تھوڑی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا شکر ہے اور انہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔“ (۱)

(۳)..... حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو نعمت عطا فرماتا ہے تو ان سے شکر ادا کرنے کا مطالبہ فرماتا ہے، جب وہ شکر کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی نعمت کو زیادہ کرنے پر قادر ہے اور جب وہ ناشکری کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے پر قادر ہے اور وہ ان کی نعمت کو ان پر عذاب بنا دیتا ہے۔ (۲)

(۴)..... سنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنے کی وصیت فرمائی ”اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ یعنی اے اللہ! عزوجل، تو اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (۳) اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا ذکر اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نعمتوں کی ناشکری کرنے سے محفوظ فرمائے، امین۔ (۴)

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثُودٍ وَالَّذِينَ
مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ط جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ
فَرَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْا إِنَّا كَفَرْنَا بِنَآئِبَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا
لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: کیا تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے

①..... شعب الایمان، الثانی والستون من شعب الایمان... الخ، فصل فی المكافأة بالصنائع، ۵۱۶/۶، الحدیث: ۹۱۱۹.

②..... رسائل ابن ابی دنیا، کتاب الشکر لله عزوجل، ۴۸۴/۱، الحدیث: ۶۰.

③..... ابو داؤد، کتاب التور، باب فی الاستغفار، ۱۲۳/۲، الحدیث: ۱۵۲۲.

④..... شکر کے مزید فضائل جاننے کے لئے کتاب ”شکر کے فضائل“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

گئے اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے (یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے جنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر تشریف لائے تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے اور کہنے لگے: ہم اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے اور بیشک جس راہ کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس کی طرف سے ہم دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنَ الْقِبْلَةِ مَنَ بَدَأُوا كُفْرًا تَبِعُوا بَنِي إِدْرِسَ وَمَا نُرِيهِمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ مُبْرَأِينَ﴾ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سابقہ قوموں کی ہلاکت و بربادی کے واقعات سے اپنی امت کو ڈرائیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔^(۱)

نوٹ: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، قوم عاد اور ثمود کی ہلاکت و بربادی کے واقعات سورہ اعراف اور سورہ ہود میں گزر چکے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ اور جو ان کے بعد ہوئے۔ ﴿ان تینوں امتوں کے بعد کچھ امتیں ایسی گزری ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں اصلاً کوئی خبر نہیں پہنچی۔^(۲) ﴿فَرَدُّوْا اٰیٰتِیْہُمْ فِیْ اَفْوٰہِہُمْ﴾ تو وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ میں لے گئے۔ ﴿حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ غصہ میں آ کر اپنے ہاتھ کاٹنے لگے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کتاب اللہ سن کر تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے۔ غرض یہ کوئی نہ کوئی انکار کی ادھتی۔^(۳)

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اِنِ اللّٰهِ شَکُّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طِیْدِعُوْکُمْ

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۹، ۶۸/۷، ملخصاً.

②.....خازن، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۹، ۷۶/۳.

③.....خازن، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۹، ۷۶/۳، ملخصاً.

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ قَالُوا إِنَّ أَنتُم
الْأَبَشَرُ مِثْلَنَا ۖ تَرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَآتُونَا
بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہوتے چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے رسولوں نے فرمایا: کیا اس اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور ایک مقررہ مدت تک تمہیں مہلت دے۔ انہوں نے کہا: تم تو ہمارے جیسے آدمی ہوتے چاہتے ہو کہ ہمیں ان سے روک دو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں تو تم کوئی واضح دلیل لے کر آؤ۔

﴿قَالَتْ مُرْسِلُهُمْ: ان کے رسولوں نے فرمایا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سابقہ قوموں کے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا ”کیا تم اس اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں شک کر رہے ہو جو زمین و آسمان کا خالق ہے؟ یہ شک کیسے کیا جاسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی اور نقلی دلیلیں تو انتہائی ظاہر ہیں۔ وہ تمہیں اپنی اطاعت اور ایمان کی طرف بلاتا ہے تاکہ جب تم ایمان لے آؤ تو حقوق العباد کے علاوہ تمہارے سابقہ گناہوں کو بخش دے اور تمہاری مقررہ مدت پوری ہونے تک تمہیں عذاب کے بغیر زندگی کی مہلت دے۔ قوموں نے جواب دیا ”تم تو ظاہر میں ہمیں اپنی مثل معلوم ہوتے ہو، پھر کیسے مانا جائے کہ ہم تو نبی نہ ہوئے اور تمہیں یہ فضیلت مل گئی۔ تم اپنی باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ ہم ان بتوں کی عبادت کرنے سے رک جائیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں۔ تم کوئی واضح دلیل لے کر آؤ جس

سے تمہارے دعوے کی صحت ثابت ہو۔ ان کا یہ کلام عناد اور سرکشی کی وجہ سے تھا اور باوجود یہ کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نشانیاں لاپکے تھے، معجزات دکھا چکے تھے پھر بھی انہوں نے نئی دلیل مانگی اور پیش کئے ہوئے معجزات کو کالعدم قرار دیا۔^(۱)

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَبْنِيْ عَلٰی مَنْ
يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ
وَعَلٰى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے رسولوں نے ان سے فرمایا: ہم تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دلیل تمہارے پاس لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ: اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فَلِمَ تَقُولُونَ كُنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ مَا يَّحْسُنُ ۗ وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَعَلٰى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کافروں نے اپنے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے یہ کہا کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو، تو رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں جواب دیا ”اچھا یہی مانو کہ ہم واقعی تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور نبوت و رسالت کے ساتھ اسے برگزیدہ کرتا ہے اور اس منصبِ عظیم کے ساتھ مشرف فرماتا ہے اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہم اپنی صداقت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل اور

①.....جلالین مع صاوی، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۰۱۶/۳-۱۰۱۷، خازن، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۷۷-۷۶/۳، مدارک، ابراہیم، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۵۶۵، ملقطاً.

مجزہ تمہارے پاس لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے، وہی دشمنوں کے شر دور کرتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے۔^(۱)

وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا
أَدْبَرْتُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں اور تم جو ہمیں ستارے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے تو ہمیں ہماری راہیں دکھائی ہیں اور تم جو ہمیں ستارے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

﴿وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ﴾ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں۔ یعنی ہم سے ایسا ہونہیں سکتا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الہی میں ہے وہی ہوگا، ہمیں اس پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔ اس نے تو ہمیں ہماری سعادت کی راہیں دکھائیں اور رُشد و نجات کے طریقے ہم پر واضح فرمادیئے اور ہم جانتے ہیں کہ تمام امور اس کے قدرت و اختیار میں ہیں۔ خدا کی قسم! تم اپنی باتوں اور عملوں سے جو ہمیں ستارے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔^(۲)

توکل کی فضیلت

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ تَوَكَّلَ كِي فَضِيلَتِ بِيَان كَرْتِ هُوَ لِكَبْتِ هِي كِ اللَّهُ تَعَالَى اِرْشَادِ فَرْمَاتَا هِي

ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴿۳﴾

①.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۱۱، ۷۷/۳.

②.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۱۲، ۷۷/۳.

③.....طلاق: ۳.

اور ارشادِ باری ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَكِّلِينَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت

فرماتا ہے۔

تو وہ مقام کتنا عظیم ہے جس پر فائز شخص کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کی ضمانت بھی حاصل ہو، تو جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کفایت فرمائے، اس سے محبت کرے اور اس کی رعایت فرمائے اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی کیونکہ جو محبوب ہوتا ہے اسے نہ تو عذاب ہوتا ہے، نہ دوری ہوتی ہے اور نہ ہی وہ پردے میں ہوتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ پر توکل کرے تو بیشک اللہ غالب،

حکمت والا ہے۔

یعنی ایسا غالب اور عزت والا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے وہ ذلیل و رسوا نہیں ہوتا۔ جو اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں پناہ لیتا ہے اور اس کی حمایت میں آجاتا ہے وہ پستی کا شکار نہیں ہوتا، وہ ایسا حکیم ہے کہ جو کوئی اس کی تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے اس کی تدبیر میں کوئی کوتاہی نہیں ہوتی۔ (۳)

توکل کا ایک مفہوم

حضرت ابو تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنے، دل کو ربوبیت کے ساتھ متعلق

رکھنے، عطا پر شکر اور مصیبت پر صبر کرنے کا نام ہے۔ (۴)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّسُلُ لَمْ يَنْخُرِجْكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوْدَنَّ فِي
مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَأُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝۱۳ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ الْأَرْضَ

①.....ال عمران: ۱۵۹. ②.....انفال: ۴۹.

③.....احیاء العلوم، کتاب التوحید والتوکل، بیان فضیلة التوکل، ۴/۳۰۰-۳۰۱.

④.....مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۲، ص ۵۶۵.

مِنْ بَعْدِهِمْ ۱۳ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۱۴

ترجمہ کنزالایمان: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے۔ اور ضرور ہم تم کو ان کے بعد زمین میں بسائیں گے یہ اس لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا: ہم ضرور تمہیں اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ تو ان رسولوں کی طرف ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور ضرور ہم ان کے بعد تمہیں زمین میں اقتدار دیں گے۔ یہ اس کیلئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے خوفزدہ رہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَيْسُ لَهُمْ: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔﴾ یعنی کافروں نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ۔ کافروں کی ان باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ان کے کاموں کا انجام ہلاکت و بربادی ہے لہذا تم ان کی وجہ سے فکر مند نہ ہو۔^(۱)

﴿وَلَكُنْ كُنْتُمْ الْأَوْسَاصُ مِنْ بَعْدِهِمْ: اور ضرور ہم ان کے بعد تمہیں زمین میں اقتدار دیں گے۔﴾ امام محمد بن جریر زحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے کافروں کے خلاف مدد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، جب رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی امتیں کفر میں حد سے بڑھ گئیں اور انہوں نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو اذیتیں پہنچانے کی دھمکیاں دیں تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ان کی امتوں میں سے جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری مدد فرمائے گا۔ درحقیقت ان آیات

①.....حازن، ابراہیم، تحت الآية: ۱۳، ۷۸-۷۷/۳.

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کے مشرکین کے لئے وعید ہے کہ اگر وہ اپنے کفر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جرأت کرنے سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی سابقہ امتوں کے کافروں جیسا ہوگا، اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان آیات میں ثابت قدمی کی ترغیب اور ان کی قوم کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کی تلقین ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امتوں کے کفار کی زیادتیوں اور ظلم و ستم پر صبر کیا اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی امت کے کفار کی اذیتوں پر صبر فرمائیں، انجام کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو ہلاک کر دے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا، سابقہ امتوں میں اللہ تعالیٰ کا یہی طریق کار رہا ہے۔^(۱)

﴿ذٰلِكَ لِسُنِّ: يٰۤاَسْكِيْطُ ۙ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو یہ وحی فرمائی ہے کہ وہ ظالموں کو ہلاک کرنے کے بعد مومنوں کو ان کی سرزمین میں آباد کر دے گا، یہ بشارت اس کے لئے ثابت ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے سے ڈرتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اپنے عذاب کے بارے میں جو بتایا ہے اس سے خوفزدہ ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور اسے ناراض کرنے والے کاموں سے بچتا ہو۔^(۲)

وَأَسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۙ ﴿١٥﴾ مِّنْ وَرَأْيِهِ جَهَنَّمَ وَيُسْتَفْتَىٰ مِنْ
مَّاءٍ صَدِيْدٍ ۙ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيْعُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِبَيِّتٍ ط وَمِنْ وَرَأْيِهِ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا۔ جنہم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔

①.....تفسیر طبری، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۴، ۷/۲۶۶۔

②.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۴، ۷/۷۷، طبری، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۴، ۷/۲۶۶، ملنقطاً۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور ہر سرکش ہٹ دھرم ناکام ہو گیا۔ جہنم اس کے پیچھے ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ بڑی مشکل سے تھوڑے تھوڑے گھونٹ لے گا اور ایسا لگے گا نہیں کہ اسے گلے سے اتار لے اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک اور سخت عذاب ہوگا۔

﴿وَأَسْتَفْتَحُوا﴾ اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوموں کے ایمان قبول کر لینے کی امید نہ رہی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی قوموں کے خلاف مدد طلب کی اور اللہ عزوجل سے ان پر عذاب نازل کر دینے کی دعا کی۔ دوسرا معنی یہ ہے کافروں نے یہ گمان رکھتے ہوئے اپنے اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا کہ وہ حق پر ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حق پر نہیں۔ (1)

﴿وَحَابَ كُلُّ جَبَّاسٍ عَنِيدٍ﴾ اور ہر سرکش ہٹ دھرم ناکام ہو گیا۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد فرمائی گئی اور انہیں فتح دی گئی اور حق کے مخالف سرکش کافر نامراد ہوئے اور ان کی خلاصی کی کوئی صورت نہ رہی۔ (2)

﴿يَتَجَمَّعُهُ﴾ بڑی مشکل سے تھوڑے تھوڑے گھونٹ لے گا۔ ﴿یعنی جب حق کے مخالف سرکش کافر کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا تو وہ اس کی کڑواہٹ کی وجہ سے بڑی مشکل سے تھوڑے تھوڑے گھونٹ لے گا اور اس کی قباحت و کراہت کی بنا پر ایسا لگے گا نہیں کہ وہ اسے گلے سے اتار لے اور مختلف عذابات کی صورت میں ہر طرف سے موت کے اسباب اس کے پاس آئیں گے لیکن وہ مرے گا نہیں کہ مر کر ہی راحت پالے اور اسے ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید اور سخت عذاب ہوگا۔ (3)

جہنمیوں کے مشروب کی کیفیت

اس آیت میں جہنمیوں کے جس مشروب کا ذکر ہوا اس کی کیفیت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا، جب وہ پانی منہ کے قریب آئے گا تو وہ اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا اور جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی، جب وہ پانی پئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

1.....خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۵، ۷۸/۳، مدارك، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۵، ص ۵۶۶، ملقطاً.

2.....ابو سعود، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۵، ۱۸۴/۳.

3.....جلالین مع صاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۷، ۱۰۱۸/۳، مدارك، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۷، ص ۵۶۶، ملقطاً.

وَسُقُوا مَاءً حَمِيماً فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا؟

اور ارشاد فرمایا

وَأِنْ يَسْتَعِينُوا يَعْشَوْا بِسَاءِ كَالْهَلِّ يَشْوِي
الْوُجُوهُ طِبْسُ الشَّرَابِ طَسَاعَتْ مُرْتَفَقًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد اس پانی سے پوری کی جائے گی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے منہ کو بھون دے گا۔ کیا یہی برا پینا ہے۔ اور دوزخ کیا یہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ (۳)

اہل جنت اور اہل جہنم کو کبھی موت نہ آئے گی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہنم میں شدید ترین عذابات میں مبتلا ہونے کے باوجود جہنمیوں کو موت نہیں آئے گی، موت سے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے جنت اور جہنم کے درمیان رکھ دیا جائے گا، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا، اس کے بعد ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے اہل جنت! تمہیں موت نہیں اور اے اہل جہنم! تمہیں موت نہیں۔ چنانچہ اہل جنت کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا اور اہل جہنم کے غم کا کوئی اندازہ نہ کر سکے گا۔“ (۴) ”نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ“، یعنی ہم جہنم کے عذاب اور غضب جبار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَسَمَادٍ بَدِئَتْ بِهِيَ الرِّيحُ
فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ ط ذَلِكَ هُوَ

① سورة محمد: ۱۵ . ② الكهف: ۲۹ .

③ ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۲۶۲/۴، الحدیث: ۲۵۹۲ .

④ بخاری، کتاب الرفاق، باب صفة الجنة والنار، ۲۶۰/۴، الحدیث: ۶۵۴۸ .

الضَّلُّ الْبُعِيدُ ①۸

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا بھی ہے دور کی گمراہی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اپنے رب کا انکار کرنے والوں کے اعمال راکھ کی طرح ہوں گے جس پر آندھی کے دن میں تیز طوفان آجائے تو وہ اپنی کمائیوں میں سے کسی شے پر بھی قادر نہ رہے۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔

﴿مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ﴾: اپنے رب کا انکار کرنے والوں کے اعمال کا حال۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کفار کے مختلف عذابات کا ذکر فرمایا اور اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کافروں کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں کوئی نفع حاصل نہ کر سکیں گے اور اس وقت ان کا نقصان مکمل طور پر ظاہر ہو جائے گا کیونکہ دنیا میں انہوں نے اپنے گمان میں جو بھی نیک اعمال کئے ہوں گے جیسے محتاجوں کی امداد کرنا، صلہ رحمی کرنا، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، مسافروں کی معاونت کرنا اور بیماروں کی خبر گیری کرنا وغیرہ وہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں باطل ہو جائیں گے اور یہی مکمل نقصان ہے۔ اس آیت میں کفار کے اعمال کی جو مثال بیان کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیز آندھی راکھ کو اڑا کر لے جاتی ہے اور اُس راکھ کے اجزاء اس طرح مُشْتَر ہوجاتے ہیں کہ اس کا کوئی اثر، نشان اور خبر باقی نہیں رہتی اسی طرح کافروں کے تمام اعمال کو ان کے کفر نے باطل کر دیا اور ان اعمال کو اس طرح ضائع کر دیا کہ ان کی کوئی خبر اور نشان باقی نہ رہا۔^(۱)

کافر کے نیک اعمال آخرت میں اسے فائدہ نہ دیں گے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں وہی نیک اعمال فائدہ دیں گے جو ایمان لانے کے بعد کئے گئے ہوں گے اور جو نیک اعمال حالت کفر میں کئے گئے ہوں گے اور نیک اعمال کرنے والا حالت کفر میں ہی مرا ہوگا تو اسے ان نیک اعمال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۸، ۷/۸۰-۸۱، ملخصاً.

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ
هَبَاءً مَّنْثُورًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے جو کوئی عمل کیا ہوگا ہم اس کی طرف قصد کر کے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح (بے وقعت) بنا دیں گے جو روشندان کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس مومن کو دنیا میں کوئی نیکی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ظلم نہیں کرے گا، اسے آخرت میں بھی جزا دی جائے گی اور رہا کا فرق تو اس نے دنیا میں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے نیکیاں کی ہیں ان کا اجر اسے دنیا میں دے دیا جائے گا اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی اسے جزا دی جائے۔“ (۲)

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ يُشَاقُّنَا
وَيَاتٍ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۙ (۱۹) وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۙ (۲۰)

ترجمہ کنز الایمان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے اگر چاہے تو تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے۔ وہ اگر چاہے تو اے لوگو! تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں۔

﴿أَلَمْ تَرَ: کیا تو نے نہ دیکھا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو باطل اور بیکار پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان کی پیدائش میں بڑی حکمتیں ہیں۔ (۳)

①..... فرقان: ۲۳۔

②..... مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب جزاء المؤمن بحسناته في الدنيا والآخرة... الخ، ص ۱۵۰۸، الحديث:

۵۶ (۲۸۰۸)۔

③..... خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۱۹، ۷۹/۳۔

﴿إِنْ يَشَاءُ يُدْبِكُمْ﴾: وہ اگر چاہے تو اے لوگو! تمہیں لے جائے۔ یعنی جو آسمانوں اور زمینوں کو حق کے ساتھ پیدا کرنے پر قادر ہے وہ ایک تو م کو فنا کر دینے کے بعد نئی مخلوق پیدا کر دینے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہے کیونکہ جو کسی سخت اور مشکل چیز کو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ سہل اور آسان چیز پیدا کرنے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا اور یہ ظاہری سمجھانے کے اعتبار سے کلام ہے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ابتدا و اعادہ سب برابر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”اس آیت میں کفارِ مکہ سے خطاب ہے کہ اے کافروں کے گروہ! میں تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کر دوں گا جو میری فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوگی۔“ (1)

اللَّهُ تَعَالَىٰ اِپْنِي نَا فَرَمَانِي پَر فَوْرَا سَزَا نِيْسِي دِيْتَا

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صبر کے کمال پر دلالت کرتی ہے کہ وہ گناہگاروں کی جلد پکڑ نہیں فرماتا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”کوئی شخص ایسا نہیں جو اذیت ناک بات سنے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ صابر ہو۔ اُس کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بیٹا ٹھہرایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ انہیں مہلت دیئے رکھتا ہے اور انہیں روزی دیتا رہتا ہے۔“ (2) پھر عذاب کے مؤخر ہونے میں یہ حکمت بھی ہے کہ گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور (باطل) دلیل پر اصرار کرنے والا اسے چھوڑ دے، اس لئے ہر عقلمند کو چاہئے کہ وہ (جلد عذاب نہ ہونے کو قیمت سمجھتے ہوئے کفر اور گناہوں سے فوراً توبہ کر لے اور) ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ وہ تمہرے، کبریائی اور جلالت والا ہے۔“ (3)

﴿وَمَا ذَلِكْ : اور یہ نہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ (یعنی نئی مخلوق لانا) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کوئی مشکل نہیں کیونکہ جو سارے جہان کو فنا کرنے اور ایجاد کرنے پر قادر ہے اس کے لئے مخصوص لوگوں کو فنا کرنا اور پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔“ (4)

وَبَرِّدُوا لِلَّهِ جَبِيْعًا فَقَالَ الضُّعْفُو اللِّزِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

1.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۹، ۸۲/۷.

2.....مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب لا احد اصبر على اذى من الله عز وجل... الخ، ص ۱۵۰۶، الحديث: ۴۹

(۲۸۰۴).

3.....روح البيان، ابراہیم، تحت الآیة: ۱۹، ۴۱۰/۴.

4.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۰، ۸۲/۷.

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّعْتُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ قَالَ أَلَاؤُهُدْنَا اللَّهُ
لَهْدَايُنَا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُ عَنَّا أَمْ صَبْرًا مَالَنَا مِنْ مَّحِيصٍ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: اور سب اللہ کے حضور اعلانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے وہ بڑائی والوں سے کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور سب اللہ کے حضور اعلانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے بڑے لوگوں سے کہیں گے: ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم سے دور کر سکتے ہو۔ وہ کہیں گے: اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمہیں بھی ہدایت دیدیتے۔ (اب) ہم پر برابر ہے کہ بے قراری کا اظہار کریں یا صبر کریں۔ ہمارے لئے کہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔

﴿وَبَرُّهُ وَإِلَهُ جَمِيعًا﴾ اور سب اللہ کے حضور اعلانیہ حاضر ہوں گے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کفار کے آپس میں اور شیطان کے ساتھ بحث کرنے کی خبر دی ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن سب اپنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے حضور اعلانیہ حاضر ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے حساب لے اور ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا دے، تو اس وقت وہ لوگ جو کمزور تھے اور دولت مندوں اور بااثر لوگوں کی پیروی میں انہوں نے کفر اختیار کیا تھا، وہ بڑے لوگوں اور قائدین سے کہیں گے کہ دین اور اعتقاد میں ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم اس بات پر قادر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب ہمارے لئے مقرر فرمایا اس میں سے کچھ ہم سے دور کر سکو۔ ان کا یہ کلام تو بیخ اور عناد کے طور پر ہوگا کہ دنیا میں تم نے ہمیں گمراہ کیا تھا اور اراہ حق سے روکا تھا اور بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے، اب تمہارے وہ دعوے کہاں گئے، اب اس عذاب میں سے ذرا سا تو ٹال دو۔ کافروں کے سردار اس کے جواب میں کہیں گے ”اگر اللہ عزوجل ہمیں دنیا میں ایمان کی ہدایت دیتا تو ہم تمہیں بھی ہدایت دیدیتے، جب خود ہی گمراہ ہو رہے تھے تو تمہیں کیا راہ دکھاتے، اب خلاصی کی کوئی صورت نہیں، نہ کافروں کے لئے شفاعت، آؤ، روئیں اور فریاد کریں، چنانچہ پانچ سو برس فریاد اور گریہ و زاری

کرتے رہیں گے، جب یہ ان کے کچھ نہ کام آئے گی تو کہیں گے ”اب صبر کر کے دیکھو، شاید اس سے کچھ کام نکلے، چنانچہ پانچ سو برس صبر کریں گے، جب وہ بھی ان کے کام نہ آئے گا تو کہیں گے کہ اب ہم پر برابر ہے کہ بے قراری کا اظہار کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے کہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔“^(۱)

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَبَّاقِضِي الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ
وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا أَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُمُونِي وَلَوْلَا أَنفُسُكُمْ ۖ مَا أَنَا
بِبُصْرِيكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِبُصْرِي ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ
إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا: بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور مجھے تم پر کوئی زبردستی نہیں تھی مگر یہی کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میری مان لی تو اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں اور نہ ہی تم میری فریاد کو پہنچ سکتے

۱..... صاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۱، ۱۰۱۹/۳، حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۱، ۷۹/۳-۸۰، مدارك، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۱، ص ۵۶۷، ملقطاً.

والے ہو۔ وہ جو پہلے تم نے مجھے (اللہ کا) شریک بنایا تھا تو میں اس شرک سے سخت بیزار ہوں۔ بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ: اور شیطان کہے گا۔﴾ یعنی جب مخلوق کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور حساب کتاب ختم ہو جائے گا، جنتی جنت کا اور جہنمی جہنم کا حکم پا کر جنت و جہنم میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی شیطان پر ملامت کریں گے اور اس کو برا کہیں گے کہ بدنصیب! تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب دے گا کہ بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکیوں اور بدیوں کا بدلہ ملے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ سچا تھا اور سچا ثابت ہوا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے نہ جزا، نہ جنت ہے نہ دوزخ، وہ میں نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا تھا اور مجھے تم پر کوئی زبردستی نہیں تھی نہ میں نے تمہیں اپنی پیروی کرنے پر مجبور کیا تھا یا یہ کہ میں نے اپنے وعدے پر تمہارے سامنے کوئی حجت و برہان پیش نہیں کی تھی، بس ہوا یہ ہے کہ میں نے تمہیں وسوسے ڈال کر گمراہی کی طرف بلایا تو تم نے میری مان لی اور حجت و برہان کے بغیر تم میرے بہکاوے میں آ گئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما دیا تھا کہ شیطان کے بہکاوے میں نہ آنا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اس کی طرف سے دلائل لے کر تمہارے پاس آئے تھے اور انہوں نے حجیت پیش کی تھیں اور دلائل قائم کئے تھے تو تم پر خود لازم تھا کہ تم ان کی پیروی کرتے اور ان کے روشن دلائل اور ظاہر معجزات سے منہ نہ پھیرتے اور میری بات نہ مانتے اور میری طرف التفات نہ کرتے، مگر تم نے ایسا نہ کیا، تو اب مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں دشمن ہوں اور میری دشمنی ظاہر ہے اور دشمن سے خیر خواہی کی اُمید رکھنا ہی حماقت ہے، تم اپنے آپ کو ملامت کرو، میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں اور نہ ہی تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو اور وہ جو تم نے مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اس کی عبادت میں شریک بنایا تھا تو میں اس شرک سے سخت بیزار ہوں۔ بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔^(۱)

شیطان کی پیروی کا انجام

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور لعین شیطان کے بہکاوے میں آ کر کفر و معصیت میں مبتلا ہو رہے ہیں اور شیطان

1.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۲۲، ۸۰/۳-۸۱، مدارك، ابراہیم، تحت الآية: ۲۲، ص ۵۶۸، ملقطاً.

کی انسان دشمنی روز روشن کی طرح واضح ہونے کے باوجود اس سے خیر خواہی کی احمقانہ امید رکھے ہوئے ہیں وہ بہت بڑے دھوکے کا شکار ہیں، انہیں چاہئے کہ اس آیت مبارکہ سے عبرت و نصیحت حاصل کریں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے انجام کے بارے میں غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تَوَجَّهْتُ كُنُزَ الْعَرْفَانِ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اگر تم اپنے پاس روشن دلائل آجانے کے بعد بھی لغزش کھاؤ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۗ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۳۰﴾ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

تَوَجَّهْتُ كُنُزَ الْعَرْفَانِ: اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا نہ دے اور ہرگز بڑا فریبی تمہیں اللہ کے بارے میں فریب نہ دے۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھی دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّكُمْ الْهَيۜوَةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّكُمْ بِاللَّهِ الْعُرۜوۜمُ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۗ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ (۲)

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور انہیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَأَدْخَلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَلِيدِينَ فِيهَا يَادُنُّ رَبُّهُمْ طَيِّبَةً تَجِيءُ لَهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿۲۳﴾

تَوَجَّهْتُ كُنُزَ الْإِيمَانِ: اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں

رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے، وہاں ان کی ملاقات کی دعا، سلام ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾: جو ایمان لائے۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کافر اور بدکار لوگوں کے حالات تفصیل سے بیان فرمائے اور اس آیت میں مومن اور نیکو کار لوگوں کے حالات بیان فرما رہا ہے، چنانچہ اس آیت میں بیان فرمایا کہ ایمان قبول کرنے اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے جنت کی دائمی نعمتیں عطا کی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے انہیں نعمتیں عطا ہونا بھی ان کے حق میں ایک طرح کی تعظیم ہے اور وہ خود بھی ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، فرشتے بھی ان کی تعظیم کرتے ہوئے انہیں سلام کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی انہیں سلام کہا جائے گا۔ جنت میں سلام کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کی آفتوں، حسرتوں یا دنیا کی بیماریوں، دردوں، غموں اور پریشانیوں سے سلامت ہو گئے اور دنیا کے فانی جسموں سے نکل کر جنت کے دائمی جسموں میں منتقل ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ (۱)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلْبَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ
وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۲۵

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔

1.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۳، ۸۹/۷، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ قائم ہو اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں۔ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔

﴿أَلَمْ تَرَ: کیا تم نے نہ دیکھا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین اور کفار کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے ابتدائی حصے میں مذکور مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح کھجور کے درخت کی جڑیں زمین کی گہرائی میں موجود ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے ایسے ہی کلمہ ایمان ہے کہ اس کی جڑ مومن کے دل کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثمرات یعنی برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔^(۱)

پاکیزہ بات اور پاکیزہ درخت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (اس آیت میں) پاکیزہ بات سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا مراد ہے اور پاکیزہ درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے۔^(۲) پاکیزہ درخت سے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔

مومن مرد کی مثال درخت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا ”مجھے اس درخت کے بارے بتاؤ جو مردِ مومن کی مثل ہے، اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن جب میں نے یہ دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے صحابہ خاموش ہیں تو مجھے کلام کرنا مناسب نہ لگا، جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کوئی جواب نہ دیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”وہ کھجور کا درخت ہے۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد میں نے اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی ”جب حضور پر نور صلی

①.....خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۴، ۸۱/۳-۸۲، ملخصاً.

②.....خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۴، ۸۱/۳.

اللہ تعالیٰ عَلَیْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا تھا تو میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن جب میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ تشریف فرما ہیں اور وہ کوئی جواب نہیں دے رہے تو میں بھی خاموش رہا، حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اگر تم بتا دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی۔^(۱)

﴿وَيُضْرَبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ﴾ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے۔ ﴿عَنِ اللَّهِ تَعَالَى لَوِغُولِ كَلِمَاتٍ﴾ اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح دل میں اتر جاتے ہیں۔^(۲)

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ

مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور گندی بات کی مثال اس گندے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہو تو اب اسے کوئی قرار نہیں۔

﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ﴾ اور گندی بات کی مثال۔ ﴿اس آیت میں مذکور مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ گندی بات یعنی کفریہ کلام کی مثال اندرائن جیسے کڑے مزے اور ناگوار بو والے پھل کے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہو تو اب اسے کوئی قرار نہیں کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں ثابت و مستحکم نہیں اور نہ ہی اس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں یہی حال کفریہ کلام کا ہے کہ اس کی کوئی اصل ثابت نہیں اور وہ کوئی دلیل و حجت نہیں رکھتا جس سے اسے استحکام ملے اور نہ اس میں کوئی خیر و برکت ہے کہ وہ قبولیت کی بلندی پر پہنچ سکے۔^(۳)

①.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة ابراهيم، باب كشجرة طيبة اصلها ثابت... الخ، ۲۵۳/۳، الحدیث: ۴۶۹۸.

②.....جلالین، ابراهيم، تحت الآية: ۲۵، ص ۲۰۸، خازن، ابراهيم، تحت الآية: ۲۵، ۸۲/۳، ملقطاً.

③.....خازن، ابراهيم، تحت الآية: ۲۶، ۸۲/۳، ملخصاً.

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۗ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہے کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ: اللہ ثابت رکھتا ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں کلمہ ایمان پر ثابت رکھتا ہے کہ وہ آزمائش اور مصیبت کے وقتوں میں بھی صبر کرتے ہیں، ایمان پر قائم رہتے ہیں اور راہِ حق اور سیدھے دین سے نہیں ہٹتے حتیٰ کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور آخرت یعنی قبر میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں ثابت رکھتا ہے کیونکہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے۔^(۱) قبر میں مومن کلمہ ایمان پر کس طرح ثابت رہتا ہے اس کی تفصیل اس حدیث پاک میں ہے، چنانچہ حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مردے کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہتے ہیں ”تیرا رب کون؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ”میرا دین اسلام ہے، پھر وہ کہتے ہیں ”یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ”وہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں ”تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے ”میں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا۔ یہی اس آیت ”يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا“ کی تفسیر ہے۔ حضور انور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہذا اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ، اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اس کے لئے

①.....روح البیان، ابراہیم، تحت الآية: ۲۷، ۴/۱۵، ملخصاً.

جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تاحد نظر قبر میں فرانجی کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، پھر وہ اسے مٹھا کر اس سے کہتے ہیں ”تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں ”تیرا دین کیا؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ”یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، لہذا اس کے لیے آگ کا بستر بچھاؤ، اسے آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو، پھر اس تک وہاں کی گرمی اور بو آتی ہے اور اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ قبر میں اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس پر اندھے بہرے فرشتے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جن کے پاس لوہے کے تھوڑے ہوتے ہیں، اگر ان سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے، اس تھوڑے سے اسے ایسی مار مارتے ہیں جسے جن و انس کے سوا مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سنتی ہے، اس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے، پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔^(۱) ”أَعْمَاذَنَا اللَّهُ تَعَالَى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَبَيْتِنَا عَلَى الْإِيمَانِ“ یعنی قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے اور اے اللہ ہمیں ایمان پر ثابت قدمی نصیب فرما، آمین۔

تین مجاہدین کی اسلام پر ثابت قدمی

یاد رہے کہ جو دنیا میں دین اسلام پر ثابت قدم رہے گا اسے ہی قبر میں اسلام پر ثابت قدمی نصیب ہوگی اور جو دنیا میں اسلام پر ثابت قدم نہ رہا اور مصائب و مشکلات سے گھبرا کر یا کسی اور وجہ سے دین اسلام سے منحرف ہو گیا اور اسی حال میں مر گیا تو اسے قبر میں کسی صورت اسلام پر ثابت قدمی نصیب نہ ہوگی۔ ہمارے بزرگان دین کا حال یہ تھا کہ وہ دنیا کی سخت ترین تکالیف برداشت کرنا تو گوارا کر لیتے لیکن دین اسلام سے منحرف ہونا انہیں کسی صورت منظور نہ تھا، اسی سے متعلق علامہ ابن جوزی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اپنی کتاب ”عیون الحکایات“ میں تین بہادر بھائیوں کی ایک طویل حکایت ذکر کی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین سگے بھائی روم کے عیسائیوں سے جہاد کی غرض سے جانے والے لشکر میں شامل ہوئے، دوران جہاد انہیں گرفتار کر کے روم کے بادشاہ کے دربار میں لے جایا گیا تو اس نے منصب و مرتبے اور عیش و عشرت کا لالچ دے کر انہیں نصرانی ہو جانے کی دعوت دی۔ بادشاہ کی دعوت سن کر انہوں نے جواب دیا ”ہم اپنے دین کو کبھی بھی نہیں چھوڑ

1..... ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی المسأله فی القبر وعذاب القبر، ۴/۳۱۶، الحدیث: ۴۷۵۳.

سکتے، اس دین کی خاطر سرکشانا ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ تم ہمارے ساتھ جو چاہے کرو، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمارے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر تینوں بھائی بیک وقت شاہِ روم کے دربار میں کھڑے ہو کر نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے ”یا محمد! یا محمد! یا محمد! یا محمد! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!“ کی صدائیں بلند کرنے لگے۔

جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے انہیں دردناک سزا دینے کی دھمکی دے کر دین اسلام چھوڑنے کا کہا، لیکن ان بھائیوں نے اس کی دھمکی کی پرواہ نہ کی تو بادشاہ نے اپنے جلا دوں کو حکم دیا کہ تین بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ جلا دو۔ جب تیل خوب گرم ہو جائے اور کھولنے لگے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ جلا دو حکم پاتے ہی دوڑے اور تین دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ لگا دی۔ مسلسل تین دن تک وہ دیگیں آگ پر رکھی رہیں اور ان مجاہدین کو روزانہ نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور لالچ دیا جاتا رہا لیکن ان کے قدم بالکل نہ ڈگمگائے۔ چوتھے دن بادشاہ نے پھر انہیں لالچ اور دھمکی دی لیکن وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے بڑے بھائی کو جلتے ہوئے تیل میں ڈلوادیا، پھر اس سے چھوٹے بھائی کو بھی نصرانیت قبول نہ کرنے پر جلتے ہوئے تیل میں ڈلوادیا، اب سب سے چھوٹے بھائی کی باری تھی جو کہ بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے، ایک گورنر نے آگے بڑھ کر بادشاہ سے کہا کہ اسے اسلام سے منحرف کرنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں، آپ مجھے چند دن کی مہلت دے دیں۔ بادشاہ کے پوچھنے پر اس نے اپنا ناپاک منصوبہ بیان کیا تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس مجاہد کو گورنر کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ گورنر نے گھر آ کر اپنی خوبصورت بیٹی کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اپنے حسن و شباب کے ذریعے اس نوجوان کو اپنے دام فریب میں پھنسانے اور نصرانیت قبول کروانے کی کوشش کرے۔ بیٹی نے اس کی حامی بھری اور وہ خوب سچ سنور کر اس مجاہد کے پاس گئی اور اسے بہکانے کی خوب کوشش کرنے لگی، لیکن ہوا یوں کہ وہ نوجوان ساری رات نماز اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہا اور دن میں بھی ذکرِ الہی کرتا رہا اور اس نے لڑکی کے حسن و شباب کی طرف آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھا۔ کئی دن کی مسلسل کوشش کے باوجود بھی جب وہ مجاہد گورنر کی بیٹی کی طرف مائل نہ ہوا تو اس لڑکی نے اپنے باپ سے کہا: یہ تو ہر وقت گم سم رہتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر میں اس کے دو بھائیوں کو مار دیا گیا ہے، یہ ان کی یاد میں غمگین رہتا ہے اور میری طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو جائے کہ ہمیں اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں منتقل کر دیا جائے اور بادشاہ سے مزید کچھ دنوں کی

مہلت لے لی جائے تو نئے شہر میں جانے سے اس نوجوان کا غم کم ہو جائے گا، پھر میں اسے ضرور اپنی طرف مائل کر لوں گی۔ چنانچہ جب گورنر نے بادشاہ سے صورت حال بیان کی تو اس نے دونوں باتیں منظور کر لیں اور انہیں دوسرے شہر میں بھیج دیا گیا۔ وہاں وہ لڑکی روزانہ نئے نئے انداز سے بناؤ سنگھار کر کے نوجوان کو مائل کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن اس مجاہد کے معمول میں ذرہ برابر فرق نہ آیا، حتیٰ کہ ایک رات یوں ہوا کہ وہ اس نوجوان کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں تمہاری عبادت و ریاضت اور پاکدامنی سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور اب میں تمہارے دین سے محبت کرنے لگی ہوں کہ جس کی تعلیمات میں یہاں تک اچھائی ہے کہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھا جائے تو یقیناً وہی دین حق ہے۔ میں آج اور ابھی عیسائیت سے توبہ کر کے تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ مجھے کلمہ پڑھا کر اپنے دین میں داخل کر لیجئے۔ پھر اس لڑکی نے سچے دل سے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔^(۱)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ
الْبُورِ ۚ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَيَبْسُ الْقَرَامُ ۚ ۲۹

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا۔ وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر اتار ڈالا۔ جو دوزخ ہے اس میں داخل ہوں گے اور وہ کیا ہی ٹھہرنے کی بری جگہ ہے۔

﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا﴾: جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا۔ ﴿اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے کفار کے برے احوال کا ذکر فرمایا ہے۔^(۲) بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ عزوجل کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا ان سے مراد کفار مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی انہوں نے شکرگزاری نہ کی وہ اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ

①.....عیون الحکایات، الحکایة التسعون بعد المائة، ص ۱۹۷-۱۹۸.

②.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۸، ۹۴/۷.

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هُنَّ - (۱) آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو عالم کے سردار، محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وجود سے کفار قریش کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا، اس لئے ان پر لازم تھا کہ وہ اس نعمتِ جلیلہ کا شکر بجالاتے اور ان کی پیروی کر کے مزید کرم کے حق دار ہوتے لیکن اس کی بجائے انہوں نے ناشکری کی اور نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان کے موافق تھے ہلاکت کے گھر میں پہنچا دیا۔ (۲)

وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قُلْ تَسْعَوْا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ

إِلَى النَّارِ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے کہ اس کی راہ سے بہکاو میں تم فرماؤ کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے اللہ کے لیے برابر والے قرار دیئے تاکہ اس کی راہ سے بھٹکادیں، تم فرماؤ: فائدہ اٹھا لو پھر بیشک تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے۔

﴿قُلْ تَسْعَوْا: تم فرماؤ: فائدہ اٹھا لو۔﴾ کفار سے فرمایا گیا کہ اگرچہ تم شرک کے مرتکب ہو لیکن چند دن دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا لو پھر اس کے بعد تمہیں جہنم ہی کی طرف جانا ہے۔

سورہ ابراہیم کی آیت 28 تا 30 سے حاصل ہونے والی معلومات

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں: ان آیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)..... جس طرح شکر نعمت میں اضافے کا سبب ہے اسی طرح ناشکری زوالِ نعمت کا سبب ہے (اس لئے ہر ایک کو ناشکری سے بچنا چاہئے)

(۲)..... براساتھی بندے کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے تباہی کے گھر میں اتار دیتا ہے اس لئے ہر مخلص

①..... بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، ۱/۳، الحدیث: ۳۹۷۷.

②..... بخاری، ابراہیم، تحت الآیة: ۲۸، ۸۴/۳.

مسلمان کو چاہئے کہ وہ کافروں، منافقوں اور بد مذہبوں کی صحبت سے خود کو بچائے تاکہ اس کی طبیعت ان کے برے عقائد و اعمال کی طرف مائل نہ ہو۔

(3)..... جہنم شریلوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور اس کی گرمی کی شدت ناقابل بیان ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن جس جہنمی کو سب سے کم عذاب ہوگا اس کے دونوں قدموں پر دو چنگاریاں رکھی جائیں گی جن کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جیسے ہانڈی یا دیگچی میں ابال آتا ہے (1)۔ (2)

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا
وَعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ دوستی۔

﴿قُلْ لِعِبَادِيَ﴾: میرے بندوں سے فرماؤ۔ ﴿لِعِنِّي﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ فرض نمازیں ان کے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کریں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور اعلانیہ اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کریں جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اور فدیے سے ہی کچھ نفع اٹھایا جاسکے اور نہ دوستی کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

①..... بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۲۶۲/۴، الحدیث: ۶۵۶۲۔

②..... روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۰، ۴۱۸/۴-۴۱۹۔

قیامت کے دن نفسانی دوستی فائدہ مندے گی

یاد رہے کہ اس آیت میں نفسانی اور طبعی دوستی کی نفی ہے اور ایمانی دوستی جو محبتِ الہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گی جیسا کہ سورہ زُخْرَف کی آیت نمبر 67 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا خَلَائِفَ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
إِلَّا السُّقَاتِ (1)
ترجمہ کنزالعرفان: اس دن گہرے دوست ایک دوسرے
کے دشمن ہو جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔ (2)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ
بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ (3)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے
کھانے کو پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے تمہارے
کھانے کیلئے کچھ پھل نکالے اور کشتیوں کو تمہارے قابو میں دیدیا تاکہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور دریا تمہارے
قابو میں دیدیئے۔

﴿اللَّهُ: اللہ ہی ہے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں سعادت مندوں اور بد بختوں کے احوال بیان ہوئے اور چونکہ سعادت
کے حصول کا اہم ترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت ہے اور بد بختی کا اہم ترین سبب اس معرفت سے محرومی
ہے اس لئے سعادت مندوں اور بد بختوں کے احوال کے بعد وہ دلائل بیان فرمائے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے

1..... زخرف: ۶۷۔

2..... حازن، ابراہیم، تحت الآية: ۳۱، ۸۵/۳، ملخصاً۔

اور اس کے علم و قدرت کے کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں کل دس دلائل بیان ہوئے ہیں (1) آسمانوں کو پیدا کرنا۔ (2) زمین کو پیدا کرنا۔ (3) آسمان سے پانی اتار کر اس کے ذریعے لوگوں کے کھانے کیلئے کچھ پھل نکالنا۔ (4) کشتیوں کو لوگوں کے قابو میں دینا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں چلے۔ (5) دریا لوگوں کے قابو میں دینا۔ (6، 7) سورج اور چاند کو لوگوں کے لئے کام پر لگا دینا جو برابر چل رہے ہیں۔ (8، 9) لوگوں کے لیے رات اور دن کو مسخر کر دینا۔ (10) لوگوں کو بہت کچھ ان کی منہ مانگی چیزیں دینا۔⁽¹⁾

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ: اللَّهُ هِيَ هِيَ﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ: اللَّهُ هِيَ هِيَ﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی چیز کے پیدا فرمایا اور آسمان سے بارش کا پانی نازل فرمایا جس کے ذریعے درختوں اور کھیتوں کی نشوونما ہوئی تو ان پر تمہارے کھانے کے لئے پھل اُگے اور کشتیوں کو تمہارے قابو میں دیدیا تاکہ وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے حکم سے دریا میں چلیں، تم ان کشتیوں پر سوار ہوتے ہو اور ان کے ذریعے ایک شہر سے دوسرے شہر اپنے ساز و سامان کی نقل و حمل کرتے ہو اور دریاؤں کا پانی بھی تمہارے قابو میں دیدیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے شرک کرنے والو! عبادت اور اطاعت کا مستحق وہی ہے جس کے یہ اوصاف ہیں، تمہارے معبود بت جو نہ اپنے آپ کو اور نہ کسی اور کو نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں وہ ہرگز عبادت کے لائق نہیں۔⁽²⁾

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبِينَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ: اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ عزَّوَجَلَّ ہی ہے جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام پر لگا دیا، دن میں سورج طلوع ہو جاتا ہے اور رات

①.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۲، ۹۶/۷.

②.....تفسیر طبری، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۲، ۴۵۷/۷.

میں چاند نکل آتا ہے تاکہ تمہاری جانوں اور معاش کی درستی رہے اور جب سے اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا فرمایا ہے تب سے وہ اپنے محل میں گردش کر رہے ہیں اور اسی طرح قیامت تک گردش کرتے رہیں گے، اپنی گردش کی وجہ سے نہ کمزور پڑیں گے اور نہ ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوں گے اور تمہارے منافع اور اسباب کی درستی کے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا ہے، رات جاتی ہے تو دن نکل آتا ہے، دن ختم ہوتا ہے تو رات آ جاتی ہے، دن میں تم اپنے معاش کے کاموں میں مصروف ہوتے ہو اور رات میں آرام کرتے ہو، یہ اللہ عزوجل کی تم پر رحمت ہے۔^(۱)

وَأَنْتُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۖ وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا ۗ

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گن تو شمار نہ کر سکو گے بیشک آدمی بڑا ظالم ناشکرا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے تمہیں وہ بھی بہت کچھ دیدیا جو تم نے اس سے مانگا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گن تو شمار نہ کر سکو گے، بیشک انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے۔

﴿وَأَنْتُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ اور اس نے تمہیں وہ بھی بہت کچھ دیدیا جو تم نے اس سے مانگا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ان عظیم ترین نعمتوں کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے بندوں پر فرمائیں اور اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صرف یہی نعمتیں عطا نہیں کیں بلکہ ان کی بے شمار منہ مانگی مرادیں بھی پوری فرمائی ہیں۔^(۲) مفسرین نے اس آیت کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں۔

(۱)..... تم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا اس میں سے کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت اور حکمت کے مطابق عطا فرمادیا۔^(۳)

(۲)..... اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز عطا کر دی جس کی اسے حاجت اور ضرورت تھی، چاہے اس نے سوال کیا ہو یا

نہ کیا ہو۔

①.....تفسیر طبری، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۳، ۴۵۷/۷-۳۵۸، صاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۳، ۴/۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵، ملقطاً.

②.....خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۴، ۸۵/۳.

③.....ابوسعود، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۴، ۳/۳-۱۹۴.

(3)..... تمہیں ہر وہ چیز عطا کر دی جس کی تمہیں ضرورت تھی اور تم نے اس کیلئے زبانِ حال سے سوال کیا تھا۔^(۱)

﴿وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر کوئی انہیں شمار کرنا چاہے تو ان کی کثرت کی وجہ سے شمار ہی نہیں کر سکتا۔ یہاں نعمتِ الہی کے حوالے سے ہم احیاءِ العلوم کی روشنی میں صرف ایک مثال بیان کرتے ہیں اور اسی سے سمجھ لیں کہ ہر چیز میں اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگیں تو عینِ الیقین کے طور پر یہ بات سامنے آجائے گی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہیں تو گن نہیں سکتے۔ چنانچہ امام غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ’’کھائی جانے والی چیزوں کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے اتنے عجائبات رکھے ہیں کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ صرف گندم ہی کو لے لیجئے کہ جب تمہارے پاس کچھ گندم ہو اور تم اسے کھاتے رہو تو وہ گندم ختم ہو جائے گی اور تم بھوکے رہ جاؤ گے لہذا تمہیں ایسا کام کرنے کی حاجت ہے کہ جس سے گندم کے دانے اتنے زیادہ ہو جائیں کہ تمہاری ضرورت کو کافی ہوں اور وہ کام گندم کو کاشت کرنا ہے، اس کی صورت یہ ہوگی کہ تم گندم کے دانے کو ایسی زمین میں ڈالو جس میں پانی ہو اور وہ پانی زمین سے مل کر گارا بن چکا ہو، پھر صرف پانی اور مٹی ہی کافی نہیں کیونکہ اگر تم اس گندم کو ایسی زمین میں چھوڑ دو گے جو سخت اور باہم مُشْتَصِل ہو تو ہوانہ پہنچنے کی وجہ سے گندم اُگے گی ہی نہیں، لہذا ضروری ہے کہ گندم کا دانہ ایسی زمین میں چھوڑا جائے جو نرم اور پلپلی ہوتا کہ ہوا اس میں داخل ہو سکے۔ پھر ہوا خود بخود حرکت نہیں کرتی لہذا ایسی آندھی کی ضرورت ہے جو ہوا کو حرکت دے اور اسے زور زور سے زمین پر مارے تاکہ وہ اس کے اندر چلی جائے۔ پھر اگر بہت زیادہ سردی ہو تو یہ سب کچھ فائدہ نہیں دیتا لہذا بہار اور گرمی کی ضرورت ہوتی۔ پھر اس پانی کی طرف دیکھو جس کی گندم کاشت کرنے میں حاجت ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے کس طرح پیدا فرمایا پھر اس سے چشمے اور نہریں جاری فرمائیں، پھر بعض اوقات زمین بلندی پر ہوتی ہے اور پانی اس تک پہنچ نہیں سکتا تو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے بادل بنائے اور ان پر کیسے ہوا کو مسلط کیا تاکہ وہ اذنِ خداوندی سے ان کو زمین کے مختلف کناروں تک لے جائے حالانکہ بادل پانی سے بھرے ہوئے بھاری ہوتے ہیں۔ پھر کس طرح اللہ تعالیٰ ضرورت کے مطابق بہار اور خزاں کے موسم میں بارش برساتا ہے اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پہاڑ بنائے جو پانی کی حفاظت کرتے ہیں اور ان سے بہت ریح پانی نکلتا ہے اگر یکدم پانی نکلے تو شہر غرق ہو جائیں اور جانور وغیرہ ہلاک ہو جائیں اور دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ

1..... بیضاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۴، ۳۵۰/۳.

نے سورج کو پیدا کیا اور اسے مسخر کیا حالانکہ وہ زمین سے بہت دور ہے۔ ایک وقت میں زمین کو گرم کرتا ہے اور ایک وقت میں نہیں تاکہ ٹھنڈک کی ضرورت ہو تو وہ ٹھنڈک دے اور گرمی کی حاجت ہو تو گرمی دے اور چاند کو پیدا کیا اور اس کی خاصیت مرطوب بنانا ہے جس طرح سورج کی خاصیت حرارت پہنچانا ہے تو وہ چاند پھلوں کو پکاتا اور رنگین کرتا ہے اور یہ سب کچھ پیدا کرنے والے حکیم کی طرف سے مقرر کردہ ہے اور آسمان کے تمام ستاروں کو کسی نہ کسی فائدے کے لئے مسخر کیا گیا ہے جس طرح سورج کو حرارت دینے اور چاند کو مرطوب دینے کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کا شمار کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔^(۱)

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امن والا کر دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھ۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ﴾ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مکہ مکرمہ کو امن والا شہر بنا دے کہ قیامت کے قریب دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ شہر ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔^(۲)

مکہ مکرمہ ویران ہونے سے محفوظ ہے

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ویران ہونے سے محفوظ فرما

①..... احیاء العلوم، کتاب الصبر والشکر، بیان وجہ الانموذج فی کثرة نعم اللہ تعالیٰ... الخ، ۱/۴۲-۱/۴۳، ملخصاً.

②..... خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۵، ۸۶/۳، ملخصاً.

دیا اور کوئی بھی اس مقدس شہر کو ویران کرنے پر قادر نہ ہو سکا اور اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے، نہ کسی پر ظلم کیا جائے، نہ وہاں شکار مارا جائے اور نہ ہبزہ کا ٹا جائے۔^(۱)

﴿وَاجْتَنِبِي وَبَنِيَّ أَنْ تَعْبُدُوا إِلَّا صَالِحًا: اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھ۔﴾ یاد رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعا کرنا بارگاہِ الہی میں عاجزی اور محتاجی کے اظہار کے لئے ہے کہ باوجود یہ کہ تو نے اپنے کرم سے معصوم کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دستِ احتیاج دراز رکھتے ہیں۔^(۲)

رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے رب! بیشک بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو جو میرے پیچھے چلے تو بیشک وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿رَبِّ: اے میرے رب!﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، بیشک بتوں کی وجہ سے بہت سے لوگ ہدایت اور حق کے راستے سے دور ہو گئے حتیٰ کہ لوگ بتوں کو پوجنے لگے اور تیرے ساتھ کفر کرنے لگ گئے تو جو میرے طریقے پر ہو یعنی اطاعت و فرمانبرداری کے طریقے پر ہو تو بیشک وہ میری سنت پر عمل پیرا ہے اور جو میرا نافرمان ہو تو اس کا معاملہ تیرے ہی حوالے ہے، بے شک تو گناہگاروں کے گناہوں اور ان کی خطاؤں کو اپنے فضل سے بخشنے والا ہے اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے، اور لوگوں میں سے جسے چاہے

①..... جلالین، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۵، ص ۲۰۹.

②..... حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۵، ۸۶/۳، ملخصاً.

معاف فرما دے۔ (1)



اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امتوں کے انجام کے بارے میں بہت فکر مند ہوا کرتے تھے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فکرِ امت کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک میں سے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی

رَبِّ اِنَّهُمْ اَصْلٰكُنْ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ
تَرٰجِبَةً كُنَّا الْعِرْفَانَ: اے میرے رب ان بتوں نے بہت سے
لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے، جو شخص میری پیروی کرے گا وہ میرے
راستے پر ہے۔

اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول ہے

اِنْ تَعَدَّ بِهٖمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے
بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔

پھر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ دعا بلند کر دیئے اور روتے ہوئے عرض کرنے لگے: اے اللہ عزَّ وَّجَلَّ! میری امت، میری امت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل! میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو (حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب عرض کر دیا (حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: اے جبرئیل! میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کی امت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔ (3)

1.....تفسیر طبری، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۶، ۷/۴۶۰-۴۶۱۔

2.....المائدہ: ۱۱۸۔

3.....مسلم، کتاب الایمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ وبکائہ شفقت علیہم، ص ۱۳۰، الحدیث: ۴۶۶ (۲۰۲)، سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر، سورۃ ابراہیم، ۳۷۳/۶، الحدیث: ۱۱۲۶۹۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ ۚ
رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ
مِنَ الشَّرَائِعِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاد و احسان مانیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ اے میرے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرماتا تاکہ وہ شکر گزار ہو جائیں۔

﴿رَبَّنَا: اے میرے رب!﴾ اس آیت میں وادی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اب مکہ مکرمہ ہے۔ ذُرِّيَّتٍ سے حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں اور حرمت والے گھر سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفانِ نوح سے پہلے کعبہ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سرزمینِ شام میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، اس وجہ سے ان کے دل میں کچھ جذبات پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے۔ حکمتِ الہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا، چنانچہ وحی آئی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سرزمین میں لے جائیں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے شام سے سرزمینِ حرم میں لائے اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک

اتارا، یہاں اُس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا، حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ حضرت ہاجرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کی ”آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں انیس ورفیق کے بغیر چھوڑے جاتے ہیں؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ حضرت ہاجرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے چند مرتبہ بھی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ ”کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”ہاں۔ یہ سن کر انہیں اطمینان ہو گیا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور انہوں نے بارگاہِ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ہاجرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے لگیں، جب ان کے پاس موجود پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت ہوئی اور صاحب زادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، ایسا سات مرتبہ ہوا یہاں تک کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا، آگ کے واقعہ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا نہ فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعا کی اور عاجزی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر اعتماد کر کے دعا نہ کرنا بھی توکل اور بہتر ہے لیکن مقام دعا اس سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس دوسرے واقعہ میں دعا فرمانا اس لئے ہے کہ آپ مدارج کمال میں مہم ترقی پر ہیں۔^(۱)

﴿رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ: اے میرے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں۔﴾ یعنی اے میرے رب! عَزَّ وَجَلَّ، میں نے اپنی اولاد کو ناقابلِ زراعت وادی میں اس لئے ٹھہرایا تاکہ حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد اس وادی میں تیرے ذکر اور تیری عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیتِ حرام کے پاس نماز قائم کریں۔ اے اللہ! عَزَّ وَجَلَّ، تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے تاکہ وہ اس وادی کے اطراف اور دیگر شہروں سے یہاں آئیں اور ان کے دل اس پاکیزہ مکان کی زیارت کے شوق میں کھینچیں۔ اس میں ایمانداروں کے لئے یہ دعا ہے کہ انہیں بیٹ اللہ کا حج مُبْتَسِرَ آئے اور

1.....حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۷، ۸۷/۳-۸۸، ملخصاً.

اپنے یہاں رہنے والی اولاد کے لئے یہ دعا ہے کہ وہ زیارت کے لئے آنے والوں سے فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ غرض یہ دعا دینی دنیوی دونوں طرح کی برکات پر مشتمل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول ہوئی اور قبیلہ جُزہم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرندہ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا کہ بیابان میں پرندہ کیسا! شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا ہے، جستجو کی تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہاں بسنے کی اجازت چاہی، انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا۔ وہ لوگ وہاں بسے اور حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ان لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی کر دی، کچھ عرصے بعد حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا پوری ہوئی اور آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا ”اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما، تاکہ وہ شکر گزار ہو جائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی دعا کا ثمرہ ہے کہ بہار، خزاں اور گرمی سردی کی مختلف فصلوں کے میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں۔^(۱)

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۖ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ہمارے رب! تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر زمین اور آسمان میں کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں۔

﴿رَبَّنَا: اے ہمارے رب!﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے ہمارے رب! عزَّ وَجَلَّ، تو ہمارے حالات کو، ہماری ضرورتوں

①.....مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۷، ص ۵۷۲، حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۷، ۸۷/۳-۸۸، روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۳۷، ۴۲۷/۴، ملقطاً.

اور ہمارے نقصانات کو جانتا ہے اور تو ہم پر ہم سے زیادہ رحم فرماتا ہے، اس لئے تیری بارگاہ میں ہمیں دعا کرنے کی حاجت تو نہیں لیکن ہم تیرے حضور دست دعا اس لئے بلند کرتے ہیں تاکہ ہم تیرے آگے اپنی بندگی کا اظہار کریں، تیری عظمت و جلال سے خوف کھائیں۔^(۱)

﴿وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور اللہ پر کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں۔ ﴿﴾ ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے طور اللہ تعالیٰ نے یہ کلام فرمایا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کلام ہے اور معنی یہ ہے کہ جو ہر جگہ میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اس سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں۔^(۲)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۖ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیئے بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیئے۔ بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ ﴿﴾ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا شکر ادا کیا اور بارگاہ الہی میں عرض کیا ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما الصلوٰۃ والسلام دیئے۔ بیشک میرا رب عز و جل میری دعا قبول فرمانے والا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اس وقت ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر 99 برس ہو چکی تھی اور حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اس وقت ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک 112 برس ہو چکی تھی۔^(۳)

①.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۳۸، ۸۸/۳.

②.....تفسیر کبیر، ابراہیم، تحت الآية: ۳۸، ۱۰۵/۷.

③.....خازن، ابراہیم، تحت الآية: ۳۹، ۸۹/۳، جلالین، ابراہیم، تحت الآية: ۳۹، ص ۲۰۹، ملقطاً.

بیٹیوں کی پرورش کے فضائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ عزوجل کی بڑی نعمت ہے خصوصاً جب کہ نیک اور پرہیزگار ہو کیونکہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کا مل ہو جاتی ہیں، لیکن بیٹیوں سے گھبرانا مومن کی شان نہیں۔ ترغیب کے لئے بیٹیوں کی پرورش کے 2 فضائل ملاحظہ ہوں۔

(1)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس شخص کی بیٹی ہو پھر نہ تو اسے زندہ دفن کیا اور نہ اسے ذلیل کیا اور نہ اس پر اپنے بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“ (1)

(2)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے کہ انہیں ادب سکھائے، ان پر مہربانی کرے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے تو اللہ عزوجل اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، کیا دو بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرنے والے کو یہ ثواب ملے گا؟“ ارشاد فرمایا ”ہاں، دو بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرنے پر بھی یہی ثواب ہے۔“ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں اگر لوگ ایک بیٹی یا بہن کے بارے میں پوچھتے تو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فرمادیتے کہ ایک بیٹی کی پرورش پر بھی یہی ثواب ہے۔“ (2)

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۙ (۲۰)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۗ (۴۱)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

①..... ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیمًا، ۴۳۵/۴، الحدیث: ۵۱۴۶.

②..... شرح السنہ، کتاب البر والصلة، باب ثواب کافل الیتیم، ۴۵۲/۶، الحدیث: ۳۳۵۱، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اے میرے رب! مجھے اور کچھ میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا رکھ، اے ہمارے رب اور میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔

﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِي: اور کچھ میری اولاد کو﴾ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ بعض افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کافر ہوں گے اس لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعض اولاد کے لئے نمازوں کی پابندی اور محافظت کی دعا کی۔ (1)

﴿وَالِدَيْ: اور میرے ماں باپ کو﴾ علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ماں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی والدین مراد ہیں اور وہ دونوں مومن تھے اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے دعا فرمائی، جبکہ سورہ توبہ کی اس آیت

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاٰبِيْهِ اِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا۔

میں باپ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا آزر مراد ہے، سگے والد مراد نہیں۔ (3)

دعا کے چند آداب

اس آیت سے دعا کے چند آداب معلوم ہوئے۔ (1) دعا اپنی ذات سے شروع کرے۔ (2) ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے۔ (3) ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے۔ (4) آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔ (4)

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ اِنَّهٗمُ يَخْرٰهُمُ لَيَوْمٍ
تَشْخُصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۳۲﴾

1.....مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۰، ص ۵۷۲-۵۷۳.

2.....توبہ: ۱۱۴.

3.....روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۱، ۴۳۰/۴، ملخصاً.

4.....دعا کے مزید آداب جاننے کے لئے کتاب ”فضائل دعا“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

ترجمہ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے سننے والے!) ہرگز اللہ کو ان کاموں سے بے خبر نہ سمجھنا جو ظالم کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں صرف ایک ایسے دن کیلئے ڈھیل دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا﴾ اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ سمجھنا۔ ﴿اس آیت میں ہر مظلوم کے لئے تسلی اور ہر ظالم کے لئے وعید ہے، نیز اس آیت میں ایک مشہور مقولے کی تائید بھی ہے کہ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ اے سننے والے! تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو سزا نہیں دے گا اور نہ ہی ظالموں سے عذاب مؤخر ہونے کی وجہ سے غمزدہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بغیر عذاب کے صرف ایک ایسے دن کیلئے ڈھیل دے رہا ہے جس میں دہشت کے مارے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔^(۱)

ظالم کے لئے وعید

یاد رہے کہ ظالموں کا اخروی عذاب تو اپنی جگہ، دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ظالموں کی گرفت فرماتا ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے اور جب اس کی پکڑ فرمالتا ہے تو پھر اسے مہلت نہیں دیتا۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ
ظَالِمَةٌ ۖ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ^(۲)

اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔^(۳)

①.....جلالین مع صاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۲، ۱۰۲۹/۳-۱۰۳۰۔

②.....ہود: ۱۰۲۔

③.....بخاری، کتاب التفسیر، باب و كذلك اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة... الخ، ۲۴۷/۳، الحدیث: ۴۶۸۶۔

مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝۳۳ ط

ترجمہ کنزالایمان: بے تحاشا دوڑتے نکلے گئے اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹی نہیں اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: لوگ بے تحاشا اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے دوڑتے جا رہے ہوں گے، ان کی پلک بھی ان کی طرف نہیں لوٹ رہی ہوگی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔

﴿مُهْطِعِينَ﴾: لوگ بے تحاشا دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔ یعنی قیامت کے دن کی دہشت اور ہولناکی سے لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ اپنے سروں کو اٹھائے غرہ محشر کی طرف بلانے والے یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف بے تحاشا دوڑتے جا رہے ہوں گے اور ان کی پلک تک نہ جھپک رہی ہوگی کہ اپنے آپ کو ہی دیکھ سکیں اور ان کے دل حیرت کی شدت اور دہشت کے مارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے خالی ہوں گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دل سینوں سے نکل کر گلوں میں آ پھنسیں گے، نہ باہر نکل سکیں گے نہ اپنی جگہ واپس جا سکیں گے اور اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اُس دن کی دہشت اور ہولناکی کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ سر اوپر اٹھے ہوں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور دل اپنی جگہ پر قرار نہ پائیں گے۔^(۱)

قیامت کی ہولناکیاں

اس آیت میں قیامت کی چند ہولناکیاں بیان ہوئیں، اس کی مزید ہولناکیاں سنئے، چنانچہ امام محمد غزالی دُحْمَةُ اللّٰهِ تعالیٰ فرماتے ہیں ”وہ دن جس میں کوئی شک نہیں، وہ دن جس میں دلوں کے رازوں کا امتحان ہوگا، جس دن کوئی (کافر) نفس کسی نفس کے کام نہیں آئے گا، وہ دن جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، جس دن کوئی ساتھی کسی ساتھی کے کام نہیں آئے گا، جس دن کوئی کسی دوسرے نفس کے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا، جس دن (کفار کو) جہنم کی طرف بلا یا جائے گا،

①..... مدارك، ابراہیم، تحت الآية: ۴۳، ص ۵۷۳، جلالین، ابراہیم، تحت الآية: ۴۳، ص ۲۱۰، حازن، ابراہیم، تحت الآية:

جس دن ان کو چہروں کے بل اوندھا گرایا جائے گا، جس دن ان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا، جس دن باپ اولاد کے کام نہ آسکے گا، جس دن آدمی اپنے بھائی، ماں اور باپ سے بھگتا پھرے گا، جس دن لوگ بات نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کو اجازت ہوگی کہ عذر پیش کریں، جس دن اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا، جس دن لوگ ظاہر ہوں گے، جس دن وہ جہنم میں عذاب دیئے جائیں گے، جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی، جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی، ان کے لیے لعنت اور برا گھر ہوگا، جس دن عذرنا منظور ہوں گے اور دلوں کی آزمائش ہوگی، پوشیدہ باتیں ظاہر ہوں گی اور پردے اٹھ جائیں گے، جس دن آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور آوازیں بند ہوں گی، اس دن توجہ کم ہوگی اور پوشیدہ باتیں ظاہر ہوں گی، گناہ بھی سامنے آجائیں گے جس دن لوگوں کو ان کے گواہوں سمیت چلایا جائے گا، بچے جوان ہو جائیں گے اور بڑے نشے میں ہوں گے، پس اس دن ترازو رکھے جائیں گے اور اعمال نامے کھولے جائیں گے، جہنم ظاہر کی جائے گی اور گرم پانی کو جوش دیا جائے گا، آگ مسلسل جلے گی اور کفارنا امید ہوں گے، آگ بھڑکائی جائے گی اور رنگ بدل جائیں گے، زبان گونگی ہوگی اور انسانی اعضا گفتگو کریں گے۔ تو اے انسان! تجھے اپنے کریم رب عز و جل کے بارے میں کس نے دھوکے میں ڈالا کہ تو نے دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور لوگوں سے چھپ کر فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا، پس جب تیرے اعضا تیرے خلاف گواہی دیں گے تو تو کیا کرے گا۔ اے غافلوں کی جماعت! ہمارے لئے مکمل خرابی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے پاس تمام رسولوں کے سردار (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو بھیجے اور آپ پر روشن کتاب نازل فرمائے اور ہمیں قیامت کے ان اوصاف کی خبر دے، پھر ہماری غفلت سے بھی ہمیں آگاہ کرے اور ارشاد فرمائے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ
 مُعْرِضُونَ ① مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ
 مُحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ②
 لَا هِيَءَ قُلُوبُهُمْ ①

ترجمہ کنز العرفان: لوگوں کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ جب ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اسے کھیلتے ہوئے ہی سنتے ہیں۔ ان کے دل کھیل میں پڑے ہوئے ہیں۔

پھر وہ ہمیں بتائے کہ قیامت قریب ہے، جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنَّاسُ لِلْحَمْرِ ②

ترجمہ کنز العرفان: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

اور ارشاد فرماتا ہے

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝ وَذُرِّيَّةَ قَرِيْبًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ اسے دور سمجھ رہے ہیں۔ اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں

اور ارشاد فرماتا ہے

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيْبًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔

پھر ہماری سب سے اچھی حالت تو یہ ہے کہ ہم اس قرآن پاک کے سبق پر عمل کریں، لیکن ہم اس کے معانی میں غور نہیں کرتے اور روز قیامت کے بے شمار اوصاف اور ناموں کو نہیں دیکھتے اور اس کے مصائب سے نجات کے لیے کوشش نہیں کرتے۔ ہم اس غفلت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے اس کا تدارک فرمائے۔ (۳)

نوٹ: قیامت کے دن کے مزید حالات جاننے کے لئے احیاء العلوم جلد 4 سے ”موت اور اس کے بعد کے حالات“ کا بیان اور بہار شریعت حصہ اول سے ”معاد و حشر کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا آخِرْنَا إِلَىٰ آجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ لَنْ نَجِبَ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُولَ ۗ أَوْ لَمْ تَكُنْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم مِّنْ ذَوَالٍ ۗ (۳۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔

①..... معارج: ۷، ۶۔ ②..... احزاب: ۶۳۔

③..... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت و ما بعدہ، الشطر الثانی، صفة یوم القیامة و دو اھیہ و اسمیہ، ۲۷۶/۵۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے: اے ہمارے رب! تھوڑی دیر تک ہمیں مہلت دیدے تاکہ ہم تیری دعوت کو قبول کر لیں اور رسولوں کی غلامی کر لیں۔ (کہا جائے گا، اے کافر!) تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ تمہیں (تو دنیا سے) ہٹنا ہی نہیں۔

﴿وَأَنْذِرِ النَّاسَ: اور لوگوں کو ڈراؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرائیں، اس دن جب ان پر عذاب آئے گا تو شرک اور گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کہیں گے ”اے ہمارے رب! غرّ و جَلّ، تھوڑی دیر کیلئے ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے اور ہمیں مہلت دیدے تاکہ ہم سے جو قصور ہو چکے ان کی تلافی کرتے ہوئے تیری توحید کی دعوت کو قبول کر لیں اور تیرے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی غلامی کر لیں۔ اس پر انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی جائے گی اور فرمایا جائے گا کیا تم پہلے دنیا میں اس بات کی قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ مرنے کے بعد بھی تم اسی حالت میں رہو گے اور آخرت کے گھر کی طرف منتقل نہ ہو گے؟ (۱)

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسْكَنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ
وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ ۝۳۵

ترجمہ کنزالایمان: اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا برا کیا تھا اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم ان کے گھروں میں رہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہارے لئے بالکل واضح ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کیں۔

﴿وَسَكَنْتُمْ: اور تم رہے۔﴾ یعنی تم ان لوگوں کے گھروں میں رہے جنہوں نے کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا جیسے کہ قوم نوح، عاد اور ثمود وغیرہ کہ تم انہی کی بستیوں میں دورانِ سفر ٹھہرتے تھے یا ان کے قرب و جوار

1.....حازن، ابراہیم، تحت الآية: ۴۴، ۹۰/۳، مدارک، ابراہیم، تحت الآية: ۴۴، ص ۵۷۳، ملقطاً.

سے گزرتے تھے اور تمہارے لئے بالکل واضح ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کے گھروں میں عذاب کے آثار اور نشان دیکھے اور تمہیں ان کی ہلاکت و بربادی کی خبریں ملیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور جان کر تم نے عبرت کیوں نہ حاصل کی اور تم کفر سے کیوں باز نہ آئے۔ ہم نے تمہیں مثالیں دے کر بتا دیا تاکہ تم تدبیر کرو اور سمجھو، عذاب اور ہلاکت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔^(۱)

سابقہ قوموں کے انجام سے نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب

ان آیات میں مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت و نصیحت ہے اور انہیں بھی چاہئے کہ سابقہ عذاب یافتہ قوموں کے اعمال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور ان کے دنیوی انجام سے عبرت پکڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے باز آجائیں، اگر دنیا میں انہوں نے نصیحت حاصل نہ کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے باز نہ آئے تو مرنے کے بعد کوئی نصیحت انہیں فائدہ نہ دے گی۔ حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں: اے مسلمانو! (غور کرو کہ) انبیاء و مرسلین عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور مقرب اولیاء کرام رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ کہاں تشریف لے گئے؟ سابقہ بادشاہ اور جابر و سرکش لوگ کہاں چلے گئے؟ (جب یہ دنیا میں نہ رہے تو تم بھی اس دنیا میں نہ ہو گے) تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان کی طرف نظر نہیں کرتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے، اگر تم عقل رکھتے ہو تو نیک اعمال میں خوب کوشش کر لو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر جان کو اس کی کمائی بھر پوری جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔^(۲)

شرعی قیاس حق ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیاس شرعی حق ہے کیونکہ آیت کا منشا یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور کفر تو تم بھی کر رہے ہو، لہذا تم بھی ہلاک ہونے کے لائق ہو، علت کے اشتراک سے حکم مشترک ہوتا ہے اور اسی کو فہم میں قیاس کہتے ہیں۔

①.....حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۵، ۹۱/۳، مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۵، ص ۵۷۴، ملقطاً.

②.....روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۶، ۴۳۶/۴.

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۖ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۲۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلَفًا وَعِدِّهِ رُسُلَهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک وہ اپنا ساد انوں چلے اور ان کا دانوں اللہ کے قابو میں ہے اور ان کا دانوں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں۔ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا بیشک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک انہوں نے اپنی سازش کی اور ان کی سازش اللہ کے قابو میں تھی اور ان کی سازش کوئی ایسی نہیں تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ تو تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ بیشک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

﴿وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ﴾ اور بیشک انہوں نے اپنی سازش کی۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل مکہ نے اسلام کو مٹانے اور کفر کی تائید کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سازش کرتے ہوئے یہ ارادہ کیا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا جائے یا قید کر لیا جائے یا مکہ مکرمہ سے نکال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی سازش اللہ عزوجل کے علم میں تھی اور ان کی سازش کوئی ایسی نہیں تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں یعنی اللہ عزوجل کی آیات اور شریعتِ مصطفیٰ کے احکام جو اپنی قوت و ثبات میں مضبوط پہاڑوں کی مانند ہیں، مجال ہے کہ کافروں کے مکر اور ان کی حیلہ انگیزیوں سے وہ اپنی جگہ سے ٹل سکیں۔ (۱)

نوٹ: کفار مکہ کی اس سازش کی تفصیل سورہ انفال کی آیت نمبر 30 کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ﴾ تو تم ہرگز خیال نہ کرنا۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے سننے والے! تم ہرگز ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ عزوجل اپنے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا، یہ تو ممکن ہی نہیں وہ ضرور وعدہ پورا کرے

1..... مدارك، ابراهيم، تحت الآية: ۴۶، ص ۵۷۴، جلالين، ابراهيم، تحت الآية: ۴۶، ص ۲۱۰، ملتنقطاً.

گا اور اپنے رسول کی مدد فرمائے گا، اُن کے دین کو غالب کرے گا اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔^(۱)

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ

الْقَهَّارِ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جس دن زمین کو دوسری زمین سے اور آسمانوں کو بدل دیا جائے گا اور تمام لوگ ایک اللہ کے حضور نکل کھڑے ہوں گے جو سب پر غالب ہے۔

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ﴾: جس دن زمین بدل دی جائے گی۔ اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے اور زمین و آسمان کی تبدیلی کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اُن کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی، نہ اُس پر پہاڑ باقی رہیں گے نہ بلند ٹیلے نہ گہرے غار، نہ درخت نہ عمارت نہ کسی بستی اور قلمی کا نشان اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور سورج و چاند کی روشنیاں معدوم ہو جائیں گی۔ یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی، اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی، سفید و صاف ہوگی جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہوگا نہ گناہ کیا گیا ہوگا اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہے وہ اس طرح کہ پہلی مرتبہ زمین و آسمان کی صفات تبدیل ہوں گی اور دوسری مرتبہ حساب کے بعد دوسری تبدیلی ہوگی۔ اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔^(۲)

وَتَرَى الْمَجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿۲۹﴾

①..... صاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۷، ۳۱/۳، ۱۰، خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۷، ۹۱/۳، ملتقطاً.

②..... خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۸، ۹۲/۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس دن تم مجرموں کو بیڑیوں میں ایک دوسرے سے بندھا ہوا دیکھو گے۔

﴿وَتَكْرَىٰ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ﴾ اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ قیامت کے دن کافروں کو بیڑیوں میں اپنے شیطانوں کے ساتھ بندھا ہوا دیکھیں گے۔﴾^(۱)

قیامت کے دن مومن و کافر کی پہچان

اس سے معلوم ہوا کہ محشر میں کفار اور مومن ظاہری علامات سے ہی پہچان لئے جائیں گے کہ کافروں کے منہ کا لے، ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے اور پاؤں بیڑیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے جبکہ مومنوں کا حال اس کے برعکس ہوگا۔

سَرَّابِيْلُهُمْ مِّنْ قِطْرٍ اِنْ وَتَغْشَىٰ وُجُوْهُهُمْ النَّارُ ۝۵۱ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۝۶ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۶۱

ترجمہ کنزالایمان: ان کے گرتے رال کے ہوں گے اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی۔ اس لیے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے بیشک اللہ کو حساب کرتے کچھ دین نہیں لگتی۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے کرتے تار کول کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی۔ تاکہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے، بیشک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

﴿سَرَّابِيْلُهُمْ﴾ ان کے کرتے۔ ﴿یعنی قیامت کے دن کافروں کے کرتے سیاہ رنگ اور بدبودار تار کول کے ہوں گے جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔﴾^(۲)

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ان کے بدنوں پر رال لپ دی جائے گی تو وہ کرتے کی طرح ہو جائے گی، اس کی

①.....جلالین، ابراہیم، تحت الآیة: ۴۹، ص ۲۱۰.

②.....مدارک، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۰، ص ۵۷۵، حازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۰، ۹۳/۳، ملتقطاً.

سوزش اور اس کے رنگ کی وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔^(۱)

﴿وَتَعْشَىٰ وُجُوهُهُمْ النَّارُ﴾: اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی۔ یعنی کافروں کے جسموں پر لپٹے ہوئے تارکول سے آگ کے شعلے اتنے بلند ہوں گے کہ آگ ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔^(۲)

﴿لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ﴾: تاکہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو یہ سزا اس لئے دے گا تاکہ وہ ہر مجرم شخص کو اس کے کئے ہوئے کفر اور گناہوں کا ایسا بدلہ دے جو اس کے جرم کے مطابق ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔^(۳)

هَذَا بَدْعُ النَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌُ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ
أُولُو الْأَلْبَابِ ۝۶۲

ترجمہ کنزالایمان: یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ لوگوں کیلئے تبلیغ ہے اور اس لیے کہ انہیں اس کے ذریعے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

﴿هَذَا﴾: یہ۔ اس آیت میں قرآن پاک کے نزول کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) اس قرآن شریف میں لوگوں کے لئے تبلیغ اور نصیحت ہے۔ (۲) قرآن میں موجود عبرت انگیز واقعات اور ذرّہ تو بیخ کے ذریعے لوگوں کو ڈرایا جائے۔ (۳) لوگ اس کی آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں پائیں۔ (۴) عقل والے اور سمجھدار لوگ اس قرآن کے ذریعے نصیحت حاصل کریں۔^(۴)

①..... بیضاوی، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۰، ۳/۳۵۸.

②..... روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۰، ۴/۴۳۷.

③..... روح البیان، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۱، ۴/۴۳۷.

④..... خازن، ابراہیم، تحت الآیة: ۵۲، ۳/۹۳، ملخصاً.

سُورَةُ الْحَجْرِ

سورة حجر کا تعارف

مقام نزول

سورة حجر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ (1)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں چھ 6 رکوع، 99 آیتیں، 654 کلمے اور 2760 حروف ہیں۔ (2)

”حجر“ نام رکھنے کی وجہ

حجر، مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی کا نام ہے، اور اس سورت کی آیت نمبر 80 تا 84 میں اُس وادی میں رہنے والی قوم ثمود کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس کا نام ”سورة حجر“ رکھا گیا۔

حجر کے بارے میں احادیث

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حجر والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ”تم اس (عذاب یافتہ) قوم کے پاس سے روتے ہوئے گزرو اور اگر تم رو نہیں سکتے تو ان کے پاس سے نہ گزروتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔ (3)

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حجر کے مقام سے گزرے تو ارشاد فرمایا ”تم (کفر کر کے اپنی جانوں پر) ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے داخل ہونا تا کہ تم پر بھی وہی عذاب نہ آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔ پھر حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی چادر سے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیا اور اس وقت آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنی سواری پر تھے۔ (4)

1..... حازن، تفسیر سورة الحجر، ۹۳/۳.

2..... حازن، تفسیر سورة الحجر، ۹۳/۳.

3..... بخاری، کتاب التفسیر، سورة حجر، باب ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین، ۲۵۵/۳، الحدیث: ۴۷۰۲.

4..... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی: والی ثمود اخاهم صالحاً، ۴۳۲/۲، الحدیث: ۳۳۸۰.

سورہ حججہ کے مضامین

مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی دیگر سورتوں کی طرح اس سورت کا مرکزی مضمون بھی یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے کو کئی طرح کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے، اور اس کے علاوہ اس سورت میں درج ذیل مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

- (1)..... قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔
- (2)..... اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ کفار و مشرکین کا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے۔
- (3)..... آسمان کو مردودِ شیطانوں سے محفوظ کئے جانے کا ذکر کیا گیا۔
- (4)..... اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر دلالت کرنے والی چیزیں بیان کی گئیں۔
- (5)..... حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تخلیق، فرشتوں کے سجدہ کرنے، شیطان کے سجدہ نہ کر کے مردود ہونے اور شیطان کے مہلت طلب کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا۔
- (6)..... متقی لوگوں کی اُخروی جزاء بیان کی گئی۔
- (7)..... حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے مہمان فرشتوں کا واقعہ بیان فرمایا گیا۔
- (8)..... اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم کا واقعہ، حضرت شعیب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور اصحاب ایکہ کا واقعہ، حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ بیان فرمایا۔
- (9)..... اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے وہ انعامات بیان فرمائے جو اس نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو عطا کئے ہیں۔

سورہ ابراہیم کے ساتھ مناسبت

سورہ حججہ کی اپنے سے ما قبل سورت ”ابراہیم“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ ابراہیم کے آخر میں قیامت

کے حالات بیان کئے گئے کہ اس دن زمین کو دوسری زمین سے اور آسمانوں کو بدل دیا جائے گا اور تمام لوگ ایک اللہ عز و جل کے حضور نکل کھڑے ہوں گے جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں کو بیڑیوں میں ایک دوسرے سے بندھا ہوا دیکھو گے، ان کے کُرتے تار کول کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی۔ اور سورہ حجج کی ابتداء میں بیان کیا گیا کہ جب ان مجرموں کو جہنم میں لمبا عرصہ گزار جائے گا اور وہ گناہگار مسلمانوں کو جہنم سے نکلتا ہوا دیکھیں گے تو اس وقت وہ بہت آرزوئیں کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الرَّحْمٰنُ تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ وَقُرْٰنٍ مُّبِیْنٍ ①

ترجمہ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی۔

ترجمہ کنزالایمان: یہ کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔

﴿الرَّحْمٰنُ﴾: یہ حروفِ مُقَطَّعَات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ﴾: یہ۔ ﴿اس آیت میں ”تِلْكَ“ سے اس سورت کی آیتوں کی طرف اشارہ ہے اور کتاب اور قرآن مبین

سے وہ کتاب مراد ہے جس (کو نازل کرنے) کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ فرمایا ہے۔^(۲)



①.....تناسق الدرر، سورة الحجر، ص ۹۷.

②.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۱، ۱۱۶/۲.

چودھواں پارہ

(رُبَّيَا)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کافر بہت آرزوئیں کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾: کافر بہت آرزوئیں کریں گے۔ کفار کی ان آرزوؤں کے وقت کے بارے میں بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ نزوح کے وقت جب کافر عذاب دیکھے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ گمراہی پر تھا، اس وقت کافر یہ آرزو کرے گا کہ کاش! وہ مسلمان ہوتا، لیکن اس وقت یہ آرزو کافر کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ بعض مفسرین کے نزدیک آخرت میں قیامت کے دن کی سختیاں، ہولناکیاں، اپنا دردناک انجام اور برا ٹھکانہ دیکھ کر کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ زجاج کا قول ہے کہ کافر جب کبھی اپنے عذاب کے احوال اور مسلمانوں پر اللہ عزوجل کی رحمت دیکھیں گے تو ہر مرتبہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے۔ مفسرین کا مشہور قول یہ ہے کہ جب گناہگار مسلمانوں کو جہنم سے نکالا جا رہا ہوگا تو اس وقت کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔^(۱)

اس مشہور قول کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب جہنم والے جہنم میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ وہ مسلمان بھی ہوں گے جو مشیت الہی سے وہاں ہوں گے تو کفار (مسلمانوں کو عار دلاتے ہوئے) کہیں گے ”تمہارے اسلام نے تم سے کون سا عذاب دور کر دیا ہے؟ تم بھی تو ہمارے ساتھ جہنم میں آ گئے ہو۔ مسلمان کہیں گے ”ہمارے گناہ تھے جن کی وجہ سے ہماری گرفت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سن کر حکم فرمائے گا ”جو مسلمان جہنم میں ہیں انہیں جہنم سے نکال لو۔ چنانچہ جب مسلمانوں کو جہنم سے نکالا جا رہا ہوگا تو اس وقت کفار حسرت سے یہ کہیں گے کہ کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے تو جس طرح انہیں جہنم سے نکال لیا گیا ہے اسی طرح ہمیں بھی جہنم سے نکال لیا جاتا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی

۱..... حازن، الحجر، تحت الآية: ۲، ۳/۹۳-۹۴۔

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي آيَاتِ تَمْلُؤَاتِ فَرَمَائِمْ

الرَّحْمَةُ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وَقُرْآنِ مُبِينٍ ①

رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

ترجمہ کنزالعرفان: یہ کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔

کافر بہت آرزوئیں کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (1)

قیامت کے دن کافر اور نیک مسلمان کی آرزو

قیامت کے دن کافر تو اپنے مسلمان ہونے کی آرزو اور نہ ہونے پر حسرت و افسوس کریں گے جبکہ نیک مسلمان کا حال یہ ہوگا کہ اگر بالفرض کوئی شخص پیدا ہوتے ہی عبادات میں ایسے مشغول ہو جائے کہ کبھی کوئی کام نفس کے لیے نہ کرے اور اسی حال میں بوڑھا ہو کر مر جائے تو وہ یہی کہے گا کہ میں نے کچھ نہ کیا، اور موقع ملتا تو اور کچھ کر لیتا، کاش مجھے عبادات اور ریاضات کے لیے دنیا میں پھر بھیج دیا جائے تاکہ میرے اجر میں مزید اضافہ ہو جائے، چنانچہ حضرت محمد بن ابوعبیرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے اپنے چہرے کے بل گر جائے حتیٰ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں بوڑھا ہو کر مر جائے تو اُس دن اِس عبادت کو حقیر سمجھے گا اور تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹایا جائے تاکہ وہ اجر و ثواب اور زیادہ کرے۔“ (2) لیکن کافر و مسلمان کی یہاں بیان کردہ تمنا میں فرق یہ ہے کہ کافر کی تمنا پر لے درجے کی حسرت کی وجہ سے ہے جبکہ مومن کی تمنا مزید قرب الہی کے حصول کیلئے ہے۔

ذُرُّهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ②

ترجمہ کنزالایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہیں کھاتے اور مزے اڑاتے ہوئے چھوڑ دو اور امید انہیں غفلت میں ڈالے ہوئے ہے تو جلد جان لیں گے۔

①..... مستدرک، کتاب التفسیر، تواضعه صلى الله تعالى عليه وسلم، ٦٢١/٢، الحديث: ٣٠٠٨.

②..... مسند امام احمد، مسند الشاميين، حديث عتبة بن عبد السلمي ابى الوليد، ٢٠٣/٦، الحديث: ١٧٦٦٧.

﴿ذُرِّهُمُ: انہیں چھوڑ دو۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان مشرکوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں، اس دنیا میں جتنا انہوں نے کھانا پہ کھالیں اور اس دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے اس وقت تک مزے اڑالیں جو میں نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ دنیا کے فائدے حاصل کرنے کی لمبی امید نے انہیں ایمان، اطاعتِ الہی اور قربِ الہی تک لے جانے والے اعمال سے غافل کیا ہوا ہے۔ عنقریب جب وہ قیامت کے دن اپنے کفر و شرک کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو خود جان جائیں گے کہ دنیا کی زندگی میں لذتوں اور شہوتوں میں مشغول رہ کر وہ کتنے بڑے نقصان اور خسارے کا شکار ہو گئے۔^(۱)

لمبی امید کی حقیقت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذتِ دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔ یاد رہے کہ لمبی امید کی حقیقت میں یہ دو چیزیں داخل ہیں: (1) دنیا کی حرص اور اس پر اوندھے منہ گر جانا۔ (2) دنیا سے محبت کرنا اور آخرت سے اعراض کرنا۔⁽²⁾

لمبی امید رکھنے کی مذمت

کثیر احادیث میں لمبی امیدیں رکھنے اور دنیا کی طلب میں مشغول ہو جانے کی مذمت بیان کی گئی ہے، ان میں سے 4 احادیث یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بڑے بوڑھے کا دل بھی دو باتوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے (1) دنیا کی محبت میں۔ (2) امیدوں کی درازی میں۔“⁽³⁾

(2)..... حضرت عمرو بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ”خدا کی قسم! مجھے تمہاری مُفلسی کا کوئی ڈر نہیں ہے بلکہ تمہارے بارے میں ڈر یہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اس کے ساتھ ایسا ہی پیار کرنے لگو“

①..... تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: ۳، ۴۹۲/۷، حازن، الحجر، تحت الآیة: ۳، ۹۴/۳، ملقطاً.

②..... مدارك، الحجر، تحت الآیة: ۳، ص ۵۷۷، قرطبی، الحجر، تحت الآیة: ۳، ۴/۵، الجزء العاشر، ملقطاً.

③..... بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة... الخ، ۲۲۴/۴، الحدیث: ۶۴۲۰.

جیسا پہلے لوگوں نے اس کے ساتھ کیا اور یوں تمہیں بھی ہلاک کر دے جیسے پہلے لوگوں کو اس نے ہلاک کر دیا۔^(۱)

(3)..... حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اس امت کے پہلے لوگ یقین اور زہد کی وجہ سے نجات پا گئے جبکہ اس امت کے آخری لوگ بخل اور (لمبی) امید کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔“^(۲)

(4)..... حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مجھے اپنی امت پر دو باتوں کا زیادہ خوف ہے۔ (1) خواہشات کی پیروی کرنا۔ (2) لمبی امید رکھنا۔ کیونکہ خواہشات کی پیروی کرنا حق سے روکتا ہے اور لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ یہ دنیا پیٹھ پھیر کر چلی جانے والی اور آخرت پیش آنے والی ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں، اگر تمہیں دنیا کے بیٹے نہ بننے کی استطاعت ہو تو دنیا کے بیٹے نہ بننا کیونکہ تم آج عمل کرنے کی جگہ میں ہو اور (یہاں) حساب نہیں لیکن کل تم حساب دینے کی جگہ میں ہو گے اور (وہاں) عمل نہیں ہوگا۔“⁽³⁾

اللہ تعالیٰ ہمیں لمبی امیدیں رکھنے اور محض دنیا کی طلب میں مشغول رہنے سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قُرْبَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۝ مَّا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ
أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

توجہ کنزالایمان: اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک جانا ہوا تو شہت تھا۔ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہے۔

توجہ کنزالعرفان: اور ہم نے جو بستی ہلاک کی اس کیلئے ایک مقرر مدت لکھی ہوئی ہے۔ کوئی گروہ اپنی مدت سے نہ

①..... مسلم، کتاب الزهد والرفائق، ص ۱۵۸۳، الحدیث: ۶ (۲۹۶۱)۔

②..... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الباب الثاني في الاخلاق والافعال المذمومة، الفصل الثاني، ۱۸۱/۲ الحدیث: ۷۳۸۰، الجزء الثالث۔

③..... شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۳۷۰/۷، الحدیث: ۱۰۶۱۶۔

آگے بڑھے گا اور نہ پیچھے ہٹے گا۔

﴿وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ: اور ہم نے جو بستی ہلاک کی۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ سے پہلے جن بستیوں کے باشندوں کو ہم نے ہلاک کیا ان کے لئے ایک مُعَيَّن وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا، ہم نے انہیں وہ وقت آنے سے پہلے ہلاک نہیں کیا اور جب وہ وقت آگیا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اسی طرح مکہ کے مشرکوں کو بھی ہم اسی وقت ہلاک کریں گے جب ان کا لکھا ہوا معین وقت آجائے گا کیونکہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں معین وقت آنے سے پہلے کسی بستی کے باشندوں کو ہلاک نہیں فرماتا۔ (1)

﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا: کوئی گروہ اپنی مدت سے نہ آگے بڑھے گا۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس گروہ کی ہلاکت کا جو وقت معین کر دیا ہے وہ اسی وقت میں ہلاک ہوگا، اس معین وقت سے کوئی گروہ نہ آگے بڑھے گا نہ پیچھے ہٹ سکے گا۔ (2)

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا
بِالْمَلَكَةِ إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے کہ اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافروں نے کہا: اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے! بیشک تم مجنون ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے؟

﴿وَقَالُوا: اور کافروں نے کہا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کے متعلق کفار کے شبہات ذکر کر کے ان کے جوابات دیئے ہیں۔ (3)

①.....تفسیر طبری، الحجر، تحت الآية: ۴، ۴۹۲/۷، ملخصاً.

②.....تفسیر طبری، الحجر، تحت الآية: ۵، ۴۹۲/۷.

③.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآية: ۶، ۱۲۱/۷، ملخصاً.

کفار مکہ کے ایک اعتراض کی وجوہات

مکہ کے مشرکین، تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مذاق اڑاتے ہوئے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طرف جنون کی نسبت کرتے تھے، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ عموماً لوگ جب کسی سے عجیب و غریب کلام سنتے ہیں جو ان کی عقل میں نہ آئے تو وہ اس قائل کو مجنون سمجھتے ہیں، یہی حال مکہ کے مشرکین کا تھا کیونکہ جب سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کے سامنے اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کی وحدانیت، اپنی رسالت، قرآن کی حقانیت اور قیامت کے وقوع کی خبر دی تو یہ ان کیلئے نہایت تعجب انگیز تھی۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں یہ تعجب کہ ایک انسان رسول کیسے ہو سکتا ہے اور قیامت کے بارے میں یہ کہ گلی سڑی ہڈیاں کیسے دوبارہ زندہ ہو سکتی ہیں اور اسی طرح توحید اور قرآن کے بارے میں ان کے شبہات تھے۔ نیز یہ کلام بطورِ تمسخر بھی تھا اور انجان لوگوں کو حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے دور کرنے کیلئے پروپیگنڈا بھی تھا۔

یاد رہے کہ اللهُ تَعَالَى کے پیارے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی طرف کفار کا جنون کی نسبت کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ پہلے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ بھی اس طرح ہوتا رہا ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے زمانے میں فرعون نے بھی آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو مجنون کہا تھا، ارشادِ باری تَعَالَى ہے

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ
لَمَجْنُونٌ (1)

ترجمہ کنز العرفان: (فرعون نے) کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔

یونہی حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوم نے آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو مجنون کہا تھا، قرآن مجید میں ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا
مَجْنُونٌ وَازْدَجَرَ (2)

انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا کہا اور کہنے لگے: یہ پاگل ہے اور نوح کو چھڑکا گیا۔

بلکہ تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے پہلے جتنے رسول تشریف لائے سب کو ان کی قوموں نے جا دو گریا دیوانہ کہا تھا، چنانچہ ارشادِ باری تَعَالَى ہے

1..... الشعراء: ۲۷. 2..... القمر: ۹.

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ
 تَرْجِمَةً كَتَبْنَا الْعِزْفَانِ: يُونُحِي جَب ان سے پہلے لوگوں کے پاس
 الْاَقَالُو اسَاجِرًا اَوْ مَجْمُونًا (۱)
 کوئی رسول تشریف لایا تو وہ یہی بولے کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ۔

﴿لَوْ مَا تَأْتِيْنَا بِالْبَلِيَّةِ﴾: ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے؟ ﴿كفَارِكَمْ﴾ نے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 سے کہا ”اگر آپ اپنی اس بات میں سچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف مبعوث فرمایا اور آپ صَلَّی
 اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کتاب نازل فرمائی ہے تو پھر آپ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے تاکہ وہ آپ کے دعوے
 کی سچائی پر گواہی دیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے تو آپ کی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے فرشتہ بھی بھیج سکتا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس شبہ کا جو جواب دیا وہ اگلی آیت میں مذکور ہے۔

مَا نُنزِّلُ الْبَلِيَّةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا اِذْ اُمْنَطَرِينَ ﴿۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم فرشتے پر کیا نہیں اتارتے اور وہ اتریں تو انہیں مہلت نہ ملے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم فرشتوں کو حق فیصلے کے ساتھ ہی اتارتے ہیں اور جب وہ اترتے ہیں تو لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

﴿مَا نُنزِّلُ الْبَلِيَّةَ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾: ہم فرشتوں کو حق فیصلے کے ساتھ ہی اتارتے ہیں۔ ﴿اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ
 تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے معاملے میں قانون یہ ہے کہ وہ فرشتوں کو ان لوگوں پر ظاہر فرماتا ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام
 پہنچانا ہو یا جن پر عذاب نازل کرنا مقصود ہو، اگر ان مشرکین کے مطالبے کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کی طرف حضور اقدس
 صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نشانی کے طور پر فرشتہ بھیج دیتا اور اس کے بعد بھی وہ اپنے کفر پر قائم رہتے تو پھر انہیں
 مہلت ملتی، نہ ان سے عذاب مؤخر کیا جاتا بلکہ سابقہ قوموں کی طرح یہ بھی اسی وقت عذاب میں گرفتار کر دیئے جاتے لیکن
 چونکہ یہ امت قیامت تک باقی رہے گی، اسی میں بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کی وحدانیت کا
 اقرار کرنے والے ہوں گے اس لئے کفار کا یہ مطالبہ منظور نہ کیا گیا۔ (۲)

۱..... الذاریات: ۵۲۔

۲..... صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۸، ۱۰۳۶/۳، ۱، تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: ۸، ۴۹۳/۷، ملنقطاً۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ ﴿اس آیت میں کفار کے اس قول ”اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے“ کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، بے شک ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے اور ہم خود تحریف، تبدیلی، زیادتی اور کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔“

قرآن مجید کی حفاظت

یاد رہے کہ تمام جن و انس اور ساری مخلوق میں یہ طاقت نہیں ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک حرف کی کمی بیشی یا تغیر اور تبدیلی کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے، دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ قرآن کریم کی یہ حفاظت کئی طرح سے ہے

(1)..... قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے۔

(2)..... اس کو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔

(3)..... ساری مخلوق کو اسے معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار شدید عداوت کے باوجود اس مقدس کتاب کو معدوم

کرنے سے عاجز ہیں۔^(۱)

تاریخ شاہد ہے کہ اگر کسی نے قرآن کے نور کو بھانے، اس میں کمی زیادتی، تحریف اور تبدیلی کرنے یا اس کے حروف میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کی بھی تو وہ کامیاب نہ سکا۔ قَرَامِطَةُ کے مُلْحَد اور گمراہ لوگ سینکڑوں سال تک اپنے تمام تر مکر، دھوکے اور قوتیں صرف کرنے کے باوجود قرآن کے نور کو تھوڑا سا بھی بھانے پر قادر نہ ہو سکے، اس کے کلام میں ذرا سی بھی تبدیلی کر سکے نہ ہی اس کے حروف میں سے کسی ایک حرف کے بارے میں مسلمانوں کو شک و شبہ میں

①..... حازن، الحجر، تحت الآية: ۹، ۹۵/۳، تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآية: ۹، ۱۲۳/۷، ملنقطاً.

ڈال سکے۔ اسی طرح قرآن مجید کے زمانہ نزول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں اہل بیان، علم لسان کے ماہرین، ائمہ بلاغت، کلام کے شہسوار اور کامل اساتذہ موجود رہے، یونہی ہر زمانے میں بکثرت ملحدین اور دین و شریعت کے دشمن ہر وقت قرآن عظیم کی مخالفت پر تیار رہے مگر ان میں سے کوئی بھی اس مقدس کلام پر اثر انداز نہ ہو سکا اور کوئی ایک بھی قرآن حکیم جیسا کلام نہ لاسکا اور نہ ہی وہ کسی آیت قرآنی پر صحیح اعتراض کر سکا۔

یہاں قرآن مجید کی حفاظت سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت یحییٰ بن اکثم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”مامون رشید کی مجلس میں ایک یہودی آیا اور اس نے بڑی نفیس، عمدہ اور ادیبانہ گفتگو کی۔ مامون رشید نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے انکار کر دیا۔ جب ایک سال بعد دوبارہ آیا تو وہ مسلمان ہو چکا تھا اور اس نے فقہ کے موضوع پر بہت شاندار کلام کیا۔ مامون رشید نے اس سے پوچھا ”تمہارے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا ہوا؟“ اس نے جواب دیا ”جب پچھلے سال میں تمہاری مجلس سے اٹھ کر گیا تو میں نے ان مذاہب کا امتحان لینے کا ارادہ کر لیا، چنانچہ میں نے تورات کے تین نسخے لکھے اور ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی، اس کے بعد میں یہودیوں کے معبود میں گیا تو انہوں نے مجھ سے وہ تینوں نسخے خرید لئے۔ پھر میں نے انجیل کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی۔ جب میں یہ نسخے لے کر عیسائیوں کے گرجے میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے خرید لئے۔ پھر میں نے قرآن پاک کے تین نسخے لکھے اور اس کی عبارت میں بھی کمی بیشی کر دی۔ جب میں قرآن پاک کے وہ نسخے لے کر اسلامی کتب خانے میں گیا تو انہوں نے پہلے ان نسخوں کا بغور مطالعہ کیا اور جب وہ میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ دینے اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ اس سے میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے میں نے اسلام قبول کر لیا۔“ (1)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيْعِ الْأَوْلِيْنَ ۝۱۰ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ
رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۱ كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ
الْبُجْرَمِيِّنَ ۝۱۲ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوْلِيْنَ ۝۱۳

1.....قرطبی، الحجر، تحت الآیة: ۹، ۶/۵، الجزء العاشر، ملخصاً.

ترجبة کنزالایمان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے۔ اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں کے دلوں میں راہ دیتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی راہ پڑ چکی ہے۔

ترجبة کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے گزشتہ امتوں میں رسول بھیجے۔ اور ان کے پاس جو بھی رسول آتا وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ پہلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے۔

﴿وَلَقَدْ آسَأْنَا مِنْ قَبْلِكَ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے﴾۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے جاہلانہ باتیں کیں اور بے ادبی کرتے ہوئے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”آپ سے پہلے سابقہ امتوں میں ہم نے رسول بھیجے اور ان لوگوں کے پاس جو بھی رسول آتا وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ کفار کی اپنے انبیاء اور رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ یہ روش سابقہ زمانوں سے چلی آرہی ہے، لہذا اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ بھی دیگر انبیاء و مرسلین عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی طرح اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر فرمائیں۔^(۱) ﴿كُلِّ لِكَ: ایسے ہی۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جس طرح ہم نے سابقہ امتوں کے دلوں میں کفر، تکذیب اور استہزاء داخل کر دیا تھا ایسے ہی مکہ کے مشرکین کے دلوں میں بھی داخل کر دیا ہے۔^(۲)

﴿لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ: وہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔﴾ یعنی وہ تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یا قرآن پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ پہلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے کہ وہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تکذیب کر کے عذاب الہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں، یہی حال ان کفار مکہ کا ہے تو انہیں عذاب الہی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔^(۳)

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۱۰، ۹۶/۳۔

②.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۱۲، ۹۶/۳۔

③.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۱۳، ۹۶/۳، جلالین، الحجر، تحت الآية: ۱۳، ص ۲۱۱، ملئقطاً۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْزُجُونَ ﴿۱۳﴾ لَقَالُوا
إِنَّمَا سَكِرَاتُ أَبْصَارِنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ دن کو اس میں چڑھتے۔ جب بھی یہی کہتے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے تاکہ دن کے وقت اس میں چڑھ جاتے۔ جب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری نگاہوں کو بند کر دیا گیا ہے بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کیا ہوا ہے۔

﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبَابًا مِّنَ السَّمَاءِ﴾ اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لئے آسمان میں دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں اس میں چڑھنا میسر ہو اور دن میں اس سے گزریں اور آنکھوں سے دیکھیں جب بھی نہ مانیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کی گئی اور ہم پر جادو ہوا تو جب خود اپنے معاندانہ سے انہیں یقین حاصل نہ ہوا تو ملائکہ کے آنے اور گواہی دینے سے جس کو یہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا فائدہ ہوگا۔ (۱)

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَرَآيَهُمُ اللَّظْمِينَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے آسمان میں بہت سے برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔

﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا﴾ اور بیشک ہم نے آسمان میں بہت سے برج بنائے۔ ﴿یہ برج سات سیاروں

۱..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ۱۴، ص ۵۷۹، ملخصاً.

کی منزلیں ہیں اور ان برجوں کی تعداد بارہ ہے۔ (1) حمل۔ (2) ثور۔ (3) جوزاء۔ (4) سرطان۔ (5) اسد۔ (6) سنبلہ۔ (7) میزان۔ (8) عقرب۔ (9) قوس۔ (10) جدی۔ (11) دلو۔ (12) حوت۔ مریخ کے برج حمل اور عقرب ہیں، زہرہ کے ثور اور میزان، عطارد کے جوزاء اور سنبلہ، چاند کا سرطان، سورج کا اسد، مشتری کے قوس اور حوت اور زحل کے جدی اور دلو ہیں۔ (1)

﴿وَزَيِّتَهَا لِلنَّظِيرِينَ﴾: اور اسے دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔ یعنی ہم نے آسمان کو سورج، چاند اور ستاروں سے آراستہ کیا تاکہ غور و فکر کرنے والے اس سے اللہ تعالیٰ کے واحد اور خالق ہونے پر استدلال کریں اور جان لیں کہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور اسے شکل و صورت عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (2)

وَحَفِظَهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنْ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ

شَهَابٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾

توجہ کنذا ایمان: اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ۔

توجہ کنذا العوفان: اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ البتہ جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ پڑ جاتا ہے۔

﴿وَحَفِظَهَا﴾: اور اسے ہم نے محفوظ رکھا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کو ہر مردود اور لعین شیطان سے محفوظ رکھا ہے لیکن جو شیطان آسمانوں میں ہونے والی گفتگو چوری کر کے ایک دوسرے کو بتاتے ہیں تو ان کے پیچھے ایک روشن شعلہ پڑ جاتا ہے۔ (3)

1..... جلالین، الحجر، تحت الآية: ۱۶، ص ۲۱۲۔

2..... خازن، الحجر، تحت الآية: ۱۶، ۹۷/۳۔

3..... تفسیر طبری، الحجر، تحت الآية: ۱۷-۱۸، ۴۹۹/۷۔

آسمان میں داخل ہونے سے شیطانوں کو روک دیا گیا

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ ”نحیاطین آسمانوں میں داخل ہوتے تھے اور وہاں کی خبریں کانہوں کے پاس لاتے تھے، جب حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام پیدا ہوئے تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور جب سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ان میں سے جب کوئی باتیں چوری کرنے کے ارادے سے اوپر چڑھتا تو اسے شہاب کے ذریعے مارا جاتا۔ شیطانوں نے یہ صورت حال ابلیس کے سامنے بیان کی تو اس نے کہا: ضرور کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ پھر ابلیس نے شیطانوں کو معلومات کرنے کے لئے بھیجا تو ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بول اٹھے ”خدا کی قسم یہی وہ نئی بات ہے۔“ (۱)

﴿فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُّبِينٌ﴾: تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ پڑ جاتا ہے۔ ﴿شہاب اس ستارے کو کہتے ہیں جو شعلے کی طرح روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں۔﴾ (۲)

شیطانوں کو شہاب ثاقب لگنے سے متعلق دو احادیث

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ آسمانی فرشتوں کو کوئی حکم دیتا ہے تو وہ عاجزی کی وجہ سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے زنجیر کو صاف پتھر پر مارا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس حکم کو نافذ فرمادیتا ہے۔ جب ان کے دلوں سے کچھ خوف دور ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے جو فرمایا وہ حق فرمایا اور وہی بلند و برتر ہے۔ پھر بات چرانے والے شیطان چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں اور چوری چھپے سننے کے لئے شیطان یوں اوپر نیچے رہتے ہیں، چنانچہ سفیان نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر اوپر نیچے کر کے دکھایا۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ سننے والے شیطان کو چنگاری جاگتی ہے اور وہ جل جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ یہ بات اپنے ساتھ والے کو بتائے اور بعض اوقات چنگاری لگنے سے پہلے وہ اپنے نزدیک والے شیطان کو جو اس کے نیچے ہوتا ہے، بتا چکا ہوتا ہے اور اس طرح

①..... حازن، الحجر، تحت الآية: ۱۷، ۹۷/۳.

②..... حازن، الحجر، تحت الآية: ۱۸، ۹۷/۳، ملخصاً.

وہ بات زمین تک پہنچادی جاتی ہے، پھر وہ جادوگر کے منہ میں ڈالی جاتی ہے، پھر وہ جادوگر ایک کے ساتھ سوجھوٹ اپنی طرف سے ملاتا ہے، اس پر لوگ اس کی تصدیق کر کے کہنے لگتے ہیں کہ کیا اس نے فلاں روز ہمیں نہیں بتایا تھا کہ فلاں بات یوں ہوگی چنانچہ ہم نے اس کی بات کو درست پایا حالانکہ یہ وہی بات تھی جو آسمان سے چوری چھپے سنی گئی تھی۔^(۱)

(2)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں مجھے ایک انصاری صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بتایا کہ ہم ایک رات رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک تارا ٹوٹا، اور روشنی پھیل گئی تو ہم سے تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں جب اس جیسا تارا ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟ ہم نے عرض کی ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خوب جانتے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہو یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے۔ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”یہ تارے نہ تو کسی کی موت کے لیے مارے جاتے ہیں نہ کسی کی زندگی کیلئے لیکن ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ کہ اس کا نام مبارک اور بلند ہے، جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش اٹھانے والے تسبیح کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں سے جو ان کے قریب ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حتیٰ کہ تسبیح کا یہ سلسلہ اس دنیا کے آسمان والے فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے، پھر عرش اٹھانے والے فرشتوں کے قریب والے ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں خبر دیتے ہیں۔ پھر بعض آسمان والے بعض سے خبریں پوچھتے ہیں حتیٰ کہ اس آسمان دنیا تک خبر پہنچ جاتی ہے تو جنات ان سنی ہوئی باتوں کو اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں تک پہنچا دیتے ہیں، (ان میں سے بعض) مار دیئے جاتے ہیں۔ پھر کاہن جو کچھ اس کے مطابق کہتے ہیں وہ تو کچھ درست ہوتا ہے لیکن وہ تو اس میں جھوٹ ملا دیتے ہیں اور بڑھادیتے ہیں۔⁽²⁾

وَالْأَرْضُ مَدَدُ نَهَا وَالْقِيَامُ فِيهَا رَاسِي وَأَنْبَسْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَمْرُؤُونَ ﴿١٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے زمین کو پھیلائی اور اس میں لنگر ڈالے اور اس میں ہر چیز اندازے سے اگائی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے زمین کو پھیلا یا اور ہم نے اس میں لنگر ڈال دیئے اور اس میں ہر چیز ایک معین اندازے

①..... بخاری، کتاب التفسیر، سورة الحجر، باب الآ من استرق السمع فاتبعه شهاب مبین، ۳/۲۵۴، الحدیث: ۴۷۰۱۔

②..... مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان، ص ۱۲۴، الحدیث: ۲۲۲۹۔

سے اگائی۔

﴿وَإِلَّا تَرْضَ مَدَّ ذُنُهَا﴾ اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بیان میں آسمانی دلائل دیئے گئے اور اب یہاں سے زمینی دلائل دیئے جا رہے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور ہم نے اس میں مضبوط پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے تاکہ وہ زمین والوں کے ساتھ حرکت نہ کرے۔^(۱)

زمین میں مضبوط لنگر ڈالنے سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ مَرَاوِئَ أَنْ تَيْبَسَ بِهِمْ
وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: اور زمین میں ہم نے مضبوط لنگر ڈال دیئے تاکہ لوگوں کو لے کر حرکت نہ کرتی رہے اور ہم نے اس میں کشادہ

راستے بنائے تاکہ وہ راستہ پالیں۔

اور اسی آیت کے تحت علامہ اسماعیل حقی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ لکھتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی کی سطح پر پھیلا دیا تو یہ اپنے اوپر موجود چیزوں کے ساتھ ایک طرف ایسے جھک گئی جیسے کشتی جھکتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مضبوط پہاڑوں کے ذریعے اس طرح ٹھہرا دیا جیسے کشتی کو لنگر ڈال کر ٹھہرایا جاتا ہے۔“^(۳)

﴿وَأَلْبَسْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ﴾ اور اس میں ہر چیز ایک معین اندازے سے اگائی۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (زمین میں) ہر چیز لوگوں کی ضروریات کے مطابق اندازے سے پیدا فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ مقدار جانتا ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہو اور وہ اس سے نفع حاصل کر سکتے ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ نے زمین میں اسی مقدار کے مطابق نباتات پیدا فرمائیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ لفظ ”مَوْزُونٍ“ حسن اور متناسب سے کنایہ ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے زمین میں ہر چیز مناسب اگائی، عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص اسے بہترین اور مصلحت کے مطابق سمجھتا ہے۔ آیت میں مذکور لفظ ”مَوْزُونٍ“ کی اس کے علاوہ اور تفاسیر بھی ہیں۔^(۴)

①.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۱۹، ۱۳۰/۷، جلالین، الحجر، تحت الآیة: ۱۹، ص ۲۱۲، ملئقطاً.

②.....انبیاء: ۳۱.

③.....روح البیان، الانبیاء، تحت الآیة: ۳۱، ۴۷۲/۵.

④.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۱۹، ۱۳۱/۷-۱۳۲، ملخصاً.

وَجَعَلْنَاكُمْ فِيهَا مَعَالِيشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرِزْقِينَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے لیے اس میں روزیاں کر دیں اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے لیے اس میں زندگی گزارنے کے سامان بنائے اور وہ جاندار بنائے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ فِيهَا مَعَالِيشَ﴾ اور تمہارے لیے اس میں زندگی گزارنے کے سامان بنائے۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے تمہارے لئے زمین میں زندگی گزارنے کے سامان بنائے اور تمہارے لئے وہ جاندار پیدا کئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے بلکہ اللہ عزوجل رزق دیتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے تمہارے لئے اور ان جانداروں کے لئے زمین میں زندگی گزارنے کے سامان بنائے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔ یہ دو مفہوموں پر فرق اصل میں عربی گرامر کے اعتبار سے ہے۔ آیت میں ”زندگی گزارنے کے سامان“ سے کھانے، پینے اور پہننے کی وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی دنیوی زندگی پوری ہونے تک انسان کو ضرورت ہے۔ اور ”جنہیں تم رزق نہیں دیتے“ میں اہل و عیال، لونڈی غلام، خدمت گار، چوپائے اور حشرات الارض داخل ہیں، ان کے بارے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ انہیں رزق دیتے ہیں، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں اور انہیں سب کو رزق دیتا ہے۔^(۱)

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنزِّلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اسے ایک معلوم اندازے سے ہی اتارتے ہیں۔

۱..... مدارك الحجر، تحت الآية: ۲۰، ص ۵۸۰، حازن، الحجر، تحت الآية: ۲۰، ۹۹/۳، ملتقطاً.

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خِزْيَةٌ: اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔﴾ اس آیت میں شے سے مراد ہر وہ چیز ہے جو ممکن ہو اور خزانے سے مراد قدرت اور اختیار ہے۔ آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام ممکنات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل اور اس کی ملک میں ہیں، وہ انہیں جیسے چاہے عدم سے وجود میں لے آئے اور ممکنات میں سے جس چیز کو اللہ تعالیٰ وجود عطا فرماتا ہے اسے اپنی حکمت اور مشیت کے تقاضے کے مطابق مُعَيَّن مقدار کے ساتھ وجود عطا فرماتا ہے۔^(۱)

وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿۳۳﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں۔ اور بیشک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے ہوائیں بھیجیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم اس کے خزانچی نہیں ہو۔ اور بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

﴿وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ: اور ہم نے ہوائیں بھیجیں۔﴾ آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ بادلوں میں پانی پیدا کرنے اور ان سے بارش نازل کر کے تمہیں سیراب کرنے پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، اس کے سوا اور کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندوں کے عاجز ہونے پر عظیم دلیل ہے۔^(۲)

﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ: اور بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں۔﴾ یعنی مخلوق کو زندگی اور موت عطا کرنا صرف ہمارے ہی دستِ قدرت میں ہیں اور تمام مخلوق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مُلک کی ملکیت کا دعویٰ کرنے والوں کی ملکیت ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک یعنی اللہ عزَّوَجَلَّ باقی رہے گا۔^(۳)

①..... ابو سعود، الحجر، تحت الآية: ۲۱، ۲۲۰/۳، تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآية: ۲۱، ۱۳۴/۷، ملقطاً.

②..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ۲۲، ص ۵۸۰، ملخصاً.

③..... خازن، الحجر، تحت الآية: ۲۳، ۱۰۰/۳.

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿٢٣﴾

توجہ کنزالایمان: اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے۔

توجہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تم میں سے پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔

﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا: اور بیشک ہم جانتے ہیں۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں الْمُسْتَقْدِمِينَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور الْمُسْتَأْخِرِينَ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں ابھی پیدا نہیں فرمایا۔ امام مجاہد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ الْمُسْتَقْدِمِينَ سے مراد سابقہ امتیں ہیں اور الْمُسْتَأْخِرِينَ سے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت مراد ہے۔ حسن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں الْمُسْتَقْدِمِينَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنے والے ہیں اور الْمُسْتَأْخِرِينَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان کاموں میں (سستی کی وجہ سے) پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے ایک روایت یہ ہے کہ الْمُسْتَقْدِمِينَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو صفِ اول میں نماز کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنے والے ہیں اور الْمُسْتَأْخِرِينَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو عذر کی وجہ سے پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ شان نزول: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کی صفِ اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ صفِ اول حاصل کرنے کی بہت کوشش کرنے لگے اور ان کا ازدحام ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد شریف سے دور تھے وہ اپنے مکان پہنچ کر مسجد کے قریب مکان خریدنے پر آمادہ ہو گئے تاکہ صفِ اول میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جانتا ہے اور جو عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور ان کی نیتوں سے بھی خبر دار ہے اور اس پر کچھ مخفی نہیں۔ (1)

1.....حازن، الحجر، تحت الآية: ٢٤، ١٠٠/٣، ملخصاً.

پہلی صف میں نماز پڑھنے کے فضائل

اس آیت کے شان نزول سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اللّٰهُ تَعَالَى کی عبادت کا اتنا جذبہ اور شوق رکھتے تھے کہ پہلی صف کی فضیلت حاصل کرنے کی خاطر اپنے مکانات تک بیچنے پر آمادہ ہو گئے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کی پہلی صف کی بہت فضیلت ہے۔ ترغیب کے لئے ہم یہاں پہلی صف میں نماز پڑھنے کے فضائل پر مشتمل 4 احادیث ذکر کرتے ہیں۔

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں بیٹھنے کا کتنا اجر ہے اور انہیں قرعہ اندازی کرنے کے سوا ان کاموں کا موقع نہ ملے تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔“⁽¹⁾

(2)..... حضرت اُبی بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سہقت کرتے۔“⁽²⁾

(3)..... حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: اور دوسری صف پر۔ ارشاد فرمایا: ”اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: اور دوسری پر۔ ارشاد فرمایا: ”اور دوسری پر (بھی)۔“⁽³⁾

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ہمیشہ صفِ اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللّٰهُ تَعَالَى انہیں (اپنی رحمت سے) مؤخر کر کے نار میں ڈال دے گا۔“⁽⁴⁾

اللّٰهُ تَعَالَى ہمیں پہلی صف میں پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... بخاری، کتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، ۲/۲۰۸، الحدیث: ۲۶۸۹.

②..... ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، ۱/۲۳۰، الحدیث: ۵۵۴.

③..... مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث ابی امامة الباهلی... الخ، ۸/۲۹۵، الحدیث: ۲۲۳۲۶.

④..... ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب صف النساء وكراهية التأخر عن الصف الاول، ۱/۲۶۹، الحدیث: ۶۷۹.

وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۖ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝۲۵

توجہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بیشک وہی علم و حکمت والا ہے۔

توجہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارا رب ہی تمہیں اٹھائے گا بیشک وہی علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ﴾ اور بیشک تمہارا رب ہی تمہیں اٹھائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب لوگوں پر موت طاری فرمائے گا پھر اولین و آخرین سب لوگوں کو قیامت میں اسی حال پر اٹھائے گا جس پر وہ مرے ہوں گے۔ (1) حدیث پاک میں بھی یہ چیز بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر بندہ اسی حال پر اٹھایا جائے گا جس پر اسے موت آئی ہوگی۔“ (2)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَبَا مَسْنُونٍ ۝۲۶

توجہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آدمی کو بھتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارتھی۔

توجہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے انسان کو خشک بھتی ہوئی مٹی سے بنایا جو ایسے سیاہ گارے کی تھی جس سے بُو آتی تھی۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ﴾ اور بیشک ہم نے انسان بنایا۔ اس آیت میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی کیفیت کا ذکر قرآن پاک کی متعدد آیات میں مختلف سے انداز کیا گیا ہے، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو زمین سے ایک مشت خاک لی، پھر اس مٹی کو پانی سے ترکیا، یہاں تک کہ وہ سیاہ گارا ہوگئی اور اس میں بُو پیدا ہوئی، پھر اس سیاہ رنگ اور بو والی مٹی سے انسان کی صورت بنائی، جب وہ سوکھ کر خشک ہوگئی تو جس وقت ہوا اس میں سے گزرتی تو وہ بھتی اور اس میں آواز

1.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۲۵، ۱۰۰/۳.

2.....مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب الامر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت: ص ۵۳۸، ۱، الحديث: ۸۳ (۲۸۷۸).

پیدا ہوتی۔ جب سورج کی تپش سے وہ پختہ ہوگئی تو اس میں روح پھونکی اور وہ انسان بن گیا۔ (۱)

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السُّوْمِ ۝۲۷

تجربة کنزالایمان: اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے۔

تجربة کنزالعرفان: اور ہم نے اس سے پہلے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔

﴿وَالْجَانَّ﴾ اور جن کو۔ ﴿﴾ حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں اس آیت میں ”الْجَانَّ“ سے ابلیس مراد ہے۔ یہ حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے پہلے پیدا گیا، جب ابلیس کے بعد حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی پیدائش ہوئی تو ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ملنے والے مقام و مرتبہ کی بنا پر ان سے حسد کیا اور کہا میں آگ سے بنا ہوں اور یہ مٹی سے۔ (۲)

نوٹ: یاد رہے کہ ”الْجَانَّ“ سے متعلق مفسرین کے اور بھی اقوال ہیں۔

﴿مِنْ نَّارِ السُّوْمِ﴾ بغیر دھوئیں والی آگ سے۔ ﴿﴾ یعنی ابلیس کو حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے پہلے اس آگ سے پیدا کیا جس میں دھواں نہیں ہوتا۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَبِّ آمَسْتُونِ ۝۲۸

تجربة کنزالایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بھتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے۔

تجربة کنزالعرفان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک آدمی کو بھتی ہوئی مٹی سے پیدا



①.....حازن، الحجر، تحت الآية: ۲۶، ۱۰۰/۳-۱۰۱، ملخصاً.

②.....تفسیر طبری، الحجر، تحت الآية: ۲۶، ۵۱۳/۷.

کرنے والا ہوں جو مٹی بدبودار سیاہ گارے کی ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا اور ان آیات سے اللہ تعالیٰ ان کی پیدائش کا واقعہ بیان فرما رہا ہے۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ ان آیات میں مذکور واقعہ سورہ بقرہ اور سورہ اعراف میں گزر چکا ہے، اس کے علاوہ اور سورتوں میں بھی اس واقعے کا بیان موجود ہے۔

فَاِذَا سُوِۡٓٔيۡتُهُ وَنَفَخْتُ فِيۡهِ مِنْ سُّوۡجِيۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۱۹﴾

توحمة کنز الایمان: توجب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک لوں تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا۔

توحمة کنز العرفان: توجب میں اسے ٹھیک کر لوں اور میں اپنی طرف کی خاص معزز روح اس میں پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر جانا۔

﴿وَ نَفَخْتُ فِيۡهِ مِنْ سُّوۡجِيۡ: اور میں اپنی طرف کی خاص معزز روح اس میں پھونک دوں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو اپنی طرف ان کی عزت و تکریم کے طور پر منسوب فرمایا، جیسے کہا جاتا ہے: بیث اللہ، ناقۃ اللہ، عبد اللہ۔^(۲)

نوٹ: روح سے متعلق کلام سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 85 میں مذکور ہے۔

﴿فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ: تو اس کے لیے سجدے میں گر جانا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کریں۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا عبادت کا سجدہ نہیں تھا۔^(۳)

①.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۱۳۹/۷، ۲۸.

②.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۱۰۱/۳، ۲۹.

③.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۱۰۱/۳، ۲۹.

سجده تعظیمی کو جائز ثابت کرنے والوں کا رد

یاد رہے کہ یہ آیت اور اس سے اگلی آیت اس امت کے لوگوں کے لئے سجده تعظیمی کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، چنانچہ جو لوگ سجده تعظیمی کو حضرت آدم اور حضرت یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا حکم بتا کر اس کا جائز ہونا ثابت کرتے ہیں، ان کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فَرَمَاتے ہیں ”سرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے، اور ہرگز نہ دے سکے گا، آدم علیہ السلام کی آفرینش سے پہلے رب عزوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا:

فَاِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ سُوْحِيْ فَسَجُّوْا
لَهٗ سَجْدًا ۙ

”جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اس وقت تم اس کے لیے سجده میں گرنا۔“

تو اس وقت نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اتری۔ ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں، جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت مِنْ قَبْلِنَا نہیں۔ قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجده تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے، ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے، یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے۔ اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت مِنْ قَبْلِنَا ہونا کب ثابت، بجزہ تعالیٰ شبہ کا اصل معنی ہی ساقط۔⁽¹⁾

نیز مفتی احمد یار خان دُحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فَرَمَاتے ہیں ”فرشتوں کا یہ سجده آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی، نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے، نیز صرف ایک بار ہی فرشتوں نے یہ سجده کیا ہر دفعہ سجده نہ ہوا، لہذا اس آیت سے سجده تعظیمی کے جواز پر دلیل پکڑنا جائز نہیں۔“⁽²⁾

نوٹ: سجده تعظیمی کی حرمت سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُحْمَةُ

①..... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۵۲۰۔

②..... نور العرفان، الحجرت تحت الآیۃ: ۲۹، ص ۳۱۹-۳۲۰۔

اللہ تعالیٰ علیہ کا فتاویٰ رضویہ کی 22 ویں جلد میں موجود تحقیقی رسالہ ”الزُّبْدَةُ الزَّكِيَّةُ فِي تَحْرِيمِ سُجُودِ التَّحِيَّةِ“ (غیر اللہ کیلئے سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کا بیان) کا مطالعہ فرمائیں، اس رسالے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے قرآن کریم کی آیات، 40 احادیث، بیسیوں فقہی نصوص اور علماء و اولیاء کے اجماع سے سجدہ تعظیمی حرام ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٣٠﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ طُ أَيَّ أَنْ يَكُونَ
مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣١﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے۔ سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا۔

ترجمہ کنز العرفان: تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گر گئے۔ سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا۔

﴿فَسَجَدَ﴾: تو سجدے میں گر گئے۔ ﴿عَنِ﴾: یعنی جب حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تخلیق مکمل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان میں روح ڈال دی تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب ایک ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (1)

فرشتوں نے کسے سجدہ کیا؟

فرشتوں کے اس سجدے سے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے اعزاز کے لئے منہ ان کی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے (کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جاتا ہے اور منہ کعبہ شریف کی طرف ہوتا ہے) اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سجدہ تعظیم و تکریم کے طور پر حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ہی تھا۔ (2)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس سے متعلق بڑی پیاری بات ارشاد فرمائی ہے کہ ”یہ سجدہ درحقیقت اس نور کی تعظیم کے لئے تھا جو حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی مبارک پیشانی میں چمک رہا تھا اور وہ سید المرسلین صَلَّى

①.....ابوسعود، الحجر، تحت الآية: ۳۰، ۳/۲۲۴.

②.....رد المحتار، کتاب الحظر والاباحہ، باب الاستبراء وغیرہ، ۹/۶۳۲.

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانُورًا تَهَا۔ (1)

﴿إِلَّا ابْلِيسَ﴾: سوائے ابلیس کے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو فرشتے سجدے میں گر گئے لیکن ابلیس نے ان سجدہ کرنے والے فرشتوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا اور حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ نہ کیا۔ (2)

قَالَ يَا بَلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُنْ
لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَامٍ مُسْتُونٍ ﴿٣٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔ بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بھتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ اس نے کہا: میرے لائق نہیں کہ میں کسی انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے بھتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

﴿قَالَ﴾: ابلیس نے کہا۔ ﴿اس کلام سے﴾ ابلیس کی مراد یہ تھی کہ وہ حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے افضل ہے، کیونکہ حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی اصل مٹی ہے اور ابلیس کی اصل آگ ہے اور (اس کے خیال میں) آگ چونکہ مٹی سے افضل ہے اس لئے ابلیس نے اپنے گمان میں خود کو حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے افضل سمجھا لیکن وہ غیبی بات بھول گیا تھا کہ افضل تو وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ فضیلت عطا کرے۔ (3)

شیطان کے تین گناہ اور ان کا انجام

حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ نہ کرنے اور اس کی وجہ بیان کرنے میں شیطان نے تین گناہوں کا ارتکاب کیا۔ (1) اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔ (2) بارگاہِ الہی کی مقرب ہستیوں کی جماعت سے جداستہ اختیار کیا۔ (3)

①.....روح البیان، الحجر، تحت الآیة: ۳۰، ۴/۴۶۲۔

②.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۳۱، ۳/۱۰۱-۱۰۲، ملخصاً۔

③.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۳۳، ۳/۱۰۲۔

حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے خود کو افضل بتا کر تکبر کیا۔ ان تین گناہوں کا انجام یہ ہوا کہ ابلیس کی ہزاروں برس کی عبادت و ریاضت برباد ہوگئی، فرشتوں کا استاد ہونے کی عظمت چھن گئی، اسے بارگاہِ الہی سے مردود و رسوا کر کے نکال دیا گیا، قیامت تک کے لئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کی سزا دے دی گئی۔ شیطان کے گناہوں اور اس کے عبرت ناک انجام کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ عمومی طور پر تمام گناہوں اور خاص طور پر ان تین گناہوں سے بچے اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ کا حال سنئے، چنانچہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ کو دیکھا کہ (ابلیس کے انجام سے عبرت گیر ہو کر) کعبہ مشرفہ کے پردہ سے لپٹ کر نہایت گریہ و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے ہیں، ”إِلَهِي لَا تُغَيِّرْ إِسْمِي وَلَا تُبَدِّلْ جِسْمِي۔ یعنی اے میرے اللہ! کہیں میرا نام نیکیوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہل عطا کے ذمہ سے نکال کر اہل عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرما دینا۔^(۱) جب گناہوں سے معصوم اور بارگاہِ الہی کے مقرب ترین فرشتے کے خوف کا یہ حال ہے تو گناہوں میں لتھڑے ہوئے مسلمان کو تو کہیں زیادہ ڈرنا اور اپنے انجام کے بارے میں فکرمند ہونا چاہئے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ ۙ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ
الرَّيْنِ ۙ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۙ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ
الْمُنْظَرِينَ ۙ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۙ

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں۔ فرمایا تو ان میں ہے جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے فرمایا: تو جنت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے۔ اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ اس

۱.....منہاج العابدین، العقبة الخامسة، اصول سلوك طريق الخوف والرجاء، الاصل الثاني، ص ۱۶۰.

نے کہا: اے میرے رب! تو مجھے اس دن تک مہلت دیدے جب لوگ اٹھائے جائیں۔ اللہ نے فرمایا: بس بیشک تو ان میں سے ہے جن کو معین وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ: اور بیشک تجھ پر لعنت ہے۔﴾ یعنی قیامت تک آسمان و زمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ ہیشتگی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی۔^(۱) ﴿قَالَ: اس نے کہا۔﴾ اپنے مردود اور لعنتی ہونے کے بارے میں سن کر شیطان نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے۔ قیامت کے دن تک مہلت مانگنے سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے کیونکہ قیامت کے بعد کوئی نہ مرے گا اور قیامت تک کی اُس نے مہلت مانگ ہی لی لیکن اس کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا کہ اس سے فرمایا: بیشک تو ان میں سے ہے جن کو اس معین وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے جس میں تمام مخلوق مر جائے گی اور وہ وقت پہلے نَفْحے کا ہے تو شیطان کے مردہ رہنے کی مدت پہلے نَفْحے سے دوسرے نَفْحے تک چالیس برس ہے اور اس کو اس قدر مہلت دینا اس کے اکرام کے لئے نہیں بلکہ اس کی بلا، شقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لئے ہے۔^(۲)

قَالَ رَبِّ يَا آخُوَيْتَنِي لَا زِيَادَ لِي فِي الْأَرْضِ وَلَا غُيُوبَهُمْ أَجْمَعِينَ ۱۹

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۲۰

ترجمہ کنز الایمان: بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلا دے دوں گا اور ضرور میں ان سب کو بے راہ کر دوں گا۔ مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اس نے کہا: اے رب میرے! مجھے اس بات کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور زمین میں لوگوں کیلئے (نافرمانی) خوشنما بنا دوں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے اُن کے جو ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۳۵، ۱۰۲/۳.

②.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۳۶-۳۷، ۱۰۲/۳، ملخصاً.

﴿قَالَ: ابليس نے کہا۔﴾ جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ وہ کفر کی حالت میں مرے گا اور اس کی کبھی بخشش نہ ہوگی تو اس نے مخلوق کو کفر میں مبتلا کر کے گمراہ کر دینے کی حرص کی اور کہا ”اے میرے رب! مجھے اس بات کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور زمین میں حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی اولاد کیلئے دنیا کی محبت اور تیری نافرمانی کو خوشنما بنا دوں گا اور میں ضرور ان سب کے دلوں میں دوسوہ ڈال کر گمراہ کر دوں گا، البتہ تیرے برگزیدہ بندوں پر میرا دوسوہ اور مگر نہ چلے گا۔“ (1)

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۳۱﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ
إِلَّا مَن اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۳۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے فرمایا: یہ میری طرف آنے والا سیدھا راستہ ہے۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوائے ان گمراہوں کے جو تیرے پیچھے چلیں۔ اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔

﴿قَالَ: اللہ نے فرمایا۔﴾ مفسرین نے اس آیت کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ”یہ راستہ اپنے اوپر چلنے والے کو سیدھا چلاتا ہے یہاں تک کہ اس پر چل کر وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ دلائل کے ساتھ لوگوں کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنا ہمارے ذمے ہے۔“ (2)

امام فخر الدین رازی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اخلاص مجھ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔“ (3)

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۳۹-۴۰، ۱۰۲/۳، صاوی، الحجر، تحت الآية: ۳۹-۴۰، ۱۰۴۳/۳، ملتقطاً.

②.....قرطبی، الحجر، تحت الآية: ۴۱، ۲۱/۵، الجزء العاشر.

③.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآية: ۴۱، ۱۴۵/۷.

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس آیت کا یہ معنی بیان فرمایا کہ، چنے ہوئے بندوں کا ابلیس کے بہکاوے سے بچ جانا وہ راستہ ہے جو سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔^(۱)

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ ﴿ابلیس نے جو یہ کہا کہ ”میں ضرور زمین میں ان (یعنی حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی اولاد) کیلئے (دنیا کی محبت اور تیری نافرمانی کو) خوشنما بنا دوں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا سوائے اُن کے جو ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے ہیں“ اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ ابلیس انہیں جبری طور پر یاز بردستی اپنا پیروکار بنا لے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ لوگ خود اپنے اختیار سے اس کی پیروی کریں گے۔ اسی وجہ سے دوسری آیت میں وضاحت ہے کہ قیامت کے دن ابلیس کہے گا۔

﴿وَمَا كَانَ لِي عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي﴾^(۲)
توجہ نہ کنز العرفان: اور مجھے تم پر کوئی زبردستی نہیں تھی مگر یہی کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میری مان لی۔

﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ﴾ اور بیشک جہنم۔ ﴿یعنی بے شک جہنم ابلیس، اس کی پیروی کرنے والوں اور اس کے گروہوں، سب کے عذاب کے وعدے کی جگہ ہے۔^(۳)

نوٹ: یاد رہے کہ کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو گناہ گار مومن جہنم میں گئے تو وہ عارضی طور پر وہاں رہیں گے۔

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ^(۴)

توجہ نہ کنز الایمان: اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

توجہ نہ کنز العرفان: اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے۔

﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ﴾ اس کے سات دروازے ہیں۔ ﴿جہنم کے سات طبقے ہیں، ان طبقات کو درز کات بھی کہتے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ ہے۔ پہلا طبقہ جہنم، دوسرا طبقہ لَطِي، تیسرا طبقہ حُطَمَه، چوتھا طبقہ سَعِير، پانچواں طبقہ سَفَر، چھٹا طبقہ

①.....روح البیان، الحجر، تحت الآية: ۴۱، ۴/۶۹۔

②.....ابراہیم: ۲۲۔

③.....حازن، الحجر، تحت الآية: ۴۳، ۳/۱۰۳۔

جحیم، ساتواں طبقہ ہاویہ ہے۔ (۱)

﴿لِكُلِّ بَابٍ﴾ ہر دروازے کیلئے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی پیروی کرنے والوں کو سات حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے، ان میں سے ہر ایک کے لئے جہنم کا ایک طبقہ مُعَيَّن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر کے مراتب چونکہ مختلف ہیں اس لئے جہنم میں بھی ان کے مرتبے مختلف ہوں گے۔ (۲)

إِنَّ السُّتْقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ﴿۲۵﴾ أُدْخِلُوَهَا بِسَلَامٍ أَمِينٍ ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ڈروالے باغوں اور چشموں میں ہیں۔ ان میں داخل ہو سلا متی کے ساتھ امان میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (حکم ہوگا) ان میں سلامتی کے ساتھ امن و امان سے داخل ہو جاؤ۔

﴿إِنَّ السُّتْقِينَ﴾ بیشک متقی لوگ۔ ﴿اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کفر و شرک سے باز رہے اور ایمان لائے اگرچہ گناہگار ہوں، گناہگار مومنین کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے وہ چاہے تو انہیں ایک مدت تک عذاب میں مبتلا کر دے، پھر اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے صدقے انہیں معاف فرما دے اور اگر چاہے تو انہیں عذاب ہی نہ دے۔ (۳)

﴿أُدْخِلُوَهَا﴾ ان میں داخل ہو جاؤ۔ ﴿ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان سے کہا جائے گا اور دوسرا قول یہ ہے کہ جب جنتی جنت میں ایک جگہ سے دوسری جنت کی طرف متوجہ ہوں گے تو فرشتوں کی زبانی ان سے کہا جائے گا ”تم سلامتی اور امن و امان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، نہ یہاں سے نکالے جاؤ گے نہ تمہیں یہاں موت آئے گی نہ تم پر کوئی آفت رونما ہوگی، نہ یہاں کوئی خوف اور پریشانی ہوگی۔ (۴)

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۴۴، ۱۰۳/۳.

②.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۴۴، ۱۰۳/۳.

③.....صاوی، الحجر، تحت الآية: ۴۵، ۱۰۴۳/۳.

④.....روح البيان، الحجر، تحت الآية: ۴۶، ۴۷۱/۴، مدارك، الحجر، تحت الآية: ۴۶، ص ۵۸۲، خازن، الحجر، تحت الآية:

۴۶، ۱۰۳/۳، ملقطاً.

وَنَزَعْنَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَبِلِينَ ﴿۴۷﴾

لَا يَسْتَسْمِعُ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِخُرَجِينَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر رو برو بیٹھے۔ نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم ان کے سینوں میں موجود کینے کھینچ لیں گے، وہ آپس میں بھائی بھائی ہوں گے، وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں جنت میں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

﴿وَنَزَعْنَا﴾ اور ہم کھینچ لیں گے۔ یعنی دنیا میں اگر ان ڈرنے والوں میں سے کسی کے دل میں دوسرے کے بارے میں کچھ کینہ ہوگا تو جنت میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے ان کے دلوں سے نکال دے گا اور ان کے نفوس کو بغض، حسد، عناد اور عداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کر دے گا اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور میل جول رکھنے میں اس طرح ہوں گے جیسے سگے بھائی ہوتے ہیں۔

﴿عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَبِلِينَ﴾: وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اس کا ایک تو واضح مفہوم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے جنت میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے اور مجلس کا لطف اٹھائیں گے اور ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب جنتی ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے اور فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنے کا ارادہ کریں گے تو ان میں سے ہر ایک کا تخت اس طرح گھوم جائے گا کہ اس پر سوار جنتی کا چہرہ اپنے ساتھی کے چہرے کے سامنے ہوگا اور اس کی پشت اس طرف ہوگی جدھر تخت اسے لے جا رہا ہوگا۔ اس میں اُنسیت اور تعظیم زیادہ ہے۔^(۱)

نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْعَفْوُ الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾

①.....جمل، الحجر، تحت الآية: ۴۷، ۴۸، ۱۸۶/۴.

توجہ کنز الایمان: خبر دو میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان۔ اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

توجہ کنز العرفان: میرے بندوں کو خبر دو کہ بیشک میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور بیشک میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

﴿يَوْمَ نَبِّئُ عِبَادِيَ﴾: میرے بندوں کو خبر دو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو گناہ کرنے سے ڈرایا گیا اور جو گناہ ہو چکے ان سے توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ میرے بندوں کو بتادیں کہ جب وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں تو میں ہی ان کے گناہوں پر پردہ ڈال کر ان گناہوں کے سبب ہونے والی رسوائی اور عذاب سے انہیں بچاتا ہوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد انہیں عذاب نہ دے کر ان پر رحم فرماتا ہوں اور میرے بندوں کو یہ بھی بتادیں کہ میرا عذاب ان کے لئے ہے جو اپنے گناہوں پر قائم رہیں اور ان سے توبہ نہ کریں۔ میرا عذاب اتنا دردناک ہے کہ اس جیسا دردناک کوئی عذاب ہو ہی نہیں سکتا۔^(۱)

امید اور خوف کے درمیان رہنا چاہئے

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کو امید اور خوف کے درمیان رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت دیکھ کر گناہوں پر بے باک ہوں نہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت دیکھ کر اس کی رحمت سے مایوس ہوں۔ اسی سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُرُورُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا فرمایا تو اس کے سوجھے کئے اور 99 حصے اپنے پاس رکھ کر ایک حصہ مخلوق کے لئے بھیج دیا۔ اگر کافر بھی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن یہ جان جائے کہ اس کے پاس کتنا عذاب ہے تو جہنم سے وہ بھی بے خوف نہ ہو۔^(۲) اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللہِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اگر مومن جان

①.....تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: ۴۹-۵۰، ۵۲۱/۷-۵۲۲.

②.....بخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، ۴/۲۳۹، الحدیث: ۶۴۶۹.

لیتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عذاب ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ رکھتا اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی ناامید نہ ہوتا۔^(۱)

یہاں امید اور خوف کے درمیان رہنے کی ایک بہترین صورت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ”اگر آسمان سے کوئی اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے کہ ”اے لوگو! تم سب کے سب جنت میں داخل ہو جاؤ گے لیکن ایک شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ تو میں اس بات سے ضرور ڈروں گا کہ کہیں وہ شخص میں ہی نہ ہوں، اور اگر اعلان کرنے والا یہ کہے کہ اے لوگو! تم سب جہنم میں جاؤ گے البتہ ایک شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔ تو میں ضرور یہ امید رکھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔“^(۲)

سورہ حجر کی آیت نمبر 49 اور 50 سے حاصل ہونے والی معلومات

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ ان آیات کے تحت چند نکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(1)..... اللہ تعالیٰ نے بندوں کی نسبت اپنی ذات کی طرف کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میرے بندوں کو خبر دو“ اس میں بندوں کی عزت افزائی ہے اور جس نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے تو وہ اس عزت و تعظیم میں داخل ہے۔

(2)..... جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و مغفرت کا ذکر کیا تو اسے بڑی تاکید کے ساتھ بیان کیا اور جب عذاب کا ذکر کیا تو اسے خبر دینے کے انداز میں بیان کیا (نیز اپنی رحمت و مغفرت کا ذکر پہلے اور عذاب کا ذکر بعد میں فرمایا) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اس کے غضب و عذاب پر سبقت رکھتی ہے۔

(3)..... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے بندوں تک میری رحمت و مغفرت اور عذاب کی بات پہنچادیں تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت و مغفرت کا التزام فرمانے میں اپنی ذات پر اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو گواہ بنایا۔⁽³⁾

یہی نکات امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے بھی تفسیر کبیر میں بیان فرمائے ہیں، اسی مقام پر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مزید فرماتے ہیں کہ ”تَبَيَّنَ عِبَادِي“ کا معنی ہے کہ ہر اس شخص کو خبر دے دیں جو میرا بندہ ہونے کا

①..... مسلم، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وانها سبقت غضبه، ص ۱۴۷۲، الحدیث: (۲۷۵۵)۔

②..... حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، عمر بن الخطاب، ۸۹/۱، روایت نمبر: ۱۴۲۔

③..... خازن، الحجر، تحت الآیة: ۵۰، ۱۰۴/۳۔

اعتراف کرتا ہے۔“ اس میں جس طرح اطاعت گزار مومن داخل ہے اسی طرح گناہگار مومن بھی اس میں داخل ہے اور یہ سب باتیں اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (اس کے غضب پر) غالب ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اس کے غضب پر غالب ہونے کا ذکر کثیر احادیث میں صراحت کے ساتھ بھی موجود ہے، چنانچہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا تو لوح محفوظ میں جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے، لکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی ہے۔“^(۲)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔“^(۳) دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ فرمائے اور اپنی رحمت سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے، آمین۔

﴿وَأَنَّ عَذَابِيْ: اور بیشک میرا عذاب۔﴾ یاد رہے کہ جو کفر کی حالت میں مرا وہ تو جہنم کے دردناک عذاب میں ہمیشہ کے لئے مبتلا ہوگا البتہ جو گناہگار مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ کئے بغیر انتقال کر گیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اُسے گناہوں کی سزا دے یا چاہے تو اپنی رحمت سے اس کے تمام گناہ بخش دے اور اسے جنت عطا فرمادے۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے اسباب

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح بہت سے اسباب ایسے ہیں جن سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت حاصل ہوتی ہے اسی طرح بہت سے اسباب ایسے بھی ہیں جن سے بندہ اللہ تعالیٰ کے شدید اور دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے، ان میں سے 6 اسباب یہاں ذکر کئے جاتے ہیں، ان اسباب میں کئی جگہ قدر مشترک بھی ہے لیکن اپنے ظاہر کے اعتبار سے جدا جدا ہیں۔



①.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۴۹، ۱۴۹/۷.

②.....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ: وهو الذی یدأ الخلق... الخ، ۳۷۵/۲، الحدیث: ۳۱۹۴.

③.....مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ وانها سبقت غضبه، ص ۱۴۷۱، الحدیث: ۱۵ (۲۷۵۱).

(1)..... کفر کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَاعَذِّبْهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالَهُمْ مِّن نَّصِيرِينَ (1)

توجہ نہ کننا العرفان: پس جو لوگ کافر ہیں تو میں انہیں دنیا و
آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(2)..... اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ
وَجُوهَهُمْ مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْمُتَكَبِّرِينَ (2)

توجہ نہ کننا العرفان: اور قیامت کے دن تم اللہ پر جھوٹ باندھنے
والوں کو دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے۔ کیا متکبروں کا
ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے؟

(3)..... منافقت اختیار کرنا۔ چنانچہ منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ
إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۗ فِي قُلُوبِهِمْ
مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۗ
بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (3)

توجہ نہ کننا العرفان: یہ لوگ اللہ کو اور ایمان والوں کو فریب دینا
چاہتے ہیں حالانکہ یہ صرف اپنے آپ کو فریب دے رہے ہیں اور
انہیں شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی
بیماری میں اور اضافہ کر دیا اور ان کے لئے ان کے جھوٹ بولنے

کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔

(4)..... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَكَانَ مِنْ قَرِيْبَةٍ عَمَتْ عَنْ أَمْرٍ رَّيْبًا وَرُسُلِهِ
فَحَاسِبُنْهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَابُنَّ عَذَابًا يُنْكِرُهَا ۗ
فَدَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا
خُسْرًا ۗ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۗ فَاتَّقُوا
اللَّهَ يَا دِئَالِي الْأَلْبَابِ ۗ الَّذِينَ آمَنُوا (4)

توجہ نہ کننا العرفان: اور کتنے ہی شہرت تھے جنہوں نے اپنے رب
کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت
حساب لیا اور انہیں برا عذاب دیا۔ تو انہوں نے اپنے کام کا وبال
چکھا اور ان کے کام کا انجام گھانا ہوا۔ اللہ نے ان کے لیے سخت
عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرو اور عقل والو جو ایمان لائے ہو۔

(5)..... اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں تکبر کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

1..... آل عمران: ۵۶. 2..... زمر: ۶۰. 3..... بقرہ: ۹-۱۰. 4..... طلاق: ۸-۱۰.

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخْرِينَ (۱)

(6)..... مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ کنز العرفان: اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے عرصہ دراز تک اس میں رہے گا اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَوَجَزَ آوًا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (۲)

وَنَبِّئِهِمْ عَنِ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں احوال سناؤ ابراہیم کے مہمانوں کا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا احوال سناؤ۔

﴿وَنَبِّئِهِمْ﴾: اور انہیں احوال سناؤ۔ ﴿﴾ اس سورت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت پر دلائل دیئے، اس کے بعد توحید پر دلائل ذکر فرمائے، پھر حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی تخلیق اور اس سے متعلق واقعات بیان فرمائے، پھر سعادت مندوں اور بد بختوں کے احوال بیان کئے اور اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے تاکہ ان واقعات کو سن کر لوگ عبرت حاصل کریں اور ان میں عبادت کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان فرمایا، پھر حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا واقعہ، پھر حضرت شعیب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا واقعہ اور آخر میں حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان فرمایا۔ چاروں انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے واقعات یہاں اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، ان واقعات

①..... مومن: ۶۰۔ ②..... النساء: ۹۳۔

کی تفصیل سورۃ ہود میں موجود ہے۔^(۱)

﴿عَنْ صَيْفِ بْنِ أَبِي هَيْمٍ: اِبْرَاهِيمَ كَمَا قَالَ اِبْرَاهِيمُ لَعَلِّي اُصَلِّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، مِرَّةً بَعْدَ مِرَّةٍ كَمَا حَضَرَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا اَحْوَالَ سَنَائِهِمْ جَنِّهِيْمٌ هَمَّ نَسِيَ لَمْ يَبْجِجْهَا تَهَا كَمَا وَهَّ حَضَرَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا بَطِيءَ كِي بَشَارَتِ دِيَسِ اَوْر حَضَرَ لُوَطُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كِي قَوْمِ كُو بَلَآ كَرِيَسِ تَا كَمَا مِرَّةً بَعْدَ مِرَّةٍ حَضَرَ لُوَطُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كِي قَوْمِ پْرَآ نِے وَا لَ عَذَابِ، اللّٰهُ تَعَالٰى كِي نَارَضِي اَوْر مَحْرَمُوَسِ سَے لَے كَے اِنْقَامِ كُو دِي كِهْ كَر عِبْرَتِ حَاصِلِ كَرِيَسِ اَوْر اَنْبِيَسِ يَقِيْنِ هُو جَا نَے كَمَا اللّٰهُ تَعَالٰى كَا عَذَابِ هِي سَبِّ سَے سَخْتِ هَے۔^(۲) يَادِر هَے كَمَا حَضَرَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا مَهْمَانِ كِي فَرَشْتِ تَهَّ اَوْر اِن مِيَسِ حَضَرَ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَامُ بَهِي تَهَّ۔^(۳)

اِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلِّبًا ۗ قَالَ اِنَّا اٰمِنُكُمْ وَاجِلُونَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: جب وہ اس کے پاس آئے تو کہنے لگے: ”سلام“ ابراہیم نے فرمایا: ہم تم سے ڈر رہے ہیں۔

﴿اِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ: جب وہ اس کے پاس آئے۔﴾ یعنی فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا ”ہم تم سے ڈر رہے ہیں۔“ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمانوں سے خوف کھانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اجازت کے بغیر اور بے وقت آئے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مہمانوں نے ان کا پیش کردہ بھنا ہوا پچھڑا کھانے سے انکار کر دیا تھا اور اس دور میں مہمان کا کھانے سے انکار کر دینا دشمنی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔^(۴)

قَالُوا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۲﴾

①.....صاوی، الحجر، تحت الآية: ۵۱، ۳/۴۶، ۱۰.

②.....حازن، الحجر، تحت الآية: ۵۱، ۳/۱۰۴، مدارك، الحجر، تحت الآية: ۵۱، ۵۸۳، ملقطاً.

③.....جالین، الحجر، تحت الآية: ۵۱، ص ۲۱۳.

④.....ابو سعود، الحجر، تحت الآية: ۵۲، ۳/۲۳۰، بیضاوی، الحجر، تحت الآية: ۵۲، ۳/۳۷۴، ملقطاً.

توجہ کنز الایمان: انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: انہوں نے عرض کیا: آپ نہ ڈریں، بیشک ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

﴿إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِعِلْمٍ عَلِيمٍ﴾: بیشک ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ ﴿عِلْمٍ﴾ علم والے لڑکے سے مراد حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔^(۱)

فرشتوں کا علم

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے یہ معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور وہ علم والا اور نبی ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں سے جسے چاہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

اولاد کو علم دین سکھائیے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس میں ہر مسلمان کے لئے نصیحت ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین کا علم بھی سکھائے اور اس علم کو سکھانے میں اُس سے زیادہ توجہ دے جتنی دنیا کا علم سکھانے پر توجہ دیتا ہے۔ افسوس فی زمانہ مسلمان دین کا علم حاصل کی ہوئی اولاد جیسی عظیم نعمت کی قدر اور اہمیت کی طرف توجہ نہیں دیتے اور اپنے بیٹوں میں سے جسے ہوشیار و ذہین دیکھتے ہیں اسے دنیا کی تعلیم دلواتے، اس کے لئے ماہر اساتذہ اور اونچے درجے کے سکول کا انتخاب کرتے ہیں اور دن رات دنیوی علوم و فنون میں اس کی ترقی کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں اسے دلوائی گئی دینی تعلیم کا حال یہ ہوتا ہے کہ اسے ان عقائد کا علم نہیں ہوتا جن پر مسلمان کے دین و ایمان اور آخری نجات کا دار و مدار ہے، مسلمان کی اولاد ہونے کے باوجود اسے قرآن مجید تک صحیح پڑھنا نہیں آتا، فرض عبادات سے متعلق بنیادی باتیں نہیں جانتا، نماز روزے اور حج زکوٰۃ کی ادائیگی ٹھیک طرح نہیں کر پاتا اور یہی وجہ ہے کہ صرف دنیوی علوم و فنون میں مہارت رکھنے والے اکثر دین اسلام ہی سے بیزار اور اس کے بنیادی احکام پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ تو ہوشیار و ذہین بیٹے کے ساتھ طرز عمل ہے جبکہ اس کے برعکس جو بیٹا جسمانی معذوری یا ذہنی کمزوری کا شکار

①.....حازن، الحجر، تحت الآیة: ۵۳، ۱۰۴/۳.

ہوا سے دنیا کی تعلیم دلوانے کی طرف توجہ کرنے اور اس پر اپنا مال خرچ کرنے کو بیکار اور فضول کام سمجھتے ہیں اور اسے کسی دینی مدرسے میں داخل کروا کے اپنے سر سے بوجھ اتار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، آمین۔

قَالَ ابَشِّرْ تُؤَدِّي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فِيمَ بَشِيرُونَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کہا کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کا ہے پر بشارت دیتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرمایا: کیا تم مجھے بشارت دیتے ہو حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے تو کس چیز کی بشارت دے رہے ہو؟

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ یعنی جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹے کی بشارت دی تو وہ اپنے اور زوجہ کے بڑھاپے کی وجہ سے حیران ہوئے اور فرشتوں سے فرمایا ”اتنی بڑی عمر میں اولاد ہونا عجیب و غریب ہے، ہمارے ہاں کس طرح اولاد ہوگی؟ کیا ہمیں پھر جوان کیا جائے گا یا اسی حالت میں بیٹا عطا فرمایا جائے گا؟“ (1)

تنبیہ: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تعجب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نہیں بلکہ عادت کے برخلاف کام ہونے پر تھا کہ عموماً بڑھاپے میں کسی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ (2)

قَالُوا ابَشِّرْ نِكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاطِئِينَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: کہا ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ نا امید نہ ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے، آپ نا امید نہ ہوں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے عرض کیا۔﴾ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا ”ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کی سچی بشارت دی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور اس کی اولاد

1.....حازن، الحجر، تحت الآیة: ۵۴، ۱۰۴/۳، تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۵۴، ۱۰۱/۷، ملقطاً.

2.....صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۵۴، ۱۰۴/۳، ملخصاً.

بہت پھیلے گی، لہذا آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو بیٹے کی ولادت کی امید چھوڑ چکے۔^(۱)

حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ تھے

یاد رہے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو چکے تھے۔ فرشتوں کا آپ سے یہ کہنا ”فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاطِبِينَ“ ایسے ہی ہے جیسے حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے فرزند سے فرمایا تھا۔ ”يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ“ ”اے میرے بچے! شرک نہ کرنا“ جیسے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الحال وہ شرک کر رہا تھا اسی طرح وہاں بھی یہ لازم نہیں آتا کہ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فی الحال ناامید تھے۔

قَالَ وَمَنْ يَقْظُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ
أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو گیا ہے جو گمراہ ہوئے۔ کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو۔

ترجمہ کنزالعرفان: ابراہیم نے کہا: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے؟ فرمایا: اے فرشتو! تو تمہارا (ابھی آنے کا) کام کیا ہے؟

﴿قَالَ: فرمایا﴾ یعنی حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرشتوں سے فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں کیونکہ رحمت سے ناامید کافر ہوتے ہیں ہاں عالم میں اللہ تعالیٰ کی جو سنت جاری ہے اس سے یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔^(۲) ﴿قَالَ: فرمایا﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرشتوں سے فرمایا ”اے فرشتو! اس بشارت کے سوا اور کیا کام ہے جس کے لئے تم بھیجے گئے ہو۔^(۳)

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۗ إِنَّا نَنْجُوهُمْ

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۵۵، ۱۰/۳، مدارك، الحجر، تحت الآية: ۵۵، ص ۵۸۳، ملقطاً.

②.....مدارك، الحجر، تحت الآية: ۵۶، ص ۵۸۳.

③.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۵۷، ۱۰/۳.

أَجْبَعِينَ ﴿۵۹﴾ إِلَّا أَمْرًا تَقَدَّرْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمَنُغْبِرِينَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ مگر لوط کے گھر والے ان سب کو ہم بچالیں گے۔ مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے عرض کیا: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ سوائے لوط کے گھر والوں کے (کہ) بیشک ان سب کو ہم بچالیں گے۔ سوائے اس کی بیوی کے، ہم طے کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

﴿قَالُوا: انہوں نے عرض کیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتوں نے عرض کی: ہم ایک مجرم قوم یعنی حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم انہیں ہلاک کر دیں البتہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں کو بچالیں گے کیونکہ وہ ایماندار ہیں۔^(۱)

﴿إِلَّا أَل لُّوٓطٍ: سوائے لوط کے گھر والوں کے۔﴾ اس آیت میں مذکور ”ال لُّوٓطٍ“ میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے متبعین داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے محبوب بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں

اس آیت میں فرشتوں نے جو یہ کہا کہ ”إِنَّا الْمُنَجِّوهُمْ أَجْبَعِينَ“ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے محبوب بندوں کی طرف منسوب کئے جاسکتے ہیں، جیسے عذاب سے بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، مگر فرشتوں نے کہا ”ان سب کو ہم بچالیں گے“ لہذا مسلمان یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب سے بچائیں گے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ہمیں دوزخ سے بچالیں۔ ﴿إِلَّا أَمْرًا تَقَدَّرْنَا: مگر اس کی بیوی کو۔﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کا نام واہلہ تھا اور یہ چونکہ کافرہ تھی اس لئے یہ بھی عذاب والوں میں سے ہوئی۔

۱..... جلالین، الحجر، تحت الآية: ۵۸-۵۹، ص ۲۱۳.

آیت ”الْأَمْرَآتَهُ قَدَّرْنَا“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتیں

(1)..... نیک بختی اور بد بختی کا علم اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دیا ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں کہ کون مومن مرے گا اور کون کافر۔

(2)..... اس بات کو سمجھنے سے پہلے یہ سوال وجواب پڑھے۔ سوال: حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کا پیچھے رہ جانے والوں میں طے کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، تو فرشتوں نے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کی بجائے اپنی طرف کیوں کی؟ اس کے جواب میں امام فخر الدین رازی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”فرشتوں نے طے کرنے کی نسبت اپنی طرف اس لئے کی کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص مقام اور قرب حاصل ہے جیسے بادشاہ کے خاص آدمی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس طرح تدبیر کی، ہم نے اس طرح حکم دیا حالانکہ تدبیر کرنے والا اور حکم دینے والا تو بادشاہ ہوتا ہے نہ کہ وہ لوگ ہوتے ہیں اور اس کلام سے محض اُن کی مراد بادشاہ کے پاس انہیں حاصل مقام و مرتبہ ظاہر ہوتا ہے تو اسی طرح یہاں ہے (کہ فرشتوں کے اس کلام سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں حاصل مقام و مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے) (1) اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص مقام اور قرب حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بعض کاموں کو اپنی طرف منسوب کر سکتا ہے، قرآن مجید میں ہی اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ کسی کو زندہ کرنا اور مریض کو شفا دینا اور حقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کام کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا

ترجمہ کنز العرفان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک ماروں گا تو وہ اللہ کے حکم سے فوراً پرندہ بن جائے گی اور میں پیداؤں گی انڈھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

أَوَّلِيَّ أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا يَأْذِنُ اللَّهُ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ (2)

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مِّنْكُمْ وَن ﴿٦٢﴾

1..... تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۶۰، ۱۵۳/۷.

2..... آل عمران: ۴۹.

ترجبة كنتز الايمان: توجب لوط کے گھر فرشتے آئے۔ کہا تم تو کچھ بیگانہ لوگ ہو۔

ترجبة كنتز العرفان: توجب لوط کے گھر والوں کے پاس فرشتے آئے۔ تو لوط نے فرمایا: تم اجنبی لوگ ہو۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ: توجب فرشتے آئے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹے کی بشارت دی اور اپنے آنے کا مقصد بیان کر دیا تو وہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کی طرف آئے۔ جب وہ خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر آئے اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندیشہ ہوا کہ قوم ان کے پیچھے پڑ جائے گی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتوں سے فرمایا ”تم نہ تو یہاں کے باشندے ہو اور نہ مسافرت کی کوئی علامت تم میں پائی جاتی ہے، تم کیوں آئے ہو؟“ (1)

قَالُوا بَلْ جِنَّتْكَ بَاكًا نُوَافِيهِ يَتْرُونَ ﴿٦٣﴾ وَأَتَيْتَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا

لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾

ترجبة كنتز الايمان: کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے۔ اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم بیشک سچے ہیں۔

ترجبة كنتز العرفان: انہوں نے کہا: بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ (عذاب) لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے۔ اور ہم آپ کے پاس حق کے ساتھ آئے ہیں اور ہم بیشک سچے ہیں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور ہم ان کافروں کو کچھ نہیں کہیں گے بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ چیز لائے ہیں جو انہیں تباہ و برباد کر دے گی۔ لہذا آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ ہم آپ کے مددگار ہیں، آپ کیلئے باعث پریشانی نہیں۔

1.....حازن، الحجر، تحت الآية: ٦١-٦٢، ١٠٥/٣، مدارك، الحجر، تحت الآية: ٦١-٦٢، ص ٥٨٤، ملتقطاً.

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
 أَحَدٌ وَأَمْضُوا حَيْثُ تُورُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ
 هُوَلَاءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾

توجہ کنز الایمان: تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جائیے اور آپ ان کے پیچھے چلے اور تم میں کوئی پیچھے
 پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جائیے۔ اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی
 جڑ کٹ جائے گی۔

توجہ کنز العرفان: تو آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلیں اور آپ خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور
 تم لوگوں میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور سیدھے چلتے رہو جہاں کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ
 سنا دیا کہ صبح کے وقت ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی۔

﴿فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ﴾: تو آپ اپنے گھر والوں کو لے چلیں۔ ﴿یعنی آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رات کے کسی حصے میں اپنے
 گھر والوں کو لے چلیں اور آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں تاکہ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ان کی حالت
 پر مطلع رہیں اور تم لوگوں میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے کہ قوم پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس عذاب میں مبتلا کئے گئے اور سیدھے
 اس طرف چلتے رہو جہاں جانے کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے
 فرمایا کہ حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ملکِ شام جانے کا حکم ہوا تھا۔^(۱)

﴿وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ﴾: اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا۔ ﴿یعنی ہم نے حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 کی طرف اُس حکم کی وحی کر دی جس کا فیصلہ ہم نے اس کی قوم کے بارے میں کیا تھا کہ صبح کے وقت ان کافروں کی جڑ کٹ
 جائے گی اور پوری قوم عذاب سے ہلاک کر دی جائے گی۔^(۲)

①..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ٦٥، ص ٥٨٤-٥٨٥، حازن، الحجر، تحت الآية: ٦٥، ١٠٦/٣، ملقطاً.

②..... حازن، الحجر، تحت الآية: ٦٦، ١٠٦/٣، مدارك، الحجر، تحت الآية: ٦٦، ص ٥٨٥، ملقطاً.

وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٤﴾ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُون ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْرُونَ ﴿٦٩﴾

توجہ کنز الایمان: اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔

توجہ کنز العرفان: اور شہر والے خوشی خوشی آئے۔ لوط نے فرمایا: یہ میرے مہمان ہیں تو تم مجھے شرمندہ نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔

﴿وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ﴾ اور شہر والے آئے۔ ﴿حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ شہر سدوم میں آباد تھے، انہوں نے جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں خوب صورت نوجوانوں کے آنے کی خبر سنی جو کہ فرشتے تھے تو یہ لوگ فاسد ارادے اور ناپاک نیت کے ساتھ خوشی خوشی آئے۔﴾⁽¹⁾

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ ﴿یعنی حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”یہ میرے مہمان ہیں اور مہمان کا اکرام لازم ہوتا ہے تم ان کی بے حرمتی کا قصد کر کے مجھے شرمندہ نہ کرو کہ مہمان کی رسوائی میزبان کے لئے نجات اور شرمندگی کا سبب ہوتی ہے۔“﴾⁽²⁾

تاجدار رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي مِهْمَان نَوَازِي

اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی عزت و احترام اور خاطر تواضع کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اگرچہ میزبان اس سے واقف بھی نہ ہو۔ یہاں سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مہمان نوازی کے 3 واقعات ملاحظہ ہوں:



1..... جلالین، الحجر، تحت الآية: ٦٧، ص ٢١٤، ملخصاً.

2..... خازن، الحجر، تحت الآية: ٦٨، ١٠٦/٣، مدارك، الحجر، تحت الآية: ٦٨، ص ٥٨٥، ملنقطاً.

(1)..... حضرت ابورافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مہمان بنا، اس وقت آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے اس کی مہمان نوازی فرماتے، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے ایک یہودی شخص کے پاس بھیجا (اور مجھ سے فرمایا کہ اس سے کہو: محمد (مصطفى صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تم سے کہتے ہیں کہ (میرے پاس مہمان آیا ہے اس لئے) مجھے جب کا چاند نظر آنے تک آنا قرض دے دو۔ یہودی نے کہا: اس وقت تک آنا نہیں ملے جب تک کوئی چیز رہن نہ رکھو گے۔ میں حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہودی کی بات بتائی تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آسمان میں بھی امین ہوں زمین پر بھی امین ہوں، اگر مجھے آنا قرض دے دیتا یا بیچ دیتا تو میں ضرور اسے ادا کر دیتا، اب تم میری لوہے کی زرہ لے جاؤ (اور اسے رہن رکھ دو) چنانچہ میں وہ زرہ لے گیا (اور اسے رہن رکھ کر آٹا لے آیا) (1)

(2)..... مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ایک دیہاتی رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور بھوک کی شکایت کی تو آپ اپنی (ازواج مطہرات کے) گھروں میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا ”مجھے آل محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے گھروں میں تیرے لئے کوئی چیز نہیں ملی، اسی دوران (کسی کی طرف سے) آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں بھیجی ہوئی بکری پیش ہوئی تو اسے دیہاتی کے سامنے رکھ دیا گیا۔ تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس سے فرمایا ”تم کھاؤ۔ اس نے کھایا، پھر عرض کی: یا رسول اللّٰهُ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مجھے بھوک کی تکلیف پہنچی تو اللّٰهُ تَعَالَى نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دست اقدس سے مجھے رزق دے دیا، اگر پھر کبھی ایسا ہوا اور میں آپ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوں تو کیا کروں؟ ارشاد فرمایا تم کہو ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ ، فَانَّهُ لَا يَمْلِكُهُمَا اِلَّا اَنْتَ“ اے اللّٰهُ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ فضل و رحمت کا صرف تو ہی مالک ہے۔“ تو بے شک اللّٰهُ تَعَالَى تجھے رزق دینے والا ہے۔ (2)

(3)..... تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں مہمان نوازی فرمانا تو اپنی جگہ، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مزار اقدس میں تشریف لے جانے کے بعد بھی اپنے درپہ حاضر ہونے والے بہت سے لوگوں

①..... معجم الكبير، يزيد بن عبد الله بن قسيط عن ابي رافع، ۳۳۱/۱، الحديث: ۹۸۹، معرفة الصحابة، باب الالف، اسلم ابو رافع، ۲۴۱/۱، الحديث: ۸۶۵، ملقطاً.

②..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، الرجل یصیبه الجوع او یضیق علیہ الرزق ما یدعو به، ۹۴/۷، الحديث: ۱.

کی مہمان نوازی فرماتے ہیں چنانچہ حضرت ابو الخیر حماد بن عبد اللہ قطع رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”میں رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے شہر (مدینہ منورہ) میں داخل ہوا اور (اس وقت) میں فاقے کی حالت میں تھا، میں نے پانچ دن قیام کیا اور اتنے دن میں کھانے پینے کی کوئی چیز تک نہ چکھ سکا، (بالآخر) میں قبر انور کے پاس حاضر ہوا اور حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میں آج کی رات آپ کا مہمان ہوں۔ پھر میں اپنی جگہ سے ہٹ کر منبر اقدس کے پیچھے سو گیا تو میں نے خواب میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی، حضرت ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کے دائیں طرف، حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کے بائیں طرف اور حضرت علی بن ابوطالب كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكُرَيْمِ آپ کے سامنے تھے، حضرت علی كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكُرَيْمِ نے مجھے حرکت دی اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے ہیں۔ میں کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی تو میں نے آدھی روٹی کھالی، پھر میں خواب سے بیدار ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔⁽¹⁾ یہ واقعہ علامہ ابن عساکر رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے علاوہ علامہ عبد الرحمن بن علی جوزی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اپنی کتاب ”صِفَةُ الصَّفْوَةِ“ جلد 2 صفحہ 236 جزء 4 پر، علامہ عبد الوہاب شعرانی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے طبقات الکبریٰ جلد 1 صفحہ 154 جزء 1 پر، علامہ عمر بن علی شافعی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے طبقات اولیا، صفحہ 191-192 پر اور علامہ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے طبقات صوفیہ صفحہ 281 پر بھی ذکر فرمایا ہے۔

﴿وَأَتَّقُوا اللَّهَ: اور اللہ سے ڈرو۔﴾ یعنی مہمانوں کے معاملے میں تم اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے ساتھ برا ارادہ کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔⁽²⁾

مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا سبب ہے

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے مہمان کے احترام میں میزبان کی عزت ہوتی ہے ایسے ہی مہمان کی بے عزتی میزبان

1..... تاریخ دمشق، ابو الخیر الاقطع التبتانی، ١٦١/٦٦۔

2..... حازن، الحجر، تحت الآیة: ٦٩، ١٠٦/٣، مدارك، الحجر، تحت الآیة: ٦٩، ص ٥٨٥، ملتقطاً۔

کی رسوائی کا باعث ہوتی ہے، اس لئے اگر کسی مسلمان پڑوسی یا رشتہ دار کے ہاں کوئی مہمان آیا ہو تو دوسرے مسلمان کو چاہئے کہ وہ بھی اس کے مہمان کا احترام کرے تاکہ اس کی عزت و وقار قائم رہے اور مہمان کی بے عزتی کرنے یا کوئی ایسا کام کرنے سے بچے جس سے مہمان اپنی بے عزتی محسوس کرے تاکہ یہ چیز میزبان کے لئے شرمندگی اور رسوائی کا باعث نہ بنے۔

قَالُوا أَوْلَمْ نُنْهَكْ عَنِ الْعَلْبَيْنِ ﴿٤٠﴾ قَالَ هُوَ لَأَعْبَتَنِي إِنْ كُنْتُمْ فَعَلِيْنَ ﴿٤١﴾

ترجمہ کنز الایمان: بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو۔ کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: انہوں نے کہا: کیا ہم نے تمہیں دوسروں کے معاملے میں دخل دینے سے منع نہ کیا تھا؟ فرمایا: یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے ارادے سے باز نہیں آئیں گے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ ”یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں اپنی خواہش پوری کرنی ہے تو ان سے نکاح کر کے پوری کر لو اور حرام سے باز رہو۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں اس لئے فرمایا کہ نبی علیہ السلام اپنی پوری امت کے لئے باپ کی طرح ہوتے ہیں۔ (1)

لَعَمْرِكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْبَهُونَ ﴿٤٢﴾

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بیشک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اے حبیب! تمہاری جان کی قسم! بیشک وہ کافر یقیناً اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

1..... روح البیان، الحجر، تحت الآیة: ٤٧١/٤٧٧، حازن، الحجر، تحت الآیة: ٧١، ١٠٦/٣، جلالین، الحجر، تحت الآیة: ٧١، ص ٢١٤، ملنقطاً.

﴿لَعْمَكُ﴾: اے محبوب! تمہاری جان کی قسم! ﴿﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے خطاب فرمایا، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کی جان کی قسم! حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی جان بارگاہِ الہی میں آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عمر کے سوا کسی کی عمر اور زندگی کی قسم نہیں فرمائی یہ مرتبہ صرف حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہی کا ہے۔ اس قسم کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”بیشک وہ کافر یقیناً اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔“ (1)

نوٹ: بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ کلام فرشتوں نے حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے فرمایا۔ (2)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مقام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآنِ عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں۔ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے راوی، حضور سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کہ آيَةُ لَعْمَكُ میں فرمایا: تیری جان کی قسم، اے محمد!

ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے راوی: اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے: مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبد ریکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان،

1.....حازن، الحجر، تحت الآیة: ۷۲، ۱۰۶/۳، ملخصاً.

2.....مدارك، الحجر، تحت الآیة: ۷۲، ص ۵۸۵.

بیشک حضور کی بزرگی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی۔ اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے: مجھے قسم اس شہر کی۔^(۱)

حدائق بخشش میں آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کیا خوب فرماتے ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

فَاخَذَتْهُمْ الصَّبِيحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٤٢﴾ فَجَعَلْنَا عَلَيْهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حَجَارَاتًا مِّنْ سَجِيلٍ ﴿٤٣﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو دن نکلتے نہیں چنگھاڑنے آیا۔ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو دن نکلتے ہی انہیں زوردار چیخ نے آ پکڑا۔ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔

﴿فَاخَذَتْهُمْ الصَّبِيحَةُ﴾ تو انہیں زوردار چیخ نے آ پکڑا۔ ﴿یعنی سورج نکلتے وقت حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو حضرت جبریل علیہ السلام کی زوردار چیخ نے آ پکڑا۔﴾^(۲)

﴿فَجَعَلْنَا عَلَيْهَا سَافِلَهَا﴾: تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا۔ ﴿یعنی ہم نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام زمین کے اس حصے کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اوندھا کر کے زمین پر ڈال دیا۔﴾^(۳)

①..... فتاویٰ رضویہ، ۱۵۹/۳۰-۱۶۲۔

②..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ۷۳، ص ۵۸۵، ملخصاً.

③..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ۷۴، ص ۵۸۵.

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِنَّهَا لِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٤٦﴾ إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ کنز الایمان: بیشک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے۔ اور بیشک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اس میں غور کر کے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور بیشک وہ بستیاں اس راستے پر ہیں جو اب تک قائم ہے۔ بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ﴾: بیشک اس میں۔ یعنی حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ان کے مہمانوں کی بے حرمتی کرنے کا قصد کرنے اور ان کی بستیوں کو الٹ دیئے جانے اور ان پر پتھروں کی بارش ہونے میں غور کر کے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں جن کے ذریعے وہ حق کی حقیقت پر استدلال کر سکتے ہیں۔^(۱)

﴿وَإِنَّهَا﴾: اور بیشک وہ بستیاں۔ اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیاں ملک شام کی طرف جانے والی گزرگاہ پر ہیں اور لوگوں کے قافلے وہاں سے گزرتے ہیں اور غضبِ الہی کے آثار ان کے دیکھنے میں آتے ہیں تو کیا وہ ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔^(۲)

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً﴾: بیشک اس میں نشانیاں ہیں۔ یعنی ان بستیوں کے آثار جو کہ وہاں سے گزرنے والوں کے مشاہدے میں آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں کہ وہ انہیں دیکھ کر پہچان جاتے ہیں کہ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ جس عذاب کی وجہ سے ان کے شہر اجڑ گئے وہ ان کے برے کاموں کی وجہ سے ان پر آیا تھا۔^(۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور دین، عقل اور فراست اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس سے تقویٰ

①.....روح البیان، الحجر، تحت الآیة: ۷۵، ۴/۴۸۰.

②.....جلالین، الحجر، تحت الآیة: ۷۶، ص ۲۱۴، مدارک، الحجر، تحت الآیة: ۷۶، ص ۵۸۶، ملنقطاً.

③.....روح البیان، الحجر، تحت الآیة: ۷۷، ۴/۴۸۰.

اور طہارت نصیب ہوتی ہے۔ بے عقل، غافل اور کافر ایسے واقعات کو اتفاقی یا آسانی تاثیرات سے مانتا ہے جیسا کہ آج بھی دیکھا جا رہا ہے، لیکن عقلمند مومن ان کو مخلوق کی بد عملی کا نتیجہ جان کر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرتا ہے۔

وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لظَالِمِينَ ﴿٤٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا
لِبِئْسَ مَا مِيبِينَ ﴿٤٩﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک جھاڑی والے ضرور ظالم تھے۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور بیشک یہ دونوں بستیاں کھلے راستے پر پڑتی ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک کثیر درختوں والی جگہ کے رہنے والے ضرور ظالم تھے۔ تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور بیشک وہ دونوں بستیاں صاف راستے پر ہیں۔

﴿وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ: اور بیشک کثیر درختوں والی جگہ کے رہنے والے۔﴾ اس آیت میں ”أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ“ سے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم مراد ہے۔ ائیکہ جھاڑی کو کہتے ہیں، ان لوگوں کا شہر چونکہ سرسبز جنگلوں اور مرغزاروں کے درمیان تھا اس لئے انہیں جھاڑی والا فرمایا گیا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پر رسول بنا کر بھیجا اور ان لوگوں نے نافرمانی کی اور حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔^(۱) ان کا واقعہ سورہ شعراء میں بھی مذکور ہے۔

﴿فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ: تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔﴾ یعنی ہم نے عذاب بھیج کر انہیں ہلاک کر دیا اور بیشک قوم لوط کے اور اصحاب ائیکہ کے شہر صاف راستے پر ہیں جہاں سے آدمی گزرتے اور دیکھتے ہیں تو اے اہل مکہ! تم انہیں دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے۔^(۲)

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۷۷، ۱۰۷/۳، ملخصاً.

②.....جلالین، الحجر، تحت الآية: ۷۹، ص ۲۱۴، خازن، الحجر، تحت الآية: ۷۹، ۱۰۷/۳، ملنقطاً.

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۰﴾ وَاتَّبَعَتْهُمْ إِيتِنَا فَكَانُوا
عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوا يُحِبُّونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا أَمْنِينَ ﴿۸۲﴾
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْحِحِينَ ﴿۸۳﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے۔ اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے بے خوف۔ تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑنے آلیا۔ تو ان کی کمائی کچھان کے کام نہ آئی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے۔ اور وہ بے خوف ہو کر پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے تھے۔ تو انہیں صبح ہوتے زوردار چیخ نے پکڑ لیا۔ تو ان کی کمائی کچھان کے کام نہ آئی۔

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجْرِ﴾ اور بیشک حجر والوں نے جھٹلایا۔ ﴿حَجْرٌ مَدِينَةٌ مَنُورَةٌ﴾ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جس میں قومِ ثمود رہتے تھے، انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت صالحؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اور ایک رسولؑ علیہ السلام کی تکذیب تمام رسولوںؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کیونکہ ہر رسول تمام رسولوںؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے تو جس نے کسی ایک رسولؑ علیہ السلام کو جھٹلایا تو گویا کہ اس نے تمام رسولوںؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا۔ (۱)

نوٹ: قومِ ثمود کے واقعات تفصیل کے ساتھ سورہٴ اعراف اور سورہٴ ہود میں گزر چکے ہیں۔

﴿وَاتَّبَعَتْهُمْ إِيتِنَا﴾ اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں۔ ﴿عَلَيْهِمْ﴾ یعنی ہم نے قومِ ثمود کو اپنی نشانیاں دیں کہ پتھر سے اونٹنی پیدا کی جو بہت سے عجائبات پر مشتمل تھی مثلاً اس کا جسم بڑا ہونا، پیدا ہوتے ہی بچہ جننا اور کثرت سے دودھ دینا کہ پوری قومِ ثمود کو کافی ہو وغیرہ، یہ سب حضرت صالحؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور قومِ ثمود کے لئے ہماری نشانیاں تھیں تو وہ ان

۱..... مدارك، الحجر، تحت الآية: ۸۰، ص ۵۸۶.

نشانوں سے اعراض کرتے رہے اور ایمان نہ لائے۔^(۱)

﴿وَكَاذِبِينَ حُنُونَ﴾: اور وہ تراشتے تھے۔ یعنی وہ لوگ بے خوف ہو کر پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے تھے کیونکہ انہیں اس کے گرنے اور اس میں نقب لگائے جانے کا اندیشہ نہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ گھر تباہ نہیں ہو سکتے، ان پر کوئی آفت نہیں آ سکتی۔^(۲)

﴿فَاخَذَ اللَّهُ مِنْهُمُ الصَّيْحَةَ﴾: تو انہیں زوردار چیخ نے پکڑ لیا۔ جب قوم شمود نے اونٹنی کی کوچیں کاٹیں تو حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے تین دن گزرنے کے بعد صبح ہوتے ہی قوم شمود کو آسمان سے ایک زوردار چیخ سنائی دی اور زمین میں زلزلہ آ گیا، یوں ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔^(۳)

﴿فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ﴾: تو ان کے کچھ کام نہ آئی۔ یعنی وہ لوگ شرک اور جو برے کام کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آئے اور ان کے مال و متاع اور ان کے مضبوط مکان انہیں عذاب سے نہ بچا سکے۔^(۴)

عذاب کی جگہ پر روتے ہوئے داخل ہونا

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیوں کے آثار عرب کی سر زمین میں آج بھی موجود ہیں اور وہاں وہ جگہ ”مدائن صالح“ کے نام سے معروف ہے، آج بھی لوگ ان آثار کو دیکھنے جاتے ہیں، بطور خاص ان کی ترغیب کے لئے اور عمومی طور پر سب مسلمانوں کی ترغیب کے لئے یہاں ایک حدیث پاک ذکر کرتے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مقام حجرو کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ظالموں کے مکانات میں روتے ہوئے داخل ہونا، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر سواری پر بیٹھے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ انور پر چادر ڈال لی۔“^(۵)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ

①.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۸۱، ۱۵۷/۷، مدارک، الحجر، تحت الآیة: ۸۱، ص ۵۸۶، ملقطاً.

②.....مدارک، الحجر، تحت الآیة: ۸۳، ص ۵۸۶.

③.....صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۸۳، ۱۰۵۰/۳، ملخصاً.

④.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۸۴، ۱۰۷/۳، جلالین، الحجر، تحت الآیة: ۸۴، ص ۲۱۴، ملقطاً.

⑤.....بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: والی ثمود اخاهم صالحاً، ۴۳۲/۲، الحدیث: ۳۳۸۰.

لَا تِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَبِيلَ ﴿٨٥﴾

توجہ کنز الایمان: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا اور بیشک قیامت آنے والی ہے تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

توجہ کنز العرفان: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ بنایا اور بیشک قیامت آنے والی ہے تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

﴿إِلَّا بِالْحَقِّ﴾: مگر حق کے ساتھ۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو اللہ تعالیٰ نے با مقصد اور حکمت سے بھر پور بنایا ہے اور بیشک قیامت آنے والی ہے، اس میں ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ضرور ملے گی تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی قوم سے اچھی طرح درگزر کریں اور اپنی قوم کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر و تحمل کریں اور ان کی خطاؤں سے درگزر کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم آیتِ قتال سے منسوخ ہو گیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ منسوخ نہیں ہوا۔^(۱)

اَذِیَّتِمْ بِالنَّجْمِ وَالْوَلَدِ كَمَا سَلَّمَ نَبِیَّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلوک

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی قوم کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں سے متعلق حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جتنا ڈرایا گیا ہوں اتنا کوئی نہیں ڈرایا گیا اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جتنا ستایا گیا ہوں اتنا کوئی نہیں ستایا گیا۔^(۲) اور ان کی اذیتوں کے مقابلے میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق، بردباری اور غفور درگزر کا عظیم مظاہرہ ملاحظہ کیجئے، چنانچہ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اُس (خطاب) کے بعد (جو آپ نے فِج کے موقع پر مسلمانوں اور کفار کے مجمع سے فرمایا تھا) شہنشاہِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس ہزاروں کے مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے لرزاں و ترساں اشرافِ قریش کھڑے ہوئے ہیں۔ ان ظالموں اور جفا کاروں

①..... جلالین مع صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۸۵، ۱۰۵۰/۳، حازن، الحجر، تحت الآیة: ۸۵، ۱۰۸/۳، مملکتاً.

②..... ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۳۴-باب، ۲۱۳/۴، الحدیث: ۲۴۸۰.

میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ لوگ بھی تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے۔ وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بار بار آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر قاتلانہ حملے کئے تھے۔ وہ بے رحم و بے درد بھی تھے جنہوں نے آپ کے دندان مبارک کو شہید اور آپ کے چہرہ انور کو لہولہان کر ڈالا تھا۔ وہ اوباش بھی تھے جو برسہا برس تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قلب مبارک کو زخمی کر چکے تھے۔ وہ سفاک و درندہ صفت بھی تھے جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ چکے تھے۔ وہ ظلم و ستم کے مجسمے اور پاپ کے پتلے بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے خون کے پیاسے بھی تھے جن کی تشنہ لہی اور پیاس خونِ نبوت کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی تھی۔ وہ جفا کار و خونخوار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں اور ظالمانہ یلغار سے بار بار مدینہ منورہ کے در و دیوار دہل چکے تھے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قاتل اور ان کی ناک، کان کاٹنے والے، ان کی آنکھیں پھوڑنے والے، ان کا جگر چبانے والے بھی اس مجمع میں موجود تھے وہ ستم گار جنہوں نے شمعِ نبوت کے جاں نثار پروانوں حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وغيرہ کورسیوں سے باندھ باندھ کر، کوڑے مار مار کر جلتی ہوئی ریتوں پر لٹایا تھا، کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے کوٹلوں پر سلا یا تھا، کسی کو چٹائیوں میں لپیٹ لپیٹ کر ناکوں میں دھونس دیئے تھے، سینکڑوں بار گلا گھونٹا تھا۔ یہ تمام جو رو جفا اور ظلم و ستم گاری کے پیکر، جن کے جسم کے روٹگئے روٹگئے اور بدن کے بال بال ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان کے وبال سے خوفناک جرموں اور شرمناک مظالم کے پہاڑ بن چکے تھے۔ آج یہ سب کے سب دس بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوڑ کر ہماری بوٹیاں چیلوں اور کوڑوں کو کھلا دی جائیں گی اور انصار و مہاجرین کی غضب ناک فوجیں ہمارے بچے بچے کو خاک و خون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست و نابود کر ڈالیں گی اور ہماری بستنیوں کو تاخت و تاراج کر کے تہس نہس کر ڈالیں گی، ان مجرموں کے سینوں میں خوف و ہراس کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ دہشت اور ڈر سے ان کے بدنوں کی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، دل دھڑک رہے تھے، کلیجے منہ میں آگئے تھے اور عالمِ یاس میں انہیں زمین سے آسمان تک دھونس ہی دھونس کے خوفناک بادل نظر آ رہے تھے۔ اسی مایوسی اور

نامیدی کی خطرناک فضا میں ایک دم شہنشاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نگاہِ رحمت ان پاپیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور ان مجرموں سے آپ نے پوچھا کہ ”بولو! تم کو کچھ معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟“ اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے مجرمین حواسِ باختہ ہو کر کانپ اٹھے لیکن جبینِ رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر اُمید و بیم کے محشر میں لرزتے ہوئے سب ایک زبان ہو کر بولے کہ اَخْ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخِ كَرِيْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔“ سب کی لپٹائی ہوئی نظریں جمالِ نبوت کا منہ تک رہی تھیں اور سب کے کان شہنشاہِ نبوت کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے کہ اک دم دفعۃً فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ ”لَا تَقْرَبِ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَادْهَبُوا اَنْتُمْ الطَّلَقَاءُ“ آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمانِ رسالت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرطِ ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذباتِ شکر یہ کے آثار آ نسوؤں کی دھار بن کر ان کے رخسار پر چھلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کے نعروں سے حرمِ کعبہ کے در و دیوار پر ہر طرف انوار کی بارش ہونے لگی۔ ناگہاں بالکل ہی اچانک اور دفعۃً ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا، فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ

جہاں تاریک تھا، بے نور تھا اور سخت کالا تھا کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

کفار نے مہاجرین کی جائدادوں، مکانوں، دکانوں پر غاصبانہ قبضہ جمالیا تھا۔ اب وقت تھا کہ مہاجرین کو ان کے حقوق دلوائے جاتے اور ان سب جائدادوں، مکانوں، دکانوں اور سامانوں کو مکہ کے غاصبوں کے قبضوں سے واگزار کر کے مہاجرین کے سپرد کیے جاتے۔ لیکن شہنشاہِ رسالت نے مہاجرین کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی کل جائدادیں خوشی خوشی مکہ والوں کو ہبہ کر دیں۔

اللہ اکبر! اے اقوامِ عالم کی تاریخی داستانوں! بتاؤ کیا دنیا کے کسی فاتح کی کتابِ زندگی میں کوئی ایسا حسین وزیرِ ورق ہے؟ اے دھرتی! خدا کے لئے بتا، اے آسمان! اللہ بول۔ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا فاتح گزرا ہے جس نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا ہو؟ اے چاند اور سورج کی چمکتی اور دور بین نگاہ! کیا تم نے لاکھوں برس کی گردشِ لیل و نہار میں کوئی ایسا تاجدار دیکھا ہے؟ تم اس کے سوا اور کیا کہو گے کہ یہ نبیِ جمال و جلال کا وہ بے مثال شاہکار ہے کہ

شاہانِ عالم کے لئے اس کا تصور بھی محال ہے۔ اس لئے ہم تمام دنیا کو جلیج کے ساتھ دعوتِ نظارہ دیتے ہیں کہ چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

رَفَعَتْ شَانَ رَافِعُنَا لَكَ ذِكْرَكَ دِكْهِي (۱)

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا، جاننے والا ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ﴾: بیشک تمہارا رب۔ ﴿الْعَلِيمُ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کے جس رب نے آپ کو کمال کی انتہا تک پہنچایا وہی آپ کو، ان کفار کو اور تمام موجودات کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ آپ کے اور ان کفار کے احوال کو تمام تر تفصیلات کے ساتھ جانتا ہے اور آپ کے اور ان کے درمیان ہونے والے معاملات میں سے کچھ بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے اس لئے آپ تمام امور میں اسی پر توکل کریں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ (۲)

وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے تمہیں سات آیتیں دیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن (دیا)۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي﴾: اور بیشک ہم نے تمہیں سات آیتیں دیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ ﴿الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو کفار کی اذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان عظیم نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے صرف اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو عطا

①.....سیرت مصطفیٰ، تیرہواں باب، ہجرت کا آٹھواں سال، ص ۴۳۸-۴۳۲۔

②.....روح البیان، الحجر، تحت الآیة: ۸۶، ۴/۸۵۔

فرمائیں کیونکہ انسان جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی کثیر نعمتوں کو یاد کرتا ہے تو اس کے لئے اذیتیں پہنچانے والوں سے درگزر کرنا اور سختیوں پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔^(۱)

سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟

اس آیت میں سات آیتوں سے مراد سورہ فاتحہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی اُس حدیث میں ہے جو حضرت سعید بن معلیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“، (یعنی سورہ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآنِ عظیم (کے تمام علوم کی جامع) ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔^(۲) اور سنن ترمذی کی اُس حدیث میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”أَلْحَمْدُ لِلَّهِ“ (یعنی سورہ فاتحہ) اُمُّ الْقُرْآنِ، اُمُّ الْكُتَابِ اور سبع مثانی ہے۔^(۳)

سورہ فاتحہ کو مثانی کہنے کی وجوہات

سورہ فاتحہ کو مثانی یعنی بار بار دہرائے جانے والی کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اسے مثانی فرمایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے، اس کے پہلے نصف میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اور دوسرے نصف میں دعا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ سورت دومتبہ نازل ہوئی، پہلی بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں، اس لئے اسے مثانی یعنی بار بار نازل ہونے والی فرمایا گیا۔^(۴)

شفا اور قوتِ حافظہ کا وظیفہ

علامہ اسماعیل حقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”خواص القرآن میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب سورہ فاتحہ کو پاک برتن میں لکھا جائے اور پاک پانی سے اس لکھے ہوئے کو مٹایا جائے اور اس پانی سے مریض کا چہرہ دھویا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے شفا مل جائے گی۔ اور جب سورہ فاتحہ کو شیشے کے برتن میں مشک سے لکھا جائے اور عرقِ گلاب سے اس لکھے ہوئے کو مٹایا جائے اور وہ پانی ایسے گند ذہن کو سات دن تک پلایا جائے جسے کچھ یاد نہ رہتا ہو تو اس کی کند ذہنی ختم

①.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۸۷، ۱۵۸/۷.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الفاتحة، باب ما جاء في فاتحة الكتاب، ۱۶۳/۳، الحدیث: ۴۴۷۴.

③.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الحجر، ۸۶/۵، الحدیث: ۳۱۳۵.

④.....حلالین مع صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۸۷، ۱۰۵۰/۳، ۱۰۵۱.

ہو جائے گی اور جو سنے گا وہ اسے یاد ہو جائے گا۔^(۱)

لَا تَدْنَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَآ مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
وَإخْفُضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾

توجہ نہ کرنا ایمان: اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔

توجہ نہ کرنا عرفان: تم اپنی نگاہ اس مال و اسباب کی طرف نہ اٹھاؤ جس کے ذریعے ہم نے کافروں کی کئی قسموں کو فائدہ اٹھانے دیا ہے اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کیلئے اپنے بازو بچھا دو۔

﴿لَا تَدْنَنَّ عَيْنَيْكَ﴾: تم اپنی نگاہ نہ اٹھاؤ۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے انبیاء کے سردار! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾، ہم نے آپ کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن کے سامنے دنیا کی نعمتیں حقیر ہیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے مال و متاع سے مستغنی رہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ مختلف قسم کے کافروں کو دیا گیا۔^(۲)

علامہ محمد بن یوسف اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”دنیا کے مال و متاع کی طرف نظر کرنے کی ممانعت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کفار کے مال و دولت کی طرف تھی (تو اس سے منع کیا گیا بلکہ آپ ہمیشہ سے مال کفار سے مجتنب تھے تو اسی طرز عمل پر ثابت قدم رہنے کا فرمایا گیا ہے) اور اس آیت میں خطاب اگرچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن دنیا کے مال و متاع کی طرف نظر کرنے کی ممانعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ہے کیونکہ جسے قرآن کا علم دیا گیا تو اس کی نظر دنیا کی رنگینیوں کی طرف نہیں بلکہ قرآن میں غور و فکر کرنے، اس کے معانی سمجھنے اور اس میں دیئے گئے احکامات کی تعمیل کرنے کی طرف ہونی چاہئے۔^(۳)

۱..... روح البیان، المحجر، تحت الآیة: ۴۰۸۷/۴۸۸.

۲..... مدارک، المحجر، تحت الآیة: ۸۸، ص ۵۸۷، ملخصاً.

۳..... البحر المحیط، المحجر، تحت الآیة: ۸۸، ۴۵۲.

آیت ”لَا تَسْتَدْرِكُ عَيْنَيْكَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(1)..... مسلمان کو چاہیے کہ کافر اور کافر کے مال و متاع کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تم کسی بد عمل پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد وہ کس چیز سے ملے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اذیت دینے والی ایسی چیز یعنی جہنم کی آگ ہے جو فنا نہ ہوگی۔“ (1)

(2)..... اہل علم حضرات کو چاہئے کہ وہ مالداروں کے ساتھ اس طرح کا تعلق نہ رکھیں کہ جس سے مالداروں کی نظر میں ان کی حیثیت کم ہو اور مالدار انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھنا گوارا نہ کریں بلکہ خود کو ان کے مال و دولت سے بے نیاز رکھیں نیز قرآن پڑھ کر بھیک مانگنے والوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے طرز عمل پر غور کریں۔

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ﴾، آپ اس وجہ سے غمزدہ نہ ہوں کہ وہ ایمان نہیں لائے اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی پیروی کرنے والوں کی صف میں شامل نہیں ہوئے تاکہ ان کے ذریعے کمزور مسلمانوں کو کچھ قوت حاصل ہوتی۔ (2)

﴿وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ اور مسلمانوں کیلئے اپنے بازو بچھا دو۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ﴾، آپ مسلمانوں پر رحمت اور شفقت کرتے ہوئے ان کے سامنے تواضع فرمائیں اور ان پر اس طرح رحم فرمائیں جس طرح پرندہ اپنے بچوں پر اپنے پروں کو بچھا دیتا ہے۔ (3)

مسلمانوں پر نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی رحمت و شفقت

تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مسلمانوں پر رحمت و شفقت تو ایسی ہے کہ اس کے بارے میں خود

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

①..... شرح السنة، کتاب الرقاق، باب النظر الى من هو اسفل منه، ۳۲۴/۷.

②..... ابوسعود، الحجر، تحت الآية: ۸۸، ۲۳۸/۳.

③..... صاوی، الحجر، تحت الآية: ۸۸، ۱۰۵۱/۳.

تَوْجِبَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم
رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری
گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں
پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (1)

یہ تو قرآن مجید سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسلمانوں پر رحمت و شفقت کا بیان ہوا، اب مسلمانوں
پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و شفقت کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں
(1)..... امت کے کمزور، بیمار اور کام کاج کرنے والے لوگوں کی مشقت کے پیش نظر عشاء کی نماز کو تہائی رات تک
مؤخر نہ فرمایا۔

(2)..... کمزور اور بیمار لوگوں اور بچوں کا لحاظ کرتے ہوئے نماز کی قراءت کو زیادہ لمبانا کرنے کا حکم دیا۔

(3)..... رات کے نوافل پر پیشگی نہ فرمائی تاکہ یہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔

(4)..... امت کے مشقت میں پڑ جانے کی وجہ سے انہیں صوم وصال کے روزے رکھنے سے منع کر دیا۔

(5)..... امت کی مشقت کی وجہ سے ہر سال حج کو فرض نہ فرمایا۔

(6)..... مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے طواف کے تین چکروں میں رمل کا حکم دیا تمام چکروں میں نہیں دیا۔

(7)..... تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پوری پوری رات جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور امت کی
مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ و زاری فرماتے رہتے، یہاں تک کہ کھڑے کھڑے
اکثر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

وَقُلْ إِنِّي آتَاكَ بِمُبِينٍ ۝٨٩ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِبِينَ ۝٩٠ الَّذِينَ
جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝٩١

توجہ کنز الایمان: اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈرسانے والا۔ جیسا ہم نے بانٹنے والوں پر اتارا۔ جنہوں نے کلامِ الہی کو تکتے بوٹی کر لیا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تم فرماؤ کہ میں ہی صاف ڈرسانے والا ہوں۔ جیسا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اتارا۔ جنہوں نے کلامِ الہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

﴿وَقُلْ: اور تم فرماؤ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مشرکین سے فرمادیں کہ میں ہی عذاب کا صاف ڈرسانے والا ہوں کہ سرکشی میں تمہاری زیادتی کی وجہ سے کہیں تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا اللہ تعالیٰ نے تقسیم کرنے والوں پر نازل کیا۔^(۱)

﴿الَّذِیْنَ: جنہوں نے﴾ تقسیم کرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ تقسیم کرنے والوں سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں، کیونکہ انہوں نے قرآن پاک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا یعنی قرآن کریم کا جو حصہ اُن کی کتابوں کے موافق تھا وہ اس پر ایمان لائے اور باقی کے منکر ہو گئے۔

(۲)..... حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ابن سائب کا قول ہے کہ بانٹنے والوں سے کفار قریش مراد ہیں، ان میں سے بعض کفار قرآن کو جادو، بعض کہانت اور بعض افسانہ کہتے تھے، اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے بارے میں اپنے اقوال تقسیم کر رکھے تھے۔

(۳)..... ایک قول یہ ہے کہ بانٹنے والوں سے وہ بارہ اشخاص مراد ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ کے راستوں پر مقرر کیا تھا، حج کے زمانے میں ہر راستہ پر ان میں سے ایک ایک شخص بیٹھ جاتا تھا اور وہ آنے والوں کو بہکانے اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منحرف کرنے کے لئے ایک ایک بات مقرر کر لیتا تھا کہ کوئی آنے والوں سے یہ کہتا تھا ”اُن کی باتوں میں نہ آنا کہ وہ جادو گر ہیں، کوئی کہتا وہ کذاب ہیں، کوئی کہتا وہ مجنون ہیں، کوئی کہتا وہ کاہن ہیں، کوئی کہتا وہ شاعر ہیں۔ یہ سن کر لوگ جب خانہ کعبہ کے دروازے پر آتے تو وہاں ولید بن مغیرہ بیٹھا رہتا، اس سے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ

①..... تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: ۸۹-۹۰، ۵۴۳/۷.

وَالِهٖ وَسَلَّمَ كاحال دریافت کرتے اور کہتے کہ ہم نے مکہ مکرمہ آتے ہوئے شہر کے کنارے اُن کی نسبت ایسا سنا۔ وہ کہہ دیتا کہ ٹھیک سنا۔ اس طرح مخلوق کو بہکاتے اور گمراہ کرتے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔^(۱)

عذاب کی تشبیہ سے متعلق ایک اعتراض کا جواب

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس مقام پر ایک اعتراض قائم کر کے اس کا جواب دیا ہے، وہ اعتراض یہ ہے کہ جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسے کسی ایسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینی چاہئے کہ جو واقع ہو چکی ہو تاکہ اس کے ذریعے نصیحت حاصل ہو حالانکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک تو تقسیم کرنے والوں پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تھا۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں ”یہاں عذاب کو اس چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کا واقع ہونا یقینی تھا تو یہ گویا کہ ایسے ہے جیسے واقع ہو گیا اور غزوہ بدر کے دن اس کا وقوع ہو گیا تھا لہذا یہاں تقسیم کرنے والوں کے عذاب کے ساتھ اس عذاب کو تشبیہ دینا درست ہے جس سے ڈرایا گیا ہے۔“^(۲)

فَوَرَبِّكَ لَنَسُكَنَّهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩١﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔ اُس کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔

﴿فَوَرَبِّكَ: تو تمہارے رب کی قسم﴾۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے رب غَزُوْ جَلَّی کی قسم! ہم قیامت کے دن مُقْتَسِمِیْنَ سے ان کے اس عمل اور دیگر تمام گناہوں کے بارے میں ضرور پوچھیں گے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے رب غَزُوْ جَلَّی کی قسم! ہم قیامت کے دن تمام مُکَلَّفِیْنَ سے ان کے ایمان، کفر اور دیگر تمام اعمال کے بارے میں پوچھیں گے۔^(۳)

①.....خازن، الحجر، تحت الآیة: ۹۰، ۱۰۹/۳-۱۱۰، مدارك، الحجر، تحت الآیة: ۹۱، ص ۵۸۷، خزائن العرفان، الحجر، تحت الآیة: ۹۱، ص ۴۹۸، ملتقطاً۔

②.....صاوی، الحجر، تحت الآیة: ۹۰، ۱۰۵۱/۳، ملخصاً۔

③.....تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیة: ۹۲، ۱۶۴/۷، ملخصاً۔

فَاُصْدَعُ بِمَاتُوْ مَرَوْا عَرْضَ عَنِ الْمَشْرِكِيْنَ ﴿٩٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

ترجمہ کنزالعرفان: پس وہ بات علانیہ کہہ دو جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

﴿فَاُصْدَعُ بِمَاتُوْ مَرَوْا﴾: پس وہ بات علانیہ کہہ دو جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ ﴿﴾ اس آیت میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رسالت کی تبلیغ اور اسلام کی دعوت کے اظہار کا حکم دیا گیا۔ عبد اللہ بن عبیدہ کا قول ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت تک دعوتِ اسلام اعلان کے ساتھ نہیں کی جاتی تھی۔^(۱)

اسلام کی دعوت دینے کے مراحل

اعلانِ نبوت کے بعد تین برس تک حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انتہائی پوشیدہ طور پر اور نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغِ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ تین برس کی اس خفیہ دعوتِ اسلام میں مردوں اور عورتوں کی ایک تعداد اسلام قبول کر کے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہو گئی۔^(۲) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سورہ شعراء کی آیت ”وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ“ نازل فرمائی اور حکم دیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرائیے۔ چنانچہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر قبیلہ قریش کو پکارا۔ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں! ہاں! ہم یقیناً آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات کا یقین کر

①.....حازن، الحجر، تحت الآية: ٩٤، ١١٠/٣.

②.....المواہب، ذکر اول من آمن باللہ ورسولہ، ٤٥٥/١-٤٥٥، ٤٦٠-٤٦١، ملخصاً.

لیں گے کیونکہ ہم نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہمیشہ سچا (اور امین) ہی پایا ہے۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو عذابِ الہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اتر پڑے گا۔“ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چچا ابولہب بھی تھا، سخت ناراض ہوا اور سب کے سب چلے گئے اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں اول فoul بکنے لگے۔ (1)

اب وہ وقت آ گیا کہ اعلانِ نبوت کے چوتھے سال سورہ حجج کی آیت ”فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ“ نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ اے حبیب! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علانیہ طور پر دینِ اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے اور تمام قریش (بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب) آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ (2)

﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنا دین ظاہر کرنے اور اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی رسالت کی تبلیغ کرنے پر مشرکوں کی طرف سے ملامت کرنے کی پروا نہ کریں اور ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور ان کے استہزاء کا غم نہ کریں۔ (3)

إِنَّا كَفَيْتُكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ج

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ان ہنسنے والوں کے مقابلے ہم تمہیں کافی ہوں گے۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے

1.....بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، باب ولا تخزنی یوم یبعثون، ۲۹۴/۳، الحدیث: ۴۷۷۰.

2.....المواہب، ذکر اول من آمن باللہ ورسولہ، ۴۶۱/۱-۴۶۲.

3.....حازن، الحجر، تحت الآیة: ۹۴، ۱۱۰/۳.

ہیں تو عنقریب جان جائیں گے۔

﴿إِنَّا كَفَيْتُكَ: بیشک ہم تمہیں کافی ہوں گے۔﴾ کفارِ قریش کے پانچ سردار (1) عاص بن وائل سہمی (2) اسود بن مُطَلَب (3) اسود بن عبد یغوث (4) حارث بن قیس اور ان سب کا افسر (5) ولید بن مغیرہ مخزومی، یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ایذا دیتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے، اسود بن مُطَلَب کے خلاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یارب! عَزَّ وَجَلَّ، اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن اور مذاق کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے قدموں کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شردفع کروں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے، ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا تو اس کے تہہ بند میں ایک تیر کی نوک چبھ گئی، لیکن اُس نے تکبر کی وجہ سے اس کو نکالنے کے لئے سر نہ بچا نہ کیا، اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص بن وائل کے پاؤں میں کاشا لگا اور نظر نہ آیا، اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے قتل کیا، اور اسود بن عبد یغوث کو ایک بیماری اِسْتِسْقَاء لگ گئی، کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہنچانا اور نکال دیا، اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے رب عَزَّ وَجَلَّ نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، وہ اسی میں ہلاک ہو گیا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔⁽¹⁾

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٠﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩١﴾

1.....حازن، الحجر، تحت الآية: ۹۵، ۱۱۱/۳، بغوی، الحجر، تحت الآية: ۹۵، ۴۸/۳-۴۹، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو۔ تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ: اور بیشک ہمیں معلوم ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بیشک ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی قوم کے مشرکوں کا آپ کو جھٹلانے، آپ کا اور قرآن کا مذاق اڑانے کی وجہ سے آپ کو ملال ہوتا ہے، تو آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں کیونکہ اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والوں کے لئے تسبیح اور عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔^(۱)

غم کا بہترین علاج

اس سے معلوم ہوا کہ غمگین شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے غم دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے اور اس کی عبادت کرنے میں مشغول ہو جائے، اس سے اِنْ شَاءَ اللہُ اس کا غم دور ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے، حضرت حذیفہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں ’جب رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔^(۲)

اور حضرت ابو درداء رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں: جس نے صبح اور شام سات مرتبہ یہ کہا ”حَسْبِيَ اللہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“ تو اللہ تعالیٰ اس چیز میں اسے کافی ہوگا جس کا اس نے ارادہ کیا۔^(۳)

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

①.....تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: ۹۷-۹۸، ۵۵۳/۷، مدارك، الحجر، تحت الآیة: ۹۷-۹۸، ص ۵۸۸، ملقطاً.

②.....ابوداؤد، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل، ۵۲/۲، الحدیث: ۱۳۱۹.

③.....ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح، ۴۱۶/۴، الحدیث: ۵۰۸۱.

ترجمہ کنز العرفان: اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تمہیں موت آجائے۔

﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ﴾ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جب تک موت آپ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہو جاتی اس وقت تک آپ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت میں مصروف رہیں۔^(۱)

کوئی بندہ عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا

اس سے معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا اولیٰ بن جائے وہ عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو آخری دم تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا، تو ہم کیا چیز ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے آپ کو بڑے بلند مقام و مرتبہ پر فائز سمجھ کر عبادت کے معاملے میں خود کو بے نیاز جانتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کہیں شیطان کے خفیہ اور خطرناک وار کا شکار تو نہیں ہو گئے کیونکہ شیطان نے ایسے واروں کے ذریعے بڑے بڑے مشائخ کو گمراہ کیا ہے اور اسی وار کے ذریعے اس نے ولیوں کے سردار، حضور غوثِ پاک، شیخ عبدالقادر جیلانی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کو بھی بہکانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ حضرت شیخ ابونصر موسیٰ بن شیخ عبدالقادر جیلانی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ارشاد فرمایا: میں اپنے ایک سفر میں صحرا کی طرف نکلا اور چند دن وہاں ٹھہرا مگر مجھے پانی نہیں ملتا تھا، جب مجھے پیاس کی سختی محسوس ہوئی تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا اور اُس میں سے مجھ پر بارش کے مشابہ ایک چیز گری، میں اس سے سیراب ہو گیا، پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا اور ایک شکل ظاہر ہوئی جس سے میں نے ایک آواز سنی: اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں اور میں نے تم پر حرام چیزیں حلال کر دی ہیں، تو میں نے اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر کہا ”اے شیطان لعین! دور ہو جا۔ تو روشن کنارہ اندھیرے میں بدل گیا اور وہ شکل دھواں بن گئی، پھر اس نے مجھ سے کہا: اے عبدالقادر! تم مجھ سے اپنے علم، اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے حکم اور اپنے مراتب کے سلسلے میں سمجھ بوجھ کے ذریعے نجات پا گئے اور میں نے ایسے 70 مشائخ کو گمراہ کر دیا۔ میں نے کہا ”یہ صرف میرے رب عَزَّ وَجَلَّ کا فضل و احسان ہے۔ شیخ ابونصر موسیٰ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے دریافت کیا گیا، آپ نے کس طرح جانا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ارشاد فرمایا ”اُس کی اس بات سے کہ بے شک میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔“^(۲)

①.....خازن، الحجر، تحت الآية: ۹۹، ۱۱۲/۳.

②.....بہجة الاسرار، ذکر شیء من اجوبته مما يدل على قدم راسخ في علوم الحقائق، ص ۲۲۸.

سُورَةُ النَّحْلِ

سورہ نحل کا تعارف

مقام نزول

سورہ نحل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے، البتہ آیت ”فَعَاقِبُوا بَيْتًا مَّا عَوْقِبْتُمْ بِهِ“ سے لے کر سورت کے آخر تک جو آیات ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں، نیز اس بارے میں اور اقوال بھی ہیں۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 16 رکوع، 128 آیتیں، 2840 کلمے اور 7707 حروف ہیں۔^(۲)

دُخْل، نام رکھنے کی وجہ

عربی میں شہد کی مکھی کو ”دُخْل“ کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر 68 میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کا ذکر فرمایا اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورہ نحل“ رکھا گیا۔

سورہ نحل سے متعلق روایات

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی سورہ نحل میں ایک آیت ہے جو کہ

تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے اور وہ یہ آیت ہے

تَرْجِبُهُ كُنُزُ الْعِرْفَانِ: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي

داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور

الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت

يَعْظُمَ لَعْنَتِكُمْ تَذَكَّرُونَ^(۳)

حاصل کرو۔^(۴)

۱..... حازن، تفسیر سورة النحل، ۱۱۲/۳.

۲..... حازن، تفسیر سورة النحل، ۱۱۲/۳.

۳..... معجم الکبیر، عبد اللہ بن مسعود الہدلی، ۱۳۲/۹، الحدیث: ۸۶۵۸.

۴..... نحل: ۹۰.

(2)..... مروی ہے کہ (جب) حضرت ہریم بن حکیمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان) سے لوگوں نے عرض کی: آپ کوئی وصیت فرمادیجئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں تمہیں سورہ نحل کی اس آیت ”أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ“ سے لے کر سورت کے آخر تک (بیان کی گئی باتوں) کی وصیت کرتا ہوں۔⁽¹⁾

سورہ نحل کے مضامین

اس سورت مبارکہ کی بہت پیاری خصوصیت یہ ہے اس میں بڑی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، حکمت اور وحدانیت پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ اگر کثرت سے اس سورت کو سمجھ کر پڑھا جائے تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا اضافہ ہوتا ہے۔ نیز اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان بہت کثرت کے ساتھ ہے، اگر ان نعمتوں کے بارے میں بار بار غور کریں تو دل میں شکرِ الہی کا جذبہ بیدار ہوگا اور محبتِ الہی میں اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

- (1)..... جانوروں سے حاصل ہونے والے فوائد بیان کئے گئے۔
- (2)..... جنہوں نے دنیا میں نیک کام کئے انہی کے لئے آخرت کی بھلائی ہے۔
- (3)..... فرشتے کفار کی جان کس طرح نکالتے ہیں اور متقی مسلمانوں کی جان کس طرح نکالتے ہیں۔
- (4)..... نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو اُذِيَّتِ دینے والے کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا۔
- (5)..... بیٹی کی ولادت پر کفار کا طرزِ عمل بیان کیا گیا۔
- (6)..... حشر کے میدان میں کفار کی بری حالت ذکر کی گئی۔
- (7)..... عہد پورا کرنے اور قسمیں نہ توڑنے کا حکم دیا گیا۔
- (8)..... قرآن پاک کے بارے میں کفار کے شبہات کا رد کیا گیا۔
- (9)..... حالتِ اِکْرَاهِ میں کفر کہنے والے کا حکم بیان کیا گیا۔
- (10)..... اپنی طرف سے چیزوں کو حلال یا حرام کہہ کر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔

①..... دارمی، کتاب الوصایا، باب فضل الوصیة، ۴۹۶/۲، روایت نمبر: ۳۱۷۹۔

(11)..... حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائی گئی۔

(12)..... نیکی کی دعوت دینے کے انتہائی اہم اصول بیان کئے گئے۔

سورہ حجر کے ساتھ مناسبت

سورہ نحل کی اپنے سے ما قبل سورت ”حجر“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ حجر کی آیت نمبر 92 میں فرمایا گیا

فَوَسِّرْ لَكَ لِنَسَلْتَهُمْ أَجْمَعِينَ
تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْعِرْفَانِ: تو تمہارے رب کی قسم، ہم ضرور ان سب
سے پوچھیں گے۔“

اس سے قیامت کے دن لوگوں کا جمع ہونا اور ان سے ان کے دنیوی اعمال کے بارے سوال کیا جانا ثابت ہوا۔

اسی طرح آیت نمبر 99 میں فرمایا گیا

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ
تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْعِرْفَانِ: اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ
تمہیں موت آجائے۔“

یہ آیت موت کے ذکر پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں آیات کی سورہ نحل کی پہلی آیت سے مناسبت ہے کہ

اس میں بھی قیامت قائم ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْإِيمَانِ: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔

تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْعِرْفَانِ: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

أَتَىٰ أَمْرَ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ①

تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْإِيمَانِ: اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شریکوں سے۔

ترجیہ کنز العرفان: اللہ کا حکم قریب آ گیا تو تم اس کو جلدی طلب نہ کرو، (اللہ) ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿أَتَىٰ أَمْرَ اللَّهِ: اللہ کا حکم آ گیا۔﴾ شان نزول: جب کفار نے تکذیب اور استہزاء کے طور پر اس عذاب کے نازل ہونے اور قیامت قائم ہونے کی جلدی کی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ کچھ دور نہیں بلکہ بہت ہی قریب ہے اور اپنے وقت پر یقیناً واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو تمہیں اس سے چھٹکارے کی کوئی راہ نہ ملے گی۔^(۱)

قیامت قریب ہے

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا پھر انہیں دراز کر دیا۔“^(۲)

ایک اور روایت میں ہے، تاجدار رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میں قیامت کے بالکل قریب بھیجا گیا ہوں، تو مجھے قیامت سے صرف اتنی سبقت حاصل ہے جتنی اس انگلی یعنی درمیانی انگلی کو شہادت کی انگلی پر حاصل ہے۔“^(۳)

﴿سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ: (اللہ) ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔﴾ کافروں نے کہا ”اے محمد! (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) آپ نے جو یہ بات کہی کہ دنیا یا آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دینے کا حکم نازل فرمایا ہے، چلیں ہم نے اس بات کو مان لیا لیکن جن بتوں کی ہم عبادت کر رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر دیں گے تو ان بتوں کی شفاعت کی وجہ سے ہمیں عذاب سے نجات مل جائے گی، ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔“^(۴)

①..... روح البیان، النحل، تحت الآية: ۱، ۲/۵، ملخصاً.

②..... خازن، النحل، تحت الآية: ۱، ۱۱۲/۳، بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: بعثت انا والساعة كهاتين، ۲۴۸/۴، الحدیث: ۶۵۰۳.

③..... ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: بعثت انا والساعة كهاتين... الخ، ۹۱/۴، الحدیث: ۲۲۲۰.

④..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۱، ۱۶۸/۷.

يُنزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ
أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے کہ ڈرناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اس پر فرشتوں کو اپنے حکم سے روح یعنی وحی کے ساتھ نازل فرماتا ہے کہ تم ڈرناؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ سے ڈرو۔

﴿يُنزِّلُ الْمَلَائِكَةَ﴾ اللہ فرشتوں کو نازل فرماتا ہے۔ ﴿عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ﴾ اس آیت میں ملائکہ سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، ان کی تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ ”ملائکہ“ ذکر فرمایا گیا اور روح سے مراد وحی ہے۔ وحی کو روح اس لئے فرمایا گیا کہ جس طرح روح کے ذریعے جسم زندہ ہوتا ہے اور روح نہ ہو تو جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح وحی کے ذریعے دل زندہ ہوتا ہے اور اسی سے ابدی سعادت کا پتہ چلتا ہے اور جو دل وحی سے دور ہو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔^(۱)

بعض مفسرین کا قول ہے کہ ملائکہ سے حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ آنے والے وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی کی حفاظت پر مامور ہیں۔^(۲) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے جن بندوں کو نبوت، رسالت اور مخلوق کی طرف وحی کی تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا ہے ان پر وحی کے ساتھ فرشتوں کو نازل فرماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو میرا انکار کرنے اور عبادت کے لائق ہونے میں بتوں کو میرا شریک ٹھہرانے پر میرے قہر و غضب سے ڈرائیں۔“^(۳)

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ تَعَلَّىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۲﴾

①.....جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۲، ۱۰۵۶/۳.

②.....ابوسعود، النحل، تحت الآية: ۲، ۲۴۴/۳.

③.....خازن، النحل، تحت الآية: ۲، ۱۱۲۳-۱۱۳، تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۲، ۵۵۷/۷-۵۵۸، ملتقطاً.

توجیہ کنزالایمان: اس نے آسمان اور زمین بجا بنائے وہ ان کے شرک سے برتر ہے۔

توجیہ کنزالعرفان: اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا۔ وہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔

﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾: اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور اپنے معبود ہونے پر بطور دلیل ان چیزوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جنہیں پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں۔ (۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تمہارے رب غَزَّوَجَلَّ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت و مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے باطل اور بیکار نہیں بنایا اور وہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے میں یکتا ہے، انہیں عدم سے وجود میں لانے میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی انہیں پیدا کرنے پر کسی نے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شریک کہاں سے آگیا؟ اے لوگو! تمہارا رب غَزَّوَجَلَّ تمہارے شرک اور تمہارے اس دعوے کے ”اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں“ سے بلند و بالا ہے اور اس کی شان اتنی بلند ہے کہ کوئی اس کا مثل، شریک یا مددگار ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲)

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۲﴾

توجیہ کنزالایمان: آدمی کو ایک تھری بوند سے بنایا تو جہمی کھلا جھگڑا ہو۔

توجیہ کنزالعرفان: اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر (بھی) وہ کھلم کھلا جھگڑنے والا بن گیا۔

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ﴾: اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت پر ایک اور دلیل ذکر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا، جس میں نہ جس ہوتی ہے نہ حرکت اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ناپاک قطرے سے عجیب و غریب مخلوق بنائی، ماں کے پیٹ میں اس قطرے کو مختلف شکلوں میں ڈھالتا رہا، پھر اس کی تخلیق پوری کرنے اور اس میں روح پھونکنے کے بعد اسے دنیا کی روشنی میں لے کر آیا، اسے غذا اور رزق دیا اور اس کی پرورش کرتا رہا، حتیٰ کہ جب وہ اپنے قدموں پر چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے اپنے رب غَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں

①.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۳، ص ۵۸۹.

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۳، ۵۵۹/۷، روح البیان، النحل، تحت الآية: ۳، ۶/۵، ملقطاً.

کی ناشکری کی اور اپنے پیدا کرنے والے کو ماننے سے انکار کر دیا اور ان بتوں کی عبادت کرنے میں مصروف ہو گیا جو اسے نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور یہ کہنے لگا کہ ”مَنْ يُعْبِدِ الْعِظَامَ وَهِيَ مَرَامِيمٌ“، یعنی ایسا کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کر دے جبکہ وہ بالکل گلی ہوئی ہوں۔ جبکہ وہ اس ہستی کو بھول گیا جس نے اسے گندے قطرے سے ایسی حسین شکل عطا کی تھی۔ (1)

شانِ نزول: یہ آیت اُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی، یہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا، ایک مرتبہ کسی مردے کی گلی ہوئی ہڈی اٹھالایا اور سر کا ردو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے کہنے لگا ”آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو زندگی دے گا! اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (2) اور نہایت نفیس جواب دیا گیا کہ ہڈی تو کچھ نہ کچھ عُضْو اور شکل رکھتی بھی ہے، اللہ تعالیٰ تو منی کے ایک چھوٹے سے بے حس و حرکت قطرے سے تجھ جیسا جھگڑا انسان پیدا کر دیتا ہے، یہ دیکھ کر بھی تو اس کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔ علامہ صاوی ذَمَمَةُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں اُبی بن خلف کا رد ہے اور ہر اس شخص کا بھی رد ہے جو اُبی بن خلف کے طریقے کو اپنائے ہوئے ہے۔“ (3)

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ⑤

ترجمہ کنزالایمان: اور چوپائے پیدا کیے ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے جانور پیدا کئے، ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور بہت سے فائدے ہیں اور ان سے تم (غذا بھی) کھاتے ہو۔

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا﴾ اور اس نے جانور پیدا کئے۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا اور اس کے بعد انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا جبکہ اس آیت اور اس کے بعد والی چند آیات میں ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن سے انسان اپنی تمام ضروریات میں نفع اٹھاتے ہیں اور چونکہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت کھانا اور لباس ہے کیونکہ ان سے بدن انسانی تقویّت اور حفاظت حاصل کرتا ہے اس لئے سب سے پہلے ان جانوروں کا ذکر کیا گیا جن سے یہ فوائد

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۴، ۵۵۹/۷، بیضاوی، النحل، تحت الآیة: ۴، ۳۸۶/۳، ملتقطاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۴، ۱۱۳/۳.

③.....صاوی، النحل، تحت الآیة: ۴، ۱۰۵۶/۳.

حاصل ہوتے ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ، گائے اور بکریاں وغیرہ جانور پیدا کئے، ان کی کھالوں اور اُون سے تمہارے لیے گرم لباس تیار ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی ان جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں جیسے تم ان کی نسل سے دولت بڑھاتے ہو، اُن کے دودھ پیتے ہو، اُن پر سواری کرتے ہو اور تم ان کا گوشت بھی کھاتے ہو۔^(۱)

وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا ان میں تجل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے لئے ان میں زینت ہے جب تم انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کیلئے چھوڑتے ہو۔

﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ﴾ اور تمہارے لئے ان میں زینت ہے۔ یعنی جب تم ان جانوروں کو شام کے وقت چراگا ہوں سے واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت انہیں چرنے کے لئے چھوڑتے ہو تو اس وقت ان جانوروں کی کثرت اور بناوٹ دیکھ کر تمہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں تمہاری عزت، وجاہت اور مقام و مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔^(۲) جیسے ہمارے زمانے میں صبح کسی کے گھر سے اعلیٰ درجے کی گاڑی نکلے اور شام کو واپس آئے تو لوگوں کی نظر میں اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔

وَتَحِبُّ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَدَنِكُمْ تَكُونُوا بِالْبَغْيِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۝۲
رَبِّكُمْ لَرَأَوْفٌ رَّحِيمٌ ۝۳

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۵، ۱۱۳/۳.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۶، ۱۱۴/۳، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جانور تمہارے بوجھاٹھا کرایسے شہر تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے، بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔

﴿وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ﴾: اور وہ جانور تمہارے بوجھاٹھا کر لے جاتے ہیں۔ یعنی وہ جانور تمہارا سامان اور سفر کے دوران کام آنے والے آلات اس شہر تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے، بیشک تمہارا رب نہایت مہربان، رحم والا ہے کہ اس نے تمہارے لئے نفع دینے والی چیزیں پیدا کی ہیں۔^(۱)

جانور پر سواری کرنا اور بوجھ لادنا جائز ہے

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ جانوروں پر سواری کرنا اور ان پر سامان لادنا جائز ہے البتہ جتنی ان میں بوجھ برداشت کرنے کی قوت ہو اسی حساب سے ان پر سامان لادا جائے۔“^(۲)

جانوروں سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیمات

کثیر احادیث میں جانوروں کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آنے، ان کے لئے آسانی کرنے اور ان کے دانہ پانی کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جب تم سرسبزی کے زمانے میں سفر کرو تو زمین سے اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب تم خشکی کے سال میں سفر کرو تو زمین سے جلدی گزرو (تاکہ اونٹ کمزور نہ ہو جائیں) اور جب تم رات کے وقت آرام کے لئے اترو تو راستے سے الگ اترو کیونکہ وہ جانوروں کے راستے اور رات میں کیڑے مکوڑوں کے ٹھکانے ہیں۔“^(۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیت اگاتا ہے، اس سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کچھ کھالیں تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔“^(۴)

حضرت سہل بن حنظل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ایک ایسے

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۷، ۱۱۴/۳.

②.....قرطبی، النحل، تحت الآية: ۷، ۵۴/۵، الجزء العاشر.

③.....مسلم، کتاب الامارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير... الخ، ص ۱۰۶۳، الحديث: ۱۷۸ (۱۹۲۶).

④.....بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب فضل الزرع والغرس اذا اكل منه، ۸۵/۲، الحديث: ۲۳۲۰.

اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ پیٹ سے مل گئی تھی تو ارشاد فرمایا ”ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو، ان پر اچھی طرح سوار ہوا کرو اور انہیں اچھی طرح کھلایا کرو۔“ (1)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے (جانوروں کے) چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا۔ مزید فرماتے ہیں، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغایا گیا تھا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے اسے داغا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“ (2)

حضرت مسیب بن دارم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”میں نے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شتر بان کو مارا اور اس سے فرمایا ”تم نے اپنے اونٹ پر اس کی طاقت سے زیادہ سامان کیوں لاوا ہے؟“ (3)

وَالْحَيْلُ وَالْبُعَالُ وَالْحَمِيرُ لَتَرْكِبُوها وَزِينَةٌ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (اس نے) گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تاکہ تم ان پر سوار ہو اور یہ تمہارے لئے زینت ہے اور (ابھی مزید) ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم جانتے نہیں۔

﴿وَالْحَيْلُ وَالْبُعَالُ﴾ اور گھوڑے اور خچر۔ ﴿لَتَرْكِبُوها﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے بھی تمہارے نفع کے لئے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور ان میں تمہارے لئے سواری اور دیگر جو فوائد ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ تمہارے لئے زینت ہیں۔ (4)

①.....ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم، ۳۲/۳، الحدیث: ۲۵۴۸.

②.....مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النهی عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ص ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، الحدیث: ۱۰۶ (۲۱۱۶)، ۱۰۷ (۲۱۱۷).

③.....الطبقات الكبرى لابن سعد، تسمية من نزل البصرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن كان بعدهم... الخ، الطبقة الاولى من الفقهاء المحققين... الخ، المسيب بن دارم، ۹۱/۷.

④.....تفسير طبری، النحل، تحت الآية: ۵، ۵۶۲/۷.

اللہ تعالیٰ کی رحمت

علماء فرماتے ہیں ”ہمیں اونٹ، گائے، بکری، گھوڑا اور خچر وغیرہ جانوروں کا مالک بنا دینا، انہیں ہمارے لئے نرم کر دینا، ان جانوروں کو اپنا تابع کرنا اور ان سے نفع اٹھانا ہمارے لئے مباح کر دینا اللہ تعالیٰ کی ہم پر رحمت ہے۔“^(۱)

﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ اور (ابھی مزید) ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم جانتے نہیں۔ یعنی جانوروں کی جو اقسام تمہارے سامنے بیان کی گئیں ان کے علاوہ ابھی مزید ایسی عجیب و غریب چیزیں اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا جن کی حقیقت اور پیدائش کی کیفیت تم نہیں جانتے۔^(۲) اس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جو آدمی کے فائدے، راحت و آرام اور آسائش کے کام آتی ہیں اور وہ اس وقت تک موجود نہیں ہوئی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ بحری جہاز، ریل گاڑیاں، کاریں، بسیں، ہوائی جہاز اور اس طرح کی ہزاروں، لاکھوں سائنسی ایجادات۔ اور ابھی آئندہ زمانے میں نہ جانے کیا کیا ایجاد ہوگا لیکن جو بھی ایجاد ہوگا وہ اس آیت میں داخل ہوگا۔

وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ط وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ٩

ترجمہ کنزالایمان: اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور درمیان کا سیدھا راستہ (دکھانا) اللہ کے ذمہ کرم پر ہی ہے اور ان راستوں میں سے کوئی ٹیڑھا راستہ بھی ہے اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیدیتا۔

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ اور درمیان کا سیدھا راستہ (دکھانا) اللہ کے ذمہ کرم پر ہی ہے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر سیدھے راستے کو بیان کرنا اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے، یہ اس کا فضل اور احسان ہے لہذا جو ہدایت حاصل کرے گا تو وہ اپنے فائدے کیلئے کرے گا اور جو گمراہ ہوگا تو گمراہی کا نقصان بھی اسی کو ہے۔^(۳) نیز سیدھا راستہ وہی ہے جو اللہ تک پہنچانے والا ہو۔

①.....قرطبی، النحل، تحت الآیة: ۸، ۵۵/۵، الجزء العاشر.

②.....ابو سعود، النحل، تحت الآیة: ۸، ۲۴۷/۳، جلالین، النحل، تحت الآیة: ۸، ص ۲۱۶، ملقطاً.

③.....صاوی، النحل، تحت الآیة: ۹، ۱۰۵۸/۳، تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۹، ۵۶۴/۷، ملقطاً.

﴿وَمِنْهَا جَآئِزٌ﴾: اور ان راستوں میں سے کوئی ٹیڑھا راستہ بھی ہے۔ یعنی ان راستوں میں سے کچھ راستے ایسے ہیں جو صراطِ مستقیم سے مُخَرَف ہیں اور ان پر چلنے والا منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ کفر اور گمراہی کی تمام راہیں جیسے یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت وغیرہ یونہی اپنی خواہشات سے نئے نئے مسلک بنانے والے سب اس میں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ”قَصْدُ السَّبِيلِ“ سے مراد دینِ اسلام اور اہلسنت والجماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم، حسنِ اعتقاد اور اچھے اعمال پر استقامت عطا فرمائے اور کفر، گمراہی اور بد مذہبی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (۱)

﴿وَلَوْ شَاءَ لَهَدَلَكُمْ أَجْمَعِينَ﴾: اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیدیتا۔ یعنی اگر اللہ عزوجل چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستے تک پہنچا دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے یہ بات جانتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنت میں جانے کے قابل ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو جہنم میں جانے کے لائق ہیں لہذا سب کو ہدایت نصیب نہ ہوگی۔ (۲)

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجْرٌ فِيهِ تُسِيُونَ ۝۱۰ يُبْتِغِي لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے پڑتے ہو۔ اس پانی سے تمہارے لیے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بیٹیک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا، اس سے تمہارا پینا ہے اور اسی سے درخت (اگتے) ہیں جن سے تم (جانور) چراتے ہو۔ اس پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے،

۱..... روح البیان، النحل، تحت الآية: ۹، ۱۳/۵.

۲..... صاوی، النحل، تحت الآية: ۹، ۱۰۵۸/۳.

بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً: وَهُوَ هِيَ حَسْبُ نَبَاتِ السَّمَاءِ﴾ اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان احسانات کا ذکر فرمایا جو خاص انسانوں پر فرمائے اور اس آیت میں ان نعمتوں کو بیان فرمایا ہے کہ جو صرف انسانوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام حیوانات کے لئے بھی ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا جو پینے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس سے نباتات اگتی ہیں جن سے تمام جانور نفع اٹھاتے ہیں۔^(۱)

﴿يُثَبِّتُ لَكُمْ بِهِ الرِّزْقَ:﴾ اس پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اگاتا ہے۔ جس طرح سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حیوانات کا تفصیلی اور اجمالی طور پر ذکر فرمایا اسی طرح اس آیت میں پھلوں کا تفصیلی اور اجمالی دونوں طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت میں چار اجناس کا صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا (۱) کھیتی۔ اس سے مراد وہ دانہ ہے جس سے غذا حاصل کی جاتی ہے جیسے گندم، جَو اور ان جیسی دوسری چیزیں کیونکہ ان سے بدن انسانی تقویت پاتا ہے۔ (۲) زیتون۔ یہ سالن اور تیل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہ پھل برکت والا بھی ہے۔ (۳) کھجور۔ اس پھل میں غذائیت ہے اور یہ میوہ ہے۔ (۴) انگور۔ یہ غذائیت اور میوہ ہونے میں کھجور کی طرح ہے۔ اس کے بعد ”وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ“ فرمایا کہ تمام پھلوں کا اجمالی طور پر ذکر کر دیا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور مخلوق پر اس کے انعامات سے آگاہ ہوں۔^(۲)

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ:﴾ بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانی ہے۔ یعنی پانی نازل کرنے اور اس سے طرح طرح کی اجناس پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے کمال علم، قدرت، حکمت اور صرف اسی کے معبود ہونے پر دلالت کرنے والی بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اس کی صنعتوں میں غور و فکر کر کے ایمان قبول کر لیتے ہیں۔^(۳)

وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنَّجْمُ مُسَخَّرَاتٌ

بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۱۲﴾

①..... صاوی، النحل، تحت الآية: ۱۰، ۱۰۵۸/۳.

②..... خازن، النحل، تحت الآية: ۱۱، ۱۱۵/۳، ملخصاً.

③..... روح البيان، النحل، تحت الآية: ۱۱، ۱۶/۵، جلالین، النحل، تحت الآية: ۱۱، ص ۲۱۶، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اس نے تمہارے لیے مسخر کیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا اور ستارے (بھی) اسی کے حکم کے پابند ہیں۔ بیشک اس میں عقل مندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو کام پر لگا دیا۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو عالم سفلی یعنی زمین اور اس پر موجود تمام چیزوں میں ہیں اور اس آیت میں ان نعمتوں کو بیان فرمایا جو عالم علوی یعنی بادلوں، آسمانوں اور ان میں موجود تمام چیزوں میں ہیں اور یہ سب نعمتیں کائنات کے نظام کی تکمیل اور عالم کے نفع کے لئے ہیں۔^(۱)

نوٹ: دن رات، سورج چاند اور ستاروں کی تسخیر کی تفسیر سورہ ابراہیم کی آیت نمبر 33 میں گزر چکی ہے۔
﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ بیشک اس میں عقل مندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ ﴿یعنی جو لوگ صحیح اور سلیم عقل رکھتے ہیں وہ ان چیزوں میں غور کر کے سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے اختیار سے ہر کام کرنے والا ہے اور تمام مخلوق اسی کی قدرت کے تحت ہے۔^(۲)

آیت ”وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

- اس آیت سے درج ذیل تین چیزیں بھی معلوم ہوں گیں،
- (1)..... ہر ذرہ معرفت الہی کا دفتر ہے، لیکن اس کیلئے صحیح عقل کی ضرورت ہے۔
 - (2)..... اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عقل اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پہچانے جبکہ جو عقل اس کی معرفت تک نہ پہنچائے وہ بے عقلی ہے۔
 - (3)..... علم طب، ریاضی و فلکیات وغیرہ بہت عمدہ و اعلیٰ علوم ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مدد ملتی ہے۔

①..... صاوی، النحل، تحت الآیة: ۱۲، ۱۰۵۹/۳، ملخصاً.

②..... خازن، النحل، تحت الآیة: ۱۲، ۱۱۶/۳.

وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ
يَذْكُرُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو تمہارے لیے زمین میں پیدا کیا رنگ برنگ بیشک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اس نے تمہارے کام میں لگا دیں) وہ مختلف رنگوں والی چیزیں جو اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا کیں۔ بیشک اس میں نصیحت ماننے والوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ﴾: اور وہ چیزیں جو اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا کیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی تمہارے کام پر لگا دیا جو اس نے تمہارے لئے زمین میں حیوانات، درخت اور پھل وغیرہ پیدا کئے ہیں اور وہ اپنی کثیر تعداد کے باوجود خلقت، ہیئت، کیفیت اور رنگ میں مختلف ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی مکمل طور پر دوسرے کی طرح نہیں ہوتا، اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر بڑی مضبوط دلیل ہے۔^(۱)

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِيَتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْبًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ
حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاجِدًا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تو اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو۔

۱.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۳، ۱۱۶/۳.

ترجہ کنز العرفان: اور وہی ہے جس نے سمندر تمہارے قابو میں دیدیے تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تم اس میں سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ﴾ اور وہی ہے جس نے سمندر تمہارے قابو میں دیدیے۔ ﴿سمندر کی تسخیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمندر سے نفع اٹھانے کی قدرت عطا کر دی ہے، وہ کشتیوں اور بحری جہازوں کے ذریعے اس میں سفر کر سکتے ہیں، غوطے لگا کر اس کی تہ میں پہنچ سکتے ہیں اور اس میں سے شکار کر سکتے ہیں۔^(۱)

﴿لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْصًا طَرِيًّا﴾ تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ ﴿سمندر میں انسانوں کے لئے بے شمار فوائد ہیں، ان میں سے تین فوائد اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائے ہیں۔

پہلا فائدہ: تم اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اس سے مراد مچھلی ہے۔ یاد رہے کہ سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی کا گوشت حلال ہے۔

دوسرا فائدہ: تم سمندر میں سے زیور نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو۔ زیور سے مراد گوبہر و مرجان ہیں اور پہننے سے مراد عورتوں کا پہننا ہے کیونکہ زیور عورتوں کی زینت ہے اور چونکہ عورتوں کا زیوروں کے ذریعے بجا سنور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے گویا کہ یہ مردوں کی زینت اور لباس ہے۔^(۲)

تیسرا فائدہ: اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں۔ یعنی اگر تم میں سے کوئی سمندر پر جائے تو وہ دیکھے گا کہ ہوا کا رخ ایک طرف ہونے کے باوجود (بادبانی) کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی آ جا رہی ہیں۔^(۳)

﴿وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ﴾ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ ﴿یعنی سمندر کو تمہارے قابو میں اس لئے دیا تاکہ تم تجارت کی غرض سے سمندر میں سفر کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نفع حاصل کرو اور جب تم اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان پاؤ تو تمہیں چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔^(۴)

①..... بیضاوی، النحل، تحت الآية: ۱۴، ۳۸۹/۳، ملخصاً.

②..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۱۴، ۱۸۸/۷.

③..... روح البیان، النحل، تحت الآية: ۱۴، ۱۹/۵، ملخصاً.

④..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۱۴، ۱۸۹/۷.

وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ⑮ وَعَلَّمَتْ ط وَالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ⑯

ترجمہ کنزالایمان: اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کاٹنے اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ۔ اور
علامتیں اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے تاکہ زمین تمہیں لے کر حرکت نہ کرتی رہے اور اس نے نہریں اور
راستے بنائے تاکہ تم راستہ پا لو۔ اور (راستوں کیلئے) کئی نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں سے راستہ پالیتے ہیں۔

﴿وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ﴾ اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ نے انسانوں کے لئے زمین میں جو نعمتیں
پیدا فرمائی ہیں ان میں سے بعض کا ذکر اس آیت میں فرمایا۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں مضبوط پہاڑوں
کے لنگر ڈالے تاکہ وہ تمہیں لے کر حرکت نہ کرتی رہے اور اس نے زمین میں نہریں بنائیں اور راستے بنائے جن پر تم اپنے
سفر کے دوران چلتے ہو اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہو
تاکہ تم اپنی منزلوں تک راستہ پا لو اور بھٹک نہ جاؤ۔ (1)

﴿وَعَلَّمَتْ﴾ اور کئی نشانیاں بنائیں۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ نے راستوں کی پہچان کیلئے کئی نشانیاں بنائیں جیسے پہاڑ کہ دن میں
لوگ ان کے ذریعے راستہ پاتے ہیں اور رات کے وقت لوگ خشکی اور تری میں ستاروں سے بھی راستہ پالیتے ہیں اور اس
سے انہیں قبلہ کی پہچان ہوتی ہے۔ (2)

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ⑰ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ⑱

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔

①..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۱۵، ۱۸۹/۷، حازن، النحل، تحت الآية: ۱۵، ۱۱۶/۳، ملقطاً.

②..... جلالین، النحل، تحت الآية: ۱۶، ص ۲۱۷، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: تو کیا جو پیدا کرنے والا ہے وہ اس جیسا ہے جو کچھ بھی نہیں بنا سکتا؟ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے؟

﴿أَفَمَنْ يَخْلُقُ: تو کیا جو پیدا کرنے والا ہے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور صنعت کے عجائبات اور انوکھی مخلوقات کا ذکر فرمایا، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور اس کی وحدانیت پر اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے میں اس کے یکتا ہونے پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کلام فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر عاجز اور ناکارہ بتوں کی عبادت میں مشغول ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اپنی قدرت اور حکمت سے ان تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے، کیا وہ ان بتوں جیسا ہے جو اپنے عاجز و بے قدرت ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نہیں بنا سکتے؟ جب اللہ تعالیٰ ان جیسا ہے ہی نہیں تو عقلمند کو کب سزاوار ہے کہ ایسے خالق و مالک کی عبادت چھوڑ کر عاجز و بے اختیار بتوں کی پرستش کرے یا انہیں عبادت میں اس کا شریک ٹھہرائے؟ (۱)

وَأَنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوها إِنَّ اللَّهَ لَعَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَأَنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ: اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو۔﴾ یعنی اوپر بیان کردہ نعمتیں اور ان کے علاوہ بندے کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں ہیں جیسے تندرست بدن، آفات سے محفوظ جسم، صحیح آنکھیں، عقل سلیم، ایسی سماعت جو چیزوں کو سمجھنے میں مددگار ہے، ہاتھوں کا پکڑنا، پاؤں کا چلنا وغیرہ اور جتنی نعمتیں بندے پر فرمائی ہیں، جیسے بندے کی دینی اور دنیوی ضروریات کی تکمیل کے لئے پیدا کی گئیں تمام چیزیں، یہ اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار ممکن ہی نہیں تھی کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی نعمت کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے تو وہ حاصل نہ کر سکے گا تو ان نعمتوں کا کیا کہنا جنہیں تمام مخلوق مل کر بھی شمار نہیں کر سکتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنے کی کوشش کرو اور اس کام میں اپنی زندگیاں صرف کر دو تو بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ (۲)

۱.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۷، ۱۱۷/۳، جلالین، النحل، تحت الآية: ۱۷، ص ۲۱۷، ملقطاً.

۲.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۸، ۱۱۷/۳.

نوٹ: نعمتیں شمار نہ کر سکنے کی کچھ تفصیل ہم سورہ ابراہیم آیت نمبر 34 میں کر آئے ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔
﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ رَّحِيمٌ﴾: بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ﴿لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر جیسا شکر ادا کرنا تم پر لازم ہے اگر تم ویسا نہ کر سکو تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری تقصیر معاف کرنے والا ہے، وہ شکر ادا کرنے میں تمہاری تقصیر کے باوجود تم پر نعمتیں وسیع فرماتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے تمہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہیں فرماتا۔^(۱)

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔

﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ﴾: اور اللہ جانتا ہے۔ ﴿لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ﴾ یعنی تم اپنے عقائد و اعمال میں سے جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔^(۲)

چھپ کر گناہ کرنے والوں کو نصیحت

اس آیت میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام ظاہری و باطنی اعمال جانتا ہے، اس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی عبرت و نصیحت ہے جو لوگوں سے چھپ کر برے اعمال کرتا ہے اور اپنا برا عمل لوگوں پر ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے جبکہ وہ اس رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا جو ان کی تہائیوں اور خلو توں کے اعمال بھی جانتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
 کام زنداں کے کئے اور ہمیں شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۲۰﴾ ط

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۸، ۱۱۷/۳.

②.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۱۹، ۱۰۶/۳-۱۰۶/۱.

ترجبة كنتز الايمان: اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔

ترجبة كنتز العرفان: اور اللہ کے سوا جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ تو کسی شے کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ تو خود بنائے جاتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ: اور اللہ کے سوا جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں۔﴾ مُسْتَدْرِكُ مَفْسَرِينَ نے اپنی تفاسیر میں اس آیت میں مذکور لفظ ”يَدْعُونَ“ کا معنی ”يَعْبُدُونَ“ یعنی عبادت کرنا لکھا ہے جیسا کہ ابوسعید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، امام جلال الدین سیوطی، ابوسعود محمد بن محمد اور علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن معبودوں کی کفار عبادت کرتے ہیں۔ (۱) علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اس آیت کے لفظ ”يَدْعُونَ“ کا معنی ”يَعْبُدُونَ“ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں لفظ ”دعا“ عبادت کے معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ (۲) ابواللیث سمرقندی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کر سکیں بلکہ وہ خود پتھروں اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔ (۳) امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ (۴)

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ ۚ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾

ترجبة كنتز الايمان: مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

①.....تفسیر بیضاوی، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ۳۹۱/۳، جلالین، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ص ۲۱۷، ابو سعود، النحل، تحت

الآیة: ۲۰، ۲۵۶/۳، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ۲۳/۵-۲۴۔

②.....روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ۲۳/۵۔

③.....سمرقندی، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ۲۳۲/۲۔

④.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۲۰، ۱۹۵/۷، ملخصاً۔

ترجمہ کنزالعرفان: بے جان ہیں زندہ نہیں ہیں اور انہیں خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

﴿أَمْوَاتٌ: بے جان ہیں۔﴾ امام ابن ابی حاتم اور امام محمد بن جریر طبری دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمَا اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں، ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔“^(۱) انہی بزرگوں کے حوالے سے امام جلال الدین سیوطی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس آیت کی یہی تفسیر درمشور میں رقم فرمائی۔^(۲) امام فخر الدین رازی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں، زندہ نہیں اور ان بتوں کو خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے تو ایسے مجبور، بے جان اور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔“^(۳) امام علی بن محمد دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اپنی کتاب تفسیر خازن میں فرماتے ہیں ”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بت معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو یہ ضرور زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی کیونکہ جو معبود عبادت کا مستحق ہے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی اور بت چونکہ مردہ ہیں زندہ نہیں لہذا یہ عبادت کے مستحق نہیں۔“^(۴) ان کے علاوہ دیگر تمام مستند تفاسیر جیسے تفسیر طبری، تفسیر سمرقندی، تفسیر بغوی، تفسیر ابوسعود، تفسیر قرطبی اور تفسیر صاوی وغیرہ میں صراحت ہے کہ اس آیت میں ”أَمْوَاتٌ غَيْرَ أَحْيَاءٍ“ سے مراد بت ہیں، کسی بھی مستند مفسر نے ان آیات کا مصداق انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور اولیاء دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ کو قرار نہیں دیا۔

إِلَهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّسْكِرَةٌ وَهُمْ

مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہارا معبود ایک معبود ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور۔

①..... تفسیر ابن ابی حاتم، النحل، تحت الآية: ۲۱، ۲۲۸۰/۷، تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۲۱، ۵۷۳/۷-۵۷۴.

②..... در مشور، النحل، تحت الآية: ۲۱، ۱۱۹/۵.

③..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۲۱، ۱۹۵/۷، ملخصاً.

④..... خازن، النحل، تحت الآية: ۲۱، ۱۱۸/۳.

ترجمہ کنز العرفان: تمہارا معبود ایک معبود ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں۔

﴿الْهٰكُمُ اللّٰهُ وَاحِدٌ﴾ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے ما قبل آیات میں ذکر کئے گئے قطعی دلائل سے ثابت ہوا کہ تمہاری عبادت کا مستحق ایک معبود یعنی اللہ تعالیٰ ہے، وہ اپنی ذات و صفات میں نظیر و شریک سے پاک ہے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والے ہیں اور وہ متکبر ہیں کہ حق ظاہر ہو جانے کے باوجود اس کی پیروی نہیں کرتے۔^(۱)

قرآنی اسلوب کی شان

یہاں آیات میں نہایت نفیس ترتیب ہے کہ پہلے کثرت کے ساتھ دلائل کو بیان کیا گیا اور اب ان سب دلائل کا اہم ترین نتیجہ تو حید باری تعالیٰ کی صورت میں بیان فرمایا گیا اور دلائل و نتیجہ میں بھی کس قدر عمدہ کلام فرمایا گیا کہ کوئی منطق کی باریکیاں اور فلسفی کی موٹے گافیاں نہیں بلکہ انتہائی عام فہم انداز میں فطرتِ انسانی کے قریب ترین دلائل کو جمع کرتے ہوئے بات کو سمجھا دیا گیا۔ یہی وہ قرآنی اسلوب ہے جو دل و دماغ کو تسخیر کر دینے والا ہے۔

لَا جَرَمَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۗ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

ترجمہ کنز العرفان: حقیقت یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں، بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

﴿لَا جَرَمَ﴾ حقیقت یہ ہے۔ ﴿یعنی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے انکار اور ان کے غرور و تکبر کو جانتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔^(۲)

①.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۲۲، ص ۵۹۳، جلالین، النحل، تحت الآية: ۲۲، ص ۲۱۷، خازن، النحل، تحت الآية: ۲۲، ۱۱۸/۳، ملقطاً.

②.....روح البيان، النحل، تحت الآية: ۲۳، ۲۴/۵.

تکبر کی تعریف

یاد رہے کہ تکبر کرنے والا مومن ہو یا کافر، اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا اور تکبر سے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تکبر حق بات کو جھٹلانے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔“ (1)

تکبر کرنے والوں کا انجام

قرآن وحدیث میں تکبر کرنے والوں کا بہت برا انجام بیان کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

سَأَصْرَفُ عَنْ آيَتِي الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اور میں اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذُخْرَيْنِ (3)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن مردوں کی صورت میں چیونٹیوں کی طرح جمع کیے جائیں گے اور ہر جگہ سے ان پر ذلت چھا جائے گی، پھر انہیں جہنم کے ایک ”بُؤْسُ“ نامی قید خانہ کی طرف ہانکا جائے گا، ان پر آگ کی آگ چھا جائے گی اور وہ دوزخیوں کی پیپ طینۃُ الْحَبَالُ سے پلائے جائیں گے۔“ (4)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا اور لوگ ان کو روندیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔“ (5)

1.....مسلم، کتاب الایمان، باب تحريم الكبر وبيانہ، ص ۶۰، الحدیث: ۱۴۷ (۹۱)۔

2.....اعراف: ۱۴۶۔ 3.....مومن: ۶۰۔

4.....ترمذی، کتاب صفة القيامة، ۴۷-باب، ۲۲۱/۴، الحدیث: ۲۵۰۰۔

5.....رسائل ابن ابی دنیا، التواضع والحمول، ۵۷۸/۲، الحدیث: ۲۲۴۔

حضرت محمد بن واسع رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میں حضرت بلال بن ابورودہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس گیا اور ان سے کہا: اے بلال! آپ کے والد نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی ہے وہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) سے اور وہ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں، آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جسے مہیب کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ اس میں تمام تکبر کرنے والوں کو ٹھہرائے گا۔“ اے بلال! تم اس میں ٹھہرنے والوں میں سے نہ ہونا۔^(۱)

تکبر کے دو علاج

تکبر کے برے انجام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتنا خطرناک باطنی مرض ہے، اس لئے جو اپنے اندر تکبر کا مرض پائے اسے چاہئے کہ وہ اس کا علاج کرنے کی خوب کوشش کرے، احادیث میں تکبر کے جو علاج بیان کئے گئے ان میں سے دو علاج درج ذیل ہیں۔

- (۱)..... اپنے کام خود کرنا: چنانچہ حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے اپنا سامان خود اٹھایا وہ تکبر سے بری ہو گیا۔“^(۲)
- (۲)..... عاجزی اختیار کرنا اور مسکین کے ساتھ بیٹھنا: چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”عاجزی اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ بلند ہو جائے گا اور تکبر سے بھی بری ہو جاؤ گے۔“^(۳)

امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عاجزی

ایک مرتبہ امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا گزر چند مسکینوں کے پاس سے ہوا، وہ لوگ کچھ کھا رہے تھے، انہوں نے حضرت امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھ کر کہا ”اے ابو عبد اللہ! آپ بھی یہ غذا کھا لیجئے۔“ امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی سواری سے اتر کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا ”إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ“ یعنی بیشک اللہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔ پھر ان کے ساتھ کھانا شروع کر دیا، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو ان مسکینوں سے فرمایا ”میں نے تمہاری

①.....مسند ابو یعلیٰ، حدیث ابی موسیٰ اشعری، ۶/۲۰۷، الحدیث: ۷۲۱۳.

②.....شعب الایمان، السابع والخمسون من شعب الایمان... الخ، فصل فی التواضع، ۶/۲۹۲، الحدیث: ۸۲۰۱.

③.....کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/۴۹، الحدیث: ۵۷۲۲، الجزء الثالث.

دعوت قبول کی ہے اس لئے اب تم میری دعوت قبول کرو، چنانچہ وہ تمام مسکین امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ ان کے در دولت پر گئے، امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے انہیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور انہیں کچھ عطا فرمایا، فراغت کے بعد وہ سب وہاں سے چلے گئے (1)۔ (2)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا کہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ تو کہتے ہیں: پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ: اور جب ان سے کہا جائے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کے رد میں دلائل قاہرہ بیان فرمائے جبکہ ان آیات میں سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کا انکار کرنے والوں کے شبہات اور ان کے جوابات بیان فرمائے ہیں۔ (3) شان نزول: یہ آیت نصر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے بہت سی کہانیاں یاد کر لی تھیں، اس سے جب کوئی قرآن کریم کی نسبت دریافت کرتا تو وہ یہ جاننے کے باوجود کہ قرآن شریف عاجز کر دینے والی کتاب اور حق و ہدایت سے بھری ہوئی ہے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کہہ دیتا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، ایسی کہانیاں مجھے بھی بہت یاد ہیں۔ (4) بعض مفسرین فرماتے ہیں ”یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکہ مکرمہ کے داخلی راستوں کو باہم تقسیم کر لیا تھا، یہ لوگ حج کے لئے آنے والوں کو سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے مُتَنَفِّر کرنے کی کوشش کرتے اور جب کوئی شخص ان سے دریافت کرتا کہ تمہارے رب نے محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر کیا نازل فرمایا ہے تو وہ کہتے ”پہلے لوگوں کے جھوٹے افسانے

①.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۲۳، ۱۰۶۱/۳۔

②.....تکبر اور عاجزی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”احیاء العلوم (مترجم)“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) جلد تین سے تکبر کا بیان، اور کتاب ”تکبر“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

③.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۲۴، ۱۹۷/۷۔

④.....خزائن العرفان، النحل، تحت الآية: ۲۳، ص ۵۰۳، ملخصاً۔

ہیں کوئی ماننے کی بات نہیں۔ جبکہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے جب ان کی ملاقات ہوتی تو وہ انہیں تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی صداقت اور نبوت کے بارے میں بتاتے تھے۔ (1)

لِيَحْمِلُوا أَوْذَانَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْذَانِ الَّذِينَ يُضَلُّونَهُمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ طُ الْآسَاءِ مَا يَزِيْرُونَ ٢٥

ترجمہ کنزالایمان: کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں سن لو کیا ہی برا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس لئے کہ قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اور کچھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ اٹھائیں جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔ سن لو! یہ کیا ہی برا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

﴿لِيَحْمِلُوا أَوْذَانَهُمْ﴾: کہ اپنے بوجھ اٹھائیں۔ یعنی جن کافروں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی داستاںیں کہا، ان کا انجام یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں اور گمراہی کے بوجھ پورے اٹھائیں گے اور اس کے ساتھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ اٹھائیں گے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔ (2)

آیت ”لِيَحْمِلُوا أَوْذَانَهُمْ كَامِلَةً“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)..... ”کاملہ“ فرمانے سے معلوم ہوا کہ کافروں پر دنیا میں آنے والی مصیبتوں کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ انہیں تمام گناہوں کی سزا ملے گی جبکہ مومنوں پر دنیا میں آنے والی مصیبتیں ان کے گناہوں کو مٹا دیں گی یا ان کے درجات بلند کر دیں گی۔ (3) مصیبتوں سے مومن کے گناہ مٹنے کے بارے میں حضرت بریدہ اسلمی

①..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۲۴، ص ۵۹۳.

②..... خازن، النحل، تحت الآية: ۲۵، ۱۱۸/۳.

③..... صاوی، النحل، تحت الآية: ۲۵، ۱۰۶۲/۳.

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے جیسی کہ کانٹا بھی چھبے تو اس کی وجہ سے یا تو اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کا کوئی ایسا گناہ مٹا دیتا ہے جس کا مٹانا اسی مصیبت پر موقوف تھا یا اسے کوئی بزرگی عطا فرماتا ہے کہ بندہ اس مصیبت کے علاوہ کسی اور ذریعے سے اس تک نہ پہنچ پاتا۔“ (1)

(2)..... قوم کا امیر، سردار یا رہنما جو برا طریقہ ایجاد کرے اور لوگ اس کی پیروی کریں تو اسے برا طریقہ ایجاد کرنے کا گناہ بھی ہوگا اور جو لوگ اس برے طریقے پر عمل کریں گے ان کے گناہ کے برابر ایجاد کرنے والے کو بھی گناہ ہوگا۔ اس کی مزید وضاحت درج ذیل دو احادیث میں ہے۔

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“ (2)

(2)..... حضرت جریر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اپنا ثواب بھی ہے اور اسے عمل کرنے والوں کے برابر ثواب بھی ملے گا جبکہ ان کے ثوابوں میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے برا طریقہ جاری کیا، پھر وہ طریقہ اپنایا گیا تو اس کے لئے اپنا گناہ بھی ہے اور اسے عمل کرنے والوں کے برابر گناہ بھی ملے گا جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“ (3)

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ
السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَتْهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ان سے اگلوں نے فریب کیا تھا تو اللہ نے ان کی چٹائی کو نیو سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت

①..... الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز وما يتقدمها، الترغيب في الصبر سبباً لمن ابتلى في نفسه او ماله، ۱/۴۳، الحديث: ۲۴.

②..... مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة... الخ، ص ۱۴۳۸، الحديث: ۱۶ (۲۶۷۴).

③..... ترمذی، كتاب العلم، باب من دعا الى هدى فاتبع... الخ، ۳/۴، الحديث: ۲۶۸۴.

گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک ان سے پہلے لوگوں نے مکرو فریب کیا تھا تو اللہ نے ان کی تعمیر کو بنیادوں سے اکھاڑ دیا اور اوپر سے ان پر چھت گر پڑی اور ان پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر بھی نہیں تھی۔

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ: بیشک ان سے پہلے لوگوں نے مکرو فریب کیا تھا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے جو اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکرو فریب کرتے تھے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھلی اُمتوں نے اپنے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکر کرنے کے لئے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں خود انہیں کے منصوبوں میں ہلاک کر دیا اور ان کا حال ایسا ہوا جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئے، اسی طرح کفار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہوئے۔ مفسرین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس آیت میں اگلے مکر کرنے والوں سے نمرود بن کنعان مراد ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں روئے زمین کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، اس نے بابل میں بہت اونچی ایک عمارت بنائی جس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی اور اس کا مکر یہ تھا کہ اُس نے یہ بلند عمارت اپنے خیال میں آسمان پر پہنچنے اور آسمان والوں سے لڑنے کے لئے بنائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہوا چلائی اور وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔^(۱)

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۗ

ترجمہ کنز الایمان: پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں تم جھگڑتے تھے علم والے کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر قیامت کے دن اللہ انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے

۱..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۲۶، ص ۵۹۳، حازن، النحل، تحت الآية: ۲۶، ۱۱۹/۳، ملقطاً.

میں تم جھگڑتے تھے؟ علم والے کہیں گے: بیشک آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔

﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ﴾ پھر قیامت کے دن اللہ انہیں رسوا کرے گا۔ ﴿اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ کفار پر صرف اس قدر ہی عذاب نہ ہوگا کہ ان پر صرف دنیا میں عذاب ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی انہیں رسوا کرے گا اور انہیں سختی سے فرمائے گا وہ کہاں ہیں جنہیں تم اپنے گمان میں میرا شریک سمجھتے تھے اور ان کے بارے میں تم مومنوں سے جھگڑتے تھے۔ (1)

﴿قَالَ الَّذِينَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ علم والے کہیں گے۔ ﴿کفار دنیا میں اہل ایمان کا مذاق اڑاتے تھے، جب قیامت کے دن اہل ایمان کو طرح طرح کی عظمتوں اور شرافتوں سے نوازا جائے گا اور کافروں کو رسوائی کے ساتھ مختلف قسم کے عذابوں میں گرفتار کیا جائے گا تو اس وقت ان اُمتوں کے انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور علماء جو انہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دیتے اور نصیحت کرتے تھے اور یہ لوگ ان کی بات نہ مانتے تھے، وہ حضرات ان کافروں سے کہیں گے ”بیشک آج ساری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے۔“ (2)

آخرت میں بھی علماء کا درجہ اعلیٰ ہوگا

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ دنیا میں بھی اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہوگا کہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نے ان ہی کا قول نقل فرمایا ہے۔

الَّذِينَ تَتَوَقَّعُهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَالِبِينَ أَنْفُسِهِمْ ۖ فَلَأَقُولُ السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ
سُوءٍ ۗ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا ۗ فَلَيْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے اب صلح ڈالیں گے کہ ہم تو

1.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۲۷، ۱۹۹/۷، ملخصاً.

2.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۲۷، ص ۵۹۴، حازن، النحل، تحت الآیة: ۲۷، ۱۱۹/۳-۱۲۰، ملقطاً.

کچھ برائی نہ کرتے تھے ہاں کیوں نہیں بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کو تک تھے۔ اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروں کا۔

ترجمہ کنز العرفان: فرشتے ان کافروں کی جان اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ صلح کی بات پیش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کیا کرتے تھے۔ (فرشتے کہتے ہیں:) ہاں کیوں نہیں، بیشک اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تو اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہو گے تو تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّوهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ فرشتے جب کافروں کی جان نکالتے ہیں تو یہ کفر کی حالت یقیناً ایسی ہوتی ہے کہ وہ حقیقت میں اپنی جانوں پر ظلم ہوتا ہے لیکن جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرتے اور اسلام قبول کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو کوئی شرک نہیں کیا کرتے تھے۔ فرشتے ان کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہاں، کیوں نہیں! بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے شرک اور تکذیب کو جانتا ہے۔ (1)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ حالت کفر میں مرنے والے یہ لوگ جب قیامت کے دن عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو خوف کی شدت سے اپنے دنیوی طرز عمل کے برخلاف اسلام کی حقانیت تسلیم کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں کوئی شرک نہیں کیا کرتے تھے، یوں وہ اپنے کفر و سرکشی سے مکر جائیں گے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور علماء ان کا رد کرتے ہوئے کہیں گے ”ہاں کیوں نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے وہ تمہیں ان کی سزا دے گا، لہذا تمہارے انکار کا کوئی فائدہ نہیں۔ (2)

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۗ قَالُوا خَيْرٌ ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا
فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۗ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۗ (۳۰)

1.....روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۲۸، ۲۸/۵، تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۲۸، ۲۰۰/۷، ملقطاً.

2.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۲۸، ص ۵۹۴، ملخصاً.

تَرْجِيَةً كُنْزُ الْإِيمَانِ: اور ڈروالوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے اور بیشک پچھلا گھر سب سے بہتر اور ضرور کیا ہی اچھا گھر پر ہیزگاروں کا۔

تَرْجِيَةً كُنْزُ الْعِزَّةِ: اور متقی لوگوں سے کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ تو کہتے ہیں: بھلائی نازل فرمائی۔ جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی، ان کے لیے بھلائی ہے اور بیشک آخرت کا گھر سب سے بہتر ہے اور بیشک پر ہیزگاروں کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا: اور متقی لوگوں سے کہا جائے۔﴾ یعنی جب ایمانداروں سے کہا جائے کہ تمہارے رب عزَّ وَجَلَّ نے محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر کیا نازل فرمایا؟ تو وہ اس کے جواب میں کہتے ہیں ”ہمارے رب عزَّ وَجَلَّ نے قرآن شریف نازل فرمایا جو تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع اور دینی و دنیوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔^(۱) شانِ نزول: عرب کے قبائل حج کے دنوں میں رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے حال کی تحقیق کے لئے مکہ مکرمہ قاصد بھیجتے تھے، یہ قاصد جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو شہر کے داخلی راستوں پر انہیں کفار کے کارندے ملتے (جیسا کہ سابقہ آیات میں ذکر ہو چکا ہے) اُن سے یہ قاصد رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا حال دریافت کرتے تو وہ چونکہ لوگوں کو بہکانے پر مامور ہی ہوتے تھے اس لئے ان میں سے کوئی سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ساحر کہتا، کوئی کاہن، کوئی شاعر، کوئی کذاب، کوئی مجنون کہتا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ تم ان سے نہ ملنا یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اس پر قاصد کہتے کہ اگر ہم مکہ مکرمہ پہنچ کر اُن سے ملے بغیر اپنی قوم کی طرف واپس ہوں تو ہم برے قاصد ہوں گے اور ایسا کرنا قاصد کے منصبی فرائض کا ترک اور قوم کی خیانت ہوگی۔ ہمیں تحقیق کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے اپنے اور بیگانوں سب سے اُن کے حال کی تحقیق کریں اور جو کچھ معلوم ہو اس میں کوئی کمی بیشی کئے بغیر اپنی قوم کو مطلع کریں۔ اس خیال سے وہ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے بھی ملتے تھے اور اُن سے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے حال کی تحقیق کرتے تھے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ انہیں تمام حال بتاتے تھے اور حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے حالات، کمالات اور قرآن

①.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۲۹/۵، ۳۰.

کریم کے مہامین سے مطلع کرتے تھے ان کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا۔^(۱)

﴿لَئِنْ يَنْ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا﴾ جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں اچھے عمل کئے تو ان کے لئے آخرت میں اچھا اجر ہے۔ اچھے اجر سے مراد ثوابِ عظیم ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک اچھے اجر سے مراد یہ ہے کہ ان کی نیکیوں کا ثواب دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جائے گا یا بے حساب اجر عطا کیا جائے گا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے انہیں دنیا میں بھی اچھا اجر ملے گا۔^(۲)

دنیا میں نیک مسلمانوں کا اجر

دنیا میں حاصل ہونے والے اچھے اجر کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت اور عقیدت پیدا کر دے گا، مسلمان ان کے فضائل و مناقب بیان کریں گے اور ان کی عزت و تعظیم کریں گے۔^(۳)

اولیاءِ کرام کے حوالے سے بطور خاص اس بات کا مشاہدہ ہے اور قرآن مجید میں ہی ایک اور مقام پر نیک مسلمانوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا (4)

تَوْجِبُهُ لَكُمْزُ الْعُرْفَانَ: بیٹھک وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے عنقریب رحمن ان کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔

اسی طرح حدیثِ پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دلوں) میں ان کی

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۳۰، ۳/۱۲۰.

②.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۳۰، ۲۰۱/۷-۲۰۲، ملخصاً.

③.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۳۰، ۲۰۲/۷، ملخصاً.

④.....مریم: ۹۶.

مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔^(۱)

دنیا میں اچھا اجر ملنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دنیا میں پاکیزہ زندگی، فتح و کامیابی اور وسیع رزق وغیرہ نعمتیں عطا فرمائے گا۔^(۲)

نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اوصاف چھپانا کن کا طریقہ ہے؟

آیت مبارکہ کے مضمون اور اس کے شان نزول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اوصاف کو چھپانا کفار کا طریقہ جبکہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان بیان کرنا صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا طریقہ ہے۔

جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ط
كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ السَّائِقِينَ ﴿٣١﴾

ترجمہ کنزالایمان: بسنے کے باغ جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان کیلئے ان باغوں میں وہ تمام چیزیں ہیں جو وہ چاہیں گے۔ اللہ پرہیزگاروں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔

﴿جَنَّتٌ عَدْنٍ﴾: ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں۔ یعنی آخرت کا گھر ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن میں پرہیزگار داخل ہوں گے، ان باغات میں جنتیوں کے گھروں، محلات اور رہائش گاہوں کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، ان کیلئے ان باغوں میں وہ تمام چیزیں ہیں جو وہ چاہیں گے اور یہ بات جنت کے سوا کسی کو کہیں بھی حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔^(۳)

①.....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، ۳۸۲/۲، الحدیث: ۳۲۰۹.

②.....جلالین، النحل، تحت الآیة: ۳۰، ص ۲۱۸، خازن، النحل، تحت الآیة: ۳۰، ۱۲۰/۳، ملقطاً.

③.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۳۱، ۱۲۰/۳.

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ لَا يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر جنت میں جاؤ
بدلہ اپنے کیے کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرشتے ان کی جان پاکیزگی کی حالت میں نکالتے ہوئے کہتے ہیں: تم پر سلامتی ہو، تم اپنے اعمال
کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾: وہ جن کی فرشتے جان نکالتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں پرہیزگاروں کا وصف بیان کرتے
ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ان کی جان پاکیزگی کی حالت میں نکالتے ہیں کہ وہ شرک اور کفر سے پاک ہوتے
ہیں اور ان کے اقوال، افعال، اخلاق اور خصلتیں پاکیزہ ہوتی ہیں، نیکیاں ان کے ساتھ ہوتی ہیں، حرام اور ممنوع افعال
کے داغوں سے ان کا دامن عمل میلا نہیں ہوتا، روح قبض ہونے کے وقت ان کو جنت و رضوان اور رحمت و کرامت کی
بشارتیں دی جاتی ہیں، اس حالت میں موت انہیں خوشگوار معلوم ہوتی ہے، جان فرحت و سرور کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے
اور ملائکہ عزت کے ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔^(۱)

﴿يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾: کہتے ہیں: تم پر سلامتی ہو۔ ﴿حضرت محمد بن کعب قرظی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”جب
مومن بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آ کر کہتا ہے ”اے اللہ کے دوست! تجھ پر سلام اور اللہ
تعالیٰ تجھے سلام فرماتا ہے۔“^(۲)

﴿لَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾: تم اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ﴿یعنی آخرت میں یا



①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۳۲، ۳/۱۲۰-۱۲۱، ملخصاً.

②.....شعب الایمان، التاسع من شعب الایمان... الخ، فصل فی عذاب القبر، ۱/۳۶۱، روایت نمبر: ۴۰۲.

روح نکلتے وقت اُن سے کہا جائے گا کہ تم اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ اس آیت اور اس جیسی وہ تمام آیات جن میں اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے ان کا معنی یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کئے ہوئے نیک اعمال کی وجہ سے بندہ اس وقت جنت میں جائے گا جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے ان اعمال کو قبول فرمائے گا محض نیک عمل کر لینے سے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا (کیونکہ جنت میں داخلے کا سبب حقیقی اللہ عزوجل کا فضل ہے۔)^(۲)

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ ۗ كَذَلِكَ فَعَلَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۳﴾
فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: کاہے کے انتظار میں ہیں مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے رب کا عذاب آئے ان سے اگلوں نے بھی ایسا ہی کیا اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں اور انہیں گھیر لیا اس نے جس پر ہنستے تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: یہ کافر اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا تمہارے رب کا عذاب آجائے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا تھا اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن یہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ تو ان کے اعمال کی برائیاں ان پر آ پڑیں اور جس عذاب کا یہ مذاق اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ﴾: یہ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، جن لوگوں نے اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کیا اور آپ کی نبوت کو ماننے سے انکار کر دیا، یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے

①.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۳۲، ص ۵۹۴، صاوی، النحل، تحت الآیة: ۳۲، ۱۰۶۵/۳، ملتقطاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۳۲، ۱۲۱/۳.

ان کی روحیں قبض کرنے آجائیں یا تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کا دنیا میں یا روزِ قیامت والے عذاب کا حکم آجائے۔ ان سے پہلی امتوں کے کفار نے بھی ایسے ہی کیا تھا، انہوں نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا تو وہ ہلاک کر دیئے گئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عذاب میں مبتلا کر کے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی کفر اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔^(۱)

﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا: تو ان کے اعمال کی برائیاں ان پر آ پڑیں۔﴾ یعنی انہوں نے اپنے خبیث اعمال کی سزا پائی اور جس عذاب کا یہ مذاق اڑاتے تھے وہ ان پر نازل ہو گیا۔^(۲)

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ قَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور مشرک بولے اللہ چاہتا تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا تو رسولوں پر کیا ہے مگر صاف پہنچا دینا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مشرک کہنے لگے: اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے اور نہ اس کے (حکم کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا تو رسولوں پر تو صاف صاف تبلیغ کر دینا ہی لازم ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا: اور مشرک کہنے لگے۔﴾ مکہ کے مشرکین مذاق کے طور پر سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے یہ کہتے تھے کہ ”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر ہم بکیرہ و سائبہ (جانور) وغیرہ کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ اُن کا شرک کرنا اور اُن

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۳۳، ۱۲۱/۳، جلالین، النحل، تحت الآية: ۳۳، ص ۲۱۸، ملقطاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۳۴، ۱۲۱/۳.

چیزوں کو حرام قرار دے لینا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی سے ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تکذیب کی، حلال کو حرام کیا اور ایسی ہی مذاق اڑانے والی باتیں کہیں، رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پر تو صاف صاف تبلیغ کر دینا یعنی حق کو ظاہر کر دینا اور شرک کے باطل اور قبیح ہونے پر مطلع کر دینا ہی لازم ہے ہدایت دینا ان پر لازم نہیں۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی مَشِيَّتِ کو دلیل بنانا اور اس کے حکم کی پرواہ نہ کرنا جہالت ہے

اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں کفار کی اس جہالت کو بھی بے نقاب کیا گیا ہے کہ مَشِيَّتِ الہی کو تو کفار اپنی حرکتوں کی دلیل بنا رہے ہیں لیکن حکم الہی کی ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان بھی اپنے برے افعال کی یہی دلیل دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو میں یہ گناہ، فلاں جرم اور وہ مَعْصِيَّتِ نہ کرتا، اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اس میں میرا قصور ہی کیا ہے، یہ لوگ خود ہی غور کر لیں کہ ان کا طرزِ عمل کن سے مل رہا ہے؟

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ
فِيهِمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ فَسَيُرَوُّوَانِي
الْأَرْضَ فَأَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِّبِينَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری تو زمین میں چل پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے ہدایت دیدی اور کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی تو تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟

1..... جلالین، النحل، تحت الآیة: ٣٥، ص ٢١٨، مدارك، النحل، تحت الآیة: ٣٥، ص ٥٩٥، منقطعاً.

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا:﴾ اور بیشک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا۔ ﴿یعنی جس طرح ہم نے تم میں محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو بھیجا اسی طرح ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا اور ہر رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے فرمائیں کہ اے لوگو! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کرو اور شیطان کی پیروی کرنے سے بچو تو ان اُمتوں میں کسی کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیدی تو وہ ایمان سے مشرف ہوئے اور کسی پر علم الہی میں گمراہی ثابت ہوگئی تو وہ اپنی اُزلی شقاوت کی وجہ سے کفر پر مرے اور ایمان سے محروم رہے۔ اے کفار مکہ! تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اور ان کے شہر ویران کر دیئے، ان کی اجڑی ہوئی بستیاں ان کی بربادی کی خبر دیتی ہیں، اس کو دیکھ کر سمجھو کہ اگر تم بھی ان کی طرح کفر و تکذیب پر مُصر رہے تو تمہارا بھی ایسا ہی انجام ہونا ہے۔^(۱)

اس آیت میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی بھی دی گئی ہے کہ کسی نبی سے سب لوگوں نے ہدایت حاصل نہ کی جیسے سورج سے سب نور حاصل نہیں کرتے، چمکا ڈھڑھوم رہتا ہے، بارش سے ہرزین سرسبز نہیں ہوتی، بنجر زمین بے فیض رہتی ہے تو اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اگر بعض بد بخت آپ پر ایمان نہیں لاتے تو آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ آیت کے شروع میں جو یہ فرمایا گیا کہ ہر امت میں رسول بھیجا تو اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر قبیلے یا ہر علاقے میں رسول بھیجا گیا بلکہ کسی جگہ رسول بھیجا گیا اور کسی جگہ اس کی رسالت کا پیغام پہنچا دیا گیا۔

آیت ”فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتیں،

- (۱)..... عذاب الہی اور قہر ربانی کا مشاہدہ کرنا ہو تو کفار کی بستیاں دیکھی جاسکتی ہیں اور یونہی اگر رحمت الہی کا نظارہ کرنا ہو، تو اولیاء اللہ کے آستانے دیکھے جائیں۔
- (۲)..... تاریخ و جغرافیہ کا علم سیکھنا بہت مفید ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے لیکن یہ جب ہی ہے کہ تاریخ و جغرافیہ صحیح ہو اور صحیح نیت سے پڑھے۔

①..... حازن، النحل، تحت الآية: ۳۶، ۱۲۲/۳، مدارك، النحل، تحت الآية: ۳۶، ص ۵۹۵، جلالین، النحل، تحت الآية: ۳۶، ص ۲۱۸، ملقطاً.

إِنْ تَحَرَّضَ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ
نَاصِرِينَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرو تو بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرتے ہو تو بیشک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿إِنْ تَحَرَّضَ عَلَىٰ هُدَاهُمْ﴾: اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرتے ہو۔ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، یہ لوگ ان میں سے ہیں جن کی گمراہی ثابت ہو چکی اور ان کی شقاوت ازلی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ ان مشرکین کی ہدایت کی حرص کریں تو بے شک جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں لہذا اس بارے میں آپ کوشش نہ فرمائیں اور جس چیز کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا ہے وہ ان تک پہنچادیں تاکہ حجت تمام ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کا ارادہ فرمائے تو کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ اور ان کے عذاب کے درمیان حائل ہو کر ان کی مدد کرے۔ (۱)

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ بَيْنِهِمْ بَلِيًّا وَعَدَّاءَ عَلَيْهِ
حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلِفُونَ
فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ﴿۳۹﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ
إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۰﴾

۱..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۳۷، ص ۵۹۵، تفسير طبري، النحل، تحت الآية: ۳۷، ۵۸۳/۷، ملتقطاً.

توجہ کنز الایمان: اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مُردے نہ اٹھائے گا ہاں کیوں نہیں سچا وعدہ اس کے ذمہ پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس لیے کہ انہیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے۔

توجہ کنز العرفان: اور انہوں نے بڑی کوشش کر کے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ کسی مرنے والے کو نہ اٹھائے گا۔ کیوں نہیں؟ یہ سچا وعدہ اس کے ذمہ پر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تاکہ انہیں واضح کر کے وہ بات بتادے جس میں جھگڑتے تھے اور تاکہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ جب ہم کوئی چیز چاہیں تو اسے ہمارا صرف یہی فرمانا ہوتا ہے کہ ہم اسے کہیں ”ہو جا“ تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ آيَاتِنَاهُمْ﴾ اور انہوں نے بڑی کوشش کر کے اللہ کی قسم کھائی۔ ﴿شان نزول﴾: ایک مشرک ایک مسلمان کا مقروض تھا، مسلمان نے مشرک سے اپنے قرض کا تقاضا کیا، دوران گفتگو اس نے اس طرح اللہ عزوجل کی قسم کھائی کہ اس کی قسم! جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ اس پر مشرک نے کہا ”کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد اٹھے گا اور مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ عزوجل مُردے نہ اٹھائے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کیوں مُردوں کو نہیں اٹھائے گا؟ یقیناً اٹھائے گا۔ یہ اس کا سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ اس اٹھائے جانے کی حکمت اور اس کی قدرت نہیں جانتے۔^(۱)

﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ تاکہ انہیں واضح کر کے بتادے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اس لئے اٹھائے گا تاکہ انہیں واضح کر کے وہ بات بتادے جس میں وہ مسلمانوں سے جھگڑتے تھے کہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا حق ہے اور اس لئے اٹھائے گا تاکہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے اور مردوں کو زندہ کئے جانے کا انکار غلط تھا۔^(۲)

﴿إِنَّمَا﴾: صرف۔ ﴿یعنی جب ہم کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کریں تو اس سے ہم صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ اسی وقت وجود میں آ جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر مقدر چیز کو وجود میں لانا اللہ تعالیٰ کے لئے اتنا زیادہ آسان ہے تو مرنے

1.....خازن، النحل، تحت الآية: ۳۸، ۱۲۲/۳.

2.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۳۹، ص ۵۹۵.

کے بعد اٹھانا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔^(۱)

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَلَا جَزَاءَ لَآخِرَةٍ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تو ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔ کسی طرح لوگ جانتے۔

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ﴾ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے۔ ﴿شان نزول﴾ حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”یہ آیت رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ان صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا، بعض اُن میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے۔ ان کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مدح فرمائی اور ان کے اجر کو بہت بڑا جر قرار دیا۔^(۲)

مہاجر صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے فضائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بڑی فضیلت والے ہیں اول تو یوں کہ ان کے لئے بڑے اجر کا وعدہ ہے اور دوسریوں کہ ان کے خالصتاً رضائے الہی کیلئے ہجرت کرنے کی گواہی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود دی ہے۔ قرآن مجید کی اور آیات سے بھی ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

①.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۴۰، ص ۵۹۶.

②.....حازن، النحل، تحت الآية: ۴۱، ۱۲۳/۳، ملخصاً.

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَأُودُوا فِي سَبِيلِنَا وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ
عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: پس جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں
سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں ستایا گیا اور انہوں نے جہاد
کیا اور قتل کر دیے گئے تو میں ضرور ان کے سب گناہ ان سے مٹا
دوں گا اور ضرور انہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے
نیچے نہریں جاری ہیں (یہ) اللہ کی بارگاہ سے اجر ہے اور اللہ ہی
کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ لَأَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۗ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: وہ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت
کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد
کیا اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب
ہونے والے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ
وَمِرْصَاتًا وَيَصْرُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۗ أُولَئِكَ
هُمُ الصَّادِقُونَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: ان فقیر مہاجرین کے لیے جو اپنے گھروں
اور مالوں سے نکالے گئے اس حال میں کہ اللہ کا فضل اور اس کی
رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی
سچے ہیں۔

اسی طرح احادیث سے بھی ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے فضائل ظاہر ہیں، چنانچہ
حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: تاجدار رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد
فرمایا ”کیا تم میری امت کے اس گروہ کو جانتے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت

①ال عمران: ۱۹۵. ②توبہ: ۲۰. ③حشر: ۸.

کے دن مہاجرین جنت کے دروازے کے پاس آ کر اسے کھلوانا چاہیں گے تو جنت کے خازن ان سے کہیں گے: کیا آپ سے حساب لے لیا گیا ہے؟ وہ کہیں گے: ہم سے کس چیز کا حساب لیا جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر تھیں حتیٰ کہ اسی حال میں ہمارا انتقال ہو گیا۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ ”ان کے لئے (جنت کا دروازہ) کھول دیا جائے گا تو وہ دوسرے لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے 40 سال تک جنت میں قیلولہ کریں گے۔“^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ہم ایک دوسرے دن تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس وقت حاضر تھے جب سورج طلوع ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”عنقریب قیامت کے دن کچھ لوگ آئیں گے جن کا نور سورج کی روشنی کی طرح ہوگا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا ”فقراء مہاجرین جن کے صدقے ناپسندیدہ چیزوں سے بچا جاتا ہے، ان میں سے کسی کا انتقال اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کی حاجت اس کے سینے میں ہی رہتی ہے (یعنی پوری نہیں ہوتی اور حاجت مند ہی فوت ہو جاتا ہے)، وہ زمین کے کناروں سے جمع کئے جائیں گے۔“^(۲)

رضاءِ الہی کی نیت کے بغیر نیک عمل کرنے کی فضیلت نہیں ملتی

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ہجرت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نہ ہو اس کی کوئی فضیلت نہیں، وہ ایسے ہے جیسے ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اعمال نیت سے ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی جانب اس نے ہجرت کی۔“^(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ نیک عمل جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت نہ ہو تو اس نیک عمل کو کرنے والا اس کی فضیلت پانے سے محروم رہے

①..... مستدرک، کتاب الجہاد، اول زمرة تدخل الجنة المهاجرون، ۳۸۷/۲، الحدیث: ۲۴۳۶.

②..... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ۵۹۱/۲، الحدیث: ۶۶۶۲.

③..... بخاری، کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية... الخ، ۳۴۱/۱، الحدیث: ۵۴.

گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کی نیت سے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

﴿لَمْ يُولَدُوا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ ﴿اچھی جگہ سے مراد مدینہ طیبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہجرت کی جگہ بنایا۔ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب اپنے زمانہ خلافت میں کسی مہاجر صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کوئی چیز بطور عطیہ و نذرانہ کے دیتے تو اس سے فرماتے ”اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت دے، اسے لے لو کیونکہ یہ وہ ہے جس کا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے اور آخرت میں جو آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہی آیت تلاوت فرماتے۔ (1)

مدینہ منورہ کی فضیلت

اس آیت سے مدینہ منورہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ یہاں اسے حَسَنَةً فرمایا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیق یا گواہ ہوں گا۔ (2)

﴿لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ اگر لوگ جانتے۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اگر کافر یہ بات جانتے کہ آخرت کا ثواب ان کی پسندیدہ دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ بڑا ہے تو وہ اس کی طرف راغب ہوتے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اگر مہاجرین کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں کتنی بڑی نعمتیں تیار کی ہیں تو جو مصیبتیں اور تکلیفیں انہیں پہنچیں، ان پر صبر کرنے کی اور زیادہ کوشش کرتے۔ (3) تیسرا معنی یہ ہے کہ جو لوگ ہجرت کرنے سے رہ گئے وہ اگر جانتے کہ ہجرت کا اجر کتنا عظیم ہے تو وہ بھی ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہوتے۔ (4)

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٢﴾

1.....خازن، النحل، تحت الآية: ٤١، ١٢٣/٣.

2.....مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي صلى الله عليه وسلم فيها بالبركة... الخ، ص ٧٠٩، الحديث: ٤٥٩ (١٣٦٣).

3.....خازن، النحل، تحت الآية: ٤١، ١٢٣/٣.

4.....جلالين، النحل، تحت الآية: ٤١، ص ٢١٩.

تَوْجِبَةُ كُنُزِ الْإِيمَانِ: وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

تَوْجِبَةُ كُنُزِ الْعُوقَانِ: وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ صَدَرُوا﴾: جنہوں نے صبر کیا۔ یعنی عظیم ثواب کے حقدار وہ ہیں جنہوں نے اپنے اس وطن مکہ مکرمہ سے جدا ہونے پر صبر کیا حالانکہ وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کا حرم ہے اور ہر ایک کے دل میں اس کی محبت بسی ہوئی ہے۔ یونہی کفار کی طرف سے بچنے والی ایذاؤں پر اور جان و مال خرچ کرنے پر صبر کیا اور وہ اپنے رب عزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے دین کی وجہ سے جو پیش آئے اس پر راضی ہیں اور مخلوق سے رشتہ منقطع کر کے بالکل حق کی طرف متوجہ ہیں اور سالک کے لئے یہ انتہائے سلوک کا مقام ہے۔^(۱)

مہاجرین کا توکل

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا توکل بہت عظیم تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے رب عزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اپنا مال و دولت اور گھربار چھوڑ دیا، وہ عزت کے بدلے لوگوں کی نظروں میں پائی جانے والی حقارت پر اور مالداری کے بدلے فقر و فاقہ پر راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نظروں میں پائی جانے والی ان کی اس حقارت کو عزت میں اور فقر کو مالداری میں تبدیل فرما کر انہیں جزا دی اور وہ دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کے سردار ہو گئے۔ امام بوصیری رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (قصیدہ بردہ شریف میں) فرماتے ہیں: ”حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے نقیبوں اور حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے حواریوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو فضیلت میں صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی طرح ہو۔“^(۲)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَسَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۴۲، ۲۱۰/۷، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۴۲، ۳۶/۵، ملتقطاً.

②.....صاوی، النحل، تحت الآیة: ۴۲، ۱۰۶۹/۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا﴾ اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کا یہ دلیل دے کر انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سنتِ الہی اسی طرح جاری ہے، ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔^(۱)

﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّينِ﴾: اے لوگو! علم والوں سے پوچھو۔ ﴿اس آیت میں علم والوں سے مراد اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو اہل کتاب سے دریافت کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ کفار مکہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ اہل کتاب کے پاس سابقہ کتابوں کا علم ہے اور ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے تھے، جیسے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام وغیرہ، اور وہ ان کی طرح بشر تھے تو جب کفار مکہ اہل کتاب سے پوچھتے تو وہ انہیں بتا دیتے کہ جو رسول ان کی طرف بھیجے گئے وہ سب بشر ہی تھے، اس طرح ان کے دلوں سے ریشہ زائل ہو جاتا۔^(۲)

جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ علماء کرام سے پوچھا جائے

اس آیت کے الفاظ کے عموم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسئلہ کا علم نہ ہو اس کے بارے میں علماء کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے (ایک شخص کی وفات کا سبب سن کر) ارشاد فرمایا ”جب (رخصت کے بارے) انہیں معلوم نہ تھا تو انہوں نے پوچھا کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی بیماری کی شفاء دریافت کرنا ہے۔“^(۳) اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۴۳، ۱۲۳/۳-۱۲۴.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۴۳، ۱۲۴/۳.

③.....ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی المجروح یتیم، ۱۵۴/۱، الحدیث: ۳۳۶.

عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”عالم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے اور جاہل کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی جہالت پر خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ (یعنی اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔) لہذا مومن کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا عمل ہدایت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔^(۱)

تقلید جائز ہے

یاد رہے کہ یہ آیت کریمہ تقلید کے جواز بلکہ حکم پر بھی دلالت کرتی ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ اپنی کتاب ”الْاِكْلِيلُ“ میں فرماتے ہیں ”اس آیت سے علماء نے فروعی مسائل میں عام آدمی کے لئے تقلید کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔“^(۲) بلکہ آیت ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ“ تقلید واجب ہونے کی صریح دلیل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ”أَهْلَ الدِّكْرِ“ سے مسلمان علماء نہیں بلکہ اہل کتاب کے علماء مراد ہیں لہذا اس آیت کا تقلید کی بحث سے کوئی تعلق نہیں، ان کا یہ کہنا نری جہالت ہے کیونکہ یہ اس قانون کے خلاف ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ مخصوص سبب کا۔^(۳)

تقلید کی تعریف

تقلید کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے قول اور فعل کو یہ سمجھ کر اپنے اوپر لازم شرعی جاننا کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے۔

تقلید سے متعلق چند اہم مسائل

- (۱)..... عقائد اور صریح اسلامی احکام میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔
- (۲)..... جو مسائل قرآن و حدیث یا اجماع امت سے اجتہاد اور استنباط کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔
- (۳)..... اعلیٰ حضرت رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”مذہبِ اربعہ اہلسنت سب رشد و ہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھرا سی کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلے میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراطِ مستقیم پر ہے اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں، ان میں سے ہر مذہب انسان کیلئے نجات کو کافی ہے۔ تقلیدِ شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ، ضالین، مُتَّبِعُ

①..... درمنثور، النحل، تحت الآیة: ۴۳، ۱۳۳/۵۔

②..... الاکلیل، سورة النحل، ص ۱۶۳۔

③..... فتاویٰ رضویہ، ۵۸۲/۲۱۔

غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ (یعنی مومنوں کے راستے کے علاوہ کی پیروی کرنے والے) ہیں۔^(۱)
نوٹ: تقلید سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے کتاب ”جاء الحق“ کا مطالعہ فرمائیں۔

مقلد کا ایمان درست ہے یا نہیں؟

جو شخص تقلید کے طور ایمان لایا اس کا ایمان صحیح ہونے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک تقلیدی ایمان درست نہیں، بعض کے نزدیک تقلیدی ایمان درست ہے لیکن وہ غور و فکر اور استدلال ترک کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا، اور بعض کے نزدیک تقلیدی ایمان درست ہے اور ایسے ایمان لانے والا گناہگار بھی نہیں ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ ان علماء کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”بے شک ایمان نور کی ایک تجلی ہے اور وہ (جہالت کا) پردہ اٹھانا اور سینہ کھولنا ہے، اللہ تعالیٰ وہ نور اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہے ڈالتا ہے خواہ یہ نور کا داخل ہونا غور و فکر سے ہو یا محض کسی کی بات سننے سے حاصل ہو، اور کسی عقلمند کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: ایمان نظر و استدلال کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔“ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ خدا کی قسم! بسا اوقات اس شخص کا ایمان جو استدلال کا طریقہ نہیں جانتا اُس سے کامل تر اور مضبوط تر ہوتا ہے جو بحث و مناظرے میں آخری حد تک پہنچا ہوا ہو، تو جس کا سینہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے کھول دے اور وہ اپنے دل کو ایمان پر مطمئن پائے تو وہ قطعی طور پر مومن ہے اگرچہ وہ نہ جانتا ہو کہ اسے یہ عظیم نعمت کہاں سے ملی ہے، اور آئمہ اربعہ وغیرہ محققین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ نے جو فرمایا کہ ”مقلد کا ایمان صحیح ہے“ اس کا یہی معنی ہے، مقلد سے ان کی مراد وہ شخص ہے جو استدلال کرنا، بحث کے اسلوب اور گفتگو کے مختلف طریقے نہ جانتا ہو، رہا وہ شخص جس نے اپنے سینے کو اس یقین کے ساتھ اپنی طرف سے کشادہ نہ کیا تو اس نے ویسے ہی کہا جیسے منافق اپنی قبر میں کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے نہیں معلوم، میں لوگوں کو کچھ کہتے سنتا تھا تو ان سے سن کر میں بھی کہا کرتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی تصدیق اس لئے کرے کہ مثلاً اس کا باپ اس بات کی تصدیق کرتا تھا اور وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھتے ہوئے تصدیق نہ کرے تو ایسے شخص کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں اور تقلیدی ایمان کی نفی کرنے والوں کی بھی یہی مراد ہے۔^(۲)

①..... فتاویٰ رضویہ، ۶۳۳/۲۷۔

②..... المعتمد المستند شرح المعتقد المنتقد، الخاتمة فی بحث الايمان، ص ۱۹۹-۲۰۰۔

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۖ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: روشن دلیلیں اور کتابیں لے کر اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔

ترجمہ کنزالعرفان: (ہم نے) روشن دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ (رسولوں کو بھیجا) اور اے حبیب! ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن نازل فرمایا تاکہ تم لوگوں سے وہ بیان کرو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾ اور اے حبیب! ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن نازل فرمایا۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ﴾ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن اس لئے نازل فرمایا تاکہ آپ اس کتاب میں موجود احکام، وعدہ اور وعید کو اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے لوگوں سے بیان کر دیں۔ (۱)

حدیث پاک بھی حجت ہے

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اِبْنِي تَفْسِيرُ "الْجَامِعُ لِأَحْكَامِ الْقُرْآنِ" کی ابتدا میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں موجود جمل چیزوں کو بیان کرنے، مشکل کی تفسیر کرنے اور کئی احتمال رکھنے والی چیزوں کی تحقیق کرنے کا منصب اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا تاکہ رسالت کی تبلیغ کے ساتھ آپ کی یہ خصوصیت بھی ظاہر ہو جائے اور سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بعد قرآن پاک کے معانی کو اخذ کرنے اور قرآن پاک کے اصول کی طرف اشارہ کرنے کی خدمت علماء کے سپرد فرمائی تاکہ وہ قرآن پاک کے الفاظ میں غور و فکر کر کے ان کی مراد جان جائیں، یوں علماء دیگر امتیوں سے ممتاز ہو گئے اور اجتہاد کا ثواب ملنے کی خصوصیت بھی انہیں حاصل ہوئی، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک اصل ہے اور حدیث پاک اس کا بیان ہے اور علماء کا استنباط اس کی وضاحت ہے۔ (۲) اس آیت کریمہ

①.....قرطبی، النحل، تحت الآية: ۴۴، ۷۹/۵، الجزء العاشر.

②.....قرطبی، خطبة المصنّف، ۲۴/۱، الجزء الأوّل.

سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی طرح حدیث پاک بھی معتبر، قابل قبول اور لائق عمل ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک میں موجود احکام وغیرہ کو اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے لوگوں سے بیان کرنے کا منصب عطا فرمایا ہے اور حدیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور افعال ہی کا تو نام ہے۔ اس کے علاوہ اور آیات بھی حدیث پاک کے حجت ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت کے علاوہ بکثرت آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا جائے یہاں تک کہ واضح طور فرما دیا کہ

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ شَرِّ سُلُوكِ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اسی صورت ممکن ہے جب ان کے قول اور فعل کی پیروی کی جائے، اگر یوں نہ کیا جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد ہے وہی فوت ہو جائے گا۔

اور ارشاد فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكُمْ الرُّسُولَ فَخُذُوا حَتَّىٰ وَمَا نُهُكُمْ عَنْهُ
فَاتَّبِعُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو حدیث پاک کو حجت ماننے بغیر چارہ ہی نہیں کیونکہ قرآن پاک میں اسلام کے بنیادی احکام جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا اجمالی بیان کیا گیا ہے، ان پر عمل اسی صورت ممکن ہے جب حدیث پاک پر عمل

۱..... سورہ جمعہ: ۲. ۲..... النساء: ۶۴. ۳..... حشر: ۷.

کیا جائے کیونکہ ان تمام احکام کی تفصیل کا بیان صرف احادیث میں ہے۔

﴿وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ ﴿یعنی قرآن نازل کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور ان میں موجود حقائق اور عبرت انگیز چیزوں پر مطلع ہوں اور ان کاموں سے بچیں جن کی وجہ سے سابقہ امتیں عذاب میں مبتلا ہو گئیں۔ (1)

قرآن کریم میں غور و فکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں غور و فکر کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے لہذا قاری سے عالم باعمل افضل ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ قرآن مجید کو سمجھ کر اور اس میں بیان کئے گئے احکام، عبرت انگیز واقعات، موت کے وقت کی آفات، گناہگاروں اور کافروں پر ہونے والے جہنم کے عذابات اور نیک مسلمانوں کو ملنے والے جنت کے انعامات وغیرہ میں غور و فکر کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرے تاکہ اسے قرآن کریم کی برکتیں اچھی طرح حاصل ہوں اور اس کے دل پر اگر گناہوں کی سیاہی غالب آچکی ہو تو وہ بھی صاف ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دلوں میں بھی رنگ لگ جاتا ہے، جس طرح لوح ہے میں پانی لگنے سے رنگ لگتا ہے۔ عرض کی گئی، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اس کی جلا (یعنی صفائی) کس چیز سے ہوگی؟ ارشاد فرمایا، کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔ (2)

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں۔ (1) غور و فکر کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا، (2) بھوکا رہنا، (3) رات میں نوافل ادا کرنا، (4) سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرنا، (5) نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، (3)

أَفَا مَنِ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ
يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۳۵﴾

1.....ابو سعود، النحل، تحت الآية: ۴۴، ۲۶۸/۳، ملخصاً.

2.....شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ادمان تلاوته، ۳۵۲/۲، الحدیث: ۲۰۱۴.

3.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۴۴، ۳۸/۵.

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا بری سازشیں کرنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو۔

﴿أَفَأَمِّنَ﴾: تو کیا بے خوف ہو گئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو چار طرح کے عذابوں سے ڈرایا ہے۔ (1) زمین میں دھنسا دیئے جانے سے۔ (2) آسمان سے عذاب نازل کر دینے سے۔ (3) ایسی آفات سے جو یکبارگی اس طرح آئیں کہ ان کی علامات اور دلائل انہیں معلوم نہ ہوں۔ (4) ایسی آفات سے جو تھوڑی تھوڑی آئیں یہاں تک کہ ان کا آخری فرد بھی ہلاک ہو جائے۔ (1) اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، انہیں ایذا میں پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور چھپ چھپ کر فساد پھیلانے کی تدبیریں کرتے ہیں، کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ عز و جل انہیں زمین میں دھنسا دے جیسے قارون کو دھنسا دیا تھا یا ان پر آسمان سے اچانک عذاب نازل ہو جائے جیسے قوم لوط پر ہوا تھا۔ (2)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”مَنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ“ (جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو) سے بدرکادن مراد ہے کیونکہ کفار کے بڑے بڑے سردار اس دن ہلاک کر دیئے گئے اور ان کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی ہلاکت کا گمان بھی نہ رکھتے تھے۔ (3)

أَوْ يَأْخُذْهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے کہ وہ تھکا نہیں سکتے۔



①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۴۵-۴۷، ۲۱۲/۷-۲۱۳۔

②.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۴۵، ۳۸/۵، بیضاوی، النحل، تحت الآية: ۴۵، ۴۰/۳، ملقطاً۔

③.....تفسیر قرطبی، النحل، تحت الآية: ۴۵، ۷۹/۵، الجزء العاشر۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ فِي تَقَالُدِهِمْ﴾: یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ کیا وہ اس بات سے ڈرتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ سفر کی حالت میں ان پر عذاب نازل کر دے کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے شہروں میں ہلاک کرنے پر قادر ہے، اسی طرح سفر کے دوران بھی انہیں ہلاک کرنے پر قادر ہے، وہ کسی دور دراز کے علاقے میں جا کر اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے بلکہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کر سکتا ہے۔^(۱) دوسری تفسیر یہ ہے کہ کیا وہ اس بات سے ڈرتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات اور دن میں ہر ایک حال میں ان کی پکڑ کرنے پر قادر ہے اور وہ فرار ہو کر اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان پر ہر طرح سے قادر ہے۔^(۲)

﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَسَرُّوْفٌ رَّحِيمٌ﴾^(۳)

ترجمہ کنزالایمان: یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے کہ بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا انہیں آہستہ آہستہ نقصان پہنچاتے ہوئے پکڑ لے تو بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحمت والا ہے۔

﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ﴾: یا انہیں پکڑ لے۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شروع سے ہی انہیں عذاب میں گرفتار نہیں کرے گا بلکہ پہلے انہیں خوف میں مبتلا کرے گا پھر اس کے بعد انہیں عذاب میں گرفتار کر دے گا۔ خوف میں مبتلا کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو ہلاک کر دے گا تو اس کے قریب والے اس خوف میں مبتلا ہو جائیں گے کہ کہیں ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے۔ ایک طویل عرصہ تک وہ اس خوف اور وحشت میں مبتلا رہیں گے، اس کے بعد ان پر عذاب نازل ہوگا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر فوراً عذاب نازل نہیں کرے گا بلکہ ان کی جانوں اور مالوں کو تھوڑا تھوڑا کم کرتا رہے گا یہاں تک کہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔^(۳)

﴿فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَسَرُّوْفٌ رَّحِيمٌ﴾: تو بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ چونکہ بہت مہربان

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۴۶، ۲۱۲/۷.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۴۶، ۱۲۴/۳.

③.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۴۷، ۲۱۲/۷-۲۱۳.

اور رحمت والا ہے اس لئے وہ اکثر امور میں مہلت دے دیتا ہے اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں فرماتا۔^(۱)

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَّقِيُوا أَظْلَهُ عَنِ الْيَسِينِ
وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ ذَاخِرُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے اس طرف نہ دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور وہ سائے عاجزی کر رہے ہیں۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سایہ دار جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کا حال یہ ہے کہ سورج طلوع ہوتے وقت اُس کا سایہ دائیں طرف جھک جاتا ہے اور سورج غروب ہوتے وقت اس کا سایہ بائیں طرف جھک جاتا ہے اور سائے کا ایک سے دوسری طرف منتقل ہونا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا اور اس کی بارگاہ میں اپنی عاجزی، انکساری اور کمزوری کا اظہار کرنا ہے کیونکہ سایہ دائیں اور بائیں جھکنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند اور اسی کا اطاعت گزار ہے، اسی کے سامنے عاجز اور اسی کے آگے مسخر ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ظاہر ہے اور جب کفار سایہ دار چیزوں کا یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اس میں غور و فکر کر کے عبرت و نصیحت حاصل کریں کہ سایہ وہ چیز ہے جس میں عقل، فہم اور سماعت کی صلاحیت نہیں رکھی گئی تو جب وہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہے اور صرف اسی کو سجدہ کر رہا ہے تو انسان جسے عقل، فہم اور سماعت کی صلاحیت دی گئی ہے اسے زیادہ چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور صرف اسی کے آگے سجدہ ریز ہو۔^(۲)

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۴۷، ۲۱۳/۷.

②.....تفسیر سمرقندی، النحل، تحت الآية: ۴۸، ۲۳۷/۲، ۴۸، تاویلات اهل السنه، النحل، تحت الآية: ۴۸، ۸۹/۳-۹۰، ملتقطاً.

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْبٰلِغَةِ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے غرور نہیں کرتے۔

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ﴾ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ (1) سجدہ عبادت، جیسا کہ مسلمانوں کا اللہ عزوجل کے لئے سجدہ۔ (2) سجدہ بہ معنی اطاعت اور عاجزی، جیسا کہ سایہ وغیرہ کا سجدہ۔ ہر چیز کا سجدہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے، مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ، سجدہ عبادت ہے اور ان کے ماسوا کا سجدہ، سجدہ بہ معنی اطاعت اور عاجزی ہے۔ (1)

یاد رہے کہ یہاں سجدہ سے مراد اطاعت ہے نہ کہ اصطلاحی سجدہ، اور اگر باقاعدہ سجدہ ہی مراد ہو تو بھی حق ہے کہ کسی چیز کی حقیقت ہمیں معلوم نہ ہونا ہمارے علم کی کمی کی دلیل ہے، اس بات کی نہیں کہ وہ چیز ہی نہیں ہو سکتی جیسے آج کل کی لاکھوں سائنسی ایجادات سے پہلے لوگوں کو ان چیزوں کا بالکل علم نہیں تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یہ چیزیں ہو ہی نہیں سکتی تھیں، یہی صورت سہاویوں کے سجدہ کرنے میں سمجھ لی جائے اور یہی جواب مخالفین اسلام کے سائنسی اعتبار سے اسلام کے خلاف اکثر اعتراضوں کا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے، اس کے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت لازم ہو جائے گا۔ سجدہ تلاوت کے چند احکام سورہ اعراف آیت نمبر 206 میں گزر چکے ہیں، مزید مسائل جاننے کے لئے

1.....حازن، النحل، تحت الآية: ۴۹، ۱۲۵/۳، تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۴۹، ۲۱۶/۷، ملقطاً.

بہار شریعت حصہ 4 سے ”سجدہ تلاوت کا بیان“ مطالعہ کیجئے۔

﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ اور فرشتے غرور نہیں کرتے۔ ﴿اس آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتے تمام گناہوں سے معصوم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ وہ غرور نہیں کرتے اس بات کی دلیل ہے کہ فرشتے اپنے پیدا کرنے والے اور بنانے والے کے اطاعت گزار ہیں اور وہ کسی بات اور کسی کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔^(۱) مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف فرشتے اور پیغمبر معصوم ہیں، ان کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٥٠﴾^{الْحَجَّةِ}

ترجمہ کنزالایمان: اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

﴿يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ﴾ وہ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے سے ڈرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کی بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو پورا کیا اور ممنوعہ کاموں سے باز رہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتے مکلف ہیں۔^(۲)

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے فرمایا: دو معبود نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھ ہی سے ڈرو۔

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۴۹، ۲۱۷/۷.

②.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۵۰، ص ۵۹۷، صاوی، النحل، تحت الآیة: ۵۰، ۱۰۷۱/۳، ملتقطاً.

﴿وَقَالَ اللَّهُ: اور اللہ نے فرمایا۔﴾ اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ آسمان وزمین کی تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والی، اس کے حکم کی اطاعت کرنے والی اور اسی کی عبادت کرنے والی ہے اور سب اس کی ملکیت میں اور اسی کی قدرت و تصرف کے تحت ہیں جبکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک سے اور دو خدا ٹھہرانے سے ممانعت فرمائی ہے۔^(۱)

وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاَصْبٰطٌ اَفْعٰبِرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور فرمانبرداری (کاتق) ہمیشہ اسی کیلئے ہے۔ تو کیا تم اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے؟

﴿وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ یعنی آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، ان میں سے کسی چیز میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، اسی نے انہیں پیدا کیا، وہی انہیں رزق دیتا ہے، اسی کے دستِ قدرت میں ان کی زندگی اور موت ہے اور ہمیشہ کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کا وہی مستحق ہے، تو اے لوگو! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤ گے اور اس بات سے ڈرو گے کہ اگر تم نے صرف اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کی تو وہ تم سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں چھین نہ لے۔^(۲) یاد رہے کہ فرمانبرداری کاتق ہمیشہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرنا، والدین کی اطاعت کرنا اور اولی الامر کی اطاعت کرنا بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔^(۳)

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۵۱، ۱۲۶/۳.

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۵۲، ۵۹۵/۷-۵۹۶.

③.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۵۲، ۱۰۷۲/۳.

حقیقی خوفِ اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہئے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے سلسلے میں دنیا کی نعمتیں، سہولتیں اور آسائشیں چھین جانے کا خوف نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اس معاملے میں صرف اس رب تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جس کے دستِ قدرت میں سب نعمتیں ہیں اور جو تمام نعمتوں کا حقیقی مالک ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کے احکام پر عمل کرنے میں اپنی دنیوی ترقی نہ ہونے، معاشی خوشحالی نہ آنے اور نفسانی خواہشات پوری نہ ہونے کا خوف کھاتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ نمازوں کی پابندی کرنے اور داڑھی رکھنے سے دنیا میں شہرت اور اچھی جگہ نہ نوکری نہ ملے گی اور نہ ہی کوئی مالدار گھرانے والا انہیں رشتہ دینے کو تیار ہوگا، یونہی اگر وہ سودی کاروبار اور رشوت کا لین دین نہ کریں اور کاروبار میں جھوٹ، دھوکہ، ملاوٹ اور خیانت سے کام نہ لیں تو وہ معاشی طور پر انتہائی پستی کا شکار ہو جائیں گے، اسی طرح اگر وہ نیک صورت مسلمان نظر آئیں گے تو دنیا کی رنگین اور عیش و عشرت سے لبریز پارٹیوں سے لطف اندوز کس طرح ہوں گے اور عیش و نشاط کے مزے کس طرح لوٹیں گے۔ اے کاش! یہ لوگ ان چیزوں سے خوف کھانے اور ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے، اسی سے ڈرتے اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی انتہائی قلیل دنیوی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتے تو آخرت میں ایسی عظیم اور دائمی نعمتیں پاتے جن کے آگے دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترین نعمتوں کی ذرہ بھر بھی حیثیت اور وقعت نہیں ہے۔^(۱)

وَمَا يَكُم مِّن نَّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی طرف پناہ لیتے ہو۔

①..... اللہ عز و جل کا خوف رکھنے سے متعلق مزید ترغیب پانے کے لئے کتاب ”خوفِ خدا“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

﴿وَمَا يَكُمُّ مِنْ تَعْمَةٍ﴾ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرے جبکہ ان آیات میں بیان فرمایا کہ عقلمند پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کا شکر نہ کرے کیونکہ شکر نعمت کے بدلے میں ہوتا ہے اور انسان کو جو نعمت بھی ملی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے۔^(۱) اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تمہارے بدنوں میں جو عافیت، صحت اور سلامتی ہے اور تمہارے مالوں میں جو نشوونما ہو رہی ہے، تمہارے پاس یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کسی اور کی طرف سے نہیں کیونکہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کے دستِ قدرت میں ہیں اور جب تمہارے بدن کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور انہیں کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے اور تمہاری عیش و عشرت میں کمی واقع ہوتی ہے تو تم صرف اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہو اور اسی سے مدد طلب کرتے ہوتا کہ وہ تم سے یہ مصیبت دور کر دے۔^(۲)

ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِحْتُمْ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۳﴾ لِيَكْفُرُوا
بِآتِنَاهُمْ فَتَشْعُرُوا ﴿۵۴﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو کہ عنقریب جان جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو اس وقت تم میں ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ تاکہ وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ فائدہ اٹھا لو تو عنقریب تم جان جاؤ گے۔

﴿ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ﴾: پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے۔ ﴿یعنی پھر جب اللہ تعالیٰ تمہاری بدنی بیماریاں دور کر کے تمہیں عافیت عطا کر دے، تمہاری معاشی پریشانی ختم کر دے اور تم پر آنے والی مصیبتیں ٹال دے تو تم میں سے ایک گروہ اپنی عبادت میں غیروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے لگ جاتا ہے، بتوں کی عبادت میں مشغول ہونے کے ساتھ بتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے ان کے نام پر جانور ذبح کرتا ہے اور اللہ عزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا نہیں کرتا جس نے ان کی مشکلات

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۵۳، ۲۲۱/۷.

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۵۳، ۵۹۷/۷.

دور کر کے انہیں آسانیاں عطا کیں۔ (1)

﴿لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ﴾: تاکہ وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں۔ امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ لوگوں نے مصیبت دور کرنے میں بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور شریک ٹھہرانے سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ ان نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا انکار کر دیں۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے کہ جب ان کے مرض کی تکلیف بڑھتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے ہیں اور اس تکلیف کے دور ہونے کی دعائیں مانگتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف دور فرمادے تو وہ یوں کہنے لگتے ہیں کہ فلاں دوائی سے یا فلاں ڈاکٹر کے علاج سے میری یہ تکلیف دور ہوئی، یونہی جب زلزلہ، طوفان یا سیلاب وغیرہ کی مصیبت آتی ہے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں کرتے ہیں، روتے اور گڑگڑاتے ہیں لیکن جب زلزلے، طوفان یا سیلاب وغیرہ کا سلسلہ ختم ہو جائے تو دوبارہ انہی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں جن میں پہلے سے مصروف تھے۔ لوگوں کی اسی حالت کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمائی ہے۔ (2) اگرچہ طیب یادوا کی طرف شفا کی نسبت کرنا گناہ نہیں لیکن صرف انہی پر بھروسہ رکھنا اور شفا و صحت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرنے اور اس پر شکر ادا کرنے کا اصلاً نہ سوچنا ضرور غلط ہے۔

مَصَابٍ وَأَلَامٍ كَ وَتِ لُؤْغُولِ كَا حَالِ اَوْر اَجْدِ كِ صَوْرَتِ حَالِ

امام رازی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے فی زمانہ بھی اگر لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو شاید لاکھوں میں ایک انسان بھی ایسا نظر نہ آئے جو بیماری، تکلیف اور پریشانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں نہ مانگتا ہو، دوسروں کو دعاؤں کے لئے نہ کہتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے اپنی مشکلات کے حل کے لئے دعائیں نہ کروا تا ہو، یونہی ایسی حالت میں اپنے گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ نہ کرتا ہو اور آئندہ کے لئے تمام گناہوں سے کنارہ کش ہونے کے ارادے نہ کرتا ہو، لیکن جب یہ مصائب و آلام ختم ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی بجائے اپنی گناہوں کی سابقہ سڑک پر پہلے سے بھی تیز دوڑنا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح ہمارے مشاہدے میں ہے کہ بہت مرتبہ زلزلے، طوفان اور سیلاب کی وجہ سے لوگوں کا حال یہ ہوا کہ وہ بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنی عافیت و سلامتی کی دعائیں مانگنے میں مصروف ہو گئے اور وقتی طور پر نماز، روزہ اور ذکر و ورد میں مشغول ہو

1.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۵۴، ۵۹۸/۷.

2.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۵۵، ۲۲۲/۷-۲۲۳، ملخصاً.

گئے، لیکن یہ آفات ختم ہو جانے کے بعد اب ان کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

﴿فَسْتَعْتَبُوا: تو فائدہ اٹھا لو۔﴾ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جن کے اوصاف مذکورہ بالا آیات میں بیان ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم اس دنیا کی زندگی میں اپنی مدت پوری ہونے تک فائدہ اٹھا لو اور جب تم اپنی زندگی کا وقت پورا کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ملو گے تو اس وقت اپنے کئے ہوئے اعمال کا وبال جان جاؤ گے اور اپنے برے کاموں کا انجام دیکھ لو گے۔ اس وقت تمہیں ندامت تو بہت ہوگی لیکن وہ ندامت تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔^(۱)

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۖ تَاللَّهِ لَيَسْأَلَنَّ عِبَاكُمُتُمْ
تَفْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۚ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور انجانی چیزوں کے لیے ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے اور اللہ کے لیے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں پاکی ہے اس کو اور اپنے لیے جو اپنا جی چاہتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (کافر) ہماری دی ہوئی روزی میں سے انجانی چیزوں کیلئے حصہ مقرر کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اے لوگو! تم سے اُس کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا جو تم جھوٹ باندھتے تھے۔ اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ پاک ہے اور اپنے لیے وہ (مانتے ہیں) جو اپنا جی چاہتا ہے۔

﴿وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا﴾ اور (کافر) انجانی چیزوں کیلئے حصہ مقرر کرتے ہیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے جو فضلیں اور مویشی عطا فرمائے وہ ان میں سے اُن بتوں کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ معبود کہتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بت نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت کریں گے حالانکہ بتوں میں یہ اوصاف موجود ہی نہیں کیونکہ وہ تو پتھر ہیں، نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت کہاں سے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! اے لوگو! تم سے اُس کے بارے

①..... تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۵۵، ۵۹۸/۷.

میں ضرور پوچھا جائے گا جو تم بتوں کو معبود، تقرب کے لائق اور بت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے۔ (1)

﴿وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ﴾ اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین اللہ عزَّ وَجَلَّ کے لیے تو بیٹیاں قرار دیتے ہیں جیسے بنو خزاعہ اور کنانہ کے لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے اور اس کی شان میں ایسا کہنا بہت بے ادبی اور کفر ہے۔ ان کافروں میں کفر کے ساتھ بد تمیزی کی انتہا یہ بھی ہے کہ وہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے جو مطلقاً اولاد سے مُتَزَّہ اور پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ثابت کرنا ہی عیب لگانا ہے، اس کے لئے اولاد میں بھی وہ ثابت کرتے ہیں جس کو اپنے لئے حقیر اور عار کا سبب جانتے ہیں۔ (2)

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾
 يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيَسْكَبُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
 يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی بُرائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا رے بہت ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی بُرائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ﴾ اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد

①..... جلالین، النحل، تحت الآیة: ۵۶، ص ۲۲۰، مدارك، النحل، تحت الآیة: ۵۶، ص ۵۹۸-۵۹۹، ملقطاً.

②..... جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآیة: ۵۷، ص ۱۰۷۳/۳، ملخصاً.

والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں قرار دے رہے ہیں جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو غم، پریشانی اور پسند نہ ہونے کی وجہ سے سارا دن اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب مشرکین اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ بیٹی ان کی طرف منسوب ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بیٹی کی نسبت کرنے کو انہوں نے کیسے پسند کر لیا۔^(۱)

لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے

اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے، فی زمانہ مسلمانوں میں بھی بیٹی پیدا ہونے پر غمزدہ ہو جانے، چہرے سے خوشی کا اظہار نہ ہونے، مبارک باد ملنے پر جھینپ جانے، مبارک باد دینے والے کو باتیں سنا دینے، بیٹی کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی بانٹنے میں عار محسوس کرنے، صرف بیٹیاں پیدا ہونے کی وجہ سے ماؤں پر ظلم و ستم کرنے اور انہیں طلاقیں دے دینے تک کی و باعام ہے، حالانکہ بیٹی پیدا ہونے اور اس کی پرورش کرنے کی بہت فضیلت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب کسی شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے، وہ آ کر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی نازل ہو، پھر اس بیٹی کا اپنے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں ”ایک کمزور لڑکی ایک کمزور عورت سے پیدا ہوئی ہے، جو اس کی کفالت کرے گا تو قیامت کے دن اس کی مدد کی جائے گی۔“^(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اُسے ذلیل نہ سمجھے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا کرے اور جس طرح وہ بیٹا پیدا ہونے پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے اسی طرح بیٹی پیدا ہونے پر بھی خوشی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿يَتَوَالَهُنَّ مِنَ النَّفْوَرِ لَوَاكُؤُنَ سَعِيٍّ مَّهْرًا تَهْتَمُ بِهَا﴾^(۴) مفسرین فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں دستور یہ تھا کہ جب کسی شخص کی بیوی کے ہاں زچگی کے آثار ظاہر ہوتے تو وہ شخص بچہ پیدا ہو جانے تک اپنی قوم سے چھپا رہتا، پھر اگر اسے معلوم ہوتا

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۵۸، ۱۲۷/۳، ملخصاً.

②.....معجم الصغير، باب الالف، من اسمه: احمد، ص ۳۰، الجزء الاول.

③.....ابوداؤد، كتاب الادب، باب في فضل من عال يتيمًا، ۴۳۵/۴، الحديث: ۵۱۴۶.

کہ بیٹا پیدا ہوا ہے تو وہ خوش ہو جاتا اور اپنی قوم کے سامنے آجاتا اور جب اسے پتا چلتا کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وہ غمزدہ ہو جاتا اور شرم کے مارے کئی دنوں تک لوگوں کے سامنے نہ آتا اور اس دوران غمور کرتا رہتا کہ اس بیٹی کے ساتھ وہ کیا کرے؟ آیا ذلت برداشت کر کے اس بیٹی کو اپنے پاس رکھے یا اسے زندہ درگور کر دے جیسا کہ مُضَر، جُرُاعہ اور تمیم قبیلے کے کئی لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔^(۱)

زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے متعلق کفار کا دستور اور اسلام کا کارنامہ

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”زمانہ جاہلیت میں کفار مختلف طریقوں سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھودتے اور بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے حتیٰ کہ وہ مر جاتی، اور بعض اسے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے، بعض اسے غرق کر دیتے اور بعض اسے ذبح کر دیتے تھے، ان کا بیٹیوں کو قتل کرنا بعض اوقات غیرت اور حُمیّت کی وجہ سے ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر و فاقہ اور نان نفقہ لازم ہونے کے خوف سے وہ ایسا کرتے تھے۔^(۲) یہ اسلام ہی کا کارنامہ ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے عورت کو حقوق عطا فرمائے اور اسے عزت و وقار سے نوازا۔ زندہ درگور ہونے والی کو جینے کا حق دیا اور اس کی پوری زندگی کے حقوق کی ایک فہرست بیان فرمادی، اس کے باوجود اگر کوئی جاہل اسلام کی تعلیمات کو عورتوں کے حقوق کے مخالف سمجھتا ہے تو اسے اپنی جہالت اور دماغ کی خرابی کا علاج کرنے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے۔

﴿أَلَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾: خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔ یعنی ان مشرکین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ کتنا برا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جو اپنے لئے انہیں انتہائی ناگوار ہیں اور یونہی یہ بات کتنی بری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور جس رب عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں پیدا کیا اور ان پر احسانات فرمائے ہیں اسے چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔^(۳)

لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوِّجِ وَ لِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ط

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۵۹، ۱۲۷/۳-۱۲۸، ملخصاً.

②.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۵۹، ۲۲۶/۷، ملخصاً.

③.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۵۹، ۶۰۰/۷.

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱۰ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ
عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۚ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے انہیں کابُر حال ہے اور اللہ کی شان سب سے بلند اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے نہیں نہ آگے بڑھیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کیلئے بری حالت ہے اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی بنا پر پکڑ لیتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کی مدت آجائے گی تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے نہیں گے اور نہ ہی آگے بڑھیں گے۔

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ﴾: اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی بنا پر پکڑ لیتا۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے بہت بڑے کفر اور برے اقوال کا بیان فرمایا جبکہ اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں پر جلدی عذاب نازل نہ فرما کر انہیں ڈھیل دیتا ہے تاکہ اس کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کا اظہار ہو۔^(۱) چنانچہ فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں پر پکڑ لیتا اور عذاب میں جلدی فرماتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا بلکہ سب کو ہلاک کر دیتا۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین پر چلنے والے سے کافر مراد ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں ہے

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ (۲) ترجمہ کنزالعرفان یعنی بیشک جانوروں میں سب سے بدتر

اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔

بعض مفسرین نے فرمایا ”آیت کے معنی یہ ہیں کہ روئے زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہیں چھوڑتا جیسا کہ

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۶۱، ۲۲۷/۷.

②.....انفال: ۵۵.

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو کوئی زمین پر تھا اُن سب کو ہلاک کر دیا، صرف وہی باقی رہے جو زمین پر نہ تھے بلکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں تھے۔ اس آیت کے معنی میں ایک قول یہ بھی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ان کے ظالم باپ دادا کو ان کے ظلم کی وجہ سے ہلاک کر دیتا تو اُن کی نسلیں منقطع ہو جاتیں اور زمین میں کوئی باقی نہ رہتا۔“ (1)

﴿وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى﴾: لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے۔ ﴿لَعَلَّيْهِ اللَّهُ تَعَالَىٰ ان کے ظلم پر پکڑ نہیں فرماتا بلکہ اپنے فضل و کرم اور حلم کی وجہ سے انہیں زندگی کا وقت پورا ہونے تک یا قیامت آنے تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب ان کی مقررہ مدت آجائے گی تو وہ اس مدت سے نہ ایک گھڑی پیچھے ٹھیں گے اور نہ ہی آگے بڑھیں گے۔“ (2)

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ط
لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لیے ناگوار ہے اور ان کی زبانیں جھوٹوں کہتی ہیں کہ ان کے لیے بھلائی ہے تو آپ ہی ہوا کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ ان کے لیے بھلائی ہے۔ حقیقت میں ان کے لئے آگ ہے اور یہ کہ وہ (جہنمیوں کے) آگے آگے جانے والے ہوں گے۔

﴿وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ﴾ اور اللہ کے لیے وہ قرار دیتے ہیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین اپنے لئے بیٹیاں بھی ناپسند کرتے ہیں اور یہ بات بھی کہ ان کی ملکیت میں کوئی دوسرا ان کا شریک بنے لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے انہی چیزوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یونہی اللہ تعالیٰ کے لئے ناقص مال علیحدہ کرتے ہیں اور بتوں کے لئے اعلیٰ مال جدا کرتے ہیں اور اس کے باوجود بھی اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سچے ہوں اور مخلوق مرنے کے بعد پھر اٹھائی جائے تو جنت ہمیں ہی ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ان کی جھوٹی

1.....خازن، النحل، تحت الآية: ۶۱، ۱۲۸/۳، ملخصاً.

2.....خازن، النحل، تحت الآية: ۶۱، ۱۲۸/۳، ملخصاً.

بات کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں ان کے لئے آگ ہے اور یہ کہ وہ جہنمیوں کے آگے آگے جانے والے ہوں گے اور جہنم ہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔^(۱)

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلَىٰ اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ
فَهُوَ لِيَهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کو تک ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے تو آج وہی ان کا رفیق ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کی قسم! ہم نے تم سے پہلے کتنی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے لوگوں کیلئے ان کے اعمال کو خوشنما بنا دیا تو آج وہی ان کا ساتھی ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿تَاللّٰهِ: اللّٰه کی قسم!﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم بیان کر کے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ سے پہلے سابقہ امتوں کی طرف جتنے رسول بھیجے، انہوں نے بھی آپ کی طرح اپنی امتوں کو توحید کی دعوت دی، صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کا کہا اور جھوٹے معبودوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا جبکہ شیطان نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کفر کرنے اور بتوں کی عبادت پر قائم رہنے کو ان کی نظروں میں خوشنما بنا دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے رسولوں عَلَیْهِمُ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رد کر دیا تو دنیا (یا آخرت) میں شیطان ہی ان کا ساتھی ہے اور وہ نہایت برا ساتھی ہے۔ قیامت کے دن جب میرا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اس وقت شیطان کی مدد انہیں کوئی نفع نہ دے گی بلکہ اس وقت ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔^(۲)

①.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۶۲، ص ۵۹۹، حازن، النحل، تحت الآية: ۶۲، ۱۲۹/۳، صاوی، النحل، تحت الآية: ۶۲، ۱۰۷۵/۳، ملقطاً.

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۶۳، ۶۰۵/۷.

اللَّهُ تَعَالَى نِي تَاجِدُ رِسَالَتِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِتَابِي

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی دے رہا ہے کہ (صرف آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی قوم نے ہی آپ کو نہیں جھٹلایا بلکہ) آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے پہلے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو بھی ان کی امتوں نے جھٹلایا تھا۔^(۱)

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ
وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو جس بات میں اختلاف کریں اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تم پر یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں کیلئے وہ بات واضح کر دو جس میں انہیں اختلاف ہے اور یہ کتاب ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ﴾ اور ہم نے تم پر یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی ہے۔ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کیلئے امور دین سے وہ بات واضح کر دیں جس میں انہیں اختلاف ہے جیسے توحید، عبادات اور معاملات کے احکام وغیرہ، یوں آپ کے بیان کے ذریعے ان پر حجت قائم ہو جائے اور ہم نے قرآن اس لئے نازل فرمایا ہے کہ یہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے کیونکہ ایمان والے ہی اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں۔^(۲)

①.....قرطبی، النحل، تحت الآية: ۶۳، ۸۷/۵، الجزء العاشر.

②.....تفسیر قرطبی، النحل، تحت الآية: ۶۴، ۸۸/۵، الجزء العاشر، جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۶۴، ۱۰۷۶/۳، ملتقطاً.

قرآن کریم کے احکام اور حقائق بیان کرنے کا منصب

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”عام لوگوں کے سامنے قرآن کریم کے احکام کو بیان کرنے اور خاص لوگوں کے سامنے قرآن مجید کے حقائق کو بیان کرنے کا منصب اصلاً نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ہے اور ان کی پیروی کرتے ہوئے زمانہ در زمانہ ان کے وارثوں کا ہے چنانچہ علماءِ ظاہر و باطن صحیح بیان کے ساتھ لوگوں کے ان اختلافات کا تَصْفِيَه کرتے ہیں جو ان کے ظاہر کے ساتھ متعلق ہیں اور علماءِ باطن صحیح کشف کے ساتھ لوگوں کے ان اختلافات کو دور کرتے ہیں جن کا تعلق ان کے باطن کے ساتھ ہے، ان میں سے ہر ایک کا مشرب ہے اور اسے تھامنے والا نامراد نہیں ہوتا، یہ دین کے ستون اور مسلمانوں کے سلطان ہیں۔“^(۱)

وَاللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۶۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کے مرے پیچھے بیشک اس میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لئے نشانی ہے۔

﴿وَاللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾ اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ ﴿اس آیت سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے پھر اپنی نعمتوں اور قدرت کے کمال کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے زمین کو خشک اور بے سبزہ ہونے کے بعد سرسبز و شادابی بخش کر زندہ کر دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے لیکن اس بات کو سمجھنا ان لوگوں کا کام ہے جو دل سے سنتے ہیں اور سن کر سمجھتے اور غور کرتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے

①.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۶۴، ۴۷/۵.

ہیں کہ جو قادر برحق زمین کو اس کی موت یعنی نشوونما کی قوت فنا ہو جانے کے بعد پھر زندگی دیتا ہے وہ انسان کو اس کے مرنے کے بعد بے شک زندہ کرنے پر قادر ہے۔^(۱)

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ
فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّرِبِ ۖ بَيْنَ ۖ (۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گو براور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں غور و فکر کی باتیں ہیں (وہ یہ کہ) ہم تمہیں ان کے پیٹوں سے گو براور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والے کے گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے۔

﴿وَإِنَّ لَكُمْ﴾ اور بیشک تمہارے لیے۔ ﴿مِمَّا﴾ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کی نشانیاں ہر چیز میں موجود ہیں حتیٰ کہ اگر تم اپنے مویشیوں میں بھی غور کرو تو تمہیں غور و فکر کرنے کی بہت سی باتیں مل جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے عجائب اور اس کی قدرت کے کمال پر تمہیں آگاہی حاصل ہو جائے گی۔ تم غور کرو کہ ہم تمہیں ان جانوروں کے پیٹوں سے گو براور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والے کے گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے، جس میں کسی چیز کی آمیزش کا کوئی شائبہ نہیں حالانکہ حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارا، گھاس، بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور دودھ، خون گو بر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا۔ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ گو بر کی بوکا، نہایت صاف اور لطیف برآمد ہوتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت کی عجیب کاریگری کا اظہار ہے۔^(۲)

①.....قرطبی، النحل، تحت الآية: ۶۵، ۸۸/۵، الجزء العاشر، جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۶۵، ۱۰۷۶/۳، ملئقطاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۶۶، ۱۲۹/۳-۱۳۰، مدارك، النحل، تحت الآية: ۶۶، ص ۶۰۰، خزائن العرفان، النحل، تحت

الآية: ۶۶، ص ۵۱۰، ملئقطاً.

کفار کے شبہات کا ازالہ

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”(اس سے) اوپر (والی آیت میں) مسئلہ باعث کا بیان ہو چکا ہے یعنی مردوں کو زندہ کئے جانے کا، کفار اس کے منکر تھے اور انہیں اس میں دو شبہ درپیش تھے، ایک تو یہ کہ جو چیز فاسد ہوگئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح لوٹے گی؟ اس شبہ کا ازالہ تو اس سے پہلی آیت میں فرما دیا گیا کہ تم دیکھتے رہتے ہو کہ ہم مردہ زمین کو خشک ہونے کے بعد آسمان سے پانی برساکر حیات عطا فرما دیا کرتے ہیں تو قدرت کا یہ فیض دیکھنے کے بعد کسی مخلوق کا مرنے کے بعد زندہ ہونا ایسے قادرِ مُطَّلَق کی قدرت سے بعید نہیں۔ دوسرا شبہ کفار کا یہ تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اس کے جسم کے اجزاء منتشر ہو گئے اور خاک میں مل گئے، وہ اجزاء کس طرح جمع کئے جائیں گے اور خاک کے ذروں سے اُن کو کس طرح ممتاز کیا جائے گا؟ اس آیت کریمہ میں جو صاف دودھ کا بیان فرمایا اس میں غور کرنے سے وہ شبہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے کہ قدرتِ الہی کی یہ شان تو روزانہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ نکالتا ہے اور اس کے قرب و جوار کی چیزوں کی آمیزش کا شائبہ بھی اس میں نہیں آتا، اُس حکیم برحق کی قدرت سے کیا بعید کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر مُجْتَمِع (یعنی جمع) فرمادے۔^(۱) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے انسان! جیسے تیرے رب نے تجھے خالص دودھ پلایا جس میں گوبر، خون کی بال بھر آمیزش نہیں ہے تو تو بھی اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں خالص عبادت پیش کر جس میں ریا وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔^(۲)

وَمِنْ شَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بیشک اس میں نشانی ہے

①..... خزائن العرفان، النحل، تحت الآیة: ۶۶، ص ۵۱۰-۵۱۱۔

②..... نور العرفان، النحل، تحت الآیة: ۶۶، ص ۴۳۷، ملخصاً۔

عقل والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کوئی پھل وہ ہے کہ اس سے تم نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو بیشک اس میں عقل مند لوگوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ﴾ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے۔ ﴿اس آیت میں رزقِ الہی کے کچھ دوسرے خزانوں کا بیان کیا گیا جنہیں ان کی اصل حالت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور انسانی محنت کے بعد والی حالت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ اے لوگو! تم جو کھجور اور انگور کے بعض پھلوں کے رس سے نبیذ بنا کر پیتے ہو اور اچھا رزق یعنی چھوہارے، کشمش، سرکہ اور مُثَقَلی بناتے ہو اس میں بھی تمہارے لئے غور و فکر کا مقام ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بندوں پر عظیم نعمت ہے اور یہی اللہ کریم کی عظمت و شانِ تخلیق کی بھی دلیل ہے کہ وہی تمام چیزوں کا خالق ہے اور وہی ہر کام کی تدبیر فرمانے والا ہے۔

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ
وَمَا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ
دُلَالًا ۖ يَخْرُجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۗ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں۔ پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لیے نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور چھتوں میں گھر بناؤ۔ پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھاؤ اور اپنے رب کے (بنائے ہوئے) نرم و آسان راستوں پر چلتی رہو۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی رنگ برنگی چیز نکلتی ہے اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿وَأَوْسَىٰ رَبُّكَ إِلَىٰ التَّحْلِيلِ﴾: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے گوبر اور خون کے درمیان سے صاف و شفاف دودھ نکالنے، کھجور اور انگور کے پھلوں سے نبیذ اور اچھا رزق نکالنے کا ذکر فرمایا جبکہ ان آیات میں مکھی سے شہد نکالنے کا ذکر فرمایا جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اور یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت اور عظمت پر دلالت کرتی ہیں۔^(۱)

چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ بعض پہاڑوں، درختوں اور چھتوں میں گھر بنائے، پھر بیٹھے، کڑوے، پھیکے ہر قسم کے پھلوں اور پھولوں میں سے کھائے اور ان کی تلاش میں اپنے رب کے بنائے ہوئے نرم و آسان راستوں پر چلتی رہے جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے الہام کیا گیا ہے حتیٰ کہ اسے ان راستوں پر چلنا پھرنا دشوار نہیں اور وہ کتنی ہی دور نکل جائے راستہ نہیں بھٹکتی اور اپنے مقام پر واپس آ جاتی ہے۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز یعنی شہد سفید، زرد اور سُرخ رنگوں میں نکلتا ہے، اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے اور یہ نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت مجنوںوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر نشانی ہے کہ اُس نے ایک کمزور اور ناتوان مکھی کو ایسی زیرکی و دانائی عطا فرمائی اور ایسی پیچیدہ صنعتیں مرحمت کیں، وہ پاک ہے اور اپنی ذات و صفات میں شریک سے مُنَزَّہ ہے، اس سے غور و فکر کرنے والوں کو اس پر بھی تشبیہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک ادنیٰ ضعیف سی مکھی کو یہ صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف (ملائم) اجزا حاصل کرے جن سے نفیس شہد بنے جو نہایت خوشگوار ہو، طاہر و پاکیزہ ہو، فاسد ہونے اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قادر حکیم ایک مکھی کو اس (شہد) کے مادے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے مُشْتَرِجِز کو جمع کر دے تو اس کی قدرت سے کیا بعید ہے، مرنے کے

①.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۶۸، ۱۰۷۷/۳.

بعد زندہ کئے جانے کو محال سمجھنے والے کس قدر احمق ہیں۔^(۱)

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّكُمُ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمْرِ لِكَيْ
لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝۷

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے بیشک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں کوئی سب سے گھٹیا عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔ بیشک اللہ جاننے والا، بہت قدرت والا ہے۔

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ﴾: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے حیوانات کے عجیب و غریب افعال ذکر فرما کر اپنے خالق اور قادر ہونے کی دلیل بیان فرمائی اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے وہ آثار ظاہر فرمائے جو خود لوگوں میں اور ان کے احوال میں نمایاں ہیں۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وجود بخشا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے، کیسی عجیب قدرت ہے، پھر وہ اس وقت تمہاری جان قبض کرے گا اور تمہیں زندگی کے بعد موت دے گا جب تمہاری وہ مدت پوری ہو جائے جو اس نے مقرر فرمائی ہے، چاہے بچپن میں پوری ہو یا جوانی میں یا بڑھاپے میں، اور تم میں کوئی سب سے گھٹیا عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے جس کا زمانہ انسانی عمر کے مراتب میں ساٹھ سال کے بعد آتا ہے کیونکہ اس وقت اعضا اور حواس سب ناکارہ ہونے کے قریب ہوتے ہیں اور انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور نادانی میں بچوں سے زیادہ بدتر ہو جائے۔ ان تغیرات میں قدرت الہی کے کیسے عجائبات مشاہدے میں آتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

①.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۶۸-۶۹، ص ۶۰۱، جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۶۸-۶۹، ۱۰۷۷/۳-۱۰۷۸، خزائن العرفان، النحل، تحت الآية: ۶۹، ص ۵۱۱، مملکت۔

فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پاک پڑھا وہ اس اَزْ ذَلِ عَمْرٍ کی حالت کو نہ پہنچے گا کہ علم کے بعد محض بے علم ہو جائے۔ (1)

نکے پن کی عمر سے پناہ مانگنے کی دعا

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یوں دعا مانگا کرتے تھے ”أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرَذَلِ الْعُمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ“ یعنی (اے اللہ!) میں بخل سے، سستی سے، نکے پن کی عمر سے، قبر کے عذاب سے، دجال کے فتنے سے، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (2) اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے ہمیں بھی ان تمام چیزوں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِي
بِرَازِقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۗ أَفَبِعِزَّةِ اللَّهِ
يَجْحَدُونَ ﴿٤١﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی تو جنہیں بڑائی دی ہے وہ اپنا رزق اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا اللہ کی نعمت سے مکر تے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں برتری دی ہے تو جنہیں رزق کی برتری دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں، باندیوں پر نہیں لوٹاتے کہ کہیں وہ اس رزق میں برابر نہ ہو جائیں تو کیا صرف اللہ کی نعمت سے مکر تے ہیں؟

﴿وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ: اور اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں برتری دی ہے۔﴾

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۷۰، ۱۳۳/۳، ملخصاً.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة النحل، باب ومنکم من یرد الی اردل العمر، ۲۵۷/۳، الحدیث: ۴۷۰۷.

اس آیت میں بڑے نفیس اور دلنشین انداز میں بت پرستی کا رد کیا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں برتری دی ہے، تو تم میں کوئی غنی ہے کوئی فقیر، کوئی مالدار ہے کوئی نادار، کوئی مالک ہے اور کوئی مملوک، تو جنہیں رزق کی برتری دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں اور باندیوں کو نہیں دیتے کہ کہیں وہ اس رزق میں ان کے برابر نہ ہو جائیں اور جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنا نا گوارا نہیں کرتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک ٹھہرانا کس طرح گوارا کرتے ہو؟^(۱)

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ بَنِينَ
وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ
هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں سٹھری چیزوں سے روزی دی تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں سٹھری چیزوں سے روزی دی تو کیا وہ باطل ہی پر یقین کرتے ہیں؟ اور اللہ کے فضل ہی کے منکر ہوتے ہیں؟

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا﴾ اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں تاکہ تم ان سے انسانیّت حاصل کرو اور ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے، نواسے پیدا کیے جو ضرورت کے وقت تمہاری مدد کرتے ہیں اور

①..... جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۷۱، ۳/۱۰۷۹-۱۰۸۰، خازن، النحل، تحت الآية: ۷۱، ۳/۱۳۳-۱۳۴، ملنقطاً.

اللہ تعالیٰ نے تمہیں سٹھری چیزوں یعنی طرح طرح کے غلوں، پھلوں اور کھانے پینے کی چیزوں سے روزی دی تو کیا وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی ان نعمتوں کے باوجود شرک اور بت پرستی پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ عزَّوَجَلَّ کے احسان کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت سے کیا مراد ہے؟

علامہ احمد بن محمود نسفی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت سے مراد سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ گرامی ہے یا اس سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال کیں۔ (۲)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَجِيبُونَ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو اللہ کے لیے مانند نہ ٹھہراؤ بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو تم اللہ کے لیے مثل نہ ٹھہراؤ، بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ اور اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر دلالت کرنے والی مختلف چیزیں بیان فرمائیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کی عبادت کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ (۳) چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے بتوں

①.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۷۲، ۵۸/۵، حازن، النحل، تحت الآية: ۷۲، ۱۳۴/۳، ملنقطاً.

②.....مدارك، النحل، تحت الآية: ۷۲، ص ۶۰۲.

③.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۷۳، ۲۴۵/۷.

کی عبادت کر رہے ہیں جو انہیں آسمان سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے کیونکہ وہ زمین کی خشکی دور کر کے اس میں شادابی لانے کیلئے آسمانوں سے ایک قطرہ پانی تک نازل کرنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ زمین سے کچھ روزی دینے کا اختیار رکھتے ہیں کیونکہ زمین سے نباتات اور پھل نکالنے پر انہیں کوئی قدرت حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے بت زمین و آسمان میں سے کسی چیز کے مالک ہیں بلکہ زمین آسمان اور ان میں موجود ہر چیز کا (حقیقی) مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تو تم اللہ عزوجل کے لیے شریک نہ ٹھہراؤ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مخلوق میں اس کا کوئی مثل نہیں ہے اور تم یہ بات نہیں جانتے۔^(۱)

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمِنْ رِزْقِنَا مِمَّا
رَزَقْنَاهُ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۗ هَلْ يَسْتَوُونَ ۗ الْحَدِيدُ لَئِ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدر نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر کیا وہ برابر ہو جائیں گے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر کو خیر نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے ایک بندے کی مثال بیان فرمائی جو خود کسی کی ملکیت میں ہے، وہ کسی شے پر قادر نہیں اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرما رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے، کیا وہ سب برابر ہو جائیں گے؟ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔

﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا﴾ اللہ نے ایک بندے کی مثال بیان فرمائی۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو شخصوں کی مثال بیان فرما کر شرک کا رد فرمایا ہے۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جو خود کسی کی ملکیت میں ہے اور وہ مالک نہ

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۷۳-۷۴، ۷/۶۲۰-۶۲۱، مدارك، النحل، تحت الآیة: ۷۳، ص ۶۰۲-۶۰۳، ملقطاً.

ہونے کی وجہ سے کسی چیز پر قادر نہیں، جبکہ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرما رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے، جیسے چاہتا ہے اس میں تَصَرُّف کرتا ہے تو پہلا شخص عاجز ہے، مملوک اور غلام ہے جبکہ دوسرا شخص آزاد، مالک اور صاحب مال ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قدرت و اختیار بھی رکھتا ہے تو کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں، تو جب غلام اور آزاد شخص برابر نہیں ہو سکتے حالانکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو خالق، مالک اور قادر رب تعالیٰ کے ساتھ قدرت و اختیار نہ رکھنے والے بت کیسے شریک ہو سکتے ہیں اور ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مثل قرار دینا کیسا بڑا ظلم اور جہل ہے۔ (۱)

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ
كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ لَا يُنْبِئُ بَوَجْهِهِ لَا يَتَّبِعُ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ
يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ٤٦

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دومر ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے دومروں کی مثال بیان فرمائی، ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر (صرف) بوجھ ہے، (اس کا آقا) اسے جدھر بھیجتا ہے وہ کوئی خیر لے کر نہیں آتا تو کیا وہ اور دوسرا وہ جو عدل کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر بھی ہے کیا دونوں برابر ہیں؟

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ: اور اللہ نے دومروں کی مثال بیان فرمائی۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص گونگا ہے جو کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا کیونکہ نہ وہ

①..... جلالین، النحل، تحت الآية: ۷۵، ص ۲۲۳، روح البیان، النحل، تحت الآية: ۷۵، ۶۰-۵۹/۵، خزائن العرفان، النحل، تحت الآية: ۷۵، ص ۵۱۳، ملتقطاً۔

اپنی کسی سے کہہ سکتا اور نہ دوسرے کی سمجھ سکتا ہے اور وہ اپنے آقا پر صرف بوجھ ہے، اس کا آقا سے جہاں بھی کسی کام کے لئے بھیجتا ہے تو وہ اس کا کوئی کام کر کے نہیں آتا۔ یہ مثال کافر کی ہے۔ اور دوسرا وہ شخص ہے جس کے حواس سلامت ہیں، بھلائی اور دیانت داری کی وجہ سے بہت فائدہ مند ہے، وہ لوگوں کو عدل کا حکم کرتا ہے اور اس کی سیرت بھی اچھی ہے، یہ مثال مومن کی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ کافر ناکارہ گونگے غلام کی طرح ہے وہ کسی طرح اس مسلمان کی مثل نہیں ہو سکتا جو عدل کا حکم کرتا ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ گونگے ناکارہ غلام سے بتوں کو تشبیہ دی گئی اور انصاف کا حکم دینے میں شانِ الہی کا بیان ہے، اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا باطل ہے۔ کیونکہ انصاف قائم کرنے والے بادشاہ کے ساتھ گونگے اور ناکارہ غلام کو کیا نسبت۔^(۱)

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ
أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے اور قیامت کا معاملہ صرف ایک پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ ۖ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کے کمال کا بیان ہے۔ علم کے کمال کا بیان آیت کے اس حصے میں ہے ”وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمام غیبیوں کا جاننے والا ہے اور اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد قیامت کا علم ہے۔ قدرت کے کمال کا بیان آیت کے اس حصے میں ہے ”وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ“

①.....جلالین، النحل، تحت الآیة: ۷۶، ص ۲۲۳، مدارک، النحل، تحت الآیة: ۷۶، ص ۶۰۳، خزائن العرفان، النحل، تحت الآیة: ۷۶، ص ۵۱۳، ملتقطاً۔

الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ“، یعنی قیامت قائم کرنے کا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت میں صرف ایک پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے کیونکہ پلک مارنا بھی زمانہ چاہتا ہے جس میں پلک کی حرکت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ جس چیز کا ہونا چاہے وہ کُن فرماتے ہی ہو جاتی ہے۔^(۱)

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ
السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۷۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ﴾ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت پر دلالت کرنے والے مزید مظاہر بیان فرمائے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اپنی پیدائش کی ابتداء اور اول فطرت میں علم و معرفت سے خالی تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے، یہ جو اس اس لئے عطا کیے تاکہ تم ان سے اپنا پیدائشی جہل دور کرو اور تم شکر گزار بنو، علم و عمل سے فیض یاب ہو جاؤ اور یہ جو اس اس لئے عطا کئے تاکہ تم نعمتیں عطا کرنے والے کا شکر بجلاؤ اور اس کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں کے حقوق ادا کرو۔^(۲) لہذا ہر عضو کا ”شکر“ یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگایا جائے اور ناشکری یہ ہے کہ اس عضو کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کیا جائے۔

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۷۷، ۷/۲۴۹-۲۵۰، خازن، النحل، تحت الآیة: ۷۷، ۳/۱۳۶، ملقطاً.

②.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۷۸، ص ۶۰۴، خازن، النحل، تحت الآیة: ۷۸، ۳/۱۳۶، ملقطاً.

الْمُرَوِّدَاتِ إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْ السَّمَاءِ ط مَا يَسْكُنَنَّ إِلَّا اللَّهَ ط
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روکتا سوا خدا کے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا انہوں نے پرندوں کی طرف نہ دیکھا جو آسمان کی فضا میں (اللہ کے) حکم کے پابند ہیں۔ انہیں (وہاں) اللہ کے سوا کوئی نہیں روکتا۔ بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ﴾ کیا انہوں نے پرندوں کی طرف نہ دیکھا۔ ﴿﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی پرواز سے اپنی قدرت پر استدلال فرمایا۔ چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا لوگوں نے پرندوں کی طرف نہ دیکھا جو آسمان کی فضا میں اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے حکم کے پابند ہیں۔ انہیں ہوا میں اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے سوا کوئی گرنے سے نہیں روکتا حالانکہ بھاری جسم اپنی طبیعت کے اعتبار سے گرنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پرندوں میں یہی نظام بنایا ہوا ہے۔ اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو ایسا پیدا کیا کہ وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں اور اپنے بھاری جسم کی طبیعت کے برخلاف ہوا میں ٹھہرے رہتے ہیں، گرتے نہیں اور ہوا کو ایسا پیدا کیا کہ اس میں اُن کی پرواز ممکن ہے۔ ایماندار اس میں غور کر کے قدرت الہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ (۱)

ہوائی جہاز کی پرواز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال

اس آیت میں پرندوں کی پرواز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال کیا گیا ہے اور اگر لوگ چاہیں تو فی زمانہ پرندوں سے کہیں بڑی اور ان سے انتہائی وزنی چیز ہوائی جہاز کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلیل حاصل کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی عقل، سمجھ اور قدرت دی کہ اس نے ایسی چیز بنالی جو ٹوں کے حساب سے وزنی ہے اور

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۷۹، ۲۵۲/۷، جلالین، النحل، تحت الآیة: ۷۹، ص ۲۲۳، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۷۹، ۶۴/۵، ملقطاً.

بڑی اتنی ہے کہ سینکڑوں انسانوں کو اپنے اندر سمو لیتی ہے اور پھر اپنے وزن، سینکڑوں انسانوں اور ان کے ساز و سامان کے وزن کے ساتھ گھنٹوں ہوا میں پرواز بھی کر لیتی ہے اور اس کا یہ پرواز کرنا بظاہر اگرچہ مشینی آلات کی وجہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسی کے اثر سے ہوا میں محو پرواز ہے کیونکہ ہوا کو پرواز کے قابل اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا، یونہی ہوائی جہاز بھی انسان نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل، سمجھ اور قدرت سے بنایا ہے، از خود کوئی کہاں اس قابل تھا کہ ایسی چیز بنا سکے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ الْاَنْعَامِ
بُيُوتًا تَسْكُنُوهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۗ وَمِنْ اَصْوَابِهَا
وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حَيْثُ ۝۸۰

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں گھر دیئے بسنے کو اور تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر بنائے جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون اور بھری اور بالوں سے کچھ گرتی کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہاری رہائش بنایا اور اس نے تمہارے لیے جانوروں کی کھالوں سے کچھ گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن بڑا ہلکا پھلکا پاتے ہو اور بھیڑوں کی اون اور اونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں سے گھر یلو سامان اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کے اسباب بنائے۔

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا ۗ ﴾ اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہاری رہائش بنایا۔ ﴿ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴾ (۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۸۰، ۲۵۲/۷.

نے تمہاری رہائش کیلئے اینٹوں اور پتھروں سے تمہارے گھروں کو بنایا جن میں تم آرام کرتے ہو اور اس نے تمہارے لیے جانوروں کی کھالوں سے خیموں کی شکل میں کچھ گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دنوں میں اٹھا کر چلتے وقت اور منزلوں پر قیام کے وقت لگانے کیلئے بڑا ہلکا پھلکا پاتے ہو اور اسی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے بھیڑوں کی اُون، اونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں سے گھریلو سامان مثلاً بچھانے، اوڑھنے کی چیزیں اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کے اسباب بنائے۔^(۱)

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلًّا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا
 وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ بَأْسَكُمْ كَذَلِكَ
 يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنبَاءَ عَلَيْكَ
 الْبَلَّغُ الْمُبِينُ ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے کہ تم فرمان مانو۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے محبوب تم پر نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائیں اور تمہارے لیے کچھ پہننے کے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ لباس بنائے جو لڑائی کے وقت تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ اسی طرح تم پر اپنی نعمت پوری کرتا ہے تاکہ تم اسلام لے آؤ۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے حبیب! تم پر صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے۔

①..... جلالین، النحل، تحت الآیة: ۸۰، ص ۲۲۳، حازن، النحل، تحت الآیة: ۸۰، ۱۳۶/۳-۱۳۷، ملقطاً.

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا: اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے۔﴾ یعنی اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں بھی ہیں کہ اس نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں مکانوں دیواروں چھتوں درختوں اور بادل وغیرہ سے سائے دیئے جس میں تم آرام کر کے گرمی کی شدت سے بچتے ہو اور تمہارے لیے پہاڑوں میں غار وغیرہ چھپنے کی جگہیں بنائیں تاکہ امیر وغریب سب ان میں آرام کر سکیں اور تمہارے پہننے کے لیے کچھ لباس ایسے بنائے جو تمہیں گرمی، سردی سے بچاتے ہیں اور کچھ لباس جیسے زرہ اور بازو بند وغیرہ ایسے بنائے جو لڑائی کے وقت تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور تیر، تلوار، نیزے وغیرہ سے تمہارے بچاؤ کا سامان ہوتے ہیں۔ اے لوگو! جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ چیزیں پیدا فرمائیں اسی طرح دنیا میں تمہاری ضروریات کا سامان پیدا فرما کر وہ تم پر اپنی نعمت پوری کرتا ہے تاکہ تم اس کی اطاعت کرو اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کر کے اسلام لاؤ اور دین برحق قبول کر لو۔^(۱)

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا: پھر اگر وہ منہ پھیریں۔﴾ یعنی اے حبیبِ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر کفار مکہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے سے اعراض کریں اور اپنے کفر پر ہی جحے رہیں تو آپ غمزدہ نہ ہوں، آپ پر صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے اور جب آپ نے ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تو آپ کا کام پورا ہو چکا اور اب نہ ماننے کا وبال اُن کی گردن پر ہے۔^(۲)

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُوهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُونَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کر دیتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہی ہیں۔

﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ: وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں۔﴾ یعنی جو نعمتیں اس سورت میں ذکر کی گئیں کفار مکہ اُن سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ مشہور مفسر سیدی

①.....جلالین، النحل، تحت الآیة: ۸۱، ص ۲۲۳-۲۲۴، خازن، النحل، تحت الآیة: ۸۱، ۳/۱۳۷-۱۳۷، مدارک، النحل، تحت الآیة: ۸۱، ص ۶۰۴-۶۰۵، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۸۱، ۶۷/۵، ملتنقطاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۸۲، ۳/۱۳۷، ملخصاً.

کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مراد ہیں۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور اس کے باوجود پھر اس نعمت کا انکار کر دیتے ہیں یعنی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ایمان نہیں لاتے اور اس طرح ان میں اکثر کافر ہی ہیں اور وہ دین اسلام قبول نہیں کرتے۔^(۱)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذِنُ لِمَنْ كَفَرَ وَا
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو نہ وہ منائے جائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر کافروں کو اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ان سے رجوع کرنا، طلب کیا جائے گا۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ﴾ اور یاد کرو جس دن ہم اٹھائیں گے۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں بیان فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچاننے کے باوجود ان کا انکار کر دیا، اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ان میں سے اکثر کافر ہیں جبکہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار پر عذاب کی وعید اور قیامت کے دن ان کا جو حال ہوگا اسے بیان فرمایا۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت کے دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھائیں گے جو ان کی تصدیق و تکذیب اور ایمان و کفر کی گواہی دے گا اور یہ گواہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہیں، پھر کافروں کو معذرت کرنے کی یا کسی کلام کی یا دنیا کی طرف لوٹنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ اس دن انہیں اس بات کا مُكَلَّفٌ کیا جائے گا کہ وہ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کو راضی کریں کیونکہ آخرت عمل کرنے کی جگہ نہیں۔^(۲)

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۸۳، ۱۳۸/۳، مدارك، النحل، تحت الآية: ۸۳، ص ۶۰۵، خزائن العرفان، النحل، تحت الآية: ۸۳، ص ۵۱۵، ملقطاً۔

②.....حازن، النحل، تحت الآية: ۸۴، ۱۳۸/۳، مدارك، النحل، تحت الآية: ۸۴، ص ۶۰۵، ملقطاً۔

وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہونہ انہیں مہلت ملے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے تو ان سے نہ عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

﴿وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ﴾ اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے۔ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کو جھٹلانے والے اور آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کا انکار کرنے والے اور وہ لوگ جو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی قوم کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں، جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کوئی چیز انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہ دے سکے گی کیونکہ انہیں کلام کرنے کی اجازت نہ ہوگی کہ کوئی عذر بیان کر سکیں اور ان سے عذاب ہلکا ہو جائے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی کیونکہ توبہ کا وقت ختم ہو چکا، یہاں صرف اعمال کی جزا ملے گی۔^(۱)

وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقُوا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور شرک کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے تو وہ ان پر بات بھینکیں گے کہ تم بیشک جھوٹے ہو۔

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۸۵، ۶۳۱/۷.

ترجمہ کنز العرفان: اور مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہمارے وہ شریک ہیں جن کی ہم تیرے سوا عبادت کیا کرتے تھے تو وہ ان کی طرف (اپنی) بات پھینک دیں گے کہ تم بیشک جھوٹے ہو۔

﴿وَإِذَا مَا آلَيْنِ أَشْرَكَوْا شُرَكَاءَهُمْ: اور مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے﴾ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے قیامت کے دن بتوں وغیرہ ان چیزوں کو دیکھیں گے جن کی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ اس وقت کہیں گے ”اے ہمارے رب! یہ ہمارے وہ شریک ہیں جن کی ہم تیرے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ شریک کہیں گے ”اے مشرک! بے شک تم جھوٹے ہو، ہم نے تمہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی تھی۔“ (۱)

وَالْقَوَا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامِ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے اور ان سے گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ مشرک اس دن اللہ کی طرف صلح کی پیشکش کریں گے اور ان کی خود ساختہ باتیں ان سے گم ہو جائیں گی۔

﴿وَالْقَوَا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامِ: اور وہ مشرک اس دن اللہ کی طرف صلح کی پیشکش کریں گے﴾ مشرکین دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے منہ موڑتے رہے جبکہ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہونا چاہیں گے لیکن یہ فرمانبرداری انہیں کوئی نفع نہ دے گی اور جب مشرکوں کے معبود انہیں جھوٹا قرار دے کر ان سے اپنی براءت کا اظہار کریں گے تو اس وقت مشرکین کی من گھڑت باتیں کہ یہ معبود ان کے مددگار ہیں اور ان کی شفاعت کریں گے، بے کار اور باطل ہو جائیں گی۔ (۲)

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۸۶، ۶۳۱/۷.

②.....جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآیة: ۸۷، ۱۰۸۵/۳، مدارک، النحل، تحت الآیة: ۸۷، ص ۶۰۵، ملقطاً.

بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم ان کے فساد کے بدلے میں عذاب پر عذاب کا اضافہ کر دیں گے۔

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ جنہوں نے کفر کیا۔ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کی وعید بیان فرمائی جنہوں نے صرف خود کفر کیا جبکہ اس آیت میں ان کافروں کی وعید بیان فرمائی جو خود بھی کافر تھے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک کر (اور گمراہ کر کے) انہیں کافر بناتے تھے۔^(۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جن لوگوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور جو آپ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے پاس سے لائے، اسے جھٹلایا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے سے روکا تو ہم قیامت کے دن جہنم میں انہیں اس عذاب سے زیادہ عذاب دیں گے جس کے وہ صرف اپنے کفر کی وجہ سے حقدار ہوئے تھے۔ انہیں دگنا عذاب اس لئے ہوگا کہ دنیا میں یہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیتے تھے۔^(۲)

گمراہ گرو زیادہ عذاب ہوگا

اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ گرو کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے کیونکہ اس کا جرم بھی زیادہ ہے ایک تو خود گمراہ ہونا اور دوسرا، دوسروں کو گمراہ کرنا۔ یہ جتنوں کو گمراہ کرے گا اتنے ہی لوگوں کا عذاب اسے دیا جائے گا، چنانچہ اس کی آگ زیادہ تیز ہوگی، اس کے سانپ پچھو زیادہ زہریلے اور تمام دوزخیوں کا خون و پیپ اس کی غذا ہوگی۔

①.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۸۸، ۲۰۷/۷.

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۸۸، ۶۳۲/۷-۶۳۳.

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ
شَهِيدًا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ ۖ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى
وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝۸۹

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ نہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جس دن ہم ہر امت میں نہیں میں سے ان پر ایک گواہ اٹھائیں گے اور اے حبیب! تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ﴾ اور جس دن ہم ہر امت میں ان پر ایک گواہ اٹھائیں گے۔ ﴿اس آیت میں گواہ سے مراد انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہیں، یہ قیامت کے دن اپنی اپنی امتوں کے متعلق گواہی دیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچایا اور ان لوگوں کو ایمان قبول کرنے کی دعوت دی۔ (1)﴾

﴿وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ﴾ اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَىٰ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم تمہیں امتوں اور ان کے خلاف گواہی دینے والے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پر گواہ بنا کر لائیں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (2)

ترجمہ کنز العرفان: تو کیسا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے حبیب! تمہیں ان سب پر گواہ اور

1.....قرطبی، النحل، تحت الآية: ۸۹، ۱۲۰/۵، الجزء العاشر.

2.....نساء: ۴۱.

نگہبان بنا کر لائیں گے۔ (1)

﴿تَبَيَّنَا لَأَلْجُلَّ شَيْءٌ﴾: جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں ”قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی نہ رکھے کہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے ایک تو بیان کرنے والا چاہئے، وہ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ہے اور دوسرا وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا (یعنی) ہمارے سردار رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ اور اہل سنت کے نزدیک ”شَيْءٌ“ ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے، فرش سے عرش تک، شرق سے غرب تک، ذاتیں اور حالتیں، حرکات اور سکناات، پلک کی جنبشیں اور نگاہیں، دلوں کے خطرے اور ارادے اور ان کے سوا جو کچھ ہے (وہ سب اس میں داخل ہو گیا) اور انہیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے، تو ضروری ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَقَرٌّ (2) (ترجمہ کنز العرفان: ہر چھوٹی اور بڑی چیز یکساں ہوئی ہے۔)

اور فرماتا ہے

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (3) (ترجمہ کنز العرفان: اور ایک ظاہر کردینے والی کتاب (لوح محفوظ) میں ہر چیز ہم نے شمار کر رکھی ہے۔)

اور فرماتا ہے

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتٍ الْأَرْضِ وَلَا مَرَّطٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (4) (ترجمہ کنز العرفان: اور نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے مگر وہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور کوئی تر چیز نہیں اور نہ ہی خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔)

اور بے شک صحیح حدیثیں فرما رہی ہیں کہ روزِ اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب لوح محفوظ میں لکھا ہے بلکہ یہاں تک ہے کہ جنت و دوزخ والے اپنے ٹھکانے میں جائیں، اور وہ جو ایک حدیث میں فرمایا کہ ابد تک کا سب

1..... ابو سعو د، النحل، تحت الآیة: ۸۹، ۲۸۷/۳، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۸۹، ۶۹/۵، ملتقطاً.

2..... قمر: ۵۳.

3..... یس: ۱۲.

حال اس میں لکھا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے، اس لئے کہ کبھی ابد بولتے ہیں اور اس سے آئندہ کی مدت طویل مراد لیتے ہیں جیسا کہ بیضاوی میں ہے، ورنہ غیر متناہی چیز کی تفصیلیں متناہی چیز نہیں اٹھا سکتی، جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسی کو مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کہتے ہیں، اور بے شک علم اصول میں بیان کر دیا گیا کہ ٹکڑے کے مقام نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور ”شکل“ کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے بڑھ کر نص ہے تو روانہ نہیں کہ روشن بیان اور تفصیل سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔^(۱)

قرآن کریم تمام علوم کی جامع کتاب ہے

آیت کے اس حصے

ترجمہ کنز العرفان: قرآن ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

نَبِيًّا تَأْتِيكُمُ الْبُرُوقُ

نیز ایک اور آیت کے اس حصے

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ^(۲)

نہیں چھوڑی۔

سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے جو تمام علوم کی جامع ہے، اور یہی بات احادیث اور بزرگان دین کے اقوال میں بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ ترمذی کی حدیث میں ہے، سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی تو صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے اُن سے خلاصی کا طریقہ دریافت کیا۔ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اللہ کی کتاب، جس میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے آپس کے فیصلے بھی ہیں۔“^(۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے کیونکہ اس میں اولین

وآخرین کی خبریں ہیں۔“^(۴)

①.....الدولة المكيه بالمادة الغيبية، النظر الخامس في الدلائل المدعى من الاحاديث والاقوال والآيات، ۷۵-۸۳.

②.....انعام: ۳۸.

③.....ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل القرآن، ۴/۴، الحدیث: ۲۹۱۵.

④.....مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما ومن فعله، ۳۳۷/۸، الحدیث: ۱۰۷.

امام شافعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اُمت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جو کوئی حکم بھی فرمایا وہ وہی تھا جو آپ کو قرآن پاک سے مفہوم ہوا۔^(۱) حضرت ابو بکر بن مجاہد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ سے منقول ہے انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتابُ اللہ یعنی قرآن شریف میں مذکور نہ ہو۔ اس پر کسی نے اُن سے کہا: سَرِاؤل کا ذکر کہاں ہے: آپ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا اس آیت ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ“ (اس بارے میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی رہائش نہیں جن میں تمہیں نفع اٹھانے کا اختیار ہے۔)^(۲) میں ہے۔^(۳) ابن ابوالفضل مرسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں۔^(۴) غرض یہ کتاب جمع علوم کی جامع ہے اور جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے وہ اتنا ہی جانتا ہے۔

نوٹ: اس آیت مبارکہ سے متعلق مزید تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ کی عظیم الشان تصنیف ”نُبَاءُ الْحَىٰ أَنْ كَلَامَهُ الْمَصُونُ تَبَيَّنًا لِكُلِّ شَيْءٍ“ (قرآن ہر چیز کا بیان ہے) کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿هُدًى وَرَحْمَةً﴾: ہدایت اور رحمت۔ یعنی جس نے قرآن کی تصدیق کی، اس میں موجود اللہ تعالیٰ کی حدوں پر اور امر و نہی پر عمل کیا، قرآن نے جن چیزوں کو حلال کیا اسے حلال سمجھا اور جن چیزوں کو حرام کیا انہیں حرام جانا تو اس کے لئے قرآن ہدایت اور رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے کو قرآن آخرت میں بہترین ثواب اور عظیم مرتبے کی بشارت دیتا ہے۔^(۵)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ

①.....الاتقان فى علوم القرآن، النوع الخامس والستون فى العلوم المستنبطة من القرآن، ۴۷۶/۲.

②.....النور: ۲۹.

③.....الاتقان فى علوم القرآن، النوع الخامس والستون فى العلوم المستنبطة من القرآن، ۴۷۷/۲.

④.....روح المعانى، النحل، تحت الآية: ۸۹، ۶۰۸/۷.

⑤.....تفسير طبرى، النحل، تحت الآية: ۸۹، ۶۳۳/۷.

الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۹۰

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔ عدل اور انصاف کا (عام فہم) معنی یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق دیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے، اسی طرح عقائد، عبادات اور معاملات میں افراط و تفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنا بھی عدل میں داخل ہے جیسے بندہ نہ تو دہریوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرے اور نہ مشرکوں کی طرح اللہ تعالیٰ کو شریک ٹھہرانے لگے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو موجود، واحد اور لا شریک مانے، اسی طرح نہ تو یہ نظریہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندے کے کسی گناہ کا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا اور نہ ہی یہ عقیدہ رکھے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ گنہگار مسلمان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسے سزا دے اور چاہے تو اسے معاف کر دے اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے، وہ اگر جہنم میں گیا تو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پوری ہونے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔ یونہی بندہ عبادات میں اس قدر مصروف نہ ہو جائے کہ اس وجہ سے بیوی بچوں، عزیز رشتہ داروں پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کے شرعی حقوق ہی ادا نہ کر سکے اور نہ عبادات سے اس قدر غافل ہو کہ فرائض و واجبات ہی ترک کرنا شروع کر دے بلکہ فرائض و واجبات اور سنن کی ادائیگی تو ضرور کرے البتہ نفل عبادت و ریاضت اتنی کرے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کے شرعی حقوق بھی آسانی کے ساتھ ادا کر سکے، ایسے ہی سخاوت کرنا بہت عمدہ فعل ہے لیکن یہ نہ اتنی کم ہو کہ بندہ بخل کے دائرے میں داخل ہو جائے اور نہ ہی اتنی زیادہ ہو کہ وہ فضول خرچی میں شامل ہو جائے بلکہ ان دونوں کے درمیان ہو۔^(۱)



①.....روح البیان، النحل، تحت الآية: ۹۰، ۷۰/۵-۷۱، ملخصاً.

مفسرین نے عدل اور احسان کے اور معنی بھی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ آدمی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دے اور احسان فرائض کو ادا کرنے کا نام ہے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ہی سے ایک اور روایت ہے کہ عدل شرک کو ترک کرنے کا نام ہے اور احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو مثلاً اگر وہ مومن ہو تو اُس کے ایمان کی برکات کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر وہ کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا مسلمان بھائی ہو جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے ایک اور روایت میں ہے کہ عدل توحید کا اور احسان اخلاص کا نام ہے۔^(۱) ان تمام روایتوں کا طرز بیان اگرچہ جدا جدا ہے لیکن مقصود ایک ہی ہے۔ اور حضرت سفیان بن عیینہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”عدل یہ ہے کہ تمہارا ظاہر اور باطن دونوں (اطاعت اور فرمانبرداری میں) برابر ہو اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو۔“^(۲)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ ابنِ عربی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: عدل کی ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق بندے اور اس کے رب کے درمیان ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کے مطالبے پر اپنے رب تعالیٰ کے حق کو ترجیح دے، اپنی خواہشات پر اس کی رضا کو مقدم کرے، گناہوں سے اجتناب کرے اور نیک اعمال بجالائے۔ عدل کی دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق بندے اور اس کے نفس کے درمیان ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو ان چیزوں سے روکے جس میں اس کی ہلاکت ہے، پیروی کرنے والے سے اپنی طمع ختم کر دے اور ہر حال میں قناعت کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ عدل کی تیسری قسم وہ ہے جس کا تعلق بندے اور مخلوق کے درمیان ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بندہ لوگوں کو خوب نصیحت کرے، قلیل و کثیر ہر چیز میں خیانت کرنا چھوڑ دے، ہر صورت میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرے، اس کی طرف سے کسی کو بھی قول سے، فعل سے، پوشیدہ یا اعلانیہ کوئی برائی نہ پہنچے اور لوگوں کی طرف سے اس پر جو مصیبت اور آزمائش آئے اُس پر صبر کرے۔^(۳)



①.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۹۰، ۱۳۹/۳، ملخصاً.

②.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۹۰، ۱۳۹/۳.

③.....تفسیر قرطبی، النحل، تحت الآیة: ۹۰، ۱۲۱/۵، الجزء العاشر.

عدل اور احسان دونوں پر عمل کیا جائے

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں کے امور میں عدل اور احسان دونوں سے کام لے اور صرف عدل کرنے پر اکتفا نہ کرے۔ چنانچہ اسی بات کو سمجھاتے ہوئے امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان دونوں کا حکم دیا ہے اور عدل ہی نجات کا باعث ہے اور تجارت میں وہ مال تجارت کی طرح (ضروری) ہے اور احسان کامیابی اور خوش بختی کا سبب ہے اور تجارت میں یہ نفع کی طرح ہے لہذا وہ آدمی عقل مند لوگوں میں شمار نہیں ہوتا جو دنیوی معاملات میں صرف مال پر اکتفا کرے اسی طرح آخرت کا معاملہ ہے لہذا دیندار آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ عدل قائم کرنے اور ظلم سے بچنے پر ہی اکتفا کرے اور احسان کے دروازوں کو چھوڑ دے۔“ (1)

﴿وَإِنِّيَأْتِي ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ اور رشتے داروں کو دینے کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رشتے دار قریب کے ہوں یا دور کے، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے حاجت سے زائد کچھ مال انہیں دے کر ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور اگر اپنے پاس زائد مال نہ ہو تو رشتہ داروں کے ساتھ محبت سے پیش آنا اور ان کے لئے دعائے خیر کرنا مستحب ہے۔ (2)

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے کے فضائل

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اس سے متعلق 3 احادیث درج

ذیل ہیں:

(1)..... حضرت ابویوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، ایک شخص نے بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول الله! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔“ (3)

①..... احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الاحسان فی المعاملة، ۱۰/۱۲.

②..... حازن، النحل، تحت الآیة: ۹۰، ۱۳۹/۳.

③..... بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ۴۷۱/۱، الحدیث: ۱۳۹۶.

- (2)..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللهُ تَعَالَى ارشاد فرماتا ہے ”میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں، رحم (یعنی رشتے داری) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مُشْتَقُّ کیا، لہذا جو اسے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔“ (1)
- (3)..... حضرت عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تَعَالَى سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔“ (2)

﴿وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تَعَالَى نے ہر شرمناک اور مذموم قول و فعل سے نیز شرک، کفر، گناہ اور تمام ممنوعاتِ شرعیہ سے منع فرمایا ہے۔

حضرت سفیان بن عُيَيْنَةَ فرماتے ہیں ”فَحْشَاءٌ، مُنْكَرٌ اور بَغْيٌ یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو اور باطن ایسا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا ”اس پوری آیت میں اللہ تَعَالَى نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین سے منع فرمایا ہے۔“

(1)..... عدل کا حکم دیا۔ عدل، اَقْوَالِ اور اَفْعَالِ میں انصاف و مساوات کا نام ہے اس کے مقابل فَحْشَاءٌ یعنی بے حیائی ہے۔ اس سے مراد قبیح اَقْوَالِ اور اَفْعَالِ ہیں۔

(2)..... احسان کا حکم فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو اور جس نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ اس کے مقابل مُنْكَرٌ ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا۔

(3)..... رشتہ داروں کو دینے، اُن کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور شفقت و محبت سے پیش آنے کا حکم فرمایا۔ اس کے مقابل بَغْيٌ ہے۔ اس کا مطلب اپنے آپ کو اونچا قرار دینا اور اپنے تعلق داروں کے حقوق تکلف کرنا ہے۔ (3)

﴿يَعْظُمُكُمْ﴾ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے۔ ﴿یعنی اس آیت میں جس چیز کا حکم دیا گیا اور جس سے منع کیا گیا اس میں حکمت یہ ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو اور وہ کام کرو جس میں اللہ تَعَالَى کی رضا ہے۔“ (4)

①..... ترمذی، کتاب البرِّ والصلَّة، باب ما جاء في قطعة الرحم، ۳/۳۶۳، الحدیث: ۱۹۱۴۔
 ②..... مستدرک، کتاب البرِّ والصلَّة، من سرِّه ان يدفع عنه مية السوء فليصل رحمه، ۵/۲۲۲، الحدیث: ۷۲۶۲۔
 ③..... خازن، النحل، تحت الآية: ۹۰، ۳/۱۳۹-۱۴۰، ملخصاً۔
 ④..... خازن، النحل، تحت الآية: ۹۰، ۳/۱۴۰۔

سورہ نحل کی آیت نمبر 90 سے متعلق بزرگانِ دین کے اقوال

سورہ نحل کی اس آیت مبارکہ سے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے۔^(۱)

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”طاعات فرض بھی ہیں اور نوافل بھی، اور آدمی ان سب میں صبر کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اس میں جمع فرمادیا

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ
ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔“

عدل فرض، احسان نفل اور قرابت داروں کو دینا مَرُؤَات اور صلہ رحمی ہے اور یہ تمام امور صبر کے محتاج ہیں۔ دوسری قسم گناہوں پر مشتمل ہے اور ان پر صبر کرنے کی بھی بہت زیادہ حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے گناہوں کو اپنے اس ارشادِ گرامی میں جمع فرمادیا

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
ترجمہ کنز العرفان: اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔^(۲)

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کا سبب ہوئی، وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا۔ اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آ ہی گئی۔ یہ آیت اپنے حسن بیان اور جامعیت کی وجہ سے ہر خطبہ کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔^(۳)

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

①..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ذکر الآیة الجامعة للخیر والشرِّ فی سورة النحل، ۴۷۳/۲، الحدیث: ۲۴۴۰.

②..... احیاء العلوم، کتاب الصبر والشکر، بیان مظان الحاجة الی الصبر وان العبد لا یتغنی عنه... الخ ۸۷/۴.

③..... مدارک، النحل، تحت الآیة: ۹۰، ص ۶۰۶، ملخصاً.

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب تم کوئی عہد کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو۔ بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کرنے والے کاموں اور نہ کرنے والے کاموں کا اجمالی طور پر ذکر فرمایا اور اس آیت سے بعض اجمالی احکام کو تفصیل سے بیان فرما رہا ہے اور ان میں سب سے پہلے عہد پورا کرنے کا ذکر کیا کیونکہ اس حق کو ادا کرنے کی تاکید بہت زیادہ ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے (بیعت رضوان کے موقع پر) رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی، انہیں اپنے عہد پورے کرنے کا حکم دیا گیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے وہ عہد ہے جسے انسان اپنے اختیار سے اپنے اوپر لازم کر لے اور اس میں وعدہ بھی داخل ہے کیونکہ وعدہ عہد کی قسم ہے۔^(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”وعدہ عہد ہی کی ایک قسم ہے۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”تم جس شخص سے بھی عہد کرو تو اسے پورا کرو، خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا کافر، کیونکہ تم نے اس عہد پر اللہ عزوجل کا نام لیا (اور اسے ضامن بنایا) ہے۔“^(۲)

حضرت علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”عہد سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے پورا کرنا انسان پر لازم ہے خواہ اسے پورا کرنا اللہ تعالیٰ نے بندے پر لازم کیا ہو یا بندے نے خود اسے پورا کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہو جیسے پیران عظام کے اپنے مریدین سے لئے ہوئے عہد کیونکہ ان میں مریدین اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور کسی کام میں اللہ تعالیٰ

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۹۱، ۳/۱۴۰.

②.....تفسیر کبیر، النحل، تحت الآية: ۹۱، ۷/۲۶۳.

کی مخالفت نہ کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں لہذا مریدین پر اسے پورا کرنا لازم ہے۔^(۱)

وعدہ پورا کرنے کی فضیلت اور عہد شکنی کی مذمت

اس آیت میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا اس مناسبت سے ہم یہاں وعدہ پورا کرنے کی فضیلت اور عہد شکنی کی مذمت پر مشتمل 3 احادیث ذکر کرتے ہیں۔

(1)..... حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو اسے پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو۔ (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ (۶) اپنے ہاتھوں کو روکو۔“⁽²⁾ یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن عہد شکنی کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔“⁽³⁾

(3)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعے وہ پہچانا جائے گا۔“⁽⁴⁾

﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا: اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو۔﴾ قسموں کو مضبوط کرنے سے مراد یہ ہے کہ قسم کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات زیادہ ذکر کئے جائیں اور قسم توڑنے کی ممانعت مضبوط کرنے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مطلقاً قسم توڑنا منع ہے۔ یا قسم مضبوط کرنے سے مراد یہ ہے کہ قصداً قسم کھائی جائے، اس صورت میں لغو قسم اس حکم سے خارج ہو جائے گی۔⁽⁵⁾

①..... صاوی، النحل، تحت الآية: ۹۱، ۳/۱۰۸۸-۱۰۸۹.

②..... مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ، ۴/۱۲، الحدیث: ۲۲۸۲۱.

③..... بخاری، کتاب الادب، باب ما يدعى الناس بآبائهم، ۴/۱۴۹، الحدیث: ۶۱۷۷.

④..... بخاری، کتاب الحیل، باب اذا غضب جارياً فزعم انها ماتت... الخ، ۴/۳۹۴، الحدیث: ۶۹۶۶.

⑤..... تفسیر جمل، النحل، تحت الآية: ۹۱، ۴/۲۶۲، ملخصاً.

قسم سے متعلق چند مسائل

یہاں قسم سے متعلق چند اہم مسائل یاد رکھیں:

- (1)..... قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو سکے کم کھانا بہتر ہے اور بات بات پر قسم نہیں کھانی چاہیے، بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے کہ قصد اور بلا قصد زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی، یہ سخت معیوب ہے۔ غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں۔ (1)
- (2)..... بعض قسمیں ایسی ہیں کہ انہیں پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کوئی ایسا کام کرنے کی قسم کھائی جو بغیر قسم کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا زنا نہ کروں گا۔ دوسری وہ کہ اُس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات ادا نہ کرنے کی قسم کھائی، جیسے قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو ایسی قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اُس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے کام کی قسم کھائی کہ اُس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی قسم کھائی یعنی کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں اس میں قسم کو باقی رکھنا افضل ہے۔ (2)
- (3)..... قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اُن کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ (3)

نوٹ: قسم سے متعلق مسائل کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ نم، قسم کا بیان، ۲۹۸/۲، ملخصاً۔ (4)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَصَتْ غَزْلَهُمْ مِنْ بَعْدِ قُوَّةِ أَنْكَا۟تٍ تَتَّخِذُونَ آيَاتِنَا كَمَثَلِ آيَاتِ الْفُلَانِ

1..... بہار شریعت، حصہ نم، قسم کا بیان، ۲۹۸/۲، ملخصاً۔

2..... بہار شریعت، حصہ نم، قسم کا بیان، ۲۹۹/۲، ملخصاً۔

3..... تبیین الحقائق، کتاب الایمان، ۴۳۰/۳۔

4..... نیز اس کے ساتھ ساتھ امیر الجہت ڈاکٹر بزرگوار نے "قسم کے بارے میں مدنی پھول" (مطبوعہ مکتبہ المدینہ) کا مطالعہ بھی

بہت مفید ہے۔

دَخَلَا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۗ إِنَّمَا يَبُلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۗ
وَلِيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا اپنی قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے اور ضرورت پر صاف ظاہر کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا، (ایسا نہ ہو کہ) تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ بنا لو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ (طاقت و مال والا) ہے۔ اللہ تو اس کے ذریعے تمہیں صرف آزماتا ہے اور وہ ضرور قیامت کے دن تمہارے لئے صاف ظاہر کر دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

﴿وَلَا تَكُونُوا: اور تم نہ ہونا﴾ یعنی تم اپنے معاہدے اور قسمیں توڑ کر اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔ مکہ مکرمہ میں رابطہ بنت عمر و نامی ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ دوپہر تک محنت کر کے سوت کا تا کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کتواتی اور دوپہر کے وقت اس کا تے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑو ادیتی، یہی اس کا معمول تھا۔^(۱) آیت کا معنی یہ ہے کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بے وقوف نہ بنو۔

﴿تَتَّخِذُونَ أَيَّامَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾: (ایسا نہ ہو کہ) تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ بنا لو۔ ﴿امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک قوم سے معاہدہ کرتے اور جب دوسری قوم اُس سے زیادہ تعداد، مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے جو معاہدے کئے تھے وہ توڑ دیتے اور اب دوسرے سے معاہدہ کرتے، اللہ تعالیٰ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور عہد پورا کرنے کا حکم دیا۔^(۲)

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۹۲، ۳/۱۴۰.

②.....خازن، النحل، تحت الآية: ۹۲، ۳/۱۴۰-۱۴۱ ملخصاً.

باہمی تعلقات سے متعلق لوگوں کا رویہ

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اس چیز کے نظارے ہمارے معاشرے میں بھی عام نظر آتے ہیں کہ جب تک کوئی اپنے منصب اور مقام و مرتبے پر قائم ہے تب تک لوگ اس کی جی حضوری کرتے ہیں اور جب اسے معزول کر دیا جائے یا اس کا مرتبہ کم کر دیا جائے تو لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں، اس کی طرف توجہ تک نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایسے ہو جاتے ہیں گویا اسے پہچانتے ہی نہ ہوں۔^(۱) یہ حالات تقریباً 300 سال پہلے کے ہیں اور فی زمانہ تو اس اعتبار سے حالات مزید بگڑ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

﴿إِنَّمَا يَبُوءُكُمْ اللَّهُ بِهِ: اللَّهُ تَوَاسُفٌ لِّعَلَّكُمْ تَهْتَبُونَ﴾ یعنی تمہیں جو عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں صرف آزماتا ہے تاکہ تم میں سے اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کو ظاہر کر دے اور تم دنیا کے اندر عہد وغیرہ کے بارے میں جو جھگڑتے تھے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ضرور تمہارے لئے صاف ظاہر کر دے گا کہ عہد توڑنے والے کو عذاب دے گا اور پورا کرنے والے کو ثواب سے نوازے گا۔^(۲)

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ ۗ وَلَسُنَّ عِبَادًا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے اور ضرورت سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

①..... صاوی، النحل، تحت الآية: ۹۲، ۱۰۸۹/۳.

②..... جلالین، النحل، تحت الآية: ۹۲، ص ۲۲۵، ملخصاً.

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ ﴿فَرَمَا يَأْتِيَا﴾ فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب ایک ہی دین پر ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ کی اپنی مَشِيَّتِ اور حکمت ہے جس کے مطابق وہ فیصلے فرماتا ہے تو وہ اپنے عدل سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اس میں کسی دوسرے کو دخل کی ہمت ہے نہ اجازت، البتہ یہ یاد رہے کہ لوگ اس مشیت کو سامنے رکھ کر گناہوں پر جبری نہ ہو جائیں کیونکہ قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا لہذا مشیت کا معاملہ جدا ہے اور حکم الہی کا جدا۔

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا
السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنا لو کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ قدم ثابت قدمی کے بعد پھسل جائیں گے اور تم اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے سزا کا مزہ چکھو گے اور تمہارے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ اور تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ نہ بناؤ۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے عہد اور قسمیں توڑنے سے منع فرمایا تھا، اب یہاں دوبارہ اس کام سے تاکید منع فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاہدہ اور قسمیں پورا کرنے کا معاملہ انتہائی اہم ہے کیونکہ عہد کی خلاف ورزی میں دین و دنیا کا نقصان ہے اور عہد پورا کرنے میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ تمہارے قدم اسلام کے صحیح راستے پر ثابت قدمی کے بعد پھسل جائیں گے اور تم خود عہد کی خلاف ورزی کرنے یا دوسروں کو عہد پورا کرنے سے روکنے کی وجہ سے دنیا میں عذاب کا مزہ چکھو گے کیونکہ تم عہد توڑ کر گناہ کا ایک طریقہ رائج کرنے کا ذریعہ بنے ہو گے اور تمہارے لئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ (۱) بعض

①..... جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۹۴، ۱۰۹۰/۴.

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں بیعتِ اسلام کو توڑنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ثابتِ قدمی کے بعد قدموں کے پھسل جانے کی وعید اسی کے مناسب ہے۔^(۱)

عہد کی پاسداری کے 3 واقعات

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عہد کی پاسداری کی بہت اہمیت ہے، اسی مناسبت سے یہاں عہد کی پاسداری سے متعلق 3 واقعات ملاحظہ ہوں

(1)..... صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابو جندل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیڑیوں میں بندھے ہوئے کسی طرح حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے تو ان کے باپ سہیل بن عمرو نے ان کی واپسی کا مطالبہ کر دیا اور اس کے بغیر معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت ابو جندل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو معلوم ہو گیا کہ اب وہ کفار کی طرف دوبارہ لوٹا دیئے جائیں گے تو گرگڑا کر مسلمانوں سے فریاد کرنے لگے۔ چونکہ کفار سے معاہدہ ہو چکا تھا اس لئے حضور انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے موقع کی نزاکت کا خیال فرماتے ہوئے حضرت ابو جندل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا کہ تم صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے ضرور ہی کوئی راستہ نکالے گا۔ صلح کا معاہدہ کر چکے اب ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے۔ غرض حضرت ابو جندل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اسی طرح پھر مکہ واپس جانا پڑا۔⁽²⁾

(2)..... حضرت حذیفہ بن یمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”میں اور حضرت حُئَيْل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہیں سے آرہے تھے کہ راستے میں کفار نے ہم دونوں کو روک کر کہا ”تم دونوں بدر کے میدان میں حضرت محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی مدد کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ ہم نے جواب دیا: ہمارا بدر جانے کا ارادہ نہیں، ہم تو مدینے جا رہے ہیں۔ کفار نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم صرف مدینے جائیں گے اور جنگ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شریک نہ ہوں گے۔ اس کے بعد جب ہم دونوں (بدر کے میدان میں) بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تم دونوں واپس چلے جاؤ، ہم ہر حال میں کفار سے کئے ہوئے عہد کی پابندی کریں گے اور ہمیں کفار کے مقابلے میں صرف اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہے۔“⁽³⁾

①..... حازن، النحل، تحت الآية: ۹۴، ۱۴۱/۳.

②..... سیرت ابن ہشام، امر الحديبية في آخر سنة ست و ذكر بيعة الرضوان... الخ، على يكتف شروط الصلح، ص ۴۳۲، ملخصاً.

③..... مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب الوفاء بالعهد، ص ۹۸۸، الحديث: ۹۸ (۱۷۸۷).

(3)..... حضرت سلیم بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا، حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان کے شہروں کی طرف تشریف لے گئے تاکہ جب معاہدہ ختم ہو تو ان پر حملہ کر دیں لیکن اچانک ایک آدمی کوچا رپائے یا گھوڑے پر دیکھا وہ کہہ رہا تھا: اللہ اکبر! عہد پورا کرو، عہد شکنی نہ کرو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ شخص حضرت عمر و بن عبسہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ”جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اس معاہدے کو نہ توڑے اور نہ باندھے جب تک کہ اس کی مدت ختم نہ ہو جائے یا وہ برابری کی بنیاد پر اس کی طرف پھینک نہ دے۔ راوی فرماتے ہیں ”یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لوگوں کو لے کر واپس لوٹ گئے۔“ (1)

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ شَيْئًا قَلِيلًا ۖ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو بیشک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ کے عہد کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ بیشک جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ شَيْئًا قَلِيلًا﴾: اور اللہ کے عہد کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ یعنی اسلام کا عہد توڑنے کی صورت میں اگر تمہیں دنیا کی کوئی بھلائی ملے تو اس کی طرف توجہ مت دو کیونکہ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو بھلائی تیار کی ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے جو تم اسلام کا عہد توڑ کر دنیا میں پاؤ گے۔ اگر تم دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کے مابین فرق جانتے تو یہ بات سمجھ جاتے۔ (2) اگلی آیت میں اسی بات کی مزید

①..... ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغدر، ۲۱۲/۳، الحدیث: ۱۵۸۶۔

②..... تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیة: ۹۵، ۲۶۶/۷۔

وضاحت فرمائی گئی ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۖ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا
أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر ضرور دیں گے۔

﴿مَا عِنْدَكُمْ﴾: جو تمہارے پاس ہے۔ ﴿لَعَنِي﴾ تمہارے پاس جو دنیا کا سامان ہے یہ سب فنا اور ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو خزانہ رحمت اور آخرت کا ثواب ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کو پچھلی آیت میں بیان فرمایا کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے وہ تمہاری دنیوی کمائی سے بہتر ہے لہذا اپنے عہد کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے نہ توڑو۔

دنیا و آخرت کا موازنہ

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: جس شخص کو اس بات کی معرفت حاصل ہو جائے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی ہے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (تو اس کے لئے باقی اور بہتر کے بدلے فانی اور ناقص کو بیچ دینا مشکل نہیں ہوتا) جس طرح برف کے مقابلے میں جواہر بہتر اور باقی رہنے والے ہیں اور برف کے مالک پر برف کو جو اہر اور موتیوں کے بدلے میں بیچنا مشکل نہیں ہوتا، اسی طرح دنیا اور آخرت کا معاملہ ہے، دنیا اس برف کی طرح ہے جو دھوپ میں رکھی ہوئی ہو، وہ ختم ہونے تک پگھلتی رہتی ہے اور آخرت اس جو ہر کی طرح ہے جو فنا نہیں ہوتا، لہذا دنیا اور آخرت کے درمیان تَفَاوُت کے بارے میں جس قدر یقین اور معرفت مضبوط ہوگی اسی قدر اس کا سودا کرنے اور معاملہ کرنے میں رغبت مضبوط ہوگی حتیٰ کہ جس شخص کا یقین مضبوط ہوتا ہے وہ اپنے نفس اور مال دونوں کو بیچ دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ
وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں
اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے۔

پھر بتایا کہ انہیں اس سودے میں نفع ہوا، چنانچہ ارشاد فرمایا

فَأَسْتَبِشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الْآلِزِمِي بَايِعْتُمْ بِهِ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: تو اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو سودا
تم نے کیا ہے۔ (۳)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دنیا کے فنا اور زائل ہو جانے اور آخرت کے ہمیشہ باقی رہنے میں خوب غور و فکر
کرے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور دنیا کی فانی نعمتوں اور لذتوں سے بے رغبتی اختیار کرے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّاهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور
انہیں ان کا نیک دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ضرور ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ضرور
انہیں ان کے بہترین کاموں کے بدلے میں ان کا اجر دیں گے۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾: جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو۔ ﴿آیت کا خلاصہ
یہ ہے کہ جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ضرور ہم اسے دنیا میں حلال رزق اور قناعت عطا فرما کر اور

①.....توبہ: ۱۱۱۔

②.....توبہ: ۱۱۱۔

③.....احیاء العلوم، کتاب الفقر والزهد، الشطر الثانی من الکتاب فی الزهد، بیان حقیقۃ الزهد، ۴/۲۶۸۔

آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر پاکیزہ زندگی دیں گے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اچھی زندگی سے عبادت کی لذت مراد ہے۔ حکمت: مومن اگر چہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولت مند کافر کے عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے اور کافر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر نظر نہیں رکھتا وہ حرص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج، مشقت اور تحصیل مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال پر ثواب ملنے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر کے تمام نیک اعمال بیکار ہیں۔^(۱)

فَإِذَا قرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ إِنَّهُ لَيْسَ
لَهُ سُلْطَنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ
عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: توجہ تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔ بیشک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: توجہ تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔ بیشک اسے ان لوگوں پر کوئی قابو نہیں جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ جو شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿فَإِذَا قرَأْتَ الْقُرْآنَ: توجہ تم قرآن پڑھنے لگو۔﴾ یعنی قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھو۔ یہ مستحب ہے۔^(۲)

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۹۷، ۱۴۱/۳-۱۴۲، ملخصاً.

②.....جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۹۷، ۱۰۹۰/۳.

نوٹ: یاد رہے کہ تَعَوُّذُ کے مسائل سورہ فاتحہ کی تفسیر میں گزر چکے ہیں۔

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ﴾ بیشک اسے کوئی قابو نہیں۔ یعنی شیطان کو ان لوگوں پر تَسْلُطُ حاصل نہیں جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے مومن شیطانی وسوسے قبول نہیں کرتے یعنی اگرچہ شیطان کوشش بھی کرے تو اسے کامیابی نہیں ملتی۔

﴿إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ﴾ اس کا قابو تو انہیں پر ہے۔ یعنی شیطان کو ان لوگوں پر تَسْلُطُ حاصل ہے جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور اس کے وسوسوں کی پیروی کرتے ہیں اور وہ شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے مختلف چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتے ہیں۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کوئی زور زبردستی نہیں کرتا بلکہ جو خود ہی اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اسے دوست بناتا ہے وہی اس کا اثر قبول کرتا ہے۔

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا آتٰتُ
مُفْتَرٍ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے کافر کہیں تم تو دل سے بنالاتے ہو بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ اتارتا ہے تو کافر کہتے ہیں: تم خود گھڑ لیتے ہو بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔

﴿وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ﴾ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیں۔ ﴿شٰنِ نَزْوٰلِ﴾ مشرکین مکہ اپنی جہالت کی وجہ سے آیتیں منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے اور اس کی حکمتوں سے ناواقف ہونے کے باعث اس چیز کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) ایک روز ایک حکم دیتے ہیں اور دوسرے روز

①..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۱۰۰، ص ۶۰۸، ملخصاً.

دوسرا حکم دیدیتے ہیں۔ وہ اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اپنی حکمت سے ایک حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم دیتے ہیں تو اس میں (کوئی نہ کوئی) حکمت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ اتارتا ہے کہ اس میں کیا حکمت اور اس کے بندوں کے لئے اس میں کیا مصلحت ہے لیکن کافر نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے کہتے ہیں: تم خود گھڑ لیتے ہو حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کافروں کی اکثریت جاہل ہے اور وہ نسخ اور تبدیلی کی حکمت و فوائد سے خبردار نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن کریم کی طرف افتراء کی نسبت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ جس کلام کی مثل بنانا انسان کی طاقت سے باہر ہے تو وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔^(۱)

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا
وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اسے مقدس روح نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم کر دے اور (یہ) مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جو لوگ قرآن کے بارے میں آپ پر بہتان لگا رہے ہیں آپ ان سے فرمادیں کہ اسے میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَامِ حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں اور اس قرآن کے نسخ و منسوخ کو میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَامِ کے ذریعے مجھ پر نازل فرمایا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم کر دے اور نسخ و منسوخ کی تصدیق کی وجہ سے ان کے ایمانوں کو اور مضبوط کر دے اور یہ قرآن مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔^(۲)

①.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۱۰۱، ۱۴۳/۳، ۱۴۳، روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۱۰۱، ۸۱/۵، خزائن العرفان، النحل، تحت الآیة: ۱۰۱، ص ۵۱۸-۵۱۹، ملقطاً۔

②.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۱۰۲، ۶۴۷/۱۴، ملخصاً۔

وَلَقَدْ نَعَلُمْ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ
إِلَيْهِ أَعِجِبِي وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۳﴾

توجہ کنزالایمان: اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔

توجہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر کہتے ہیں: اس نبی کو ایک آدمی سکھاتا ہے، جس آدمی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن روشن عربی زبان میں ہے۔

﴿وَلَقَدْ نَعَلُمْ﴾ اور بیشک ہم جانتے ہیں۔ ﴿﴾ جب قرآن کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت دلوں کی تسخیر کرنے لگی اور کفار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے بہتان لگانے شروع کر دیئے، کبھی قرآن پاک کو سحر بتایا، کبھی پہلوں کے قصے اور کہانیاں کہا، کبھی یہ کہا کہ سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ خود بنا لیا ہے اور ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح لوگ اس مقدس کتاب کی طرف سے بدگمان ہوں، انہیں مکاریوں میں سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کے بارے میں یہ کہا کہ وہ محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو سکھاتا ہے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کر سکتا ہے، جس غلام کی طرف کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے، ایسا کلام بنانا اس کے لئے تو کیا ممکن ہوتا تمہارے فصحاء وبلغاء جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا ان کے لئے محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور ڈھٹائی کا فعل ہے۔ خدا کی شان کہ جس غلام کی طرف کفار یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ بھی رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اطاعت گزاروں کے حلقے میں داخل ہوا اور صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام لایا۔ (۱)

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۱۰۳، ۱۰۳/۳-۱۴۴، ملخصاً.

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں راہ نہیں دکھاتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ﴾: بیشک جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ یعنی بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی جنتوں اور دلائل پر ایمان نہیں لاتے تاکہ (ان پر ایمان لا کر) وہ اس کی تصدیق کرتے جس پر یہ جہتیں دلالت کرتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ دنیا میں انہیں حق بات قبول کرنے کی توفیق اور سیدھے راستے کی ہدایت نہیں دیتا، جب قیامت کے دن یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس وقت ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔^(۱)

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكُذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكُذِبَ﴾: جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں۔ ﴿كَافِرُونَ﴾ کی طرف سے قرآن پاک سے متعلق رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر جو اپنی طرف سے قرآن بنا لینے کا بہتان لگایا گیا تھا اس آیت میں اس کا رد کیا گیا ہے۔ آیت

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۱۰۴، ۶۵۰/۷، ملخصاً.

کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔^(۱)

جھوٹ کی مذمت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کے علاوہ بہت سی جگہوں پر جھوٹ کی مذمت فرمائی گئی اور جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔ بکثرت احادیث میں بھی جھوٹ کی برائی بیان کی گئی ہے، ان میں سے 4 احادیث یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(1)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”صدق کولا زم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ بُجور کی طرف لے جاتا ہے اور بُجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔“⁽²⁾

(2)..... حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور جھوٹ باطل ہی ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا حالانکہ وہ حق پر ہو یعنی حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا نہیں کرتا، اس کے لیے جنت کے وسط میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کیے، اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجے میں مکان بنایا جائے گا۔“⁽³⁾

(3)..... حضرت سفیان بن اسید خضرمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔“⁽⁴⁾



- ①..... حازن، النحل، تحت الآية: ۱۰۵، ۱۴۴/۳، ملخصاً.
- ②..... بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ، ۱۲۵/۴، الحدیث: ۶۰۹۴، مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله، ص ۱۴۰۵، الحدیث: ۱۰۵ (۲۶۰۷).
- ③..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی المرء، ۴۰۰/۳، الحدیث: ۲۰۰۰.
- ④..... ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی المعارض، ۳۸۱/۴، الحدیث: ۴۹۷۱.

(4)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔“ (1)

نوٹ: جھوٹ سے متعلق مزید معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ 16 سے ”جھوٹ کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْرَاهٍ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ
بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سو اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس آدمی کے جسے (کفر پر) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو لیکن وہ جو دل کھول کر کافر ہوں ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ﴾: جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے۔ ﴿شَانِ نَزُولِ﴾: یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عمار، ان کے والد حضرت یاسر، ان کی والدہ حضرت سمیہ، حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت خباب اور حضرت سالم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو پکڑ کر کفار نے سخت سخت ایذائیں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں (لیکن یہ حضرات اسلام سے نہ پھرے تو) کفار نے حضرت عمار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والدین کو بڑی بے رحمی سے شہید کر دیا۔ حضرت عمار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (ضعیف تھے جس کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتے تھے، انہوں) نے مجبور

1..... شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۲/۱۳، الحدیث: ۴۸۳۲.

ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادلِ نخواستہ کلمہ کفر کا تلقین کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ہرگز نہیں، حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کر گیا ہے۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کیا ہوا؟“ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے خدا کے رسول! بہت ہی برا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟“ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ”دلِ ایمان پر خوب جما ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔“^(۱)

حالتِ اکراہ میں کلمہ کفر کہنے سے متعلق 4 شرعی مسائل

(1)..... اس آیت سے معلوم ہوا کہ حالتِ اکراہ میں اگر دلِ ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا جائز ہے جب کہ آدمی کو (کسی ظالم کی طرف سے) اپنی جان یا کسی عُضْو کے تلف ہونے کا (حقیقی) خوف ہو۔ (اور اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی دو معنی والی بات کہنے میں گزرا چل سکتا ہو جس سے کفار اپنی مراد لیں اور کہنے والا اس کی درست مراد لے تو ضروری ہے کہ ایسی دو معنی والی بات ہی کہے جبکہ اس طرح کہنا جانتا ہو۔)

(2)..... اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو اسے اجر ملے گا اور وہ شہید ہوگا جیسا کہ حضرت حُذَیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر شہید کر ڈالے گئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔

(3)..... جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دلِ ایمان پر جما ہوا نہ ہو تو وہ کلمہ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔

(4)..... اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے مذاق کے طور پر یا علم نہ ہونے کی وجہ سے کلمہ کفر زبان پر جاری کرے وہ کافر ہو جائے گا (2)۔ (3)



①..... حازن، النحل، تحت الآية: ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۴۴/۳ ملخصاً.

②..... تفسیرات احمدیہ، النحل، تحت الآية: ۱۰۶، ص ۵۰۱.

③..... کفریہ کلمات سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کیلئے امیرِ اہلسنت دامت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب ”کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلٰى الْاٰخِرَةِ ۗ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۗ وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی اور اس لئے کہ اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ یہ ہیں وہ جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہی غفلت میں پڑے ہیں۔ آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ عذاب اس لئے ہے کہ انھوں نے آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی غافل ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ آخرت میں برباد ہونے والے ہیں۔

﴿ذٰلِكَ﴾ یہ۔ یعنی جو لوگ دل کھول کر کافر ہوں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب اور بڑے عذاب کی وعید کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور دنیا کی محبت ان کے کفر کا سبب ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا جو سمجھ بوجھ کے باوجود بھی کفر پڑے رہیں۔^(۱)

﴿اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ﴾ یہی وہ لوگ ہیں۔ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، نہ وہ غور و فکر کرتے ہیں، نہ وعظ و نصیحت پر توجہ دیتے ہیں، نہ سیدھے اور ہدایت والے راستے کو دیکھتے ہیں اور یہی غفلت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اپنی عاقبت اور انجام کار کے بارے میں نہیں سوچتے۔^(۲)

۱..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۱۰۷، ص ۶۱۰، حازن، النحل، تحت الآية: ۱۰۷، ۱۰۷/۳، ۱، ملقطاً.

۲..... مدارك، النحل، تحت الآية: ۱۰۸، ص ۶۱۰.

﴿لَا جَرَمَ: حقیقت میں۔﴾ یعنی حقیقت میں یہ لوگ آخرت میں برباد ہونے والے ہیں کہ ان کے لئے جہنم کا دائمی عذاب ہے۔^(۱)

سب سے بڑی بد نصیبی اور خوش نصیبی

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بد نصیبی دل کی غفلت ہے اور سب سے بڑی خوش نصیبی دل کی بیداری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو غفلت سے محفوظ فرمائے اور ہمیں دل کی بیداری نصیب فرمائے۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلْتُمْ جَاهِدُوا وَصَابِرُوا
إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَعَفُوًّا رَاحِمٌ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر بیشک تمہارا رب ان کے لیے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بیشک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر بیشک تمہارا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے تکلیفیں دیئے جانے کے بعد اپنے گھر بار چھوڑے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا بیشک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ: پھر بیشک تمہارا رب۔﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، بے شک وہ لوگ جنہیں ہجرت سے پہلے ان کے دین کے بارے میں مشرکین کی طرف سے تکلیفیں اور آذیتیں دی گئیں، اس کے بعد انہوں نے ہجرت کی اور اپنے شہر، گھر اور خاندانوں کو چھوڑ کر اہل اسلام کے شہر مدینہ طیبہ منتقل ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں، تلواروں اور زبانون کے ساتھ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کے خلاف جہاد کیا اور جہاد کرنے پر صبر کیا تو بیشک یہ بخشش کے مستحق ہیں، اس لئے اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ان کی اس آزمائش کے بعد انہیں ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔^(۲)

①..... جلالین، النحل، تحت الآية: ۱۰۹، ص ۲۲۶.

②..... تفسیر طبری، النحل، تحت الآية: ۱۱۰، ۶۵۳/۷، جلالین، النحل، تحت الآية: ۱۱۰، ص ۲۲۶، ملقطاً.

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جس دن ہر جان اپنی طرف سے جھگڑتی ہوئی آئے گی اور ہر جان کو اس کا عمل پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ﴾ یاد کرو جس دن ہر جان آئے گی۔ یعنی قیامت کے دن ہر انسان اپنی ذات کے بارے جھگڑتا ہوا آئے گا، ہر ایک نفسی کہتا ہوگا اور سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ جھگڑے سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک اپنے دنیوی عملوں کے بارے میں عذر بیان کرے گا۔^(۱)

قیامت کے دن انسانوں کا جھگڑنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں جھگڑا یہاں تک بڑھے گا کہ روح اور جسم میں بھی جھگڑا ہوگا، روح کہے گی: یارب! (جسم میں داخل ہونے سے پہلے) نہ میرے ہاتھ تھے کہ میں ان سے کسی کو پکڑتی، نہ پاؤں تھے کہ ان کے ذریعے چلتی، نہ آنکھ تھی کہ اس سے دیکھتی (گویا میں تصور وار نہیں بلکہ جسم ہی تصور وار ہے۔) جسم کہے گا: یارب! تو نے مجھے لکڑی کی طرح پیدا کیا، نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا، نہ پاؤں چل سکتا تھا، نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی، جب یہ روح نوری شعاع کی طرح آئی تو اس سے میری زبان بولنے لگی، آنکھ بینا ہو گئی اور پاؤں چلنے لگے، (جو کچھ کیا اُس نے کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرمائے گا کہ ایک اندھا اور ایک لنگڑا دونوں ایک باغ میں گئے، اندھے کو تو پھل نظر نہیں آتے تھے اور لنگڑے کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا تو اندھے نے لنگڑے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو سزا کے وہ دونوں مستحق ہوئے (اس لئے روح اور جسم دونوں ملزم ہیں)۔^(۲)

①.....مدارک، النحل، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۶۱۱.

②.....حازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۱، ۱۴۶/۳.

وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرِيَةً كَانَتْ أَمْنَةً مُّطْمَئِنِّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا
مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ
بِهَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کہ امان و اطمینان سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہنا واپہنا یا بدلہ ان کے کیے کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی جو امن و اطمینان والی تھی ہر طرف سے اس کے پاس اس کا رزق کثرت سے آتا تھا تو وہاں کے رہنے والے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگے تو اللہ نے ان کے اعمال کے بدلے میں انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا۔

﴿وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرِيَةً﴾: اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی۔ ﴿اس آیت میں جس بستی کی مثال بیان فرمائی گئی، ممکن ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی اور بستی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے سابقہ امتوں کی کوئی بستی مراد ہو جس کا حال اس آیت میں بیان کیا گیا ہو، اکثر مفسرین کے نزدیک اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ یہ کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مقاتل اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیت مدنی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی 6 صفات بیان فرمائی ہیں اور یہ تمام صفات اہل مکہ میں موجود تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال اہل مدینہ کے سامنے بیان فرمائی تاکہ وہ انہیں ڈرائے کہ اگر انہوں نے مکہ والوں جیسے کام کئے تو جو بھوک اور خوف انہیں پہنچا وہ انہیں بھی پہنچ سکتا ہے۔^(۱) اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بستی جیسے کہ مکہ کے رہنے والے جو امن و اطمینان سے تھے، ان پر لٹیرے اور ڈاکو چڑھائی کرتے نہ وہ قتل اور

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۴۷/۳.

قیدی کی مصیبت میں گرفتار کئے جاتے، ہر طرف سے ان کے پاس ان کا رزق کثرت سے آتا تھا تو وہ لوگ نافرمانیاں کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگے اور انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تکذیب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے اعمال کے بدلے میں انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا کہ سات برس تک نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی دعائے ضرر کی وجہ سے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ مردار کھاتے تھے پھر امن و اطمینان کی بجائے خوف و ہراس ان پر مُسَلِّط ہوا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کا اندیشہ رہنے لگا، یہ ان کے اعمال کا بدلا تھا۔^(۱)

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑا اور وہ بے انصاف تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ زیادتی کرنے والے تھے۔

﴿وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ﴾ اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا۔ یعنی اہل مکہ کے پاس انہیں کی جنس سے ایک عظیم رسول یعنی انبیاء کے سردار محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے، اہل مکہ نے انہیں جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا کر دیا اور ان کا حال یہ تھا کہ وہ کفر کرنے والے تھے۔^(۲)

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاشْكُرُوا لِعَدَّتِ اللَّهُ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

①.....ابو سعود، النحل، تحت الآية: ۱۱۲، ۲۹۷/۳، خازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۴۶/۳-۱۴۷، ملقطاً.

②.....جلالین مع صاوی، النحل، تحت الآية: ۱۱۳، ۱۰۹۸/۳.

تَعْبُدُونَ ﴿۱۱۳﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَةَ وَالَّذِي عَلَيْهِ الْخَزِيرُ وَمَا اٰهْلٌ
لِّغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ ۚ فَسِنِ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادِفَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔ تم پر تو یہی حرام کیا ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا پھر جو لاچار ہو نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر صرف مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا سب حرام کر دیا ہے پھر جو مجبور ہو اس حال میں کہ نہ خواہش سے کھا رہا ہو اور نہ حد سے بڑھ رہا ہو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿فَلَكُمْوَا!﴾ جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! تم لوٹ، غصب اور خبیث پیشوں سے حاصل کئے ہوئے جو حرام اور خبیث مال کھایا کرتے تھے ان کی بجائے حلال اور پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ عزوجل کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔^(۱)

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ تم پر تو یہی حرام کیا ہے۔ آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا بیان اس آیت میں ہوا نہ کہ بصرہ سائبہ وغیرہ جانور جنہیں کفار اپنے گمان کے مطابق حرام سمجھتے تھے۔ نیز جو شخص آیت میں مذکور حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور ہو جائے تو وہ ضرورت کے مطابق ان میں سے کھا سکتا ہے۔^(۲)

نوٹ: اس آیت کی تفصیلی تفسیر سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۷۳، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۳ اور سورہ انعام، آیت نمبر ۱۴۵ میں گزر چکی ہے۔

①.....خازن، النحل، تحت الآیة: ۱۱۴، ۱/۴۸، مدارك، النحل، تحت الآیة: ۱۱۴، ص ۶۱۲، ملقطاً.

②.....ابو سعود، النحل، تحت الآیة: ۱۱۵، ۳/۲۹۹، ملخصاً.

دینِ اسلام کی خصوصیت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام انتہائی پاکیزہ دین ہے اور اس دین کو اللہ تعالیٰ نے ہر گندی اور خبیث چیز سے پاک فرمایا ہے اور اس دین میں مسلمانوں کو طہارت و پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات دی گئی ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بے شک اسلام پاکیزہ دین ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہر بری چیز سے پاک فرمایا ہے اور اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اس دین میں وسعت بھی رکھی ہے (کہ جب تو اس آیت میں بیان کی گئی چیزوں میں سے کسی چیز کو کھانے پر مجبور ہو جائے تو اسے ضرورت کے مطابق کھا سکتا ہے) (۱)

وَلَا تَقُولُوا الْبَاطِلَ الَّذِي هُوَ كَذِبٌ وَهُوَ إِذَا حَرَّمَ
لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
لَا يُفْلِحُونَ ۗ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں اس لئے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَلَا تَقُولُوا﴾ اور نہ کہو۔ ﴿مَتَاعٌ قَلِيلٌ﴾ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال، بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے۔ (۲) اس آیت میں اس کی ممانعت فرمائی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ

①.....در منشور، النحل، تحت الآیة: ۱۱۵، ۱۷۴/۵.

②.....حازن، النحل، تحت الآیة: ۱۱۶، ۱۴۸/۳.

پرافتر فرمایا گیا اور افتر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ بیشک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

اپنی طرف سے کسی چیز کو شرعاً حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر افتر ہے

آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلا دشریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ ایصالِ ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہئے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ تعالیٰ پر افتر کرنا ہے۔

﴿مَتَاعٌ قَلِيلٌ﴾ تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے۔ ﴿یعنی ان جاہلوں کیلئے تھوڑا سا فائدہ اٹھانا اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں جبکہ ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔﴾^(۱)

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ
وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾

توجہ کنز الایمان: اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں سنائیں اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

توجہ کنز العرفان: اور ہم نے صرف یہودیوں پر وہ چیزیں حرام کی تھیں جو ہم نے پہلے آپ کے سامنے بیان کی ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا﴾ اور ہم نے صرف یہودیوں پر۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہودیوں پر وہ چیزیں حرام کی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے پہلے سورہ انعام میں آیت وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ... الآية. (اور ہم نے یہودیوں پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا) میں آپ کے سامنے بیان کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام قرار

①.....حازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۷، ۱۴۹/۳.

دے کر ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی بغاوت و معصیت کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے جس کی سزا میں وہ چیزیں ان پر حرام ہوئیں جیسا کہ آیت **فِظَلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ** (تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام فرمادیں) میں ارشاد فرمایا گیا۔^(۱)

نوٹ: اس آیت کی تفسیر سورہ نساء، آیت نمبر 160 اور سورہ انعام، آیت نمبر 146 میں گزر چکی ہے۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۱۹

ترجمہ کنزالایمان: پھر بیشک تمہارا رب ان کے لیے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں بیشک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر بیشک تمہارا رب ان لوگوں کیلئے (غفور رحیم ہے) جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں بیشک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ﴾ پھر بیشک تمہارا رب۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اسلام میں داخل ہونے اور گناہگاروں کو گناہ چھوڑنے اور ان سے توبہ کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس آیت سے مقصود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و مغفرت کی وسعت کا بیان ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ نادانی سے کفر و معصیت کا ارتکاب کر بیٹھیں، پھر ان سے توبہ کر لیں اور آئندہ اپنی توبہ پر قائم رہ کر اپنے اعمال درست کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔^(۲)

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۱۲۰

①.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۸، ۱۴۹/۳.

②.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۱۱۹، ۱۰۹۹/۳، خازن، النحل، تحت الآية: ۱۱۹، ۱۴۹/۳، ملنقطاً.

شَاكِرًا لِّلّٰهِ اِجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّبَعَتْهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَرَآهٖ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

توجہ کنزالایمان: بیشک ابراہیم ایک امام تھا اللہ کافر مانبر دار اور سب سے جدا اور مشرک نہ تھا۔ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی اور بیشک وہ آخرت میں شایان قرب ہے۔

توجہ کنزالعرفان: بیشک ابراہیم تمام اچھی خصلتوں کے مالک، ایک پیشوا، اللہ کے فرمانبردار اور ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرک نہ تھے۔ اس کے احسانات پر شکر کرنے والے، اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی اور بیشک وہ آخرت میں قرب والے بندوں میں سے ہوگا۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ: بِشَكَ اِبْرٰهِيْمَ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 9 اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں۔ (1) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام اچھی خصلتوں اور پسندیدہ اخلاق کے مالک تھے۔ (2) اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ (3) دین اسلام پر قائم تھے۔ (4) مشرک نہ تھے۔ کفار قریش اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر خیال کرتے تھے، اس میں ان کفار کے اس نظریے کا رد ہے۔ (5) اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر کرنے والے تھے۔ (6) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نبوت و خلقت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ (7) انہیں سیدھے راستے یعنی دین اسلام کی طرف ہدایت دی تھی۔ (8) دنیا میں بھی انہیں بھلائی دی گئی۔ اس سے مراد رسالت، اموال، اولاد، اچھی تعریف اور قبولیت عامہ ہے کہ تمام ادیان والے مسلمان، یہودی، عیسائی اور عرب کے مشرکین سب ان کی عظمت بیان کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ (9) آخرت میں قرب والے بندوں میں سے ہوں گے۔ (1)

1.....مدارک، النحل، تحت الآية: ۱۲۰-۱۲۲، ص ۶۱۳، حازن، النحل، تحت الآية: ۱۲۰-۱۲۲، ۱۴۹/۳-۱۵۰، ملقطاً.

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ (آپ بھی) دین ابراہیم کی پیروی کریں جو ہر باطل سے جدا تھا اور وہ مشرک نہ تھے۔

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾: پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی۔ ﴿۱۳۳﴾ اس آیت میں پیروی سے مراد عقائد اور اصول دین میں موافقت کرنا ہے۔ سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اس پیروی کا جو حکم دیا گیا، اس میں آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عظمت و منزلت اور رفعت درجات کا اظہار ہے کہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا دین ابراہیم کی موافقت فرمانا حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے لئے اُن کے تمام فضائل و کمالات میں سب سے اعلیٰ فضل و شرف ہے کیونکہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَكْرَمُ الْاَوْلِيَيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَعْنِي اَوْلِيَيْنَ وَاٰخِرِيْنَ میں سب سے زیادہ مکرم ہیں (1) جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے۔ (2) اور تمام انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ساری مخلوق سے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۳۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں مختلف ہو گئے اور بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

1.....صاوی، النحل، تحت الآية: ۱۲۳، ۱۱۰۰/۳، مدارك النحل، تحت الآية: ۱۲۳، ص ۶۱۳، روح البيان، النحل، تحت الآية: ۱۲۳، ۹۴/۵، ملتقطاً.

2.....ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، ۳۵۴/۵، الحديث: ۳۶۳۶.

توجہ کنز العرفان: ہفتہ صرف انہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا اور بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔

﴿إِنَّمَا جَعَلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ: ہفتہ صرف انہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا۔﴾ یہودیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہفتے کے دن کی تعظیم کرنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہے اور وہ (اس دن کی تعظیم کر کے) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کر رہے ہیں جبکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کا حکم تو دیتے ہیں لیکن جمعہ کے دن کی تعظیم کر کے ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں ہفتے کے دن کی تعظیم ہے ہی نہیں جس کی پیروی کا تم دعویٰ کر رہے ہو بلکہ ان کی شریعت میں جمعہ کے دن کی تعظیم تھی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے جمعہ کا دن منتخب فرمایا کیونکہ یہ نعمت پوری ہونے کا دن ہے اور جنت میں بھی اسی دن نعمتیں زیادہ عطا کی جائیں گی۔ ہفتے کے دن کی تعظیم تو ان لوگوں پر فرض کی گئی تھی جنہوں نے اس کے بارے میں اپنے نبی سے اس وقت اختلاف کیا تھا جب انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ جمعہ کے دن کی تعظیم کریں اور اس دن کام کاج چھوڑ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ کر لیں تو لوگوں نے ان سے اختلاف کیا اور اس کام کے لئے ہفتے کے دن کا انتخاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی اجازت دے دی، پھر اس دن عبادت کرنے میں ان پر سختی کی گئی اور ہفتے کے دن ان پر شکار کرنا حرام کر دیا گیا۔ ایک عرصے کے بعد انہوں نے ہفتے کے دن شکار کرنا شروع کر دیا اور بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں مسخ کر دیئے گئے۔^(۱)

نوٹ: ہفتے کے دن شکار کرنے والوں کے مسخ ہونے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف کی آیت نمبر 163 میں بیان ہو چکا ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی یہودی ہفتے کے بارے میں جو اختلاف کرتے تھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمادے گا کہ اطاعت کرنے والوں کو ثواب عطا کرے گا اور نافرمانوں کو عذاب میں

①.....صاوی، النحل، تحت الآیة: ۱۲۴، ۱۱۰۱/۳، خازن، النحل، تحت الآیة: ۱۲۴، ۱۵۱/۳، مدارك، النحل، تحت الآیة: ۱۲۴، ص ۶۱۳، ملقطاً.

بتلا کر دے گا۔ (1)

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ، سچی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو، بیشک تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

﴿أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ﴾: اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تین طریقوں سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم فرمایا۔ (1) حکمت کے ساتھ۔ اس سے وہ مضبوط دلیل مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے۔ (2) اچھی نصیحت کے ساتھ۔ اس سے مراد ترغیب و ترہیب ہے یعنی کسی کام کو کرنے کی ترغیب دینا اور کوئی کام کرنے سے ڈرانا۔ (3) سب سے اچھے طریقے سے بحث کرنے کے ساتھ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں۔ (2) اس سے معلوم ہوا کہ دعوتِ حق اور دین کی حقانیت کو ظاہر کرنے کے لئے مناظرہ جائز ہے۔

1.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۲۴، ۱۵۱/۳.

2.....خازن، النحل، تحت الآية: ۱۲۵، ۱۵۱/۳، ملخصاً.

امر بالمعروف کے آداب اور چند مسائل

اس آیت کی مناسبت سے یہاں امر بالمعروف کے آداب اور اس سے متعلق 6 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں

(1)..... امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا۔ اور نبی عن المُنْكَرِ کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا۔

(2)..... کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا اور وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے، اس کو سخت الفاظ کہے، مگر گالی نہ دے، نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے۔ لیکن اس صورت میں فتنے اور قانونی پہلو کو سامنے رکھے یعنی نہ خلاف قانون کرے اور نہ ایسا طریقہ اختیار کرے سے جس فتنہ ہو۔

(3)..... امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) علم۔ کیونکہ جسے علم نہ ہو وہ اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ (۲) اس سے مقصود رضائے الہی اور دین اسلام کی سر بلندی ہو۔ (۳) جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے اور نرمی کے ساتھ کہے۔ (۴) حکم کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ (۵) حکم کرنے والا خود اس بات پر عامل ہو، ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا، کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے۔ اللّٰهُمَّ زَجَلْ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو، جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ ”کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے ہوئے ہو۔“

(4)..... امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آجائیں گے، تو بری بات سے منع کرنا واجب ہے، اس کو بازرہنا جائز نہیں اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا، آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ بری بات سے منع کرے۔

(5)..... عام شخص کسی قاضی (یعنی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والے جج)، مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف نہ کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی خاص مصلحت کی وجہ سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے، کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ یہ حکم ان علما کے بارے میں ہے، جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو عوام کی نظر میں بری معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پروا نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

(6)..... جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کر دے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔

نوٹ: مزید معلومات کے لئے بہار شریعت جلد 3 حصہ 16 سے ”امر بالمعروف“ کا بیان مطالعہ فرمائیں۔⁽¹⁾

﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِبَيْتِكَ تَمَّارًا رَابِعًا﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کی ذمہ داری صرف لوگوں تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا پیغام پہنچانا اور ان تین طریقوں سے دین اسلام کی دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ گمراہ ہونے والوں اور ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے اور وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا۔⁽²⁾

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِسُلْطَانٍ مَّا عَوْقَبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُو

خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کو

①..... ”امر بالمعروف“ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے امیر اہلسنت دامت برکاتہمُ العالیہ کی کتاب ”نیکی کی دعوت“ کا مطالعہ بھی بہت مفید ہے۔

②..... خازن، النحل، تحت الآیة: ۱۲۵، ۱۰۱/۳-۱۰۲۔

صبر سب سے اچھا۔

توجیۃ کنز العرفان: اور اگر تم (کسی کو) سزا دینے لگو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کیلئے صبر سب سے بہتر ہے۔

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ﴾ اور اگر تم سزا دینے لگو۔ یعنی اگر تم کسی کو سزا دینے لگو تو وہ سزا جرم کے حساب سے ہو، اُس سے زیادہ نہ ہو اور اگر تم صبر کرو اور انتقام نہ لو تو بیشک صبر والوں کیلئے صبر سب سے بہتر ہے۔ شان نزول: جنگِ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہروں کو زخمی کر کے اُن کی شکلوں کو تبدیل کیا تھا، اُن کے پیٹ چاک کئے اور ان کے اعضاء کاٹے تھے، ان شہداء میں حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی تھے تا جدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جب انہیں دیکھا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے قسم کھائی کہ ایک حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بدلہ ستر کافروں سے لیا جائے گا اور ستر کا یہی حال کیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیا۔ یاد رہے کہ مُثْلہ یعنی ناک کاں وغیرہ کاٹ کر کسی کی بیعت کو تبدیل کرنا شریعت میں حرام ہے۔^(۱)

وَأَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَكْسُرُونَ ﴿۱۲۵﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿۱۲۶﴾

توجیۃ کنز الایمان: اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

①.....مدارک، النحل، تحت الآیة: ۱۲۶، ص ۶۱۴، جلالین، النحل، تحت الآیة: ۱۲۶، ص ۲۲۸، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور وہ جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔

﴿وَاصْبِرْ: اور صبر کرو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ کے راستے میں کفار کی طرف سے آپ کو جوازِ یتیمیں پہنچیں ان پر صبر فرمائیں اور آپ کا صبر کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور آپ ان مشرکین کا غم نہ کھائیں جو آپ کو جھٹلاتے ہیں، قرآن پاک کا انکار کرتے اور آپ کی نصیحتوں سے اعراض کرتے ہیں اور مشرکین آپ کی طرف جو جادو گر اور کاہن ہونے کی نسبت کرتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے دور کرنے کی جو سازشیں کرتے ہیں آپ اس سے دل تنگ نہ ہوں کیونکہ ہم آپ کے ناصر و مددگار ہیں۔^(۱)

﴿اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ: بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔﴾ یعنی اے انسان! اگر تو چاہتا ہے کہ میری مدد، میرا فضل اور میری رحمت تیرے شامل حال ہو تو تو ان لوگوں میں سے ہو جا جو مجھ سے ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔^(۲)

حضرت ہرم بن حیان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ کی وصیت

سورہ نحل کی آخری تین آیات انتہائی شاندار احکام پر مشتمل ہیں، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان آیتوں میں بیان کئے گئے احکام پر عمل کو اپنی زندگی کا خاص وظیفہ بنا لے اور اپنے متعلقین کو بھی اس کی نصیحت کرتا رہے تاکہ وہ بھی ان پر عمل کی کوشش میں مصروف ہو جائیں، ہمارے بزرگان دین بھی اس کی وصیت فرمایا کرتے تھے، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ہرم بن حیان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے عرض کی گئی: آپ کوئی وصیت کر دیں۔ انہوں نے فرمایا: ”وصیت تو مال کے بارے ہوتی ہے اور میرے پاس کوئی مال نہیں البتہ میں تمہیں سورہ نحل کی آخری آیتوں یعنی ”اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ“ سے لے کر سورت کے آخر تک کی وصیت کرتا ہوں (کہ ان میں جو احکام بیان ہوئے ان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ۔)^(۳)

①.....تفسیر طبری، النحل، تحت الآیة: ۱۲۷، ۶۶۶/۷، جلالین، النحل، تحت الآیة: ۱۲۷، ص ۲۲۸، ملقطاً.

②.....حازن، النحل، تحت الآیة: ۱۲۸، ۱۰۳/۳.

③.....روح البیان، النحل، تحت الآیة: ۱۲۸، ۱۰۱/۵.

پندرہواں پارہ

(سُبْحَنَ الَّذِيَّ)

پارہ نمبر..... 15

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

سورہ بنی اسرائیل کا تعارف

مقام نزول

حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ یہ سورت ”وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ“ سے لے کر ”نَصِيرًا“ تک آٹھ آیتوں کے علاوہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱) علامہ بیضاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے جزم کیا (یعنی یقین کے ساتھ لکھا) ہے کہ پوری سورت ہی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۲)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 12 رکوع، 111 آیتیں، 533 کلمات اور 3460 حروف ہیں۔^(۳)

سورہ بنی اسرائیل کے اَسْمَاءُ اور ان کی وجہ تسمیہ

اس سورہ مبارکہ کے چند نام ہیں:

- (1)..... سورہ اسراء۔ اسراء کا معنی ہے رات کو جانا، اور اس سورت کی پہلی آیت میں تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے رات کے مختصر حصے میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانے کا ذکر ہے اس مناسبت سے اسے ”سورہ اسراء“ کہتے ہیں۔
- (2)..... سورہ سبحان۔ سبحان کا معنی ہے پاک ہونا، اور اس سورت کی ابتداء لفظ ”سبحان“ سے کی گئی اس مناسبت سے اسے ”سورہ سبحان“ کہتے ہیں۔

- (3)..... بنی اسرائیل۔ اسرائیل کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ، یہ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا لقب ہے اور آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی اولاد کو ”بنی اسرائیل“ کہتے ہیں، اس سورت میں بنی اسرائیل کے عروج و زوال اور عزت و ذلت

①.....خازن، تفسیر سورة الاسراء، ۱۵۳/۳۔

②.....بیضاوی مع حاشیة الشہاب، سورة بنی اسرائیل، ۳/۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

③.....خازن، تفسیر سورة الاسراء، ۱۵۳/۳۔

کے وہ احوال بیان کئے گئے ہیں جو دیگر سورتوں میں بیان نہیں ہوئے، اس مناسبت سے اس سورت کو ”بنی اسرائیل“ کہتے ہیں اور یہی اس کا مشہور نام ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کے فضائل

اس سورت کے فضائل پر مشتمل دو احادیث ملاحظہ فرمائیں:

- (1)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ کہف اور سورۃ مریم فصاحت و بلاغت میں انتہائی کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور ایک عرصہ ہوا کہ میں نے انہیں زبانی یاد کر لیا تھا۔“⁽¹⁾
- (2)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس وقت تک اپنے بستر پر نیند نہیں فرماتے تھے جب تک سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ زمر کی تلاوت نہ کر لیں۔“⁽²⁾

سورۃ بنی اسرائیل کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں دین اسلام کے عقائد جیسے توحید، رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن اعمال کی جزا اور سزا ملنے پر زور دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مشرکین کے کثیر شُبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

- (1)..... اس کی پہلی آیت میں سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے عظیم معجزے معراج کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے کہ تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رات کے مختصر حصے میں مکہ مکرمہ سے بیٹ المقدس تشریف لے گئے اور یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اور بارگاہ الہی میں نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عزت و تکریم کی روشن ترین دلیل ہے۔
- (2)..... بنی اسرائیل کے مفصل حالات بیان کئے گئے۔

- (3)..... یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو نیک اعمال کرے اور سیدھی راہ پر آئے اس میں اس کا اپنا ہی بھلا ہے اور جو برے اعمال

①..... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، ۲۵۸/۳، الحدیث: ۴۷۰۸۔

②..... ترمذی، کتاب فضائل القرآن، ۲۱-باب، ۴/۲۲۲، الحدیث: ۲۹۲۹۔

کرے اور گمراہی کا راستہ اختیار کرے اس میں اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔

(4)..... یہ بیان کیا گیا ہے کہ عمل کی مقبولیت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں (1) نیک نیت۔ (2) عمل کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا۔ (3) ایمان۔

(5)..... اجتماعی زندگی گزارنے کے بہترین اصول بیان کئے گئے ہیں جیسے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کے بارے میں دیگر احکام بیان کئے گئے۔ فضول خرچی کرنے سے منع کیا گیا اور میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ تنگدستی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے، کسی کو ناحق قتل کرنے، زنا کرنے اور یتیم کا مال ناحق کھانے سے منع کیا گیا۔ ناپ تول میں کمی نہ کرنے اور زمین پر اتر کر نہ چلنے کا حکم دیا گیا۔

(6)..... قرآن پاک نازل کرنے کے مقاصد بیان کئے گئے۔

(7)..... حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور فرشتوں کا انہیں سجدہ کرنے والا واقعہ بیان کیا گیا۔

(8)..... قرآن پاک کے بے مثل ہونے کو بیان کیا گیا۔

(9)..... حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور فرعون کے واقعے کا کچھ حصہ بیان کیا گیا۔

(10)..... قرآن پاک کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کی حکمت بیان کی گئی۔

سورہ نحل کے ساتھ مناسبت

سورہ بنی اسرائیل کی اپنے سے ما قبل سورت ”نحل“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ نحل کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو کفار و مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی آذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیا اور سورہ بنی اسرائیل کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان کو بیان فرمایا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ نحل میں بیان کیا گیا کہ قرآن کسی بشر کا کلام نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں قرآن پاک نازل کرنے کے مقاصد بیان کئے گئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ
الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ①

ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرد اگر وہ ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ منتاد دیکھتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿سُبْحَانَ﴾: پاک ہے۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر بری چیز سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا۔“ (1)

سُبْحَانَ اللَّهِ کے 3 فضائل

اس آیت کی ابتدا میں لفظ ”سُبْحَانَ“ کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کے 3 فضائل درج ذیل ہیں:

①..... مستدرک، کتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر، تفسير سبحان الله، ۱۷۷/۲، الحديث: ۱۸۹۱.

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے ایک دن میں سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھا، تو اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کی مثل ہوں۔“ (1)

(2)..... حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس نے ”سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ“ کہا تو اس کے لئے جنت میں ایک درخت اُگا دیا جاتا ہے۔“ (2)

(3)..... حضرت ابو ذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کون سا کلام اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا ”وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے پسند فرمایا ہے“ (اور وہ یہ ہے) ”سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ“ (3)

اسم الہی کی تجلی کا اثر

یاد رہے کہ ہر اسم الہی کی تجلی عامل پر پڑتی ہے یعنی جو جس اسم الہی کا وظیفہ کرتا ہے اُس میں اُسی کا اثر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے چنانچہ جو ”یا سُبْحَانَ“ کا وظیفہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک فرمائے گا۔ جو ”یا غَنِي“ کا وظیفہ پڑھے تو وہ خود غنی اور مالدار ہو جائے گا، اسی طرح جو ”یا عَفُو“ یا ”حَلِيم“ کا وظیفہ کرے تو اس میں یہی صفات پیدا ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اسی مناسبت سے یہاں ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو بکر بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت معروف کرخی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: حضور! آج صبح ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور میں سب سے پہلے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس یہ خبر لے کر آیا ہوں تاکہ آپ کی برکت سے ہمارے گھر میں خیر نازل ہو۔ حضرت معروف کرخی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور سو مرتبہ یہ الفاظ کہو ”مَا شَاءَ اللهُ كَانَ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہی ہوا۔ اس نے سو مرتبہ یہ الفاظ دہرائے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ”دوبارہ یہی الفاظ کہو۔ اس نے سو مرتبہ پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے فرمایا ”پھر وہی الفاظ دہراؤ۔ اس طرح پانچ مرتبہ اسے (وہ الفاظ دہرانے کا) حکم دیا۔ اتنے میں ایک وزیر کی والدہ کا

①..... بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسييح، ۲۱۹/۴، الحديث: ۶۴۰۵.

②..... ترمذی، کتاب الدعوات، ۵۹-باب، ۲۸۶/۵، الحديث: ۳۴۷۵.

③..... مستدرک، کتاب الدعاء والتكبير والتهليل... الخ، احب الكلام الى الله سبحانه ربي وبحمده، ۱۷۶/۲، الحديث: ۱۸۸۹.

خادم ایک خط اور تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہا: ”اے معروف کرخی! دَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ، اُمِّ جَعْفَرٍ آفٍ كُوَسْلَامٍ كَهْتِي هِي، اس نے یہ تھیلی آپ کی خدمت میں بھجوائی ہے اور کہا ہے کہ آپ غُرْبَاءُ وَمَسَاكِينٍ میں یہ رقم تقسیم فرمادیں۔ یہ سن کر آپ دَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے قاصد سے فرمایا ”رقم کی تھیلی اس شخص کو دے دو، اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے۔ قاصد نے کہا: یہ 500 درہم ہیں، کیا سب اسے دے دوں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں! ساری رقم اسے دے دو، اس نے پانچ سو مرتبہ ”مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ“ کہا تھا۔ پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”یہ پانچ سو درہم تمہیں مبارک ہوں، اگر اس سے زیادہ مرتبہ کہتے تو ہم بھی اتنی ہی مقدار مزید بڑھا دیتے۔ (جاؤ! یہ رقم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو)۔“ (1)

﴿سُبْحَانَ الَّذِي﴾: پاک ہے وہ ذات۔ ﴿اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر کمزوری، عیب اور نقص سے خداوند قدوس کی عظیم ذات پاک ہے جس نے اپنے خاص بندے یعنی مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو شبِ معراج رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی حالانکہ مسجدِ اقصیٰ مکہ مکرمہ سے تیس دن سے زیادہ کی مسافت پر ہے، وہ مسجدِ اقصیٰ جس کے ارد گرد ہم نے دینی و دنیوی برکتیں رکھی ہیں اور سیر کرانے کی حکمت یہ تھی کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنی عظمت اور قدرت کی عظیم نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔ روایت ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شبِ معراج درجاتِ عالیہ اور مراتبِ رفیعہ پر فائز ہوئے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے خطاب فرمایا، اے محمد! (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ حضورِ اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے عرض کی: اس لئے کہ تو نے مجھے عہدِ بیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (2)

﴿أَسْمَاءُ بَعِيْدًا﴾: اپنے بندے کو سیر کرائی۔ ﴿اس آیت کے اس حصے میں نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے معراج شریف کا تذکرہ ہے۔ معراج شریف نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور پر نور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا وہ کمالِ قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الہی میں آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے سوا کسی کو میسر نہیں۔

①..... عیون الحکایات، الحکایة التاسعة بعد الثلاث مائة، ص ۲۷۷.

②..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۱، ۱۰۳/۳-۱۰۴، ملخصاً.

معراج شریف سے متعلق 3 باتیں

یہاں معراج شریف سے متعلق تین باتیں قابل ذکر ہیں:

(1)..... نبوت کے بارہویں سال سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ معراج سے نوازے گئے، البتہ مہینے کے بارے میں اختلاف ہے مگر زیادہ مشہور یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔

(2)..... مکہ مکرمہ سے حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا بیٹ المقدس تک رات کے چھوٹے سے حصہ میں تشریف لے جانے سے قرآنی سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حدیثوں کے قریب پہنچ گئی ہیں، اس کا منکر گمراہ ہے۔

(3)..... معراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی کثیر جماعتیں اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے جلیل القدر صحابہ کرام وَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اِسى کے معتقد ہیں، آیات و احادیث سے بھی یہی سمجھ آتا ہے اور جہاں تک بیچارے فلسفیوں کا تعلق ہے جو علوت و معلول کے چکر میں پھنس کر عجیب و غریب شکوک و شبہات کا شکار ہیں تو ان کے فاسد اوہامِ محض باطل ہیں، قدرتِ الہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔^(۱)

سفر معراج کا خلاصہ

معراج شریف کے بارے میں سینکڑوں احادیث ہیں جن کا ایک مختصر خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوئے، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو معراج کی خوشخبری سنائی اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مقدس سینہ کھول کر اسے آب زمزم سے دھویا، پھر اسے حکمت و ایمان سے بھر دیا۔ اس کے بعد تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں براق پیش کی اور انتہائی اکرام و احترام کے ساتھ اس پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئے۔ بیٹ المقدس میں سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے تمام انبیاء و مرسلین عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی امامت فرمائی۔ پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کی طرف

①..... تفسیرات احمدیہ، بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۱، ص ۵۰۵، روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۱، ۴/۵، خزائن العرفان،

بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۱، ص ۵۲۵، ملتقطاً۔

متوجہ ہوئے۔ حضرت جبریل امین عَلَیْهِ السَّلَام نے باری باری تمام آسمانوں کے دروازے کھلوائے، پہلے آسمان پر حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ عَلَیْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہوئے، انہوں نے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزت و تکریم کی اور تشریف آوری کی مبارک بادیں دیں، حتیٰ کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرماتے اور وہاں کے عجائبات دیکھتے ہوئے تمام مُقَرَّبِیْنَ کی آخری منزل سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی تک پہنچے۔ اس جگہ سے آگے بڑھنے کی چونکہ کسی مقرب فرشتے کو بھی مجال نہیں ہے اس لئے حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آگے ساتھ جانے سے معذرت کر کے وہیں رہ گئے، پھر مقامِ قربِ خاص میں حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ترقیاں فرمائیں اور اس قربِ اعلیٰ میں پہنچے کہ جس کے تَصَوُّر تک مخلوق کے افکار و خیالات بھی پرواز سے عاجز ہیں۔ وہاں رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خاص رحمت و کرم ہوا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انعاماتِ الہیہ اور مخصوص نعمتوں سے سرفراز فرمائے گئے، زمین و آسمان کی بادشاہت اور ان سے افضل و برتر علوم پائے۔ اُمت کے لئے نمازیں فرض ہوئیں، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعض گناہگاروں کی شفاعت فرمائی، جنت و دوزخ کی سیر کی اور پھر دنیا میں اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے۔ جب سُرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس واقعے کی خبریں دیں تو کفار نے اس پر بہت واو بلا کیا اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیٹھ المقدس کی عمارت کا حال اور ملکِ شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں دریافت کرنے لگ گئے۔ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں سب کچھ بتا دیا اور قافلوں کے جو احوال سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بتائے تھے، قافلوں کے آنے پر ان سب کی تصدیق ہوئی۔

معراجِ حبیب اور معراجِ کلیم میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو معراج عطا فرمائی اور اپنے کلیم حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو جو معراج عطا فرمائی، یہاں ان میں فرق ملاحظہ ہو، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

کَلِمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كِي مَعْرَاجِ دَرِخْتِ دَنِيَا پَرِ هَوْنِي (چنانچہ ارشاد فرمایا)

نُودِي مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْبِنِ فِي الْبُقْعَةِ
الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ (1)

برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت
سے انہیں ندا کی گئی۔ (ت)

حَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي مَعْرَاجِ سِدْرَةِ الْاَمْتِنْتِي وَفِرْوَسِ اَعْلَى تَك بِيَانِ فَرْمَانِي (چنانچہ ارشاد فرمایا)

عِنْدَ سِدْرَةِ الْاَمْتِنْتِي (2) عِنْدَ هَاجَتِ الْمَاوِي (3)

سدرۃ المنتہی کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ (ت) (3)

مَزِيذِ فَرْمَاتِي مِي: كَلِمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پَرِ حَجَابِ نَارِ سِي تَجَلِي هَوْنِي (چنانچہ ارشاد فرمایا)

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ
وَمَنْ حَوْلَهَا (4)

پھر موسیٰ آگ کے پاس آئے تو انہیں ندا کی گئی کہ اُس (موسیٰ)
کو جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس (آگ) کے آس

پاس (فرشتے) ہیں انہیں برکت دی گئی۔ (ت)

حَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَرِ جَلْوَةِ نُوْرِ سِي تَجَلِي هَوْنِي اَوْرُو هِي غَايَتِ تَقْوِيْمِ وَتَقْوِيْمِ كَيْلِي بِالْفَاظِ اِبْهَامِ بِيَانِ فَرْمَانِي

گئی (کہ)

جَبِ چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔ (6)

اِذْ يَعْشَى الْبَدْرَ مَا يَعْشَى (5)

(اللہ تعالیٰ نے) کَلِمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سِي طُورِ پَرِ كَلَامِ كِيَا اَوْرَا سِي سَبِ پَرِ طَا هَرِ فَرْمَا دِيَا (چنانچہ ارشاد فرمایا)

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَبِمْ لِمَا يُؤْتِي (7) اِنِّي

اور میں نے تجھے پسند کیا تو اب اسے غور سے سن جو وحی کی جاتی

ہے۔ بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری

عِبَادَتِ كِرَا اَوْرِ مِيْرِي يَادِ كِي لِي مَازَا قَامَ رَكْه۔ (ت)

لِي كَرْمِي (7) اِلَى اٰخِرِ الْاَيَاتِ. (آیات کے آخر تک)

حَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِي فَوْقِ السَّمٰوٰتِ مُكَا لَمَ فَرْمَا يَا اَوْرِ سَبِ سِي چھپایا (چنانچہ ارشاد فرمایا)

1..... قصص: ۳۰. 6..... فتاویٰ رضویہ، ۱۸۲/۳۰-۱۸۳۔

2..... النجم: ۱۵، ۱۴. 7..... طہ: ۱۳، ۱۴۔

3..... فتاویٰ رضویہ، ۱۸۲/۳۰۔

4..... نمل: ۸۔

5..... نجم: ۱۶۔

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ (1)

پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ (ت) (2)

﴿إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا﴾: مسجدِ اقصیٰ تک۔ ﴿سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ﴾ کو مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرانے میں ایک حکمت یہ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا شرف اور فضیلت ظاہر ہو جائے کیونکہ رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کی جگہ میں انہیں امام بن کر نماز پڑھائی اور جسے گھر والوں پر مُقَدَّم کیا جائے اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ سلطان ہوتا ہے کیونکہ سلطان کو اپنے علاوہ لوگوں پر مُطْلَقاً تَقَدُّم حاصل ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ حشر کے دن مخلوق اسی سرزمین میں جمع ہوگی اس لئے یہ جگہ تاجدارِ رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قدموں کی برکات سے نہال ہو جائے تاکہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت پر محشر میں وقوف آسان ہو۔ (3)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ پہلی حکمت کے حوالے سے کیا خوب فرماتے ہیں:

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول آخر کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے ﴿الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ﴾: جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ ﴿آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے مسجدِ اقصیٰ کی شان بیان فرمائی کہ اس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں دینی بھی اور دنیوی بھی۔ دینی برکتیں یہ کہ وہ سرزمینِ پاک وحی کے اترنے کی جگہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عبادت گاہ اور ان کی قیام گاہ بنی اور ان کی عبادت کا قبلہ تھی۔ دنیوی برکتیں یہ کہ وہاں قرب و جوار میں نہروں اور درختوں کی کثرت تھی جس سے وہ زمین سرسبز و شاداب ہے اور میووں اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش و راحت کا مقام ہے۔ (4)

﴿لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا﴾: تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ ﴿آیت کے اس حصے میں معراج شریف کی ایک حکمت بیان کی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی تاکہ ہم انہیں اپنی قدرت کے عجائبات دکھائیں۔ علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَىٰ

①..... النجم: ١٠.

②..... فتاویٰ رضویہ، ١٨٠٠-١٤٩١/٣٠-١.

③..... صاوی، الاسراء، تحت الآیة: ١، ١١٠٦/٣.

④..... مدارك، الاسراء، تحت الآیة: ١، ص ٦١٥، خازن، الاسراء، تحت الآیة: ١، ١٥٤/٣، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت

الآیة: ١، ص ٥٢٥، ملقطاً.

عَلَيْهِ فرماتے ہیں: بے شک اس رات نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو دیکھا، انہیں نماز پڑھائی اور بڑی عظیم نشانیاں دیکھیں۔ مزید فرماتے ہیں: اس آیت میں ”مِنْ آيَاتِنَا“ کے الفاظ ہیں، جن کا مطلب یہ ہے کہ کچھ نشانیاں دکھائیں جبکہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”وَكَذَلِكَ نُرِيّ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھاتے ہیں۔^(۱) اس آیت کے ظاہر سے ایسا لگتا ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر فضیلت حاصل ہے، حالانکہ ایسا نہیں اور نہ ہی کوئی ان کی نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر اس اعتبار سے فضیلت کا قائل ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت بھی اللہ تعالیٰ کی (تمام نہیں بلکہ) بعض ہی نشانیاں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی (دوسری) نشانیاں اس (آسمان و زمین کی بادشاہت) سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر ہیں اور (اسی اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو جو نشانیاں و عجائبات دکھائے وہ زمین و آسمان کی بادشاہت سے بڑھ کر ہیں، اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پر فضیلت حاصل ہے^(۲)۔^(۳)

وَ اٰتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ اَلَّا يَتَّخِذُوْا
مِنْ دُوْنِيْ وَ كِيْلًا ۝۱

توحید کنز الایمان: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ۔

توحید کنز العرفان: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا کہ میرے سوا کسی

①..... انعام: ۷۵۔

②..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۱، ۱۵۴/۳ ملخصاً۔

③..... معراج شریف سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”فیضان معراج“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

کو کارساز نہ بناؤ۔

﴿وَأَنبَيَا مُوسَىٰ اَلْكَتَبِ﴾ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس اکرام کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرمایا اور اس آیت میں وہ اپنے اس اکرام کا ذکر فرما رہا ہے جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب تورات عطا فرمائی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا کہ وہ اس کتاب کے ذریعے انہیں جہالت اور کفر کے اندھیروں سے علم اور دین کے نور کی طرف نکالتے ہیں تاکہ اے بنی اسرائیل! تم میرے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ۔^(۱)

ذُرِّيَّةً مِّنْ حٰمِلِنَا مَعَ نُوحٍ ط إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝۳

ترجمہ کنز الایمان: اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا ہے بیشک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، وہ یقیناً بہت شکر گزار بندہ تھا۔

﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ: اے ان لوگوں کی اولاد﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا اور طوفان نوح سے محفوظ فرمایا، تم بھی تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار اور شکر گزار بندے بن جاؤ جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے کہ وہ ہر حال میں اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔^(۲)

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکر گزاری

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور خاص شکر گزار بندہ فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی چیز کھاتے، پیتے یا لباس پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور اس کا شکر بجالاتے تھے۔^(۳)

تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شکر گزاری

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف انتہائی

①.....تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۲، ۲۹۷/۷.

②.....جلالین مع صاوی، الاسراء، تحت الآیة: ۳، ۱۱۱۳/۳.

③.....خازن، الاسراء، تحت الآیة: ۳، ۱۶۱/۳.

اعلیٰ طریقے سے پایا جاتا تھا اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے تھے، چنانچہ حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جب کھانا تناول فرماتے اور پانی پیتے، جب بیٹ الخلا سے باہر تشریف لاتے، جب نیا لباس زیب تن فرماتے، جب آئینہ دیکھتے، جب بستر پر تشریف لاتے، جب نیند سے بیدار ہوتے، جب سواری پر سوار ہوتے، جب کوئی مسلمان ہوتا، جب کوئی خوشی کی خبر ملتی، جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے اور جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھتے تو خود کو عافیت ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتے اور اس کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نماز میں اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے مبارک پاؤں سوج جاتے۔ (ایک دن) حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ ایسا کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں! حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اے عائشہ! (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا)“ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا“ کیا میں (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا) شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ (1)

حضرت عروہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اللَّهُمَّ اَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ اے اللہ! اعز و جل، تو اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح کرنے پر میری مدد فرما (2)۔ (3)

وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ

وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں وحی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں دو بار فساد مچاؤ گے اور ضرور بڑا غرور کرو گے۔

1.....مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب اكثر الاعمال والاجتهاد في العبادة، ص ۱۵۱۵، الحديث: ۸۱ (۲۸۲۰)۔

2.....مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب ان يدعو به، ۱۳۴/۷، الحديث: ۲۔

3.....شکر کرنے کی ترغیب پانے کے لئے کتاب ”شکر کے فضائل“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے بنی اسرائیل کی طرف کتاب میں وحی بھیجی کہ ضرورتاً زمین میں دومرتبہ فساد کرو گے اور تم ضرور بڑا تکبر کرو گے۔

﴿فِي الْكِتَابِ﴾: کتاب میں۔ ﴿اس آیت میں بنی اسرائیل کے بارے میں بیان کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے انہیں تورات میں یہ غیب کی خبر دی تھی کہ تم زمین میں یعنی سرزمین شام میں دومرتبہ فساد کرو گے۔ یہ غیب کی خبر پوری ہوئی اور جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا تھا ویسے ہی وقوع میں آیا کہ بنی اسرائیل نے فساد کیا، ظلم و بغاوت پر اترے اور اس کا انجام دیکھنے کے بعد پھر سنبھلے لیکن پھر دوبارہ فساد میں مبتلا ہو گئے اور ہر مرتبہ فساد کے نتیجے میں ذلیل و رسوا ہوئے۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ
فَجَاسُوا خَلَلِ الدِّيَارِ ۖ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا ہم نے تم پر اپنے کچھ بندے بھیجے سخت لڑائی والے تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کو گھسنے اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب ان دومرتبہ میں سے پہلی بار کا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے بندے بھیجے جو سخت لڑائی والے تھے تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کیلئے گھسنے اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا۔

﴿وَعْدُ أُولَاهُمَا﴾: ان دومرتبہ میں سے پہلی بار کا وعدہ۔ ﴿اس آیت میں گزشتہ آیت کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ جب دو مرتبہ کے فساد میں سے پہلی مرتبہ کے فساد کا وقت آیا تو فساد کی صورت یہ بنی کہ انہوں نے تورات کے احکام کی مخالفت کی اور گناہ کے کاموں میں پڑ گئے اور حرام چیزوں کے مرتکب ہونے لگے کہ انہوں نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت شیعا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک قول کے مطابق حضرت ارمیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کیا اور جب بنی اسرائیل نے یہ فساد کیا تو اللہ عزوجل نے ان پر بہت زور و قوت والے لشکروں کو مسلط کر دیا تاکہ وہ انہیں لوٹیں اور انہیں قتل کریں، قید کریں (اور ذلیل و رسوا

کریں۔) چنانچہ ان مسلط کئے جانے والے لشکروں نے بنی اسرائیل کے علماء کو قتل کیا، توریت کو جلایا، مسجد اقصیٰ کو ویران کیا اور ستر ہزار افراد کو گرفتار کیا۔^(۱) یہ مسلط کئے جانے والے لشکر کون سے تھے، اس بارے میں مختلف اقوال ہیں البتہ ان میں سے جس نے بنی اسرائیل کو بدترین طریقے سے ہزیمت سے دوچار کیا وہ بخت نصر تھا جس نے انہیں تہس نہس کر کے چھوڑ اور یوں وعدہ الہی پورا ہوا۔

بد عملی کا دنیوی انجام

اس سے معلوم ہوا کہ بد عملی کی وجہ سے ظالم بادشاہ مسلط کر دیئے جاتے ہیں، کیونکہ ظالم بادشاہ بھی عذاب الہی ہوتا ہے۔ نیز بد عملی کے مزید دنیوی نقصانات ملاحظہ ہوں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا ”اے مہاجرین! جب تم پانچ کاموں میں مبتلا کر دیئے جاؤ (تو تمہارا کیا حال ہوگا) اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کاموں میں مبتلا ہو جاؤ، (1) جب کسی قوم میں بے حیائی کے کام اعلانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ (2) جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ (3) جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے، اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ (4) جب لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ (5) جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون نافذ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کچھ پر عمل کرتے اور کچھ کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔ (2)

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُرْسِيَّ عَلَيْهِمْ وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ

①..... بیضاوی، بنی اسرائیل، تحت الآية: ۴- ۵، ۴۳۲/۳، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۵، ۱۶۲/۳، مدارك، الاسراء، تحت

الآية: ۵، ص ۶۱۶، جلالین، الاسراء، تحت الآية: ۵، ص ۲۳۰.

②..... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، ۴/۳۶۷، الحدیث: ۴۰۱۹.

اَكْثَرَنْفِيْرًا ①

ترجمہ کنزالایمان: پھر ہم نے ان پر اُلٹ کر تمہارا حملہ کر دیا اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا جنتھا بڑھا دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر ہم نے تمہارا غلبہ ان پر اُلٹ دیا اور مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہاری تعداد بھی زیادہ کر دی۔

﴿ثُمَّ مَادَدْنَا لَكُمْ الْكِرَّةَ عَلَيْهِمْ﴾ پھر ہم نے تمہارا غلبہ ان پر اُلٹ دیا۔ ﴿اس آیت میں بنی اسرائیل کی بربادی کے بعد دوبارہ سنبھلنے کی داستان بیان کی جا رہی ہے کہ گناہوں اور نافرمانیوں کے نتیجے میں تباہ و برباد ہونے کے بعد جب تم نے توبہ کی اور تکبر و فساد سے باز آئے تو ہم نے تمہیں دولت دی اور تمہیں اتنی قوت و طاقت عطا فرمائی کہ تم دوبارہ مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے چنانچہ تمہیں اُن لوگوں پر غلبہ عطا کر دیا گیا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔ (۱)

افرادى اور مالى قوت كى اهميت

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ افرادی اور مالی قوت کی بھی بڑی اہمیت ہے اور طاقت کے میدان میں ان کا بڑا عمل دخل ہے اور اگر ان کا صحیح استعمال ہو تو یہ اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِنَفْسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۗ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ
الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءًا وَّاَوْجُوْهُكُمْ ۚ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ
مَرَّةٍ ۚ وَّلِيَلْتَبَرُّوْا مَا عَلَوْا تَتَّبِرًا ۙ ①

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے اور برا کرو گے تو اپنا پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا کہ دشمن تمہارا

①.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۶، ۱۶۲/۳، ملقطاً.

منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اگر تم بھلائی کرو گے تو تم اپنے لئے ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے ہی ہوگا۔ پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا تا کہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور تا کہ مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ و برباد کر دیں۔

﴿إِنْ أَحْسَنْتُمْ: اگر تم بھلائی کرو گے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کو غلبہ و طاقت اور اقتدار و اختیار عطا کیا گیا تو ساتھ ہی انہیں یہ بھی فرمایا کہ اگر تم بھلائی کرو گے اور اس پر ثابت قدم رہو گے اور اسی بھلائی کے راستے پر چلتے رہو گے تو تم اپنے لئے ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے اور دوبارہ پرانی روش اپناؤ گے اور فتنہ و فساد اور نافرمانی کی زندگی گزارنے لگو گے تو اس کا انجام تمہیں ہی بھگتنا پڑے گا چنانچہ وہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جب دوسری بار بنی اسرائیل کے فساد کرنے کا وقت آیا اور انہوں نے دوبارہ وہی پرانی حرکتیں کرنا شروع کر دیں اور انہوں نے پھر فساد برپا کیا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچالیا اور اپنی طرف اٹھالیا اور بنی اسرائیل نے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اہل فارس اور روم کو مسلط کیا تا کہ وہ انہیں قتل کریں، قید کریں اور اتنا پریشان کریں کہ رنج و پریشانی کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہوں پھر ان مسلط ہونے والے لوگوں نے یہ بھی کیا کہ وہ بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوئے اور اسے ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کے شہروں پر غلبہ پا کر انہیں تباہ و برباد کر دیا۔^(۱)

بنی اسرائیل کے دوہرے فساد اور ان کے انجام سے مسلمان نصیحت حاصل کریں

بنی اسرائیل کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اپنی تاریخ کو دیکھیں تو پہلی نظر میں ہی مسلمانوں کے عروج و زوال کا سبب واضح ہو جائے گا کہ مسلمان جب تک قرآن مجید کے احکامات اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر عمل پیرا رہے تو دنیا بھر میں انہیں غلبہ، قوت اور اقتدار حاصل رہا اور انہیں لامتناہی شان و شوکت حاصل رہی اور جب سے انہوں نے قرآن وحدیث کی پیروی میں سستی کرنا شروع کی اور حرام و ناجائز افعال میں مبتلا ہوئے تب

①.....تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۷، ۱/۷، ۳۰، ۳۱، ۳۲، الاسراء، تحت الآیة: ۷، ۱/۷، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ملئقطاً.

سے ان کی شوکت اور اقتدار زوال پذیر ہونا شروع ہو گیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا جس میں اسلامی ملکوں اور شہروں کو تباہی و بربادی کے ایسے طوفان کا سامنا کرنا پڑا کہ لاکھوں افراد کی آبادی پر مشتمل شہروں میں کوئی زندہ انسان نظر نہ آتا تھا اور وحشی پرندے اور جانور ان کی لاشوں پر گوشت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے گھوم رہے تھے۔ پھر جب مسلمان اپنی بے عملی چھوڑ کر عمل کی طرف مائل ہوئے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کو انہوں نے حرز جاں بنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر دنیا میں طاقت اور سلطنت عطا فرمادی اور مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت بحال کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوئے، لیکن جب پھر مسلمانوں میں بد عملی کا رواج ہوا اور مسلمان شراب و زباب کی مستی میں گم ہو گئے اور نفسانی لذات کے حصول کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور مال و دولت کی حرص وہوس کا شکار ہو گئے تو اس کے بعد مسلمانوں کا جو حال ہوا ہے وہ صاحبِ نظر سے پوشیدہ نہیں، اگر اب بھی مسلمان نہ سنبھلے اور انہوں نے اپنی عملی حالت کو نہ سدھارا تو حالات اس سے بھی بدتر ہو جائیں گے۔

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمۡ ۖ وَإِنْ عُدتُّمْ عَدْنَا ۖ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكَافِرِينَ حَاصِرًا ﴿٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر عذاب کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر دوبارہ (شرارت) کرو گے تو ہم دوبارہ (سزا) دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا دیا ہے۔

﴿أَنْ يَّرْحَمَكُمُ﴾: کہ تم پر رحم فرمائے۔ ﴿بِعْنِي﴾ یعنی اے بنی اسرائیل! دوسری مرتبہ کے بعد بھی اگر تم دوبارہ توبہ کر لو اور گناہوں سے باز آ جاؤ تو ہم تم پر پھر اپنا رحم و کرم کریں گے لیکن اگر تم نے تیسری مرتبہ پھر شرارت کی اور فتنہ و فساد کیا تو ہم پھر تمہیں اس کی سزا دیں گے چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے تیسری مرتبہ بھی وہی حرکات کیں اور زمانہ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ

غَلِيهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ فِي حَضْرَةِ اِقْدَسَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي تَمْذِيبِ كِي تُوَانِ پْر ذَلْتِ مَسْلَطِ كَرُودِي گئی۔ (۱) اور فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا مل گیا تو ان کی کچھ بچت ہو جائے گی ورنہ ان پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے، چنانچہ ہمارے زمانے میں یہودیوں کو دیکھ لیں کہ انہیں مغربی ممالک کا سہارا حاصل ہے، اگر وہ ہٹ جائے تو ایک دن میں اپنی اوقات دیکھ لیں گے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ: بیشک یہ قرآن۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی تین خوبیاں بیان فرمائی ہیں (1) قرآن سب سے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور وہ راستہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا، اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہے۔ (یہی راستہ سیدھا جنت تک اور خدا تک پہنچانے والا اور اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں یعنی ولیوں اور ان نیک بندوں کا ہے جن کی پیروی کا قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے)۔ (2) نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو جنت

1.....روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۸، ۱۳۴/۵-۱۳۵، ملخصاً.

کی بشارت دیتا ہے۔ (3) آخرت کے منکرین کو دردناک عذاب کی خبر دیتا ہے۔ (1)

وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (کبھی) آدمی برائی کی دعا کر بیٹھتا ہے جیسے وہ بھلائی کی دعا کرتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

﴿وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالشَّرِّ﴾: اور آدمی برائی کی دعا کر دیتا ہے۔ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾: آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جس طرح بھلائی کی دعائیں مانگتا ہے اسی طرح بعض اوقات برائی کی دعا بھی کر دیتا ہے جیسے کئی مرتبہ غصے میں آ کر اپنے اور اپنے گھر والوں کے اور اپنے مال و اولاد کے خلاف دعا کر دیتا ہے، غصہ میں آ کر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لئے بد دعائیں کرتا ہے تو یہ انسان کی جلد بازی ہے (اور جلد بازی عموماً نقصان دیتی ہے)۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بد دعائیں قبول کر لے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔ (2) جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَكُوَيْدٌ يُعَاجِلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَالَهُمْ
بِالْخَيْرِ لِقُضْوَى إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ (3)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ لوگوں پر عذاب اسی طرح جلدی بھیج دیتا جس طرح وہ بھلائی جلدی طلب کرتے ہیں تو ان کی مدت ان کی طرف پوری کر دی جاتی۔

بدعا کرنے سے بچیں

اس سے معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کیلئے بد دعا نہیں کرنی چاہیے اور ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے کہ نہ معلوم کونسا وقت قبولیت کا ہو۔ ہمارے معاشرے میں عموماً مائیں بچوں کو طرح طرح کی بد دعائیں دیتی رہتی ہیں، مثلاً تیرا بیڑہ غرق ہو، تو تباہ ہو جائے، تو مر جائے، تجھے کیڑے پڑیں وغیرہ، وغیرہ، اس طرح کے جملوں سے احتراز لازم ہے۔

1..... تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۹-۱۰، ۷/۳۰۳-۴، مدارك، الاسراء، تحت الآیة: ۹-۱۰، ص ۶۱۷، ملقطاً.

2..... روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۱۱، ۵/۱۳۷، حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۱۱، ۳/۱۶۷، ملقطاً.

3..... یونس: ۱۱.

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان سے کافر مراد ہے اور برائی کی دعا سے اس کا عذاب کی جلدی کرنا مراد ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ نضر بن حارث کافر نے کہا، یارب! اگر یہ دین اسلام تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا دردناک عذاب بھیج۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی اور اُس کی گردن ماری گئی۔^(۱)

جلد بازی کی مذمت

اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ آدمی بڑا جلد باز ہے۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں لوگوں کی ایک تعداد ایسی نظر آتی ہے جو دینی اور دنیوی دونوں طرح کے کاموں میں نامطلوب جلد بازی سے کام لیتے ہیں، جیسے وضو کرنے میں، نماز ادا کرنے میں، تلاوتِ قرآن کرنے میں، روزہ افطار کرنے میں، تراویح ادا کرنے میں، قربانی کرنے میں، ذبح کے بعد جانور کی کھال اتارنے میں، ارکان حج ادا کرنے میں، دعا کی قبولیت میں، بدعا کرنے میں، کسی کو گناہگار قرار دینے میں، کسی کے خلاف بدگمانی کرنے میں، دنیا طلب کرنے میں، نہ ملنے پر شکوہ کرنے میں، رائے قائم کرنے میں، کسی سے جھگڑا مول لینے میں، کسی پر غصہ نافذ کرنے میں، کسی کے خلاف یا کسی کام سے متعلق فیصلہ کرنے میں، گاڑی چلانے میں، گاڑی سے اترنے یا چڑھنے میں اور روڈ پار کرنے وغیرہ بے شمار دینی اور دنیوی امور میں لوگ جلد بازی کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات لوگوں کی عبادات ہی ضائع ہو جاتی ہیں اور کبھی وہ دنیوی معاملات میں بھی شدید نقصان سے دوچار ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس ندامت اور پچھتاوے کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ وہ درج ذیل دو احادیث سے نصیحت حاصل کریں اور جلد بازی کی آفات اور اس کے نقصانات سے خود کو بچانے کی کوشش کریں۔

حضرت سہیل بن سعد ساعدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”وَبَرِّ دَبَّارِىَ اللّٰه تَعَالَى كِى طَرْفِى سِى هِى اَوْر جَلْدِ بَازِى شَيْطَانِ كِى طَرْفِى سِى هِى۔“^(۲)

حضرت عقبہ بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا

①.....مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۱، ص ۶۱۷.

②.....ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى التأتى والعجلة، ۴۰۷/۳، الحدیث: ۲۰۱۹.

”جس نے تَوَقُّف کیا تو اس نے (اپنا مقصد) پالیا یا قریب ہے کہ وہ (اسے) پالے اور جس نے جلدی کی تو اس نے خطا کی یا قریب ہے کہ وہ خطا کھا جائے۔“^(۱)

یاد رہے کہ بعض کام ایسے ہیں جن میں جلدی کرنا مذموم نہیں بلکہ ان میں جلدی کرنا شریعت کی طرف سے مطلوب ہے جیسے قضا نمازیں اور نماز جنازہ ادا کرنے میں، قرض کی ادائیگی میں، زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے میں، گناہوں سے توبہ کرنے میں، نیک اعمال کرنے میں، اولاد جو ان ہو جائے تو ان کی شادی کرنے وغیرہ میں جلدی کرنا۔ اچھی اور بری جلدی میں فرق واضح ہے جسے ہر آدمی موقع محل کے مطابق سمجھ سکتا ہے۔^(۲)

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ مَّحَوْنًا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ط
وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝۱۲

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے والی کی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کو خوب جدا جدا بنا دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا ہوا کیا اور دن کی نشانی کو دیکھنے والی بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب جدا جدا تفصیل سے بیان کر دیا۔

﴿آيَاتِينَ: دو نشانیاں﴾۔ اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی قدرت کی دو عظیم نشانیاں بیان فرمائیں اور وہ دو نشانیاں دن

①..... معجم الكبير، ابن لحيعة عن ابى عشانة، ۳۱۰/۱۷، الحديث: ۸۵۸.

②..... جلد بازی کی مذمت اور نقصانات وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”جلد بازی“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کرنا فائدہ مند ہے۔

اور رات ہیں، چنانچہ فرمایا کہ ہم نے رات کی نشانی کو مٹا ہوا بنایا یعنی رات کو تاریک بنایا کہ اس میں ہر چیز چھپ جاتی ہے اور تاریک بنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں آرام کیا جائے جبکہ دن کو روشن بنایا تاکہ اس میں سب چیزیں نظریں آئیں اور تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل یعنی اپنی روزی آسانی سے کماسکو۔^(۱)

آیت ”لَيْتَبْتَغُوا أَفْضَلًا مِنْ رَبِّكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)..... بیکار رہنا اور کمائی نہ کرنا بہت نامناسب ہے، اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں برتنے کو دیئے ہیں اس لئے انہیں بیکار نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو ہاتھ پاؤں اور دیگر جسمانی اعضاء سلامت ہونے اور کمائی کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اپنوں یا پرائیوں سے مانگ کر گزارہ کرتے ہیں۔

(2)..... رزق حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں، اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے ہنر و کمال پر ناز نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر نگاہ رکھے۔ اپنی محنت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل پر نگاہ رکھنا ہی توکل ہے۔

﴿لَتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ﴾: تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو۔ یعنی رات اور دن کی تخلیق کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ رات اور دن کے دورے سے تم دنوں کا حساب بناتے ہو، پھر دنوں سے ہفتے اور مہینے اور پھر سال بنتے ہیں تو گویا یہ نظام تمہاری زندگی کو سہولتیں فراہم کرنے کیلئے ہے اور اسی دن رات کی تبدیلی سے تم دینی و دنیوی کاموں کے اوقات کا حساب لگاتے ہو۔⁽²⁾

﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَصْدْنَاهُ نَقْصِيلاً﴾: اور ہم نے ہر چیز کو خوب جدا جدا تفصیل سے بیان کر دیا۔ یعنی ہم نے قرآن میں ہر چیز کو تفصیل سے بیان فرمادیا خواہ اس کی حاجت تمہیں دین میں ہو یا دنیا کے کاموں میں۔ مقصد یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی تفصیل بیان فرمادی جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا

①..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۲، ص ۶۱۸، جلالین، الاسراء، تحت الآية: ۱۲، ص ۲۳۱، ملقطاً.

②..... روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۱۲، ص ۱۳۹/۵، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

مَا قَرَأْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (1)

نیز ایک اور آیت میں ارشاد کیا

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (3)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (2)

غرض ان آیات سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں جمیع اشیاء کا بیان ہے، سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ! کیا کتاب ہے اور کیسی اس کی جامعیت ہے، اس کی کچھ جھلک دیکھنی ہو تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كِي عَظِيمِ الشَّانِ کتاب ”اِنْبَاءُ الْحَيِّ اَنَّ كَلَامَهُ الْمَصُونُ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ“ (قرآن ہر چیز کا بیان ہے) کا مطالعہ فرمائیں جس میں آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے انتہائی شاندار انداز میں علوم قرآن کی وسعت کا بیان فرمایا ہے۔

وَكُلِّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَهُ طَيْرَةٌ فِي عُنُقِهِ ط وَنُخْرِجْ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۱۳ اِقْرَأْ كِتَابَكَ ط كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيبًا ط

ترجمہ کنز الایمان: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔ فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

1.....انعام: ۳۸.

2.....النحل: ۸۹.

3.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۲، ۱۶۸/۳، جمل، الاسراء، تحت الآية: ۱۲، ۳۰۱/۴، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے میں لگا دی ہے اور ہم اس کیلئے قیامت کے دن ایک نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ (فرمایا جائے گا کہ) اپنا نامہ اعمال پڑھ، آج اپنے متعلق حساب کرنے کیلئے تو خود ہی کافی ہے۔

﴿فِي عُنُقِهِ﴾: اس کی گردن میں۔ یعنی جو کچھ کسی بھی آدمی کے لئے مقدر کیا گیا ہے، اچھا یا برا، نیک یا بد بختی وہ اس کو اس طرح لازم ہے اور ہر وقت اس طرح اس کے ساتھ رہے گی جیسے گلے کا ہار کہ آدمی جہاں جاتا ہے وہ ساتھ رہتا ہے، کبھی جدا نہیں ہوتا۔^(۱) امام مجاہد رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے کہا کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی سعادت یا شقاوت کا نوشتہ ڈال دیا جاتا ہے۔^(۲) پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو آدمی کا نامہ اعمال کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور اس کے بعد کا مرحلہ اگلی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اس سے فرمایا جائے گا: اپنا نامہ اعمال پڑھ، آج اپنے متعلق حساب کرنے کیلئے تو خود ہی کافی ہے۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۗ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾

ترجہ کنز الایمان: جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

ترجہ کنز العرفان: جس نے ہدایت پائی اس نے اپنے فائدے کیلئے ہی ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا تو اپنے نقصان کو

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۳، ۱۶۸/۳، ملخصاً.

②.....جلالین، الاسراء، تحت الآية: ۱۳، ص ۲۳۱.

ہی گمراہ ہوا اور کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں۔

﴿مَنْ اهْتَدَىٰ: جس نے ہدایت پائی۔﴾ ان آیات کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا، یہ نہ ہوگا کہ نیکی تو یہ کرے اور جزا کسی اور کو دے دی جائے اور یہ خود محروم رہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جائے جیسے ایصالِ ثواب یا صدقہ جاریہ وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ یونہی آدمی کے بہکنے کا گناہ اور وبال بھی اسی پر ہوگا، یہ نہیں ہوگا کہ ایک آدمی دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے، ہاں جہاں تک گناہ کی ترغیب دینے کا یا اس کے اسباب مہیا کرنے کا تعلق ہے تو اس کا گناہ بہر حال اپنی جگہ ملے گا، چنانچہ قرآن پاک میں ہے

وَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اٹھائیں گے۔

اور فرماتا ہے

وَمِنْ أَوْذَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: اور کچھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ اٹھائیں جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔

بہر حال آیات کا آپس میں تعارض نہیں۔

﴿وَمَا لَكُمْ مَعَدِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا: اور ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم جس کو بھی سزا دیتے ہیں اس کی ہدایت کے اسباب مہیا ہونے کے بعد اور پھر اس آدمی کے جان بوجھ کر حق سے انکار کرنے کے بعد ہی سزا دیتے ہیں چنانچہ پہلے ہم رسول بھیجتے ہیں جو امت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرماتا ہے اور راہِ حق ان پر واضح کرتا ہے اور حجت قائم فرماتا ہے پھر جب لوگ رسول کی نافرمانی کرتے ہیں تو ہم انہیں عذاب دیتے ہیں۔

①.....عنکبوت: ۱۳.

②.....نحل: ۲۵.

وَإِذَا آتَيْنَا آيَاتِنَا أَنْ تَهْلِكَ قَرْيَةً أَمْرًا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَا تِلْكَ مِثْرًا ۱۶

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے خوشحال لوگوں کو احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس بستی میں نافرمانی کرتے ہیں تو اس بستی پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

﴿وَإِذَا آتَيْنَا آيَاتِنَا﴾ اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کا اجمالی حال اور گمراہ قوموں کا مزاج بیان فرمایا ہے کہ کس طرح وہ مرحلہ وار سزا و عذاب کے مستحق ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں ہوتا کہ بغیر کسی رہنمائی اور مہلت کے انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے بلکہ ہوتا یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ہم قوم کے سرداروں اور خوشحال لوگوں کو اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے ذریعے احکام بھیجتے ہیں تاکہ لوگ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی فرمانبرداری کی طرف آئیں اور احکامات الہیہ پر عمل پیرا ہوں لیکن زیادہ تر یہی ہوا کہ سرداروں اور مالداروں نے رسول کی بارگاہ میں سر جھکانے کی بجائے نافرمانی کا راستہ اختیار کیا جس کے نتیجے میں وہ عذاب کے مستحق بنے اور عذاب الہی کا فیصلہ ان پر صادق آیا اور وہ تباہ و برباد ہوئے۔

قوم کے سرداروں کو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے

اس آیت میں سرداروں کا بطور خاص ذکر کیا گیا کیونکہ عوام اپنے سرداروں کے ہی پیچھے چلتے ہیں، جو وہ کرتے ہیں عوام وہی کرتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سردارانِ قوم کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کہ ان کی غلطی عام آدمی کی غلطی سے بہت بڑھ کر ہوتی ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۖ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۱۴﴾

توجہ کنز الایمان: اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کر دیں اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر دار دیکھنے والا۔

توجہ کنز العرفان: اور ہم نے نوح کے بعد کتنی ہی قومیں ہلاک کر دیں اور تمہارا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی کافی خبر رکھنے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ﴾ اور کتنی ہی قومیں ہم نے ہلاک کر دیں۔ یعنی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے بعد کتنی ہی تکذیب کرنے والی اُمّتیں جیسے قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ ہم نے ہلاک کر دیں کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی، لہذا مکہ والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔^(۱) اور ان کے ساتھ ساری کائنات کے لوگوں کو اس سے خبر دار رہنا چاہیے کہ اگر انہوں نے سابقہ امتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا راستہ اختیار کیا اور اسی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ان امتوں کی طرح انہیں بھی کہیں عذاب میں مبتلا نہ کر دے۔

﴿وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ﴾ اور تمہارا رب کافی ہے۔ امام فخر الدین رازی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ تمام معلومات کو جاننے والا، تمام دیکھی جانے والی چیزوں کو دیکھنے والا ہے لہذا مخلوق کا کوئی حال بھی اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا نہیں ہے اور یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے لہذا وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی ویسی جزا دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے جس کا وہ مستحق ہے نیز اللہ تعالیٰ عبث اور ظلم سے بھی پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان تین صفات یعنی مکمل علم، کامل قدرت اور ظلم سے براءت میں فرمانبرداروں کے لئے عظیم بشارت جبکہ کافروں اور گناہگاروں کے لئے عظیم خوف ہے۔“^(۲)

①..... حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۱۷، ۱۶۹/۳، ملخصاً.

②..... تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۱۷، ۳۱۶/۷.

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ
 جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَفَرَ بَصُورًا ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لیے جہنم
 کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہو اُدھلے کھاتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے
 ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہو کر داخل ہوگا۔

﴿الْعَاجِلَةَ: جلدی والی (دنیا)﴾ یعنی جو صرف دنیا کا طلب گار ہو تو یہ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر خواہش پوری کی
 جائے اور اُسے دیا ہی جائے اور جو وہ مانگے وہی دیا جائے ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ان میں سے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور
 جو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محروم کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور تھوڑا دیتے
 ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عیش چاہتا ہے مگر تکلیف ملتی ہے۔ ان حالتوں میں کافر دنیا و آخرت دونوں کے خسارے میں رہا
 اور اگر دنیا میں اس کو اس کی پوری مراد دیدی گئی تو آخرت کی بد نصیبی و شقاوت جب بھی ہے جبکہ مومن کا حال اس سے بالکل
 جدا ہے کہ جو آخرت کا طلب گار ہے اگر وہ دنیا میں فقر سے بھی زندگی بسر کر گیا تو آخرت کی دائمی نعمتیں اس کے لئے موجود
 ہیں اور اگر دنیا میں بھی فضل الہی سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب، الغرض مومن ہر حال میں کامیاب ہے
 اور کافر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا؟ کیونکہ بالآخر تو اسے ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں ہی جانا ہے۔^(۱)

دنیا کی خاطر آخرت برباد نہ کریں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی نصیب میں ہے خواہ اسے فکر سے حاصل کریں یا فراغت سے، لہذا
 بندے کو چاہیے کہ وہ اپنی دنیا بہتر بنانے کے لئے اپنی آخرت کو برباد نہ کرے، یونہی وہ کسی کی دنیا کی خاطر بھی اپنی آخرت

۱.....ملدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۸، ص ۶۱۹، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآية: ۱۸، ص ۵۲۹، ملقطاً۔

بتا نہ کرے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں بدترین درجے والا وہ بندہ ہے جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کر دے۔“^(۱) یاد رہے کہ مومن کامل کا دل دنیا میں رہتا ہے مگر دل میں دنیا نہیں رہتی بلکہ دل میں صرف دین رہتا ہے اور اگر دل میں دین کی بجائے دنیا آجائے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے جیسے کشتی پانی میں جائے تو تیرے گی لیکن پانی کشتی میں آجائے تو کشتی ڈوب جائے گی۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ①۹

ترجمہ کنزالایمان: اور جو آخرت چاہے اور اس کی سعی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ﴾ اور جو آخرت چاہے۔ اس سے پہلی آیت میں طالب دنیا کا بیان کیا گیا جبکہ اس آیت میں طالب آخرت کا بیان ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو آخرت کا طلب گار ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے یعنی نیک اعمال بجالاتا ہے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہ وہ آدمی ہے جس کا عمل مقبول ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال کا اچھا صلہ دیا جائے گا۔

عمل کی مقبولیت کے لئے درکار تین چیزیں

اس آیت میں مومن ہونے کی شرط کا بیان ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیک قبول نہیں، نیکوں کے لئے ایمان ایسا ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو، یا بہترین غذا کے لئے زہر سے خالی ہونا۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال

①..... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفهما، ۳۳۹/۴، الحدیث: ۳۹۶۶.

اس کی شانیں۔ صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے یہاں بڑی پیاری بات ارشاد فرمائی کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں: ایک تو طالبِ آخرت ہونا یعنی نیت نیک۔ دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا۔ تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔^(۱)

كَلَّا تَبَدُّ هَوْلًا ۚ وَهَوْلًا ۚ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۖ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ
مَحْظُورًا ۚ ۲۰ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ۖ وَلَآ خِرَّةٌ اَكْبَرُ
دَرَجَاتٍ ۚ وَاكْبَرُ تَفْضِيلًا ۚ ۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعَدَ
مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ۚ ۲۲

ترجمہ کنز الایمان: ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی اور بیشک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے اعلیٰ ہے۔ اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا ذمت کیا جاتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: ہم آپ کے رب کی عطا سے ان (دنیا کے طلبگاروں) اور ان (آخرت کے طلبگاروں) سب کی مدد کرتے ہیں اور تمہارے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں۔ دیکھو! ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر کیسی بڑائی دی اور بیشک آخرت درجات کے اعتبار سے سب سے بڑی ہے اور فضیلت میں سب سے بڑی ہے۔ اے سننے والے! اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرا، ورنہ تو مذموم، بے یار و مددگار ہو کر بیٹھا رہے گا۔

﴿كَلَّا تَبَدُّ﴾: ہم سب کی مدد کرتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ جو دنیا چاہتے ہیں اور جو طالبِ آخرت ہیں ہم سب کی مدد کرتے ہیں۔﴾^(۲) چنانچہ دیکھ لیں کہ کفار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن ہیں لیکن وہ چونکہ دنیا کے طالب ہیں اور اس کیلئے

①..... جزائین العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۱۹، ص ۵۲۹۔

②..... حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۲۰، ۱۷۰/۳۔

کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی عطا فرمایا ہے بلکہ ہمارے زمانے میں تو دُنوی ترقی میں وہ مسلمانوں سے بہت آگے ہیں اور یونہی جو مسلمان محنت کرتا ہے وہ بھی اپنی محنت کا صلہ پاتا ہے۔ الغرض دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سب کو عطا فرما رہا ہے، سب کو روزی مل رہی ہے، دنیا میں سب اس سے فیض اُٹھاتے ہیں نیک ہوں یا بد البتہ انجام ہر ایک کا اس کے حسبِ حال ہوگا، اور اگلی آیت میں فرمایا کہ دیکھو! ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر مال، عزت، شہرت، کمال میں بڑائی دی ہے لیکن ان تمام چیزوں کے ساتھ یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ درجات اور فضیلت کے اعتبار سے آخرت ہی سب سے بڑی چیز ہے۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا
وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿۲۳﴾

توجہ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

توجہ کنز العرفان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے آف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا۔

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ﴾ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی 16 آیات میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً 25 کاموں کا حکم دیا ہے۔ آیت کے ابتدائی حصے کا معنی یہ ہے کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت

میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں جو کام کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا انہیں کرو اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے بچو۔ اس میں سید المرسلین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی رسالت کا اقرار، ان سے محبت اور ان کی تعظیم کرنا بھی داخل ہیں کیونکہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (1)

ترجمہ کنز العرفان: اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت

فرمائے گا۔ (2)

﴿وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾: اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے ساتھ ہی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ایجاد ہے جبکہ ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسانی وجود کے حقیقی سبب کی تعظیم کا حکم دیا، پھر اس کے ساتھ ظاہری سبب کی تعظیم کا حکم دیا۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ تمہارے رب عَزَّ وَجَلَّ نے حکم فرمایا کہ تم اپنے والدین کے ساتھ انتہائی اچھے طریقے سے نیک سلوک کرو کیونکہ جس طرح والدین کا تم پر احسان بہت عظیم ہے تو تم پر لازم ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اسی طرح نیک سلوک کرو۔ (3)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے متعلق 12 احادیث

اس آیت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا، اسی مناسبت سے ترغیب کے لئے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق سے متعلق 12 احادیث یہاں ذکر کی جاتی ہیں

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، سب سے زیادہ حسن صحبت (یعنی احسان) کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ”تمہاری ماں (یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔) انہوں نے پوچھا، پھر کون؟ ارشاد فرمایا: ”تمہاری ماں۔ انہوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

①..... ال عمران: ۳۱۔

②..... صاوی، الاسراء، تحت الآية: ۲۳، ۱۱۲۵/۳۔

③..... تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآية: ۲۳، ۳۲۳، ۳۲۱/۷۔

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پھر ماں کو بتایا۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔^(۱)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے (یعنی باپ کے انتقال کر جانے یا کہیں چلے جانے) کی صورت میں احسان کرے۔“⁽²⁾

(3)..... حضرت اسماء رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”جس زمانہ میں قریش نے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے معاہدہ کیا تھا، میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: ”اس کے ساتھ سلوک کرو۔“⁽³⁾ یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا۔

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا، حارثہ بن نعمان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا۔“⁽⁴⁾ اور شعب الایمان کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ ”حارثہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔“⁽⁵⁾

(5)..... حضرت ابواسید بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔“⁽⁶⁾

(6)..... اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهَا فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ ہے کہ) ”ایک صحابی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بارگاہ رسالت

1..... بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ۹۳/۴، الحدیث: ۵۹۷۱.

2..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما، ص ۱۳۸۲، الحدیث: ۱۳ (۲۵۵۲).

3..... بخاری، کتاب الادب، باب صلة الوالد المشرك، ۹۶/۴، الحدیث: ۵۹۷۸.

4..... شرح السنة، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدين، ۴۲۶/۶، الحدیث: ۳۳۱۲.

5..... شعب الایمان، الخامس والخمسون من شعب الایمان... الخ، ۱۸۴/۶، الحدیث: ۷۸۵۱.

6..... كنز العمال، حرف النون، كتاب النكاح، قسم الاقوال، الباب الثامن في بر الوالدين، ۱۹۲/۸، الحدیث: ۴۵۴۴۱، الجزء

السادس عشر.

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاضِرِهِ هُوَ كَرَعِضِ كِي: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي سِنِّ مِائَةِ بَابِ كَيْ سَا تَهْ زَنْدِ كِي فِي سِنِّ نِي كِ سَلُوكِ كَرَاتَا تَهْ، وَهَ انْتِقَالَ كَرِ كَيْ هِي تَوَابِ ان كَيْ سَا تَهْ نِي كِ سَلُوكِ كِي كِيَا صَوْرَتِ هِي؟ ارشاد فرمایا: ”انْتِقَالَ كَيْ بَعْدِ نِي كِ سَلُوكِ سَه يَه كَيْ تَوَابِي نِمَا زِ كَيْ سَا تَهْ ان كَيْ لَهْ بَهِي نِمَا زِ پُڑ هِي اور اپنے روزوں كَيْ سَا تَهْ ان كَيْ لَهْ رُوزَه رَكْهِي“، یعنی جب اپنے ثواب ملنے كَيْ لَهْ كَچھ نَفْلِ نِمَا زِ پُڑ هِي یا رُوزَه رَكْهِي تَو كَچھ نَفْلِ نِمَا زِ ان كِي طَرَفِ سَه كَه انہیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل كَرے سَا تَهْ هِي انہیں ثواب پہنچنے كِي بَهِي نِي تِ كَر لے كَه انہیں بَهِي ثواب ملے گا اور تیرا بَهِي كَمْ نَه هُو گا۔^(۱)

(7)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول كَرِيم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”پُروردگار كِي خُوشنودی باپ كِي خُوشنودی میں ہے اور پُروردگار كِي ناخوشی باپ كِي ناراضی میں ہے۔“⁽²⁾

(8)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اللَّهُ تَعَالَى كِي اطاعت والد كِي اطاعت كرنے میں ہے اور اللہ تَعَالَى كِي نافرمانی والد كِي نافرمانی كرنے میں ہے۔“⁽³⁾

(9)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول كَرِيم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (1) ماں باپ کا نافرمان۔ (2) دیوث۔ (3) مردوں كِي وضع بنانے والی عورت۔“⁽⁴⁾

(10)..... حضرت ابو بکرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”ماں باپ كِي نافرمانی كے علاوہ اللہ تَعَالَى ہر گناہ میں سے جسے چاہے معاف فرما دے گا جبكہ ماں باپ كِي نافرمانی كِي سزا انسان كو موت سے پہلے زندگی ہی میں مل جائے گی۔“⁽⁵⁾

(11)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے كہ آدمی اپنے والدین كو گالی دے۔ صحابہ كرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض



①..... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: الحقوق لطح الحقوق، ۳۹۵/۲۳، ملخصاً۔

②..... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، ۳/۳۶۰، الحدیث: ۱۹۰۷۔

③..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/۶۴۱، الحدیث: ۲۲۵۵۔

④..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: ابراہیم، ۲/۴۳، الحدیث: ۲۴۴۳۔

⑤..... شعب الایمان، الخامس والخمسون من شعب الایمان... الخ، فصل فی عقوق الوالدین، ۶/۱۹۷، الحدیث: ۷۸۹۰۔

کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا ”ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔“ (1) صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”صحابہ کرام (رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ) جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لجاظ نہیں کرتے۔“ (2)

(12)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کس کی ناک خاک آلود ہو؟ ارشاد فرمایا ”جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوا۔“ (3)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور والدین کی نافرمانی سے بچائے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور ان کے حقوق سے متعلق مزید معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 24 سے رسالہ ”الْحَقُّوْقُ لِطَرَحِ الْعُقُوْقِ“ (نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل کا بیان) (4) اور بہار شریعت حصہ 16 سے ”سلوک کا بیان“ مطالعہ کیجئے۔

﴿اِمَّا يَبِيْعَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا: اِگرتیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو بیچ جائیں۔﴾ یعنی اگر تیرے والدین پر کمزوری کا غلبہ ہو جائے اور ان کے اعضاء میں طاقت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں اُن کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ اپنی آخری عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہنا یعنی ایسا کوئی

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرہا، ص ۶۰، الحدیث: ۱۴۶ (۹۰)۔

②..... بہار شریعت، حصہ شانزوم، سلوک کرنے کا بیان، ۵۵۲/۳۔

③.....مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب رغم من ادرك ابويه او احدهما عند الکبر... الخ، ص ۱۳۸۱، الحدیث: ۲۵۵۱ (۹)۔

④..... یہ رسالہ تسہیل و تخریج کے ساتھ بنام ”والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق“ مکتبۃ المدینہ سے جداگانہ بھی شائع ہو چکا ہے، اسے وہاں سے ہدیہ حاصل کر کے مطالعہ فرمائیں۔

کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ اُن کی طرف سے طبیعت پر کچھ بوجھ ہے اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت، نرم بات کہنا اور حسن ادب کے ساتھ اُن سے خطاب کرنا۔^(۱)

والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم

یہاں آیت کی مناسبت سے دو باتیں یاد رکھیں، ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کو اُن کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور اس میں اُن کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو اُن کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ دوسری یہ کہ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ان آیات اور احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ذی شعور انسان پر واضح ہو جائے گا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی جیسی عظیم تعلیم اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دی ہے ویسی پوری دنیا میں پائے جانے والے دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتی۔ فی زمانہ غیر مسلم ممالک میں بوڑھے والدین ایسی نازک ترین صورت حال کا شکار ہیں کہ ان کی جوان اولاد کسی طور پر بھی انہیں سنبھالنے اور ان کی خدمت کر کے ان کا سہارا بننے کے لئے تیار نہیں ہوتی، اسی وجہ سے وہاں کی حکومتیں ایسی پناہ گاہیں بنانے پر مجبور ہیں جہاں بوڑھے اور بیمار والدین اپنی زندگی کے آخری ایام گزار سکیں۔

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے لیے نرم دلی سے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھ اور دعا کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۳، ۱۷۰/۳-۱۷۱، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۲۳، ص ۶۲۰، ملنقطاً.

﴿وَاحْفَظْ لَهُمَا: اور ان کیلئے جھکا کر رکھ۔﴾ اس آیت میں مزید حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی کے ساتھ پیش آؤ اور ہر حال میں ان کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرو کیونکہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کرو۔^(۱) گویا زبانی کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ان سے اچھا برتاؤ کرو اور یونہی مالی طور پر بھی ان سے اچھا سلوک کرو کہ ان پر خرچ کرنے میں تاثر نہ کرو۔

﴿وَقُلْ: اور کہو۔﴾ حقوق والدین کے بیان کے آخر میں فرمایا کہ ان کیلئے دعا کرو۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ دنیا میں بہتر سے بہترین سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کر لیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا، اس لئے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یارب! میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔^(۲)

والدین کے لئے روزانہ دعا کرنی چاہئے

والدین کیلئے دعا کو اپنے روزانہ کے معمولات میں داخل کر لینا چاہیے اور ان کی صحت و تندرستی، ایمان و عافیت کی سلامتی کی دعا کرنی چاہیے اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو ان کیلئے قبر میں راحت، قیامت کی پریشانیوں سے نجات، بے حساب بخشش اور جنت میں داخلے کی دعا کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ اگر والدین کافر ہوں تو ان کے لئے ہدایت و ایمان کی دعا کرنی چاہیے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔ اور دنیاوی اعتبار سے اچھا سلوک ان کے ساتھ بھی لازم ہے۔

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۖ إِنَّ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ
لِلَّأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿۲۵﴾

توجہ کنز الایمان: تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔



①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۴، ۱۷۱/۳، ملخصاً.

②.....مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۲۴، ص ۶۲۰-۶۲۱، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشے والا ہے۔

﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ﴾ تمہارا رب خوب جانتا ہے۔ ﴿آیت کا مفہوم اپنے اطلاق پر بھی ہے اور والدین کی خدمت کے حوالے سے لیں تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں والدین کی اطاعت کا کتنا ارادہ ہے اور ان کی خدمت کا کتنا ذوق ہے۔ ہاں اگر یہ ہوا کہ تمہارے دلوں میں تو ماں باپ کی خدمت کا شوق تھا لیکن اس کا موقع نہیں ملا تو اللہ عزوجل اس پر پکڑ نہ فرمائے گا کیونکہ وہ ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے اور یونہی تم واقعی نیک تھے اور اس کے باوجود تم سے والدین کی خدمت میں کوئی کمی واقع ہوگئی اور تم نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا کیونکہ وہ بخشے والا ہے۔^(۱) یہاں یہ یاد رہے کہ حقوق والدین میں اگر کوئی کمی ہوئی تو جب تک اس کی تلافی ممکن ہو تلافی بھی کرنا ضروری ہے جیسے اگر ان کا دل دکھایا تو ان سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔

وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرْ مَالَكَ يَدِيًّا ۝۲۶

ترجمہ کنز الایمان: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو (بھی دو) اور فضول خرچی نہ کرو۔

﴿وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ﴾ اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔ ﴿اس آیت میں والدین کے بعد دیگر لوگوں کے حقوق بیان کئے جا رہے ہیں چنانچہ سب سے پہلے رشتہ داروں کا فرمایا کہ انہیں ان کا حق دو یعنی ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو، ان سے محبت سے پیش آؤ، ان سے میل جول رکھو اور ان کی خبر گیری کرتے رہو اور ضرورت کے موقع پر ان کی مدد کرو اور ان کے ساتھ ہر جگہ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ رشتہ داروں کا خرچ اٹھانے سے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر رشتہ دار مخارم میں سے ہوں اور محتاج ہو جائیں تو ان کا خرچ اٹھانا یہ بھی ان کا حق ہے اور صاحب استطاعت رشتہ دار پر لازم و واجب ہے۔^(۲)

①..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۲۵، ص ۶۲۱، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۵، ۱۷۱/۳-۱۷۲، ملقطاً.

②..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۶، ۱۷۲/۳.

یاد رہے کہ رشتے داروں سے حسن سلوک کا قرآن پاک میں بکثرت حکم دیا گیا ہے چنانچہ کم از کم 8 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رشتے داروں سے حسن سلوک کا فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے، نیز یہاں رشتے داروں کے بعد مسکینوں اور مسافروں کا حق دینے کا فرمایا کہ اُن کا حق دو۔ ﴿وَلَا تَبْذُرُوا مَالَكُمْ يَتَذَرُهَا﴾ اور فضول خرچی نہ کرو۔ یعنی اپنا مال ناجائز کام میں خرچ نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہذیر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں مال خرچ کرنے کا حق ہے اس کی بجائے کہیں اور خرچ کرنا تہذیر ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنا پورا مال حق یعنی اس کے مصرف میں خرچ کر دے تو وہ فضول خرچی کرنے والا نہیں اور اگر کوئی ایک درہم بھی باطل یعنی ناجائز کام میں خرچ کر دے تو وہ فضول خرچی کرنے والا ہے۔^(۱)

اسراف کا حکم اور اس کے معانی

اسراف بلاشبہ ممنوع اور ناجائز ہے اور علماء کرام نے اس کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں، ان میں سے 11

تعریفات درج ذیل ہیں:

- (1)..... غیر حق میں صرف کرنا۔ (2)..... اللہ تعالیٰ کے حکم کی حد سے بڑھنا۔ (3)..... ایسی بات میں خرچ کرنا جو شرع مظہر یا مروت کے خلاف ہو، اول حرام ہے اور ثانی مکروہ تہذیبی۔ (4)..... طاعت الہی کے غیر میں صرف کرنا۔ (5)..... شرعی حاجت سے زیادہ استعمال کرنا۔ (6)..... غیر طاعت میں یا بلا حاجت خرچ کرنا۔ (7)..... دینے میں حق کی حد سے کمی یا زیادتی کرنا۔ (8)..... ذلیل غرض میں کثیر مال خرچ کر دینا۔ (9)..... حرام میں سے کچھ یا حلال کو اعتدال سے زیادہ کھانا۔ (10)..... لائق و پسندیدہ بات میں لائق مقدار سے زیادہ صرف کر دینا۔ (11)..... بے فائدہ خرچ کرنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ ان تعریفات کو ذکر کرنے اور ان کی تحقیق و تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”ہمارے کلام کا ناظر خیال کر سکتا ہے کہ ان تمام تعریفات میں سب سے جامع و مانع و واضح تر تعریف اول ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ اس عبد اللہ کی تعریف ہے جسے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی گٹھری فرماتے اور جو خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام جہان سے علم میں زائد ہے اور جو ابوحنیفہ جیسے امام الائمہ کا مورث علم ہے

1..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۶، ۱۷۲/۳.

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَنْهُ وَعَنْهُمْ أَجْمَعِينَ - (1)

تبذیر اور اسراف میں فرق

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے تبذیر اور اسراف میں فرق سے متعلق جو کلام ذکر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تبذیر کے بارے میں علماء کرام کے دو قول ہیں:

(1)..... تبذیر اور اسراف دونوں کے معنی ناسخ صرف کرنا ہیں۔ یہی صحیح ہے کہ یہی قول حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس اور عام صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا ہے۔

(2)..... تبذیر اور اسراف میں فرق ہے، تبذیر خاص گناہوں میں مال برباد کرنے کا نام ہے۔

اس صورت میں اسراف تبذیر سے عام ہوگا کہ ناسخ صرف کرنا عبث میں صرف کرنے کو بھی شامل ہے اور عبث مُطْلَقاً گناہ نہیں تو چونکہ اسراف ناجائز ہے اس لئے یہ خرچ کرنا معصیت ہوگا مگر جس میں خرچ کیا وہ خود معصیت نہ تھا۔ اور عبارت ”لَا تُعْطِ فِي الْمَعَاصِي“ کا ظاہر یہی ہے کہ وہ کام خود ہی معصیت ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ تبذیر کے مقصود اور حکم دونوں معصیت ہیں اور اسراف کو صرف حکم میں معصیت لازم ہے۔ (2)

إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ط وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔

﴿إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ﴾: شیطان کے بھائی۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فضول خرچی نہ کرو جبکہ اس آیت میں فرمایا کہ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں کیونکہ یہ ان کے راستے پر چلتے ہیں اور چونکہ شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے، لہذا اُس کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ (3)

1..... فتاویٰ رضویہ، ۱/۲۹۶-۲۹۷۔

2..... فتاویٰ رضویہ، ۱/۲۹۷-۲۹۸؛ ملخصاً۔

3..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۲۷، ص ۶۲۱، ملخصاً۔

وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ
قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تو ان سے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان بات کہہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے ان سے منہ پھیر تو ان سے آسان بات کہو۔

﴿وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ﴾ اور اگر تم ان سے منہ پھيرو۔ ﴿﴾ اس سے اوپر والی آیات میں رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا بیان ہوا تھا، اور اس آیت میں فرمایا کہ اگر کسی وقت تمہارے پاس فوری دینے کو کچھ نہ ہو تو ان سے آسان بات کہو جیسے اُن کی خوش دلی کے لئے اُن سے وعدہ کر لو یا اُن کے حق میں دعا کر دو۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت سالم، حضرت جناب (اور ان کے علاوہ چند صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) وقفاً وقفاً رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اپنی حاجات و ضروریات کے لئے سوال کرتے رہتے تھے، اگر کسی وقت حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ حیاءاً اُن سے اعراض کرتے اور اس انتظار میں خاموش ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھیجے تو انہیں عطا فرمائیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۱)

مستحق کو جھڑکنا حرام اور غیر مستحق کو دینا منع ہے

یاد رہے کہ کسی بھی صورت میں مجبور رشتہ دار، مسکین یا سائل کو جھڑکنا نہیں چاہیے۔ مستحق کو جھڑکنا حرام ہے، فرمان

باری تعالیٰ ہے

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (۲) ترجمہ کنزالعرفان: اور کسی بھی صورت میں مانگنے والے کو نہ جھڑکو۔

①..... جلالین، الاسراء، تحت الآية: ۲۸، ص ۲۳۲، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۲۸، ۱۷۲/۳، ملقطاً.

②..... سورہ والضحی: ۱۰.

البتہ جو غیر مستحق ہے اسے نہ دینے کا حکم ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے گدائی تین قسم ہے: ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی اور سادھو بچے، انھیں سوال کرنا حرام اور انھیں دینا حرام، اور ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی، فرض سر پر باقی رہے گا۔ دوسرے وہ کہ واقع میں فقیر ہیں، قدر نصاب کے مالک نہیں مگر قوی و تندرست کسب پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں جو ان کے کسب سے باہر ہو، کوئی حرفت یا مزدوری نہیں کی جاتی مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انھیں سوال کرنا حرام، اور جو کچھ انھیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں غیبیث۔ انھیں بھیک دینا منع ہے کہ معصیت پر اعانت ہے، لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں۔ مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں۔ تیسرے وہ عاجز ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قدرت، یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں، انھیں بقدر حاجت سوال حلال، اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لیے طیب، اور یہ عمدہ مصارف زکوٰۃ سے ہیں اور انھیں دینا باعث اجر عظیم، یہی ہیں وہ جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔^(۱)

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دو کہ پھر ملامت میں، حسرت میں بیٹھے رہ جاؤ۔

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو۔ ﴿اس آیت میں خرچ کرنے میں اعتدال کو ملحوظ رکھنے کا فرمایا گیا ہے اور اسے ایک مثال سے سمجھایا گیا کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے اور دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا، ایسا کرنا تو سبب ملامت ہوتا

①..... فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوٰۃ، ۱۰/۲۵۳-۲۵۴۔

ہے کہ بخیل کنجوس کو سب لوگ برا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے کہ اس صورت میں آدمی کو پریشان ہو کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت ہے کہ ایک مسلمان عورت کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضور سرور کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ترجیح دیدی اور کہا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی اُن کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے، یہ بات مسلمان خاتون کو ناگوار گزری اور اُنہوں نے کہا کہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سب صاحبِ فضل وکمال ہیں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے جو دونوں ال میں کچھ شُبہ نہیں لیکن ہمارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر اُنہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے جو دو کرم کی آزمائش کرادی جائے چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بچی کو حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں اس لئے بھیجا کہ ان سے قمیص مانگ لائے اُس وقت حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیب تن تھی، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے وہی اُتار کر عطا فرمادی اور اپنے دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی، شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا، اذان ہوئی صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے انتظار کیا، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی۔ حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ اس آیت میں خطاب اگرچہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ہے لیکن مراد آپ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ
خَبِيرًا بَصِيرًا ۳۰

①.....روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۲۹، ۱۵۱/۵-۱۵۲، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآية: ۲۹، ص ۵۳۱، ملقطاً۔

توجہ کنز الایمان: بیشک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کتنا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک تمہارا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھنے والا، جاننے والا ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ﴾: بیشک تمہارا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے۔ یعنی رزق کشادہ کرنا یا تنگ کر دینا اللہ عزّوجلّ کی قدرت میں ہے، وہی جس کا رزق بڑھانا چاہے بڑھا دیتا ہے اور جس کا تنگ کرنا چاہے تنگ کر دیتا ہے، وہ تمام لوگوں کے حالات اور مصلحتوں کو خوب جانتا ہے، لہذا اس نے جسے امیر بنایا وہ بھی حکمت کے مطابق ہے اور جسے غریب رکھا وہ بھی حکمت کے مطابق ہے۔^(۱)

لوگوں کو امیر و غریب بنائے جانے کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مالی اعتبار سے ایک جیسا نہیں بنایا بلکہ بعض کو امیر بنایا اور بعض کو غریب رکھا اور اس میں اُس کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، جیسے ایک حکمت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے ایمان کی بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مال عطا کرے اور اگر وہ غریب ہوں تو ان کا ایمان تباہ ہو جائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں کثیر مال عطا کرتا ہے اور بعض لوگوں کے ایمان کی بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ ان کے پاس مال کم ہو اور اگر ان کے پاس زیادہ مال آجائے تو ان کا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں غریب رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض کو امیر اور بعض کو غریب بنانے کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے دُنوی معاملات کا انتظام اچھے طریقے سے چل رہا ہے اور ہر انسان کی ضروریات زندگی کی تکمیل ہو رہی ہے کہ اگر تمام انسانوں کو امیر کر دیا جائے تو اس سے دُنوی معاملات کا نظام تباہ ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں کوئی کسی کا نوکر، خادم یا ملازم بننے کو تیار نہ ہوگا، یونہی کوئی گلیوں بازاروں، کچرا کنڈی اور ہاتھروں کی صفائی کرنے پر راضی نہ ہوگا، ایسے ہی کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے پر راضی نہ ہوگا جسے امیر لوگ پسند نہیں کرتے جیسے جو توں کی سلائی صفائی کا کام، حجامت بنانے اور کپڑوں کی سلائی کا کام وغیرہ، یوں شہری اور ملکی نظام کا جو حال ہوگا وہ عقلمند آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور

۱.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۳۰، ۱۵۲/۵، ملخصاً.

اس کی قضا پر راضی رہے اور اگر اس کے رزق میں تنگی ہو تو صبر کرے اور رزق میں وسعت ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرِزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ
 إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً ۝۳۱

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ﴿اس رکوع میں متعدد کبیرہ گناہوں کے بارے میں واضح طور پر حکم دیا ہے کہ ان سے بچو، چنانچہ یہاں بیان کردہ پہلا گناہ اولاد کو قتل کرنا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بہت سے اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بنے اور ہم ذلت و عار نہ اٹھائیں جبکہ، غریب و مفلس اپنی غربت کی وجہ سے کہ انہیں کہاں سے کھلائیں گے (۱) دونوں گروہوں کا فعل ہی حرام تھا اور قرآن وحدیث میں دونوں کی مذمت بیان کی گئی ہے البتہ یہاں بطور خاص غریبوں کو اس حرکت سے منع کیا گیا ہے۔

بیٹیوں سے متعلق اسلام کا زریں کارنامہ

یہ آیت مبارکہ بھی اسلام کے زریں کارناموں میں سے ایک ہے کہ قتل و بربریت کی اس بدترین صورت کا بھی اسلام نے قلع تمع کیا اور بچیوں، عورتوں کو ان کے حقوق دلائے اور انسانی حقوق کے حوالے سے ایک مکروہ باب کو ختم کیا بلکہ بچیوں کی پرورش کرنے پر عظیم بشارتیں عطا فرمائیں چنانچہ

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس

①..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۳۱، ۱۷۳/۳، نور العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآية: ۳۲، ص ۲۵۴، ملخصاً۔

کی پرورش میں دوڑکیاں بالغ ہونے تک رہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا: کہ اس طرح۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اپنے بیٹوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔“^(۲)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: ایک عورت اپنی دوڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی اور حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ بیان کیا، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جسے خدا نے لڑکیاں دی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔“^(۳)

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيْنَ اِنَّهٗ كَانَ فَاْحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

توجہ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔

توجہ کنز العرفان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيْنَ﴾ اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔ ﴿اس آیت میں دوسرے گناہ کی حرمت و خباثت کو بیان کیا گیا ہے اور وہ ہے، ”زنا“، اسلام بلکہ تمام آسمانی مذاہب میں زنا کو بدترین گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ پرلے درجے کی بے حیائی

①.....مسلم، کتاب البرّ والصلة والآداب، باب فضل الاحسان الى البنات، ص ۱۴۱۵، الحدیث: ۱۱۴۹ (۲۶۳۱)۔

②.....ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیمًا، ۴/۴۳۵، الحدیث: ۵۱۴۶۔

③.....بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الوالد وتقبيله ومعاقته، ۹۹/۴، الحدیث: ۵۹۹۵، مسلم، کتاب البرّ والصلة والآداب،

باب فضل الاحسان الى البنات، ص ۱۴۱۴، الحدیث: ۱۱۴۷ (۲۶۲۹)۔

اور فتنہ و فساد کی جڑ ہے بلکہ اب تو ایڈز کے خوفناک مرض کی شکل میں اس کے دوسرے نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں، جس ملک میں زنا کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے وہیں ایڈز پھیلتا جا رہا ہے۔ یہ گویا دنیا میں عذابِ الہی کی ایک صورت ہے۔

زنا کی مذمت پر 5 احادیث

یہاں آیت کی مناسبت سے زنا کی مذمت پر 5 احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں،

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب مرد زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکل کر سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے، جب اس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ اُن کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (1) بوڑھا زانی۔ (2) جھوٹ بولنے والا بادشاہ (3) تکبر کرنے والا فقیر۔“ (2)

(3)..... حضرت مقداد بن اسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے ارشاد فرمایا ”زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟“ انہوں نے عرض کی: زنا حرام ہے، اللہ عزَّ وَّجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اُسے حرام کیا ہے اور وہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے (کے گناہ) سے ہلکا ہے۔“ (3)

(4)..... حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا سے پیدا ہونے والے بچے عام نہ ہو جائیں گے اور جب ان

①..... ابوداؤد، کتاب السنّة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، ۲۹۳/۴، الحديث: ۴۶۹۰.

②..... مسلم، کتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسباب الازار والمنّ بالعطية... الخ، ص ۶۸، الحديث: ۱۷۲ (۱۰۷).

③..... مسند امام احمد، مسند الانصار، بقية حديث المقداد بن الاسود رضى الله عنه، ۲۲۶/۹، الحديث: ۲۳۹۱۵.

میں زنا سے پیدا ہونے والے بچے عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا فرمادے گا۔^(۱)

(5)..... صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ایک طویل حدیث ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میں نے رات کے وقت دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے مقدس سرزمین کی طرف لے گئے (اس حدیث میں چند مشاہدات بیان فرمائے اُن میں ایک یہ بات بھی ہے) ہم ایک سو رانخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ ہے اور نیچے سے کشادہ، اُس میں آگ جل رہی ہے اور اُس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلے کم ہو جاتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے جاتے ہیں (یہ کون لوگ تھے ان کے متعلق بیان فرمایا) یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔⁽²⁾

زنا کی عادت سے بچنے کے آسان نسخے

اس بری عادت سے محفوظ رہنے یا نجات پانے کے آسان نسخے سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔⁽³⁾

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک عورت ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے کسی حسن و جمال والی عورت کو دیکھا اور وہ اسے پسند آگئی، پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اپنی نگاہوں کو اس سے پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی

1.....مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث میمونۃ بنت الحارث الہلالیۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۱۰/۴۶۷، الحدیث: ۲۶۸۹۴.

2.....بخاری، کتاب الجنائز، ۹۳-باب، ۱/۴۶۷، الحدیث: ۱۳۸۶.

3.....بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ۳/۴۲۲، الحدیث: ۵۰۶۶.

توفیق عطا فرمائے گا جس کی لذت اسے حاصل ہوگی۔^(۱)

بدکاری سے بچنے اور اس سے نفرت پیدا کرنے کا ایک طریقہ درج ذیل حدیث میں بھی موجود ہے، اگر اس حدیث پر غور کرتے ہوئے اپنی ذات پر غور کریں تو دل میں اس گناہ سے ضرور نفرت پیدا ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”ایک نوجوان بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اسے مارنے کے لئے آگے بڑھے اور کہنے لگے، ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ۔ رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اسے میرے قریب کر دو۔ وہ نوجوان حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قریب پہنچ کر بیٹھ گیا۔ حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس سے فرمایا ”کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری ماں کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کرتا۔ تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی ماں کے ساتھ ایسی بری حرکت کرے۔ پھر ارشاد فرمایا ”کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی کے ساتھ کوئی یہ کام کرے۔ اس نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اللہ کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کرتا۔ رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی بیٹی کے ساتھ ایسا قبیح فعل کرے۔ پھر ارشاد فرمایا ”کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری بہن کے ساتھ کوئی یہ حرکت کرے۔ اس نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، خدا کی قسم! میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی بہن کے ساتھ ایسے گندے کام میں مشغول ہو۔ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پھوپھی اور خالہ کا بھی اسی طرح ذکر کیا اور اس نوجوان نے یونہی جواب دیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ“ اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک فرما دے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ فرما دے۔ اس دعا کے بعد وہ نوجوان کبھی زنا کی طرف مائل نہ ہوا۔^(۲)

①.....جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف الهمزة، ۴۶/۳، الحدیث: ۷۲۰۱.

②.....مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث ابی امامۃ الباہلی ... الخ، ۲۸۵/۸، الحدیث: ۲۲۲۷۴.

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ ۗ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو مظلوم ہو کر مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ وارث قتل کا بدلہ لینے میں حد سے نہ بڑھے۔ بیشک اس کی مدد ہونی ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوا﴾ اور قتل نہ کرو۔ اس آیت میں تیسرے کبیرہ گناہ یعنی قتلِ ناحق کا بیان ہے۔ اسلام میں انسانی جان کی بے پناہ حرمت ہے اور کسی انسان کو قتل کرنا شدید کبیرہ گناہ ہے اور اس کی محدود صورتوں کے علاوہ کسی بھی طرح اجازت نہیں۔ یہاں قتل کی ممانعت و حرمت کے ساتھ اس کی اجازت کی ایک صورت بیان فرمائی گئی ہے اور وہ ہے کسی کو قصاص میں قتل کرنا یعنی قتل کے بدلے قتل اور یہ بھی عدالت کے فیصلے کے بعد ہے، یہ نہیں کہ بغیر کورٹ کے فیصلے کے خود ہی قصاص لیتے پھریں، اس کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ پھر قصاص میں قتل کی اجازت کے ساتھ اس کی بھی حدود و ثبوت بیان فرمائی ہیں کہ قصاص میں قتل کرنے میں بھی مقتول کا وارث حد سے نہ بڑھے جیسے زمانہ جاہلیت میں ایک مقتول کے عوض میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا جاتا تو فرمایا گیا کہ صرف قاتل سے قصاص لیا جائے گا، کسی اور سے نہیں۔ آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور ولی میں وہی ترتیب ہے جو عصبات (رشتے داروں کی ایک خاص قسم) میں ہے اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے، اگر ولی چاہے تو معاف کر دے۔ آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ بیشک اس کی مدد ہونی ہے یعنی ولی کی یا مقتول مظلوم کی یا اس شخص کی جس کو ولی ناحق قتل کرے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام میں انسانی جان کی کس قدر حرمت بیان کی گئی ہے اور آج ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ جس کا دل کرتا ہے وہ ہندوق اٹھاتا ہے اور جس کو دل کرتا ہے قتل کر دیتا ہے، کہیں سیاسی وجوہات سے، تو کہیں

علاقائی اور صوبائی تعصب کی وجہ سے، یونہی کہیں زبان کے نام پر تو کہیں فرقہ بندی کے نام پر۔ ان میں سے کوئی بھی صورت جائز نہیں ہے۔ قتل کی اجازت صرف مخصوص صورتوں میں حاکم اسلام کو ہے اور کسی کو نہیں۔

وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۳۳

ترجمہ کنز الایمان: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اسی طریقے سے جو سب سے اچھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پکی عمر کو پہنچ جائے اور عہد پورا کرو بیشک عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

﴿وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ﴾ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ۔ ﴿﴾ اس آیت میں ایک کبیرہ گناہ سے منع کیا گیا ہے اور ایک اہم چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ کبیرہ گناہ تو یتیم کے مال میں خیانت کرنا ہے اور اہم چیز وعدہ پورا کرنا ہے۔ یتیم کا کل یا بعض مال غصب کر لینا، اس میں خیانت کرنا، اس کے دینے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا یہ سب حرام ہے چنانچہ فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر صرف اچھے طریقے سے اور وہ یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرو اور اس کو بڑھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے، جس سے اس کا مال بڑھے کہ یہ احسن میں داخل ہے اور ایسے ہی اس کا روپیہ سود کے بغیر بینک وغیرہ میں اس کے نام پر رکھنا جائز ہے کہ یہ حفاظت کی قسم ہے۔ دوسرا حکم یہاں ارشاد فرمایا کہ یتیموں کا مال ان کے حوالے کر دو جب وہ یتیم اپنی پختہ عمر کو پہنچ جائے اور وہ اٹھارہ سال کی عمر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یہی مختار ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامات ظاہر نہ ہونے کی حالت میں انتہائی مدت بلوغ اسی آیت سے استدلال کر کے اٹھارہ سال قرار دی ہے۔^(۱)

1.....تفسیرات احمدیہ، بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۳۴، ص ۵۰۸.

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ﴾ اور عہد پورا کرو۔ ﴿آیت میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہو یا بندوں کا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد اس کی بندگی اور اطاعت کرنے کا ہے^(۱) اور بندوں سے عہد میں ہر جائز عہد داخل ہے۔ افسوس کہ وعدہ پورا کرنے کے معاملے میں بھی ہمارا حال کچھ اچھا نہیں بلکہ وعدہ خلافی کرنا ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے۔ لیڈر قوم سے عہد کر کے توڑ دیتے ہیں اور لوگ ایک دوسرے سے عہد کر کے توڑ دیتے ہیں۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ السِّتْقِيمِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ماپو تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور بالکل صحیح ترازو سے وزن کرو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ﴾ اور پورا ماپ کرو۔ ﴿دیتے وقت ناپ تول پورا کرنا فرض ہے بلکہ کچھ نیچا تول دینا یعنی بڑھا کر دینا مستحب ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود اس کی فضیلت بیان فرمائی کہ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے، آخرت میں تو یقیناً اچھا ہی انجام ہے، دنیا میں بھی اس کا انجام اچھا ہوتا ہے کہ لوگوں میں نیک نامی ہوتی ہے جس سے تجارت چمکتی ہے۔ آج دنیا بھر میں لوگ ان ممالک سے خریدنے میں دلچسپی لیتے ہیں جہاں سے صحیح مال صحیح وزن سے ملتا ہے اور جہاں سب کی پیٹیوں کے نیچے آلو پیاز نکلیں یا پہلی تہ اعلیٰ درجے کی نکلنے کے بعد نیچے سڑا ہوا مال نکلے وہاں کا جو انجام ہوتا ہے وہ سب سمجھ سکتے ہیں۔

خرید و فروخت سے متعلق اسلام کی تعلیمات

خرید و فروخت سے متعلق اسلام کی چند تعلیمات یہ ہیں:

حضرت واثلہ بن اسقع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد

1.....روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۳۴، ۱۵۵/۵، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۳۴، ۱۷۴/۳، ملنقطاً.

فرمایا ”جو شخص ایسی عیب دار چیز فروخت کر دے جس کے عیب پر خبردار نہ کیا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔“ (1)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غلہ کے ایک ڈھیر پر گزرے تو اپنا ہاتھ شریف اس میں ڈال دیا، آپ کی انگلیوں نے اس میں تری پائی تو ارشاد فرمایا ”اے غلہ والے! یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”تو گیلے غلہ کو تو نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہ ڈالاکا کہ اسے لوگ دیکھ لیتے، جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“ (2)

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی چیزیں بیچیں تو اُس کی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔“ (3)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۗ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ

كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

①..... ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیباً فلیبیئہ، ۵۹/۳، الحدیث: ۲۲۴۷.

②..... مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ص ۶۵، الحدیث: ۱۰۲.

③..... شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۲۲۱/۴، الحدیث: ۴۸۵۴.

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ یعنی جس چیز کو دیکھنا ہو اُس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس بات کو سنا نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا ”اُس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔“^(۱) ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں جھوٹی گواہی دینے، جھوٹے الزامات لگانے اور اس طرح کے دیگر جھوٹے اقوال کی ممانعت کی گئی ہے۔“^(۲)

جھوٹی گواہی دینے اور غلط الزامات لگانے کی مذمت پر احادیث

یہاں جھوٹی گواہی دینے اور غلط الزامات لگانے کی مذمت پر 3 روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جھوٹے گواہ کے قدم ہٹے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔“^(۳)

(۲)..... حضرت معاذ بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کرے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اسے روک لے گا یہاں تک کہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔“^(۴)

(۳)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو کسی مسلمان پر ایسی چیز کا الزام لگائے جس کے بارے میں وہ خود بھی جانتا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کے ایک مقام) ”رَدْعَةُ الْجَبَالِ“ میں اس وقت تک رکھے گا جب تک کہ اپنے الزام کے مطابق عذاب نہ پالے۔“^(۵)

اس آیت اور دیگر روایات کو سامنے رکھنے کی شدید حاجت ہے کیونکہ آج کل الزام تراشی کرنا اس قدر عام ہے کہ کوئی حد ہی نہیں، جس کا جو دل کرتا ہے وہ دوسروں پر الزام لگا دیتا ہے، جگہ جگہ ذلیل کرتا ہے اور ثبوت مانگیں تو یہ دلیل

①..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۳۶، ص ۶۲۳.

②..... تفسير قرطبي، الاسراء، تحت الآية: ۳۶، ۱۸۷/۵، الجزء العاشر.

③..... ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب شهادة الزور، ۱۲۳/۳، الحديث: ۲۳۷۳.

④..... ابوداؤد، كتاب الادب، باب من رد عن مسلم غيبة، ۳۵۴/۴، الحديث: ۴۸۸۳.

⑤..... كتاب الجامع في آخر المصنف، باب من حلت شفاعته دون حد، ۳۵۳/۱۰، الحديث: ۲۱۰۶۹.

کہ میں نے کہیں سنا تھا یا مجھے کسی نے بتایا تھا، اب کس نے بتایا، بتانے والا کتنا معتبر تھا؟ اس کو کہاں سے پتہ چلا؟ اس کے پاس کیا ثبوت ہیں؟ کوئی معلوم نہیں۔

﴿كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَهُ مُسْتَوْلاً﴾: ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ﴿آیت کے آخر میں فرمایا کہ کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم نے اُن سے کیا کام لیا؟ کان کو قرآن و حدیث سننے، علم و حکمت اور وعظ و نصیحت کی اور ان کے علاوہ دیگر نیک باتیں سننے میں استعمال کیا یا غیبت سننے، لٹو اور بیکار باتیں سننے، جماع کی باتیں سننے، بہتان، زنا کی تہمت، گانے، باجے اور فحش سننے میں لگایا۔ یونہی آنکھ سے جائز و حلال کو دیکھا یا فلمیں، ڈرامے دیکھنے اور بدزنگاہی کرنے میں استعمال کیا اور دل میں صحیح عقائد اور اچھے اور نیک خیالات و جذبات تھے یا غلط عقائد اور گندے منصوبے اور شہوت سے بھرے خیالات ہی ہوتے تھے۔ اس آیت کی مناسبت سے ایک مسئلہ بھی ہے کہ خیال ہی خیال میں کسی عورت سے بدکاری کرنا بھی حرام ہے اور یہ دل کے زنا میں داخل ہوگا۔

وَلَا تَشْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ

طُولًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور زمین میں اترا تانہ چل بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بُری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور زمین میں اترا تے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا۔ ان تمام کاموں میں سے جو برے کام ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

﴿وَلَا تَشْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾: اور زمین میں اترا تے ہوئے نہ چل۔ ﴿یعنی تکبر و خود نمائی سے نہ چل۔﴾^(۱)

اسلام ہماری معاشرت اور رہن سہن کے طریقے تھے بھی سکھاتا ہے

یاد رہے کہ فخر و تکبر کی چال اور متکبرین کی سی بیٹھک وغیرہ سب ممنوع ہیں، ہمارے چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں

①..... جلالین، الاسراء، تحت الآیة: ۳۷، ص ۲۳۳.

تواضع اور انکساری ہونی چاہیے، گفتگو نرم ہو اور چلنا آہستگی اور وقار کے ساتھ ہو۔ متکبرانہ اور اوباشوں اور لفتگوں والی چال اللہ عزوجل کو ناپسند ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام ہمیں صرف عقائد و عبادات ہی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ہماری معاشرت اور رہن سہن کے طریقے بھی ہمیں بتاتا ہے۔ مسلمان کی زندگی کے ہر پہلو سے اسلامی پہلو کی جھلک نظر آنی چاہیے۔ ان مسلمانوں پر افسوس ہے جنہیں کفار کے طریقوں پر عمل کرنے میں توفخر محسوس ہوتا ہے اور اسلامی طریقے اپنانے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ آیت میں فرمایا گیا کہ زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پھاڑوں کو پہنچ جائے گا۔ معنی یہ ہیں کہ تکبر و خود نمائی سے کچھ فائدہ نہیں البتہ کئی صورتوں میں گناہ لازم ہو جاتا ہے لہذا اترانا چھوڑو اور عاجزی و انکساری قبول کرو۔

چلنے کی چند سنتیں اور آداب

یہاں آیت کی مناسبت سے چلنے کی چند سنتیں اور آداب یاد رکھیں:

- (1)..... اگر موقع ہو تو راستے کے کنارے کنارے چلیں۔
- (2)..... نہ اتنا تیز چلیں کہ لوگوں کی نظریں اٹھیں نہ اتنا آہستہ کہ آپ مریض معلوم ہوں بلکہ درمیانی چال چلیں۔
- (3)..... لفتگوں کی طرح گریبان کھول کر، اکڑتے ہوئے ہرگز نہ چلیں کہ یہ شرفا کی چال نہیں بلکہ احمقوں اور مغروروں کی چال ہے۔

(4)..... چلنے میں یہ بھی احتیاط کریں کہ جوتے کی آواز پیدا نہ ہو۔

(5)..... راہ چلنے میں پریشان نظری یعنی ادھر ادھر دیکھنے سے بچیں۔

(6)..... راستے میں دو عورتیں کھڑی ہوں یا جا رہی ہوں تو ان کے بیچ میں سے نہ گزریں۔

(7)..... پھدکتے ہوئے بازاری انداز میں نہ چلیں بلکہ نظریں نیچی کئے ہوئے پُر وقار طریقے پر چلیں۔

ذٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۖ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

فَتَلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ وحی کی اُن حکمت والی باتوں میں سے ہیں جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی ہیں اور اے سننے والے! تو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرا، ورنہ تجھے ملامت زدہ، مردود کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

﴿مِنَ الْحِكْمَةِ: حکمت والی باتوں میں سے﴾ ارشاد فرمایا کہ اس (رکوع) میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ حکمت والے احکام ہیں، حکمت کا کام وہ ہے جس کی صحت پر عقل گواہی دے اور اُس سے نفس کی اصلاح ہو، یہاں آیت میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ سب کے سب پُر از حکمت ہیں۔ ان احکام کا خلاصہ یہ ہے: (1) اولاد کا قتل ناجائز و حرام ہے۔ (2) زنا کے قریب نہ جاؤ۔ (3) کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ (4) یتیم کے مال میں خیانت سے بچو اور وقت پر اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔ (5) وعدہ پورا کرو۔ (6) ناپ تول میں کمی زیادتی نہ کرو۔ (7) بغیر تحقیق کے باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ (8) آنکھ، کان اور دل کی حفاظت کرو کہ ان کے متعلق سوال ہوگا۔ (9) زمین میں اترنا کر نہ چلو۔ تکبر و خود نمائی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند اور عاجزی و انکساری پسند ہے۔ (10) شرک سے بچو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ یہ اٹھارہ آیتیں وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے مَدَّ حُورًا تک حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی تختیوں میں تھیں، ان کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل اس کے بغیر قابل قبول نہیں۔

أَفَاصْفُكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَأَتَّخَذَ مِنَ الْبَلْغَامِ إِنَاءً ۗ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ
قَوْلًا عَظِيمًا ۝

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۳۹، ۱۷۵/۳.

②.....مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۳۹، ص ۶۲۴.

ترجمہ کنزالایمان: کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لیے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں بیشک تم بڑا بول بولتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارے رب نے تمہارے لئے بیٹے چن لئے اور اپنے لیے فرشتوں سے بیٹیاں بنا لیں۔ بیشک تم بہت بڑی بات بول رہے ہو۔

﴿قَوْلًا عَظِيمًا﴾: بڑی بات۔ ﴿مُشْرِكِينَ﴾ عرب فرشتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بیٹیاں کہتے تھے، ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ بد نصیبو! اپنے لئے لڑکیاں پسند نہیں کرتے ان کی پیدائش پر ناراض ہوتے اور برار مناتے ہو بلکہ انہیں قتل کر دیتے ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے لڑکیاں ثابت کرتے ہو کیا خدا نے تمہارے خیال کے مطابق اچھی چیز یعنی لڑکے تمہیں دیئے اور بری چیز اپنے لئے رکھی۔ یقیناً تم بہت ہی سخت بات کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو جو جسم کے خواص سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے پھر اس میں بھی اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہو۔^(۱) یہ تمہاری کتنی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا کہ وہ سمجھیں اور اس سے انہیں نہیں بڑھتی مگر نفرت۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ وہ سمجھیں اور یہ سمجھانا ان کے دور ہونے کو ہی بڑھا رہا ہے۔

﴿فِي هَذَا الْقُرْآنِ﴾: اس قرآن میں۔ ﴿اس رُكُوعِ﴾: اس رُكُوع میں عقائد اسلامیہ میں سے چاروں اہم ترین بنیادی عقائد کو بیان کیا

۱.....روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۴۰، ۵/۱۶۰-۱۶۱۔

گیا ہے، پہلے قرآن کے بارے میں پھر توحید باری تعالیٰ کے بارے میں، پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں اور پھر قیامت کے بارے میں۔ سب سے پہلے قرآن کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے اس قرآن میں نصیحت کی باتیں بار بار بیان فرمائیں اور کئی طرح سے بیان فرمائیں جیسے کہیں دلائل سے، تو کہیں مثالوں سے، کہیں حکمتوں سے اور کہیں عبرتوں سے اور ان مختلف اندازوں میں بیان کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ کسی طرح نصیحت و ہدایت کی طرف آئیں اور سمجھیں۔ یہاں قرآن پاک نے علم نفسیات کے ایک اصول کو بیان فرمادیا کہ لوگوں سے ان کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق کلام کیا جائے کیونکہ بعض لوگ دلائل سے مانتے ہیں اور بعض ڈر سے اور کچھ مثالوں سے۔ یونہی بعض اوقات ایک آدمی کی حالت ہی مختلف ہوتی رہتی ہے، کسی وقت اسے ڈرا کر سمجھانا مفید ہوتا ہے اور کسی وقت نرمی سے۔ تو قرآن پاک نے تمام لوگوں کو ان کے تمام احوال کی رعایت کرتے ہوئے سمجھایا ہے۔ لیکن آیت کے آخر میں فرمایا کہ اس اصلاح و تفہیم نے کفار کی حق سے نفرت میں ہی اضافہ کیا کیونکہ بارش اگرچہ بابرکت ہوتی ہے لیکن اگر کسی جگہ پر گندگی کا ڈھیر ہو تو وہاں بدبو میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَتْ مَعَهُ إِلَهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَعُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ

سَبِيلًا ۲۲ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۲۳

توجہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ کہتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔ اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری۔

توجہ کنز العرفان: تم فرماؤ: جیسا کافر کہہ رہے ہیں اس طرح اگر اللہ کے ساتھ اور معبود ہوتے جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔ وہ ظالموں کی بات سے پاک اور بہت ہی بلند و بالا ہے۔

﴿قُلْ﴾: تم فرماؤ۔ ﴿اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی توحید کی ایک قطعی مگر نہایت عام فہم دلیل بیان فرمائی ہے کہ بالفرض اگر دو خدا ہوتے تو ان میں ایک کا دوسرے سے ٹکراؤ لازمی طور پر ممکن ہوتا جیسے ان میں سے ایک ارادہ کرتا کہ زید حرکت

کرے اور دوسرا ارادہ کرتا ہے کہ وہ ساکن رہے۔ اب حرکت اور سکون دونوں چیزیں فی نفسہ ممکن تو ہیں، اسی طرح دو خداؤں کا حرکت اور سکون میں سے ہر ایک چیز کا ارادہ کرنا بھی ممکن ہے لیکن دونوں کے ارادے کے بعد ہوتا کیا؟ اگر ان کے ارادوں کے مطابق حرکت اور سکون دونوں چیزیں واقع ہوں تو دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا لازم آئے گا اور اگر دونوں واقع نہ ہوں تو ان خداؤں کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور اگر ایک واقع ہو دوسری نہ ہو تو دونوں میں سے ایک خدا کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور جو عاجز ہے وہ خدا نہیں کیونکہ عاجز ہونا محتاجی اور نقص ہے اور واجب الوجود ہونے کے منافی ہے تو ثابت ہوا کہ دو خدا ہونا ہی محال ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۖ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ
إِلَّا يَسْبِيحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے
سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوق ان کے درمیان ہے سب اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی
بھی شے ایسی نہیں جو اس کی حمد بیان کرنے کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان چیزوں کی تسبیح کو سمجھتے
نہیں۔ بیشک وہ حلم والا، بخشنے والا ہے۔

﴿تُسَبِّحُ لَهُ﴾ اس کی پاکی بیان کرتی ہے۔ ﴿إِسْ آیت میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عظمت کا بیان ہے، چنانچہ فرمایا کہ ساتوں آسمان
اور زمین اور ان میں بسنے والی ساری مخلوق اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے اور یہ تسبیح دونوں طرح ہے،
زبان حال سے بھی اور وہ اس طرح کہ تمام مخلوقات کے وجود اپنے صانع یعنی بنانے والے کی قدرت و حکمت پر دلالت
کرتے ہیں اور یہ تسبیح زبانِ قال سے بھی ہے۔^(۱) اور یہ بھی ثابت صحیح ہے اور احادیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور

①.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۴۴، ۱۶۶/۵، ملخصاً.

سلف صالحین سے یہی منقول ہے۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے (۱) اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسبِ حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخا یہ بھی تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ہے۔ یہاں جمادات کی تسبیح سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں، چنانچہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے میں نے دیکھے اور ہم کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ (۲)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے اعلانِ نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔“ (۳)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ فرمایا کرتے تھے، جب منبر بنایا گیا اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون رونے لگا، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس پر دستِ کرم پھیرا (شفقت فرمائی اور تسکین دی)۔ (۴) ان تمام احادیث سے جمادات کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔

﴿وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾: لیکن تم لوگ ان چیزوں کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ تو حق ہے کہ تمام اشیاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تسبیح بیان کرتی ہیں کیونکہ یہ بات خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ بتا رہا ہے البتہ تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں۔ زبانِ حال کی تسبیح تو وہ لوگ نہیں سمجھتے جو مخلوق میں غور کر کے خالق کی معرفت حاصل نہیں کرتے اور زبانِ قال کی تسبیح عمومی طور پر کوئی نہیں سمجھتا کیونکہ ہر شے کس زبان میں تسبیح کرتی ہے ہم نہیں سمجھتے اور ہر چیز کی تسبیح کا جان لینا ہمارے لئے مشکل ہے۔ البتہ

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۴۴، ۱۷۶/۳.

②.....بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، ۴۹۵/۲، الحديث: ۳۵۷۹.

③.....مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي صلى الله عليه وسلم وتسليم الحجر عليه قبل النبوة، ص ۱۲۴۹، الحديث:

۲ (۲۲۷۷)

④.....بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، ۴۹۶/۲، الحديث: ۳۵۸۳.

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کسی کو ان چیزوں کی تسبیح سمجھنے کی صلاحیت دیدے تو وہ جدابات ہے۔

وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اے حبیب! جب تم نے قرآن پڑھا تو ہم نے تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔

﴿وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ﴾ اور اے حبیب! جب تم نے قرآن پڑھا۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب سورہ تَبَّتْ يَدَا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی پتھر لے کر آئی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف رکھتے تھے، وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی، تمہارے آقا کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے انہوں نے میری بھجی (نذمت) کی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، وہ شعر گوئی نہیں کرتے ہیں۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لائی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑے تعجب سے عرض کیا کہ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں موجود ہونے کے باوجود) اس نے آپ کو دیکھا نہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل رہا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔“ (۱)

وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِذَا ذُكِرْتِ

۱.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۴۵، ۱۷۶/۳.

رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ عَلَىٰ آدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿۳۶﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ
بِأَيِّسْتِعْوَنَ بِهِ إِذْ يَسْتِعْوَنَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ
إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے۔ ہم خوب جانتے ہیں جس لیے وہ سنتے ہیں جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں تاکہ اس قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیا اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کا ذکر کرتے ہو تو وہ کافر نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جب وہ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو وہ اسے کیوں سنتے ہیں اور جب وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں جب ظالم کہتے ہیں تم تو صرف ایک ایسے مرد کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو ہوا ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً﴾ اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ کفار کی ضد و اناہیت کے باعث اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں بھی بوجھ ڈال دیئے جس کے باعث وہ قرآن شریف سنتے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے، اس کے بغیر بسا اوقات ذہن الٹا کام کرتا ہے جیسا آجکل دیکھا جا رہا ہے۔ ہر کتاب روشنی میں پڑھی جاتی ہے، قرآن کو پڑھنے، سمجھنے کیلئے روشنی تقویٰ ہے۔ لہذا ہم قرآن کیلئے اس روشنی کو حاصل کرنا چاہیے۔

﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَعْبُونَ بِهِ: ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ اسے کیوں سنتے ہیں۔﴾ یعنی کفار سنتے بھی ہیں تو تم سخر اور تکذیب کے لئے، یہ ان کا ایک جرم ہے اور ان کا دوسرا جرم یہ ہے کہ ان میں سے کوئی آپ کو مجنوں کہتا ہے اور کوئی جادوگر اور کوئی کاہن اور کوئی شاعر۔^(۱)

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝۲۸

توجہ کنز الایمان: دیکھو انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں پاسکتے۔

توجہ کنز العرفان: دیکھو! انہوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کی ہیں تو یہ گمراہ ہوئے پس یہ راستہ پانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

﴿أَنْظُرْ: دیکھو!﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ کفار حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کیلئے کیسی باتیں کہتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ناقص صفات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جیسے جادوگر، کاہن وغیرہ کے ساتھ۔^(۲)

حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی کسی صفت کو کسی گھٹیا چیز کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یا آپ کی کسی صفت کو کسی گھٹیا چیز کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے، جیسے سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے علم مبارک کو معاذ اللہ عزَّ وَجَلَّ کوئی جانوروں کے علم سے تشبیہ دے تو یقیناً ایسا شخص تو بین کامر تکلب ہے۔

وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنْ أَسْبَعُونَا مِنْ خَلْقٍ جَدِيدًا ۝۲۹
قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۝۵۰ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۴۷، ۱۷۶/۳-۱۷۷، ملخصاً.

②.....بيضاوي، بني اسرائيل، تحت الآية: ۴۸، ۴۵۰/۳، ملخصاً.

فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ
إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝۵۱

ترجمہ کنز الایمان: اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے۔ تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ۔ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے کہا: کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا؟ تم فرماؤ کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہے تو اب کہیں گے: ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا؟ تم فرماؤ: وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب آپ کی طرف تعجب سے اپنے سر ہلا کر کہیں گے: یہ کب ہوگا؟ تم فرماؤ: ہو سکتا ہے کہ یہ نزدیک ہی ہو۔

﴿وَقَالُوا: اور انہوں نے کہا۔﴾ یہاں سے آخر کو ع تک قیامت کے بارے میں کفار کے عمومی اعتراض اور اس کے جواب کا بیان ہے چنانچہ کفار نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا؟ یہ بات انہوں نے بہت تعجب سے کہی اور مرنے اور خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کئے جانے کو انہوں نے بہت بعید سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تم فرماؤ کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا اس سے بڑی کوئی مخلوق مثلاً آسمان بن جاؤ تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے سکتا ہے، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ زندگی سے دور ہیں اور ان میں کبھی تمہاری طرح روح نہ پھونکی گئی تو اگر اللہ عزوجل چاہے تو ان سب کو بھی زندگی دے سکتا ہے، چہ جائیکہ ہڈیاں اور جسم کے ذرے، انہیں زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے، یہ ہڈیاں اور اجسام تو پہلے بھی زندہ رہ چکے ہیں۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں زندہ کرے گا اور پہلی حالت کی طرف واپس فرمائے گا۔ اس کے بعد مزید فرمایا کہ یہ کفار اب کہیں گے: ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا؟ تم فرماؤ

کہ تمہیں وہی دوبارہ پیدا کرے گا جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ یہ سن کر کفار پھر بھی ماننے کی طرف نہیں آئیں گے بلکہ مذاق کے طور پر تعجب کے ساتھ اپنے سر ہلا کر کہیں گے: یہ کب ہوگا؟ تو سر کا ردو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے فرمایا گیا کہ تم فرما دو: ہو سکتا ہے کہ یہ نزدیک ہی ہو۔^(۱)

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝٤٢

ترجمہ کنزالایمان: جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر تھوڑا۔

ترجمہ کنز العرفان: جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے اور تم سمجھو گے کہ تم بہت تھوڑا عرصہ رہے ہو۔

﴿يَوْمَ يَدْعُوكُمْ﴾: جس دن وہ تمہیں بلائے گا۔ ﴿يَعْنِي﴾: جس دن اللہ عزَّ وَّجَلَّ تمہیں قبروں سے میدانِ قیامت کی طرف بلائے گا تو تم سب اپنے سروں سے خاک جھاڑتے چلے آؤ گے اور اس وقت سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ کہتے اور یہ اقرار کرتے ہوئے آؤ گے کہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے اور قیامت کے کٹھن اوقات کی وجہ سے یا اس کے مقابلے میں تم سمجھو گے کہ دنیا میں یا قبروں میں تمہارا قیام بڑا مختصر تھا۔^(۲)

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَدَنَهُمْ ط
إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝٥٣

ترجمہ کنزالایمان: اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۴۹-۵۱، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۴۹-۵۱، ص ۶۲۵-۶۲۶، ملقطاً.

②.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۵۲، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۵۲، ص ۶۲۶، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور اے حبیب! آپ میرے بندوں سے فرمادیں کہ وہ ایسی بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔ بیشک شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

﴿وَقُلْ: اور آپ فرمادیں۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے اور انہیں ایذا میں دیتے تھے، انہوں نے سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اس کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں بلکہ صبر کریں اور انہیں صرف یہ دعا دیدیا کریں يَهْدِيكُمْ اللهُ (اللہ تمہیں ہدایت دے۔) یہ حکم یعنی بہر حال صرف صبر ہی کرنا، جہاد کے حکم سے پہلے تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا گیا ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ“ (غیب کی خبریں دینے والے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو)“^(۱) اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ایک کافر نے اُن کی شان میں بیہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور معاف فرمانے کا حکم دیا۔^(۲)

بہر حال آیت میں فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ وہ کافروں سے وہ بات کیا کریں جو نرم ہو یا پاکیزہ ہو، ادب اور تہذیب کی ہو، ارشاد و ہدایت کی ہو جی کہ کفار اگر بے ہودگی کریں تو اُن کا جواب انہیں کے انداز میں نہ دیا جائے۔ فی زمانہ جہاد کا حکم موجود ہے لیکن وہ حکومت کے انتظام سے ہوتا ہے، یہ نہیں کہ اب کوئی کافر کسی مسلمان سے بدکلامی کرے تو یہ اس سے جہاد و قتال شروع کر دے بلکہ اب اگر ایسا ہو تو بھی قانونی کارروائی ہی کی جاسکتی ہے۔ ہاں کافر قوم مسلمانوں سے عمومی رویہ یہ بنا لے اور اب سلطنت جہاد کا فیصلہ کرے تو وہ جدا حکم ہے۔ اور انفرادی طور پر تو کفار کی بد اخلاقی کا جواب اخلاق سے دینا اب بھی سنت ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ دلیل تو قوی دو مگر بے ہودہ بات منہ سے نہ نکالو۔ فی زمانہ اس حکم پر عمل کرنے کی سخت حاجت ہے کیونکہ ہمارے ہاں دلیل سے پہلے گولی اور گالی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ آیت کے آخری حصے میں بتا دیا کہ بد تہذیبی اور بد تمیزی شیطان کے ہتھیار ہیں اور ان

①..... توبہ: ۷۳۔

②..... حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۵۳، ۱۷۷/۳، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۵۳، ملتقطاً۔

کے ذریعے وہ تمہیں غصہ دلواتا اور بھڑکاتا ہے کہ ترکی بہ ترکی جواب دو، جس سے لڑائی فساد کی نوبت آجائے۔ یہ شیطان کی انسان سے دشمنی ہے اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِنَّ يَشَاءُ رَحْمَتَكُمْ أَوْ إِنَّ يَشَاءُ عَذَابَكُمْ ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۵۳﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَى بَعْضٍ ۖ وَاتَّبَعْنَا أَوْدَ دَرَبِ بَوْرَاءِ ﴿۵۵﴾

توجہ کنز الایمان: تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کڑوڑا بنا کر نہ بھیجا۔ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

توجہ کنز العرفان: تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے، وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ﴾: تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے، وہ چاہے تو اے کافر و! تمہیں توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرما کر تم پر رحم فرمائے اور چاہے تو حالت کفر میں باقی رکھ کر عذاب دے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ آپ ان کے اعمال کے ذمہ دار ہوں بلکہ آپ صرف مبلغ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔^(۱)

﴿وَرَبُّكَ أَعْلَمُ﴾: اور تمہارا رب خوب جانتا ہے۔ ﴿یعنی تمہارا رب آسمان و زمین میں موجود ساری مخلوق کے سب احوال

①.....حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۵۴، ۱۷۸/۳، مدارک، الاسراء، تحت الآیة: ۵۴، ص ۶۲۶، ملنقطاً.

کو جانتا ہے اور اس بات کو بھی کہ کون کس لائق ہے۔^(۱) یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کو دوسروں پر مخصوص فضائل کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنانا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلیم اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حبیب بنایا بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار امور میں فضیلت تامہ عطا فرمائی۔

﴿وَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾ ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔ ﴿زبور کتاب الہی ہے جو حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں، سب میں دعا اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اور اس کی تحمید و تمجید ہے، نہ اس میں حلال و حرام کا بیان، نہ فرائض نہ حدود و احکام۔ اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر ذکر فرمایا گیا۔ مفسرین نے اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر ارشاد کیا کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زبور عطا کی باوجود یہ کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطا کیا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا، اس میں تشبیہ ہے کہ آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ فضیلت علم ہے نہ کہ فضیلت ملک و مال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الائم، اسی سبب سے آیت میں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور توریت کے بعد کوئی کتاب نہیں، اس آیت میں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زبور عطا فرمانے کا ذکر کر کے یہود کی تکذیب کر دی گئی اور ان کے دعوے کا بطلان ظاہر فرما دیا گیا۔^(۲) الغرض یہ آیت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت گہری پر دلالت کرتی ہے۔

فارسی کا ایک قطعہ ہے۔

ای وصفِ تو در کتابِ موسیٰ وے نعتِ تو در زبورِ داؤد مقصود توئی ز آفرینش باقی بہ طفیلِ ثنت موجود
اے وہ ذات جس کی شان موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب میں موجود ہے اور جس کی نعت حضرت داؤد علیہ

1.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۵۵، ۱۷۸/۳.

2.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۵۵، ۱۷۸/۳.

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی زبور میں بھی ہے۔ مخلوق کی پیدائش میں اصل مقصود آپ کی ذات ہے اور باقی ساری مخلوق آپ کے طفیل ہے۔ (1)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ
وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو تو وہ تم سے تکلیف ہٹانے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ اسے پھیر دینے کا۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ جب کفار شدید قحط میں مبتلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے اور بالآخر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں فریاد لے کر آئے اور آپ سے دعا کی التجا کی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبود بناتے ہو۔ (2)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بت معبود نہیں، نہ تو اس پر قادر ہیں کہ تکلیف مٹادیں اور نہ اس پر کہ تم سے مصیبت منتقل کر کے دوسرے پر ڈال دیں۔

اُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

1.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۵۵، ۱۷۴/۵.

2.....حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۵۶، ۱۷۸/۳.

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْدُورًا ۝۵۰

ترجمہ کنزالایمان: وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ مقبول بندے جن کی یہ کافر عبادت کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ﴾: وہ جنہیں یہ پوجتے ہیں۔ ﴿كُفَّارَ﴾ کے بہت سے گروہ تھے۔ کوئی بتوں اور دیوی، دیوتاؤں کو پوجتا تھا اور کوئی فرشتوں کو، یونہی عیسائی حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہودیوں کا ایک گروہ حضرت عزیر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو، یونہی بہت سے لوگ ایسے جنوں کو پوجتے تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ان لوگوں کو شرم دلائی کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا جن مُقَرَّبِينَ بَرَاكَاهُ الْإِلٰهِي كَوِيه لُوْغ پوجتے ہیں وہ تو خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ تک رسائی کیلئے وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اس کو وسیلہ بنائیں تو جب یہ مقربین بھی بارگاہ الہی تک رسائی کیلئے وسیلہ تلاش کرتے ہیں اور رحمت الہی کی امید رکھتے ہیں اور عذاب الہی سے ڈرتے ہیں تو کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں۔ (1)

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا جائز ہے

اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ آیت میں وسیلہ بنانے کا جواز بیان کیا گیا ہے اور شرک کا رد کیا گیا ہے۔ وسیلہ ماننے اور خدا ماننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے، جو وسیلہ کو شرک کہے وہ اس آیت کے مطابق مَعَاذَ اللّٰهِ انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو بھی شرک کا مرتکب

1.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۵۷، ۱۷۸/۳، ملقطاً.

قرار دیتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کائنات کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں کہ بارگاہِ الہی میں سب سے مقرب وہی ہیں تو بقیہ سب انہیں کو وسیلہ بناتے ہیں اور اسی لئے میدانِ قیامت میں سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہی جمع ہو کر حاضری دیں گے اور بارگاہِ الہی میں سفارش کروائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اللهُ تَعَالَى کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے
ان کی امت میں بنایا انھیں رحمت بھیجا یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے
صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب بخش بے پوچھے لجاؤ کو لجانا کیا ہے

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا
عَذَابًا شَدِيدًا ۝ كَانِ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روزِ قیامت سے پہلے نیست کر دیں گے یا اسے سخت عذاب دیں گے یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روزِ قیامت سے پہلے ختم کر دیں گے یا اسے سخت عذاب دیں گے۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

﴿قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ: قیامت کے دن سے پہلے﴾ ارشاد فرمایا کہ کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے فرمانبردار ہونے کی صورت میں اچھی موت کے ساتھ روزِ قیامت سے پہلے ختم کر دیں گے اور اگر گناہگار ہو تو اسے دُنیوی عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیں گے اور اگر کسی کافر بستی کو دنیوی عذاب نہ آیا تو آخرت میں شدید عذاب دیں گے اور یہ بات لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا جب کسی بستی میں زنا اور سود کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا حکم دیتا ہے۔ (1)

1.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۵۸، ۱۷۹/۳.

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوْلُونَ ۖ وَآتَيْنَا
شُعُوبًا نَاقَةً مُّبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۗ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا اور ہم نے شعور کو ناقہ دیا۔ انہیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہمیں نشانیاں بھیجنے سے صرف اس چیز نے باز رکھا کہ ان نشانوں کو پہلے لوگوں نے جھٹلایا اور ہم نے شعور کو اونٹنی واضح نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔

﴿أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوْلُونَ﴾: کہ ان نشانوں کو پہلے لوگوں نے جھٹلایا۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا کر دیں اور پہاڑوں کو سرزمین مکہ سے ہٹا دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کی کہ اگر آپ فرمائیں تو آپ کی امت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جائے گا، اس لئے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم اُسے ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے۔ ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسی بیان میں یہ آیت نازل ہوئی۔^(۱) اور فرمایا گیا کہ ہمیں کفار کی مطلوبہ نشانیاں بھیجنے سے صرف اس چیز نے باز رکھا کہ ان نشانوں کو پہلے لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور اس کی واضح مثال یہ ہے کہ ہم نے قوم شعور کے مطالبے پر حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشانی کے طور پر اونٹنی دی تو قوم نے ماننے کی بجائے اس اونٹنی پر ہی ظلم کیا کہ اسے قتل کر دیا اور یوں گویا اپنی جانوں پر بھی ظلم کیا اور نتیجے میں وہ ہلاک ہو گئے اور یاد رکھو کہ ہم نشانیاں جلد آنے والے عذاب سے ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔

①.....تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۵۹، ۳۵۹/۷، مدارک، الاسراء، تحت الآیة: ۵۹، ص ۶۲۸، ملقطاً.

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۖ وَمَا جَعَلْنَا الرَّعْدَ بِالنَّاسِ أَسْرِيكَ
إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۖ وَنُخَوِّفُهُمْ ۖ فَمَا يَزِيدُهُمْ
إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝۱۰

توحید کنزالایمان: اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی۔

توحید کنزالعرفان: اور جب ہم نے تم سے فرمایا: بیشک سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں اور ہم نے آپ کو جو مشاہدہ کرایا اسے لوگوں کیلئے آزمائش بنا دیا اور اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو ان کی سرکشی بڑھ جاتی ہے۔

﴿وَإِذْ قُلْنَا لَكَ: اور جب ہم نے تم سے فرمایا۔﴾ یعنی فرمایا گیا کہ سب لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قبضہ قدرت میں ہیں تو آپ تبلیغ فرمائیے اور کسی کا خوف نہ کیجئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا نگہبان ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی طرف احاطہ کی نسبت سے کیا مراد ہے؟

یاد رکھیں کہ قرآن وحدیث میں جہاں بھی یہ مذکور ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ گھیرے ہوئے ہے یا احاطہ کئے ہوئے ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا علم اور قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے، نہ کہ خود رب تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جسمانی اعتبار سے گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے کہ وہ جسم سے پاک ہے۔

﴿إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ: مگر لوگوں کیلئے آزمائش۔﴾ ارشاد فرمایا کہ شب معراج بیداری کی حالت میں جو آیات الہیہ کا آپ کو

۱.....حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۶۰، ۳/۱۷۹-۱۸۰.

معائنہ کروایا گیا تو وہ لوگوں کیلئے ایک آزمائش تھا چنانچہ جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو واقعہ معراج کی خبر دی تو کفار نے اس کی تکذیب کی اور بعض مسلمان بھی مُرتد ہو گئے اور کفار مذاق کے طور پر بیٹ المقدس کی عمارت کا نقشہ دریافت کرنے لگے۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کفار آپ کو جادوگر کہنے لگے۔ اس آیت میں معراج جسمانی کا ثبوت ہے کیونکہ مشرکین نے اس کا انکار کیا اور فتنہ اٹھایا، اگر یہ صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا اور نہ فتنہ۔ یہاں دکھانے سے معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مکہ والوں کو دی، حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَن كَرَا سَے ماننے کی وجہ سے صدیق بن گئے اور کفار مکہ سَن كَرَا سَے زندیق بن گئے۔ غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی صدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا۔ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ﴾ اور لعنتی درخت۔ یعنی زقوم کا درخت جو جہنم میں پیدا ہوتا ہے، اس کو سبب آزمائش بنا دیا یہاں تک کہ ابو جہل نے کہا کہ اے لوگو! محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمہیں جہنم کی آگ سے ڈراتے ہیں کہ وہ پتھروں کو جلا دے گی، پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں درخت اُگیں گے۔ آگ میں درخت کہاں رہ سکتا ہے؟ یہ اعتراض کفار نے کیا اور قدرت الہی سے غافل رہے اور یہ نہ سمجھے کہ اُس قادر مختار کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کچھ بعید نہیں۔^(۱)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط قَالَ عَسَىٰ جُ
لَسُنْ خَلَقْتُ طَيِّبًا ﴿۱۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا: کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا؟

1.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۶۰، ۱۸۰/۳، روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۶۰، ۱۷۸/۵، ملقطاً.

﴿وَاذْقُنَا: اور جب ہم نے کہا۔﴾ یہاں سے ایک مرتبہ پھر حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ان کی قوم اور ان کے اہل زمانہ کی طرف سے پہنچنے والی مشقتوں کا ذکر فرمایا جبکہ اس آیت سے یہ بیان فرمایا کہ سابقہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ ان کے اہل زمانہ کی ایسی ہی روش رہی ہے، ان میں سے حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو دیکھ لیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے مقرب بندے ہیں، انہیں ابلیس کی طرف سے کیسی شدید مشقت کا سامنا ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی قوم نے ان سے صرف تکبر اور حسد کی وجہ سے جھگڑا کیا اور ان کے خلاف طرح طرح سے باطل شبہات پیش کئے، تکبر کی بنا پر یہ لوگ ایمان سے محروم رہے اور تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو نبوت اور بلند درجہ ملنے پر ان سے حسد کیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ تکبر اور حسد نے ہی ابلیس کو ایمان سے نکال کر کفر میں داخل کر دیا، مخلوق میں تکبر اور حسد بڑا پرانا مرض ہے۔^(۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے حسد اور اپنی ذات کے تکبر کی وجہ سے یہ جواب دیا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری پیدائش آگ سے ہے اور میں حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے افضل ہوں۔

قَالَ أَسْرَاءُ يُتَبَّكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لِيْنِ أَخْرَتِنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

لَا حُتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝۲۲

ترجمہ کنز الایمان: بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر تھوڑا۔

ترجمہ کنز العرفان: کہنے لگا: بھلا دیکھ تو جسے تو نے میرے اوپر معزز بنایا، اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور

①.....تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۶۱، ۷/۳۶۵.

میں تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا۔

﴿قَالَ:﴾ کہہا۔ شیطان نے مزید کہا کہ جسے تو نے میرے اوپر معزز بنایا اور اس کو مجھ پر فضیلت دی اور اس کو سجدہ کرایا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا یعنی گمراہ کردوں گا سوائے ان چند لوگوں کے جنہیں اللہ عزَّوَجَلَّ بچائے اور محفوظ رکھے، اور وہ اس کے مخلص بندے ہیں۔^(۱) شیطان کے اس کلام پر اللہ تعالیٰ نے اس سے جو فرمایا وہ اگلی آیات میں ہے۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝۳۳
وَاسْتَفْزِرْ مَنْ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمُ بِخَيْلِكَ
وَرَجْلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدَّهُمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ
الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝۳۴

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا دور ہو تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کا بدلہ جہنم ہے بھر پور سزا۔ اور ڈگادے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ لاپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا سا جھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے فرمایا: چلا جا تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک جہنم تم سب کی بھر پور سزا ہے۔ اور تو اپنی آواز کے ذریعے جسے پھسلا سکتا ہے پھسلا دے اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کے ذریعے چڑھائی کر دے اور مالوں اور اولاد میں تو ان کا شریک ہو جا اور ان سے وعدے کرتا رہ اور شیطان ان سے دھوکے ہی کے وعدے کرتا ہے۔

﴿وَاسْتَفْزِرْ:﴾ اور پھسلا دے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں شیطان کے جواب میں اللہ عزَّوَجَلَّ نے فرمایا کہ تو یہاں میری

1.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۶۲، ۱۸۰/۵، ملخصاً.

بارگاہ سے نکل جا اور تجھے قیامت تک کی مہلت دی گئی ہے اور یاد رکھ کہ جو تیری پیروی کرے گا تو اسے جہنم کی بھرپور سزا ملے گی اور اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مزید فرمایا کہ تو اپنی آواز کے ذریعے جسے پھسلا سکتا ہے پھسلا دے اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کے ذریعے چڑھائی کر دے یعنی اپنے تمام مکرو فریب کے جال اور اپنے تمام لشکران کے خلاف استعمال کر لے اور تجھے مہلت دی جاتی ہے کہ گناہ کروا کر ان کے مالوں اور اولاد میں تو ان کا شریک ہو جا اور ان سے جھوٹے وعدے کرتا رہ۔ شیطان کے پھسلانے کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ اس کا پھسلانا وسوسے ڈالنا اور معصیت کی طرف بلانا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد گانے باجے اور لہو و لعب کی آوازیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے منقول ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔^(۱) مال و اولاد میں شریک ہونے سے کیا مراد ہے، اس سلسلے میں زجاج نے کہا کہ جو گناہ مال میں ہو یا اولاد میں ہو، ابلیس اس میں شریک ہے، مثلاً سود اور مال حاصل کرنے کے دوسرے حرام طریقے اور یونہی فتنے و ممنوعات میں خرچ کرنا، نیز زکوٰۃ نہ دینا یہ مالی امور ہیں جن میں شیطان کی شرکت ہے جبکہ زنا اور ناجائز طریقے سے اولاد حاصل کرنا یہ اولاد میں شیطان کی شرکت ہے۔^(۲)

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۙ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿١٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں، اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔

﴿إِنَّ عِبَادِي﴾: بیشک میرے بندے۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ نے ابلیس سے ارشاد فرمایا کہ تجھے مہلت اور اختیار دیا گیا کہ تو میری مخلوق کو گمراہ کر دے اور اپنے جال میں پھنساے مگر میرے وہ بندے جو اصحابِ فضل و صلاح ہیں جیسے انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ انہیں میں تجھ سے محفوظ رکھوں گا اور شیطانی مکرو فریب اور وساوس ان سے دور کروں گا۔^(۳)

①.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۶۴، ۱۸۰/۵-۱۸۱، حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۶۵، ۱۸۱/۳، ملقطاً.

②.....مدارک، الاسراء، تحت الآیة: ۶۴، ص ۶۳۰، ملخصاً.

③.....حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۶۵، ۱۸۲/۳، ملخصاً.

انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ گناہوں سے معصوم اور اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں

انہی آیات کی بنا پر انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ معصوم ہیں اور انہی کو سامنے رکھ کر علماء نے فرمایا ہے کہ اولیاء کرام رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِمْ بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں کہ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کے خاص بندوں میں وہ بھی شامل ہیں۔

رَأْبُكُمْ الَّذِي يُرْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۖ إِنَّهُ كَانَ
بِكُمْ رَاحِمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهًا
فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

توجہ کنزالایمان: تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لیے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔ اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہیں سب گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو اور آدمی بڑانا شکر ہے۔

توجہ کنزالعرفان: تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لیے دریا میں کشتیاں جاری کرتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو، بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔ اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں پھر جب تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑانا شکر ہے۔

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ﴾ اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے مشرک! تمہارا حال یہ ہے کہ جب تمہیں سمندری سفر میں مصیبت آتی ہے اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں اور ان جھوٹے معبودوں میں سے کسی کا نام زبان پر نہیں لاتے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے ہی حاجت روائی چاہتے ہو اور اسی کو پکارنے لگتے ہو لیکن پھر جب وہ تمہیں طوفان سے نجات دیدیتا ہے اور تمہیں خشکی

کی طرف صحیح سلامت لے آتا ہے تو تم پھر اس کی توحید سے منہ پھیر لیتے ہو اور دوبارہ انہیں ناکارہ بتوں کی پرستش شروع کر دیتے ہو۔ اس ساری صورت حال کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان بڑانا شکر ہے۔^(۱)

أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلاً ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم اس سے ڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ بھیجے پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ تمہارے ساتھ خشکی کا کنارہ زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر بھیجے پھر تم اپنے لئے کوئی حمایتی نہ پاؤ۔

﴿أَفَأَمِنْتُمْ﴾: کیا تم بے خوف ہو گئے۔ ﴿یعنی اے لوگو! کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ تمہارے دریا سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں خشکی کے کنارے سمیت زمین میں دھنسا دے جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسا دیا تھا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ خشکی و تری سب اللہ تعالیٰ کے تحت قدرت ہیں جیسا وہ سمندر میں غرق کرنے اور بچانے دونوں پر قادر ہے ایسا ہی خشکی میں بھی زمین کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے دونوں پر قادر ہے۔ خشکی ہو یا تری ہر کہیں بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے۔ وہ تمہیں زمین میں دھنسانے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر پتھروں کی بارش برس دے جیسے قوم لوط پر بھیجی تھی اور پھر تم اپنے لئے کوئی حمایتی نہ پاؤ جو تمہیں بچا سکے۔^(۲) الغرض ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہیے۔

أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَ كُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنْ

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۶۷، ۱۸۲/۳، ملخصاً.

②.....روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۶۸، ۱۸۳/۵، خازن، الاسراء، تحت الآية: ۶۸، ۱۸۲/۳، ملنقطاً.

الرِّيحُ فَيُغْرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۖ لَمْ تَلْمِزُوا لَنَا مَبْرًا ۚ عَلَيْنَا مَا تَتَّبِعُنَا مِن مِّثْلِهِ نَبِيعًا ﴿١٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لیے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ وہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیج دے تو وہ تمہیں تمہارے کفر کے سبب غرق کر دے پھر تم اپنے لئے کوئی ایسا نہ پاؤ جو ہم سے کوئی مطالبہ کر سکے۔

﴿أَمْ أَمْنُكُمْ﴾: یا تم بے خوف ہو گئے۔ ﴿مزید فرمایا کہ سمندر کی مشکلات سے نجات پانے کے بعد تم دوبارہ شرک میں پڑ جاتے ہو تو کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیج دے تو وہ تمہیں تمہارے کفر کے سبب غرق کر دے پھر تم اپنے لئے کوئی ایسا نہ پاؤ جو ہم سے کوئی مطالبہ کر سکے اور ہم سے دریافت کر سکے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا کیونکہ ہم (قادر و مختار ہیں،) جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، ہمارے کام میں کوئی دخل دینے والا اور دم مارنے والا نہیں۔^(۱) الغرض کسی بھی حال میں کوئی بھی فرد اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بے خوف نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کی قدرت نے آدمی کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

1.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۶۹، ۱۸۳/۵، مدارك، الاسراء، تحت الآیة: ۶۹، ص ۶۳۱، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔ ﴿یعنی انسان کو عقل، علم، قوت گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قد و قامت عطا کئے گئے، جانوروں سے لے کر جہازوں تک کی سواریاں عطا فرمائیں، نیز اللہ عزوجل نے انہیں دنیا و آخرت سنوارنے کی تدبیریں سکھائیں اور تمام چیزوں پر غلبہ عطا فرمایا، قوتِ تسخیر بخشی کہ آج انسان زمین اور اس سے نیچے یونہی ہواؤں بلکہ چاند تک کو تسخیر کر چکا ہے اور مرتخ تک کی معلومات حاصل کر چکا ہے، بحر و بر میں انسان نے اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ یہ چند ایک مثالیں ہیں ورنہ اس کے علاوہ لاکھوں چیزیں اولادِ آدم کو عطا فرما کر اللہ عزوجل نے اسے عزت دی ہے اور انسان کو بقیہ تمام مخلوقات سے افضل بنایا ہے۔

﴿وَمَرَّزَقْنَاهُمْ﴾ اور انہیں رزق دیا۔ ﴿یعنی لطیف اور خوش ذائقہ غذائیں دیں جو گوشت اور نباتات دونوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور جنہیں لوگ خوب اچھی طرح پکا کر کھاتے ہیں۔ پکی ہوئی غذا کھانا بھی انسان کا خاصہ ہے کیونکہ انسان کے سوا حیوانات میں پکی ہوئی غذا اور کسی کی خوراک نہیں۔^(۱)

﴿وَفَضَّلْنَاهُمْ﴾ اور انہیں فضیلت دی۔ ﴿آیت میں فرمایا گیا کہ ہم نے اولادِ آدم کو اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت دی۔ امام حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کا قول ہے کہ یہاں اکثر سے کل مراد ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے) اور اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا ”وَآكْثَرَهُمْ كَذِبُونَ“ اور ”وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظُلْمًا“ ان آیات میں اکثر کل ہی کے معنی میں ہے لہذا ملائکہ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں اور انسانوں کے خاص افراد یعنی انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فرشتوں کے خاص افراد سے افضل ہیں اور نیک انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔^(۲)

مومن کی عزت

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مومن اللہ عزوجل کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت رکھتا ہے۔^(۳) اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بندگی پر

①.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۰، ۱۸۳/۳.

②.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۰، ۱۸۳/۳، ملخصاً.

③.....شعب الایمان، الثالث من شعب الایمان... الخ، فصل فی معرفة الملائكة، ۱/۱۷۴، الحدیث: ۱۵۲.

مجبور ہیں کیونکہ ان کی فطرت ہی یہ ہے، ان میں عقل تو ہے لیکن شہوت نہیں اور جانوروں میں شہوت ہے لیکن عقل نہیں جبکہ آدمی میں شہوت و عقل دونوں ہیں تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ فرشتوں سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ جانوروں سے بدتر ہے۔^(۱)

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِنَا فَاولٰئِكَ
يَقْرءُوْنَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۴۱ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ
فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۲

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا ہے لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے اور تاگے بھران کا حق نہ دیا جائے گا۔ اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور اور بھی زیادہ گمراہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو جسے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو اس زندگی میں اندھا ہوگا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور وہ زیادہ گمراہ ہوگا۔

﴿يَوْمَ نَدْعُوا﴾ جس دن ہم بلائیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ یاد کرو جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے جس کی وہ دنیا میں پیروی کرتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا: اس سے مراد وہ پیشوا ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت دی ہو یا باطل کی۔^(۲) خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اُسی کے نام سے پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے پیروکارو!۔^(۳)

①.....مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۷۰، ص ۶۳۱.

②.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۱، ۱۸۳/۳.

③.....مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۷۱، ص ۶۳۲، ملخصاً.

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں صالحین کو ہی اپنا پیشوا بنانا چاہیے تاکہ قیامت میں انہی کے ساتھ حشر ہو۔ ﴿فَمَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِبَيِّنَاتٍ﴾: تو جسے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یعنی نیک لوگ جو دنیا میں صاحب بصیرت تھے اور راہِ راست پر چلتے رہے، اُن کو اُن کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ اس میں اپنی نیکیاں لکھی ہوئی دیکھیں گے تو اس کو ذوق و شوق سے پڑھیں گے اور جو بد بخت ہیں، کفار ہیں اُن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، وہ انہیں دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور دہشت سے پوری طرح پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے۔ تو نیک لوگوں کے اعمال کے ثواب میں ادنیٰ بھی کمی نہ کی جائے گی اور یونہی کفار کی سزائیں بھی کمی نہ ہوگی، (۱) ہاں گناہگار مسلمانوں کی سزائیں کمی بھی ہوگی اور بہت بڑی تعداد کی معافی بھی۔

﴿أَعْلَى﴾: اندھا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جو دنیا کی زندگی میں ہدایت کا راستہ دیکھنے سے اندھا ہوگا وہ آخرت میں نجات کا راستہ دیکھنے سے بھی اندھا ہوگا بلکہ قیامت میں وہ اور بھی زیادہ گمراہ ہوگا۔ (۲)

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الذِّمِّيِّ أَوْ حِينَا إِلَيْكَ لِنَفْتَرِي عَلَيْكَ غَيْرَ كَ
وَإِذَا لَا تَخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کفار تو چاہتے تھے کہ تمہیں اس وحی سے ہٹادیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے کہ تم ہمارے اوپر وحی سے ہٹ کر کوئی بات منسوب کر دو اور اس وقت وہ آپ کو گہرا دوست بنا لیں۔

﴿لَيَفْتِنُونَكَ﴾: کہ تمہیں ہٹادیں۔ ﴿اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ ثقیف کا ایک وفد سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى

①..... روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۷۱، ۱۸۷/۵-۱۸۸، جلالین، الاسراء، تحت الآية: ۷۱، ص ۲۳۶، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۲، ۱۸۴/۳، ملقطاً.

②..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۲، ۱۸۴/۳، ملخصاً.

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کر لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں گے، ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہوتا کہ ہم فخر کر سکیں اور اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب کے دوسرے لوگ شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا حکم ہی ایسا تھا یعنی مَعَاذَ اللَّهِ، اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ پر جھوٹ باندھ دیجئے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔^(۱) اور بتا دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تربیت اور معاملات کی نگہبانی تو خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کر سکیں۔

وَلَوْلَا أَنْ تَبَيَّنَّا لَكَ لِقَدْ كِدْتَ تَرْكُنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿۴۲﴾ إِذْ لَأَذَقْنَاكَ
ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿۴۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔ اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دُوبنی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا مائل ہو جاتے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو ہم تمہیں دنیوی زندگی میں دگنی سزا اور موت کے بعد دگنی سزا کا مزہ چکھاتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے۔

﴿وَلَوْلَا أَنْ تَبَيَّنَّا لَكَ﴾: اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں کفار کی بات کا رد اور حضور اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان اور معصومیت کا بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی خاص رحمت ہر وقت اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے شامل حال رہتی ہے چنانچہ فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اگر ہم تمہیں معصوم بنا کر ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا مائل ہو جاتے لیکن

1.....تفسیر سمرقندی، الاسراء، تحت الآية: ۷۳، ۲۷۸/۲، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۳، ۱۸۴/۳، ملقطاً.

ایسا نہ ہوا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور اگر بالفرض ایسا ہوتا کہ آپ ان کی طرف جھکتے تو ہم تمہیں دنیوی زندگی میں دگنی سزا اور موت کے بعد دگنی سزا کا مزہ چکھاتے کیونکہ حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مرتبہ دوسروں سے بلند تر ہے اس لئے آپ سے پاکیزگی اور کردار میں عظمت کا تقاضا بھی دوسروں کی بنسبت زیادہ ہے۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْرِزُونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا
لَا يَكْبُثُونَ خَلْقَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈگادیں کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر ٹھوڑا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس سرزمین سے پھسلا دیں تاکہ تمہیں اس سے نکال دیں اور اگر ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے ٹھوڑی ہی مدت ٹھہرتے۔

﴿لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا﴾: کہ تمہیں اس سے نکال دیں۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے آپس میں اتفاق کر کے چاہا کہ سب مل کر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو سرزمین عرب سے باہر نکال دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا اور ان کی یہ مراد بر نہ آئی۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی^(۱) اور فرما دیا گیا کہ ان لوگوں نے آپ کو یہاں سے نکالنے کا منصوبہ بنایا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسا نہ ہونے دیا اور اگر بالفرض یہ آپ کو نکال دیتے تو آپ کے بعد یہ بھی جلد ہلاک کر دیئے جاتے کیونکہ نبی عَلَيْهِ السَّلَام کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الہی آجاتا ہے۔

سِنَّةٍ مِّنْ قَدْرٍ سَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ سُرْسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٤٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے۔

۱..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۶، ۱۸۵/۳۔

ترجمہ کنز العرفان: جیسے ہمارے ان رسولوں کا طریقہ رہا جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا اور تم ہمارے قانون میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

﴿سُنَّةٌ طَرِيقَةٌ﴾ گزشتہ آیت میں فرمایا تھا کہ اگر بالفرض یہ آپ کو نکال دیتے تو آپ کے بعد یہ بھی جلد ہلاک کر دیئے جاتے کیونکہ نبی علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الہی آجاتا ہے جیسے ہمارا ان رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے بارے میں طریقہ رہا جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا کہ جس قوم نے انہیں ان کے وطن سے نکالا (اور وہاں کوئی مسلمان باقی نہ رہا اور ان لوگوں کے ایمان لانے کی بھی کوئی امید نہ رہی) تو ہم نے اس قوم کو ہلاک کر دیا اور تم ہمارے اس قانون میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ (۱) اہل مکہ کی ہجرت کی وجہ یہ رہی کہ وہاں مسلمان بھی باقی رہے اور وہاں خانہ کعبہ تھا اسی لئے اس علاقے کو بہر حال اسلامی حدود میں آنا تھا اور وہاں کے لوگوں کے بارے میں ایمان کی امید قوی بھی موجود تھی۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ
الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن، بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ نماز قائم رکھو۔ ﴿إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ اس آیت میں فرمایا کہ نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک۔ اس دوریے میں چار نمازیں آگئیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء، کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی

①.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۷، ۱۸۵/۳، ملخصاً.

جاتی ہیں۔ مزید فرمایا کہ صبح کا قرآن قائم رکھو، اس سے نماز فجر مراد ہے اور اس کو قرآن اس لئے فرمایا گیا کہ قراءت ایک رُکن ہے (اور عربی کا ایک عام قاعدہ ہے کہ ایک جز بول کر بعض اوقات پورا کل مراد ہوتا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہی یہ قاعدہ کئی جگہ موجود ہے) جیسے نماز کو رکوع و سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔^(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ قراءت نماز کا رُکن ہے۔

نماز فجر کی فضیلت

فجر کی نماز کی فضیلت میں فرمایا کہ بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں یعنی نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں چنانچہ حدیث مبارک ہے، حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا 'باجامعت نماز کو تمہارے تنہا کی نماز پر پچیس درجے فضیلت حاصل ہے اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا 'اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو

تَرْجِمَةُ كُنْزِ الْعُرْفَانِ: بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر
 اِنْ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا
 ہوتے ہیں۔^(۲)

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
 مَّحْمُودًا ﴿۴۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

①.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۷۸، ۱۸۵/۳، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۷۸، ص ۶۳۳، ملقطاً.

②.....بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة، ۲۳۳/۱، الحديث: ۶۴۸، سنن نسائي، كتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة، ص ۸۷، الحديث: ۴۸۵.

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبَّحْهُ﴾ اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو۔ نماز تہجد سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے جبکہ حضورِ اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت کے لئے یہ نماز سنت ہے۔ (1)

تہجد کے فضائل

اس آیت میں تہجد کا بطورِ خاص ذکر فرمایا گیا ہے، اس مناسبت سے نماز تہجد کی فضیلت پر مشتمل 5 احادیث درج ذیل ہیں۔

(1)..... حضرت ابو امامہ باہلی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”رات میں قیام کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب عَزَّ وَجَلَّ کی طرف قربت کا ذریعہ اور گناہوں کو مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا ہے۔“ (2)

(2)..... حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا، کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔“ (3)

(3)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضورِ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔“ حضرت ابو مالک اشعری رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وہ کس کے لیے ہے؟ ارشاد فرمایا ”اُس کے لیے جو اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔“ (4)

(4)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو

①..... بخاری، الاسراء، تحت الآية: ٧٩، ١٨٥/٣-١٨٦، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآية: ٢٩، ص ٥٣١، ملتقطاً۔

②..... ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ٣٢٣/٥ الحدیث: ٣٥٦٠۔

③..... شعب الایمان، باب الحادی والعشرون من شعب الایمان... الخ، تحسین الصلاة والاكتثار منها ليلاً ونهاراً... الخ،

١٦٩٩/٣، الحدیث: ٣٢٤٤۔

④..... مستدرک، من کتاب صلاة التطوع، صلاة الحاجة، ٦٣١/١، الحدیث: ١٢٤٠۔

شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل خانہ کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ (1)

(5)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”میں نے عرض کی: یا رسولَ اللهُ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مجھے کوئی ایسا کام ارشاد فرمائیے جسے میں اختیار کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ ارشاد فرمایا ”سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو، رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (2)

تہجد سے متعلق چند مسائل

یہاں نماز تہجد کے بارے میں چند شرعی مسائل یاد رکھیں:

(1)..... صَلَاةُ اللَّيْلِ کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کی نماز کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔

(2)..... تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشا کے بعد سو گیا پھر اٹھ کر قضا نماز پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔

(3)..... کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے آٹھ تک ثابت ہیں۔

(4)..... جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے تہجد چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے، حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے ارشاد فرمایا: ”اے عبد اللہ! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ (3)

﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾: قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ ﴿آیت میں مقام محمود کا ذکر ہے اور مقام محمود مقام شفاعت ہے کہ اس میں اولین و آخرین حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی حمد کریں گے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مَنْ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامِ يَتَذَكَّرُ بِمَا كَانَتْ تَعْلَمُ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ عَمَلِهِ فِي حَيَاتِهِ، قَالَ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ“ (4)

①..... مستدرک، من کتاب صلاة التطوع، تودیع المنزل برکعتین، ۱/۶۲۴، الحدیث: ۱۲۳۰.

②..... مستدرک، کتاب الاطعمة، فضيلة اطعام الطعام، ۵/۱۷۹، الحدیث: ۷۲۵۶.

③..... بخاری، کتاب التهجید، باب ما یکره من ترک قیام اللیل لمن کان یقومه، ۱/۳۹۰، الحدیث: ۱۱۵۲.

اللہ تعالیٰ عَلَیْهِ وَالِہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی گئی: مقام محمود کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا ”وہ شفاعت ہے۔“ (1)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ قِیَاسِ رِضْوِیَہِ میں ایک مقام پر یہ آیت اور مختلف کتب سے اوپر بیان کردہ حدیث پاک ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور۔ اس دن آدم صفی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ”اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا“ میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے (فرمائیں گے) انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم، سب سر بگر بیان، وہ ساجد و قائم، سب محل خوف میں، وہ آمن و ناہم (یعنی خود امن میں اور امت کے امن کے خواہش مند)، سب اپنی فکر میں، انہیں فکرِ عوالم، سب زیر حکومت، وہ مالک و حاکم، بارگاہِ الہی میں سجدہ کریں گے، ان کا رب انہیں فرمائے گا ”يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْلُ تَعْطَهُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ“ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ اس وقت اولین و آخرین میں حضور (صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی حمد و ثناء کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست، دشمن، موافق، مخالف، ہر شخص حضور (صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی افضلیتِ گہری و سیادتِ عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔“ (2)

حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے وسیلہ اور مقام محمود کی دعا مانگنے کی فضیلت

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَالِہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو اذان سن کر یہ دعا کرے ”اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدُّعْوَةِ النَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا لِأَلَدِي وَعَدَّتْهُ“ یعنی اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد مصطفیٰ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑے کرنا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگی۔“ (3)

1.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة بنی اسرائیل، ۹۳/۵، الحدیث: ۳۱۴۸.

2.....فتاویٰ رضویہ، ۱۷۰/۳۰-۱۷۱-۱.

3.....بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ۲۲۴/۱، الحدیث: ۶۱۴.

اور مسلم شریف کی روایت میں اس دعا کے پڑھنے سے پہلے درود پڑھنے کا بھی فرمایا گیا ہے۔^(۱)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یقینی طور پر وسیلہ اور مقام محمود عطا فرمائے گا، چاہے مسلمان نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اس کی دعا کریں یا نہ کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا، البتہ مسلمانوں کو اس کی دعا مانگنے کی جو ترغیب دی گئی ہے وہ اس لئے ہے کہ اس میں ان کا اپنا عظیم فائدہ ہے کہ اس عمل کے ذریعے انہیں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

توجیہ کنزالایمان: اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

توجیہ کنزالعرفان: اور اے حبیب! یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال دے اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار قوت بنا دے۔

﴿وَقُلْ﴾ اور یوں عرض کرو۔ اس آیت میں ایک دعا سکھائی گئی ہے اور اس کے بہت سے مطالب و معانی مفسرین نے بیان فرمائے ہیں، چنانچہ بعض مفسرین نے اس کا معنی یہ بیان فرمایا کہ میرا داخل ہونا اور نکلنا پسندیدہ طریقے سے کر دے، جہاں بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ وہ کوئی مکان ہو یا منصب ہو یا کام۔ بعض مفسرین نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے ساتھ داخل کر اور قبر سے اٹھاتے وقت عزت و کرامت کے ساتھ

①.....مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم... الخ، ص ۲۰۳، الحديث: ۱۱ (۳۸۴)۔

باہر لا۔ بعض مفسرین نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے اپنی طاعت و بندگی میں صدق کے ساتھ داخل کرو اور اپنی نافرمانی کے کاموں سے صدق کے ساتھ خارج فرمادے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مجھے مدینہ طیبہ میں پسندیدہ داخلہ عنایت کرو اور مکہ مکرمہ سے میرا نکلتا صدق کے ساتھ کر^(۱) کہ اس سے میرا دل غمگین نہ ہو۔ مگر یہ آخری تو جیسا اس صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب کہ یہ آیت مدنی نہ ہو بلکہ مکی ہو۔

﴿وَأَجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا: اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار قوت بنا دے۔﴾ یعنی اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے وہ قوت عطا فرما جس سے میں تیرے دشمنوں پر غالب ہو جاؤں اور مجھے وہ حجت دے جس سے میں ہر مخالف پر فتح پاؤں اور وہ واضح و نمایاں غلبہ جس سے میں تیرے دین کو تقویت دوں۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اُن کے دین کو غالب کرنے اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔^(۲)

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ: اور تم فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔﴾ یعنی اسلام آیا اور کفر مٹ گیا اور خلاصہ یہ کہ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو نور آیا اور اندھیرا گیا، اسلام آیا اور کفر گیا، قرآن آیا اور شیطان گیا، خیر آئی اور شر گیا، ہدایت آئی اور گمراہی گئی مگر یہ سب کچھ اس دولہا کے دم قدم سے ہوا جس کے دم کی یہ ساری بہار ہے سب کچھ وہ ہی لائے، ان پر درود اور سلام ہو۔

ہے انھیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہیں ﴿إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا: بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔﴾ ارشاد فرمایا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا کیونکہ اگرچہ باطل کو کسی وقت

①..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۸۰، ص ۶۳۴، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۸۰، ۱۸۸/۳-۱۸۹، ملتقطاً.

②..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۸۰، ۱۸۹/۳، ملخصاً.

میں قوت و غلبہ حاصل ہو بھی جاتا ہے مگر اس کو پائیداری حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا انجام بربادی و خواری ہی ہوتا ہے۔ (1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فتح مکہ کے دن جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مشرکین نے کعبہ مقدسہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے جن کے قدموں کو ابلیس نے مشرکوں کے لئے لوہے اور رانگ سے جوڑ کر مضبوط کر دیا تھا۔ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی، حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یہ آیت پڑھ کر اس لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے وہ گرتا جاتا تھا۔ (2)

وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ وَلَا يَزِيدُ
الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو خسارہ ہی بڑھتا ہے۔

﴿وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ ﴿قرآن شفا ہے کہ اس سے ظاہری و باطنی امراض، گمراہی اور جہالت وغیرہ دور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے۔ باطل عقائد، رذیل اخلاق اس کے ذریعے دفع ہوتے ہیں اور عقائدِ حقہ، معارفِ الہیہ، صفاتِ حمیدہ اور اخلاقِ فاضلہ حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتاب مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو ہم پر مبنی چیزوں

1.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۸۱، ۱۸۹/۳.

2.....معجم الصغیر، حرف الیاء، من اسمه: یوسف، ص ۱۳۶، الجزء الثانی.

کو اور شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ و خزانہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دور ہوتے ہیں۔^(۱)

قرآن مجید میں جسمانی امراض کی بھی شفا موجود ہے

یاد رہے کہ قرآن کریم کی حقیقی شفا تو روحانی امراض سے ہے لیکن جسمانی امراض کی بھی اس میں شفا موجود ہے اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اقوال و افعال سے ثابت ہے، اس کی دو مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعض صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عرب کے کسی قبیلے میں گئے، اس قبیلے کے لوگوں نے ان کی مہمان نوازی نہ کی۔ اسی دوران قبیلے کے سردار کو ایک بچھونے ڈنک مار دیا تو وہ لوگ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس دوا ہے یا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کہا ”تم نے چونکہ ہماری مہمان نوازی نہیں کی اس لئے ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم اس کی اجرت نہ دو گے۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے لئے بکریوں کا ایک ریوڑ مقرر کیا، پھر (ایک صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے) سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اپنے تھوک کی چھٹیوں میں اس پر ڈالیں تو وہ تندرست ہو گیا۔ پھر قبیلے کے لوگ بکریاں لے کر آئے تو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کہا ”ہم اس وقت تک یہ بکریاں نہیں لیں گے جب تک (ان کے بارے میں) رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھ نہ لیں۔ جب صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرائے اور ارشاد فرمایا ”تمہیں کس نے بتایا تھا کہ یہ دم ہے؟ ان بکریوں کو لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکال لو۔“^(۲)

(۲)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں ”جس مرض میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روح قبض کر لی گئی تھی، اس مرض میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تھے اور جب طبیعت زیادہ ناساز ہوئی تو میں وہ سورتیں پڑھ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دم کیا کرتی اور خود آپ کے

①..... حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۸۲، ۱۸۹/۳، روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۸۲، ۱۹۴/۵، خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآیة: ۸۲، ص ۵۲۲، ملتقطاً۔

②..... بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفتاحۃ الكتاب، ۳۰/۴، الحدیث: ۵۷۳۶۔

ہاتھ کو پھیرتی کیونکہ وہ (میرے ہاتھ سے زیادہ) بابرکت ہے۔^(۱) البتہ آیت کے آخر میں فرمایا کہ مومنوں کیلئے تو قرآن شفا ہے مگر اس قرآن کے ذریعے ظالموں یعنی کافروں کا خسارہ ہی بڑھتا ہے کہ کفر و ضد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأْبِجَانِيهِ جَ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
كَانَ يَكْفُرًا مُّسِيئًا ﴿۸۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچے تو ناامید ہو جاتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف سے دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے۔

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا﴾ اور جب ہم احسان کرتے ہیں۔ ﴿اَعْرَضَ﴾ ارشاد فرمایا کہ جب ہم کسی کافر انسان پر احسان کرتے ہیں کہ اس کو صحت اور (مال، جان، اولاد میں) وسعت عطا فرماتے ہیں تو وہ ہمارے ذکر اور دعا سے، ہماری بندگی کرنے اور ہمارا شکر ادا کرنے سے منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف سے دور ہٹ جاتا ہے یعنی تکبر کرتا ہے جبکہ جب اسے برائی پہنچتی ہے اور کوئی تکلیف و نقصان اور کوئی فقر و حادثہ درپیش ہوتا ہے تو تضرع و زاری سے دعائیں کرتا ہے اور ان دعاؤں کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہونے پر مایوس ہو جاتا ہے۔^(۲) کافر کی اس حالت کو بتا کر مسلمان کو سمجھایا گیا ہے کہ اسے ایسا نہیں بننا چاہیے بلکہ نعمت پر خدا کا شکر ادا کرے اور مصیبت میں صبر کرے اور دعا مانگے اور بالفرض اگر دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو تو وہ مایوس نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔

①.....بخاری، کتاب الطب، باب فی المرأة ترقی الرجل، ۳۴/۴، الحدیث: ۵۷۵۱.

②.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۸۳، ۱۹۵/۵، حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۸۳، ۱۸۹/۳، جلالین، الاسراء، تحت

الآیة: ۸۳، ص ۲۳۷، ملخصاً.

کافر کی علامت

اس سے معلوم ہوا کہ آرام و راحت کے وقت اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں لمبی دعائیں مانگنا اور اگر قبولیت میں دیر ہو تو مایوس ہو جانا کافر یا غافل کی علامت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان تینوں عیبوں سے پاک و صاف رہیں اپنی حالت و مزاج کو اس حدیث مبارک کے مطابق بنائیں جو حضرت صہیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مسلمان پر تعجب ہے کہ اس کی ہر حالت خیر ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی کہ اگر اسے راحت پہنچے اور وہ شکر کرے تو اس کے لیے راحت خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے اور وہ صبر کرے تو صبر اس کے لیے بہتر ہے۔“ (1)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ یا قطعِ رحمی کی دعا نہ مانگے اور جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کی گئی: یا رسولُ اللهِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جلد بازی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ”جلد بازی یہ ہے کہ (دعا مانگنے والا) کہے، میں نے دعا مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو لہذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔“ (2)

قُلْ كُلُّ يَعْجَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ طَفَرُكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا ع (۸۶)

توجہ کنزالایمان: تم فرماؤ سب اپنے کینڈے پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے۔

توجہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: سب اپنے اپنے انداز پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو زیادہ ہدایت کے راستے پر ہے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہر کوئی اپنے اپنے انداز پر کام کرتا ہے، جس کی فطرت اور اصل، شریف اور طاہر ہو، اُس

1.....مسلم، کتاب الزهد والرفاق، باب المؤمن امره كله خير، ص ۱۵۹۸، الحدیث: ۶۴ (۲۹۹۹)۔

2.....مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبه والاستغفار، باب بیان انه يستجاب للداعي ما لم يعجل... الخ، ص ۱۶۶۳، الحدیث:

۹۲ (۲۷۳۵)۔

سے افعالِ جمیلہ اور اخلاقِ پاکیزہ صادر ہوتے ہیں اور جس کا نفس خبیث ہے اس سے افعالِ خبیثہ سرزد ہوتے ہیں۔ (1) اس آیت کی روشنی میں ہر کوئی اپنے بارے میں غور کرے کہ اس کا تعلق کس گروہ سے ہے اور غور کرنے کے بعد جو شخص اپنے نفس میں بھلائی، اطاعت اور شکر پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بحالائے اور جو اپنے نفس میں شر، فسق، ناشکری اور مایوسی پائے تو اسے چاہئے کہ وہ اُس وقت کے آنے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کر لے جب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ط قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝١٥

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

﴿وَيَسْأَلُونَكَ: اور تم سے پوچھتے ہیں۔﴾ اس آیت کے شان نزول سے متعلق دو احادیث درج ذیل ہیں، (1)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ کے غیر آباد حصے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ (چلتے ہوئے) ایک چھڑی سے ٹیک لگاتے تھے، اس دوران یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزر ہوا تو ان میں سے بعض افراد نے کہا: ان سے روح کے بارے میں دریافت کرو اور دوسرے بعض افراد نے کہا: ان سے دریافت نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں پسند نہ آئے۔ بعض افراد نے کہا: ہم ضرور پوچھیں گے، تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابوالقاسم! روح کیا ہے؟ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے تو میں نے کہا: آپ کی طرف وحی کی جارہی

1..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۸۴، ۱۸۹/۳۔

ہے، میں کھڑا رہا اور جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

ترجمہ کنز العرفان: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم
فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!)
تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ (1)

(2)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: قریش نے یہودیوں سے کہا: ہمیں کوئی ایسی بات
بتائیں جسے ہم اس شخص (یعنی محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سے پوچھیں۔ انہوں نے کہا: ان سے روح کے بارے
میں پوچھو۔ قریش نے آپ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

ترجمہ کنز العرفان: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم
فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!)
تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ (2)

بخاری شریف کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور اس وقت نازل ہوئی ہے جب مدینہ منورہ میں
یہودیوں نے روح کے بارے میں حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سوال کیا، اور ترمذی شریف کی روایت
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے، ان دونوں احادیث میں ایک تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے یہ آیت دوم مرتبہ نازل ہوئی ہو،
پہلی بار مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار قریش نے روح کے بارے میں سوال کیا اور دوسری بار مدینہ منورہ میں
اس وقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے روح کے بارے میں دریافت کیا۔ دوسری تطبیق یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت
میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ اسی آیت کی وحی ہوئی بلکہ صرف نزول وحی کی کیفیت طاری ہونے کا ذکر ہے، اس
لئے ممکن ہے اس وقت یہ وحی ہوئی ہو کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں وہی آیت تلاوت فرمادیں جو اس سے پہلے
آپ پر نازل ہو چکی ہے اور وہ آیت یہ ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
ترجمہ کنز العرفان: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم

①..... بخاری، کتاب العلم، باب قول الله تعالى: وما اوتيتم من العلم الا قليلا، ۶۶/۱، الحديث: ۱۲۵.

②..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة بنی اسرائیل، ۹۵/۵، الحديث: ۳۱۵۱.

وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

یہ تطبیق علامہ اسماعیل بن عمر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے تفسیر ابن کثیر میں اسی مقام پر ذکر کی ہے۔

حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو روح کا علم حاصل ہے

اس آیت میں بتا دیا گیا کہ روح کا معاملہ نہایت پوشیدہ ہے اور اس کے بارے میں علم حقیقی سب کو حاصل نہیں بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جسے عطا فرمائے وہی اسے جان سکتا ہے جیسا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اس کا علم عطا کیا گیا، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”ایک جماعت نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح کا علم مخلوق پر مہم کر دیا اور اسے اپنی ذات کے لئے خاص کر دیا ہے، حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بھی روح کے بارے میں علم نہیں رکھتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا منصب و مقام اس سے بہت عظیم ہے کہ آپ کو بھی روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عالمِ باللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۗ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (1)

ترجمہ کنز العرفان: اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ روح کا علم ان علوم میں سے ہے جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے نہیں سکھائے، کیا انہیں اس بات کی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نہیں جانتے تھے۔ (2)

اسی طرح علامہ بدر الدین عینی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا منصب بہت بلند ہے، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو روح کے بارے میں علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

1..... النساء: ۱۱۳۔

2..... روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۸۵، ۱۹۸/۵۔

وَالِهِ وَسَلَّمَ پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔^(۱)

﴿وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”علم حادث علم قدیم کے مقابلے میں تھوڑا ہے کیونکہ بندوں کا علم مُتَنَاہِی (یعنی اس کی ایک انتہا) ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی انتہا نہیں اور متناہی علم غیر متناہی علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے اس عظیم سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: اولیاء رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ کا علم انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو اور انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا علم ہمارے نبی محمد مصطفی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو اور ہمارے نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو تو وہ علم جو بندوں کو دیا گیا ہے فی نَفْسِهِ اگرچہ کثیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں تھوڑا ہے۔^(۲) اللہ تعالیٰ کے علم سے متعلق صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر ایک یادوچونچیں سمندر میں ماریں۔ حضرت خضر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ”اے موسیٰ! عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، میرا اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اس طرح ہے جیسے چڑیا کا سمندر میں چونچ مارنا۔^(۳) یہ بھی سمجھانے کیلئے بیان کیا گیا ہے ورنہ متناہی اور غیر متناہی میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔

وَلٰكِنْ شِئْنَا لَنُدَّهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا
وَكَيْلًا ﴿٨٢﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۗ اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے

①.....عمدة القاری، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالیٰ: وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً، ۲۸۴/۲، تحت الحدیث: ۱۲۵.

②.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۸۵، ۱۹۷/۵.

③.....بخاری، کتاب العلم، باب ما یتحب للعالم اذا سئل: ای الناس اعلم؟... الخ، ۶۳/۱، الحدیث: ۱۲۲.

لیے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا۔ مگر تمہارے رب کی رحمت بیشک تم پر اس کا بڑا فضل ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم چاہتے تو ہم جو آپ کی طرف وحی بھیجتے ہیں اسے لے جاتے پھر تم اپنے لئے ہمارے حضور کوئی وکیل نہ پاتے۔ مگر تمہارے رب کی رحمت ہی ہے۔ بیشک تمہارے اوپر اس کا بڑا فضل ہے۔

﴿وَلَكِنْ شِئْنَا: اور اگر ہم چاہتے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو اس قرآن کو جو کہ شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور ان تمام علوم کا جامع ہے جو آپ کو عطا کئے گئے، اسے سینوں اور صحیفوں سے محفوظ فرمادیتے، پھر آپ کوئی وکیل نہ پاتے جو ہماری بارگاہ میں آپ کے لئے اس قرآن کو لوٹا دینے کی وکالت کرتا لیکن آپ کے رب کی رحمت ہی ہے کہ اس نے قیامت تک اسے باقی رکھا اور ہر طرح کی کمی بیشی اور تبدیلی سے محفوظ فرما دیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان و رحمت ہے کہ اس نے پہلے قرآن نازل فرما کر احسان عظیم فرمایا اور پھر اسے محفوظ فرما کر اور قیامت تک باقی رکھ کر احسان فرمایا۔ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، بیشک تمہارے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بڑا فضل ہے کہ اُس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا، آپ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النبیین کیا اور مقام محمود عطا فرمایا۔^(۱)

قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کی ترغیب

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اے لوگو! قرآن (کے احکام) پر پابندی سے عمل کرو اور اس میں کمی کرنا چھوڑ دو کیونکہ ہم اسے تمہارے سینوں اور صحیفوں سے لے جانے پر قادر ہیں لیکن قیامت آنے تک اسے باقی رکھنا ہماری تم پر رحمت ہی ہے اور جب قیامت قریب آئے گی تو ہم اسے سینوں اور صحیفوں سے خوکر دیں گے۔^(۲)

قرآن کریم سے متعلق حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قرآن جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ نہ جائے۔ عرش کے گرد قرآن کی ایسی جھنڈی ہوگی جیسی شہد کی مکھی کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن سے فرمائے گا ”تیرا کیا حال ہے۔ قرآن عرض کرے گا: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ،

①.....ابوسعود، الاسراء، تحت الآية: ۸۶-۸۷، ۳/۳۵۰، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۸۶-۸۷، ص ۶۳۵، جلالین مع صاوی، الاسراء، تحت الآية: ۸۶-۸۷، ۳/۱۱۵۱-۱۱۵۲، ملقطاً.

②.....صاوی، الاسراء، تحت الآية: ۸۶، ۳/۱۱۵۱-۱۱۵۲.

میں تیرے پاس سے گیا اور تیری ہی طرف لوٹ آیا ہوں، میری تلاوت تو کی گئی لیکن میرے احکامات پر عمل نہ کیا گیا۔ (1)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”بے شک یہ قرآن جو تمہارے سامنے موجود ہے، عنقریب اسے اٹھایا جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ہم نے اسے دلوں میں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا ہے، ہم اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں اور ہمارے بچے اپنی اولاد کو قرآن سکھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”وہ ایک رات میں چلا جائے گا اور صبح کے وقت لوگ اسے نہیں پائیں گے اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ قرآن دلوں اور صحیفوں سے محو کر دیا جائے گا۔ (2)

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہی فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن پاک اٹھایا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نہ اٹھایا جائے۔ (3) اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کرنے، اسے سمجھنے اور اس کے احکامات پر عمل کی توفیق عطا کرے، آمین۔

قُلْ لِّمَنِ اجْتَبَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ
لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝۸۱

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ یعنی اگر تمام جن و انس اس پر متفق ہو جائیں کہ فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب، علوم غیبیہ اور معارف الہیہ

1.....مسند الفردوس، باب لام الف، ۷۹/۵، الحدیث: ۷۵۱۳۔

2.....ابو سعود، الاسراء، تحت الآية: ۸۶، ۳۵۰/۳۔

3.....شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ادمان تلاوته، ۳۵۵/۲، الحدیث: ۲۰۲۶۔

وغیر ہائیں سے کسی کمال میں قرآن کے برابر کوئی چیز لے آئیں تو وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنا لیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کی تکذیب کی کہ خالق کے کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ سب باہم مل کر کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لاسکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، تمام کفار عاجز ہوئے اور انہیں رسوائی اٹھانا پڑی اور وہ ایک سطر بھی قرآن کریم کے مقابل بنا کر پیش نہ کر سکے۔^(۱)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ
إِلَّا الْكُفُورًا ۝۸۹

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر ناشکر کرنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بار بار بیان کی ہے تو اکثر لوگوں نے ناشکری کرنے کے علاوہ نہ مانا۔

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ﴾ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے بار بار بیان کی ہے۔ ﴿عَلَامَةً لِّلرَّحْمٰنِ﴾ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ان آیات سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)..... قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم اور جلیل نعمت ہے اس لئے ہر عالم اور حافظ پر لازم ہے کہ وہ اس نعمت کا شکر ادا کرے اور اس کے حقوق ادا کرنے پر پیشگی اختیار کرے۔

(۲)..... انسان اور اس کے علاوہ کسی اور مخلوق میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ایسا کلام پیش کر سکے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی طرح جامع ہو، اس کی عبارت، الفاظ کی عمدگی اور فصاحت انتہا کو پہنچی ہوئی ہو، اس کے اشارے باریکی اور کمال دانشمندی کی، اس کے نکات لطافت اور نظافت کی اور اس کے حقائق حقیقت اور پاکیزگی کی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہوں۔

①..... حازن، الاسراء، تحت الآية: ۸۸، ۱۹۱/۳، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۸۸، ص ۶۳۵، ملنقطاً.

(3)..... اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں پہچانتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جانے والی تمہیہات سے تمہیہ حاصل نہیں کرتے اسی لئے ہزار میں سے ایک شخص جنت میں جائے گا اور باقی جہنم میں جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے حق بات سے اور اسے سیکھنے سے اعراض کیا۔⁽¹⁾

قرآن مخلوق نہیں ہے

یہاں یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید مخلوق نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی اور غیر مخلوق ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”جو قرآن کریم کو مخلوق کہے یا اس کے بارے میں تَوَقُّف کرے یا اس کے بارے میں شک کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔“⁽²⁾ نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فتاویٰ رضویہ کی 15 ویں جلد میں موجود اپنے رسالے ”سُبْحَانَ الشُّبُوْحِ عَنْ عَيْبِ كَذِبِ مَقْبُوْحٍ“ (جھوٹ جیسے بدترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان)۔ میں قرآن عظیم کے غیر مخلوق ہونے پر ائمہ اسلام کے 32 ارشادات ذکر کئے ہیں اور ان میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ 9 صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فرماتے تھے کہ جو قرآن کو مخلوق بتائے وہ کافر ہے۔⁽³⁾

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۙ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن مِّنْخِيلٍ وَعَيْنٍ فَتَفْجُرَ الْأَنْهَارَ خِلَافًا تَفْجِيرًا ۙ
 أَوْ تَسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي بِلِلِّكَةِ قَبِيْلًا ۙ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُرْحٍ فِي السَّمَاءِ ۗ وَلَنْ نُؤْمِنَ
 لِرُقِيَّتِكَ حَتَّىٰ تُنَزَّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرُؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ

①.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۸۹، ۲۰۱/۵-۲۰۲.

②.....روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۸۹، ۲۰۲/۵.

③.....فتاویٰ رضویہ، ۳۸۰/۱۵.

الْإِبْتِشَارُ سُورًا ٤٦

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے کہ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہا دو۔ یا تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو۔ یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ۔ یا تمہارے لیے طلائی گھر ہو یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے کہا: ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہا دو۔ یا تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم ان کے درمیان خوب نہریں جاری کرو۔ یا تم ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا تم نے کہا ہے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ یا تمہارے لئے کوئی سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔ تم فرماؤ: میرا رب پاک ہے میں تو صرف اللہ کا بھیجا ہوا ایک آدمی ہوں۔

﴿وَقَالُوا: اور انہوں نے کہا۔﴾ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب قرآن کریم کا اعجاز خوب ظاہر ہو چکا اور واضح معجزات نے حجت قائم کر دی اور کفار کے لئے عذر کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے، چنانچہ مروی ہے کہ کفار قریش کے سردار کعبہ معظمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو بلوایا۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کر لیں تاکہ ہم پھر آپ کے حق میں (کوئی بھی کاروائی کرنے میں) معذور سمجھے جائیں۔ عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شدتیں کی ہوں جو آپ نے کر دی ہیں۔ آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا کہا، ہمارے دین کو عیب

لگائے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل ٹھہرایا، ہمارے معبودوں کی توہین کی، ہماری جماعت متفرق کر دی اور کوئی برائی اٹھا نہ رکھی یعنی سب کچھ آپ نے کیا۔ یہ بتاؤ کہ اس سے تمہاری غرض کیا ہے؟ اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ اور اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں اور اگر ملک و سلطنت چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کر لیں، یہ سب باتیں کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہوگئی ہے یا کوئی خلش ہوگیا ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہو اٹھائیں۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال، سلطنت اور سرداری کسی چیز کا طلب گار نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور نعمتِ آخرت کی بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذابِ الہی کا خوف دلاؤں۔ میں نے تمہیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا پیغام پہنچایا ہے۔ اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا: اے محمد! (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اگر آپ ہمارے معروضات کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے۔ ہم ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں کیا وہ سچ ہے؟ اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”میں ان باتوں کے لئے نہیں بھیجا گیا اور جو پہنچانے کے لئے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا، اگر تم مانو تو تمہارا نصیب اور نہ مانو تو میں خدائی فیصلے کا انتظار کروں گا۔ کفار نے کہا: پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ بلا لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لئے باغِ محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا۔ میں بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے: تو ہم پر آسمان گرا دوں گے اور ان میں سے بعض یہ بولے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اور فرشتوں کو ہمارے پاس نہ لائیں۔ اس پر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبد اللہ بن اُمیہ آپ کے ساتھ اٹھا اور آپ سے کہنے لگا: خدا کی قسم! میں کبھی ایمان نہ لائوں گا جب تک آپ سیڑھی لگا آسمان پر نہ چڑھو اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آؤ اور خدا کی قسم! اگر یہ بھی کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر بھی نہ مانوں گا۔ حضور پر نور

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس قدر ضد اور عناد میں ہیں اور ان کی حق سے دشمنی حد سے گزر گئی ہے تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ان کی حالت پر رنج ہوا اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ﴾ تم فرماؤ، میرا رب پاک ہے۔ ﴿کُفَّارِ﴾ کے تمام مطالبات کے جواب میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو ایک ہی جواب دینے کا ارشاد فرمایا گیا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا کام اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا پیغام پہنچا دینا ہے، وہ میں نے پہنچا دیا ہے اور جس قدر معجزات و آیات یقین و اطمینان کے لئے درکار ہیں ان سے بہت زیادہ میرا پروردگار عَزَّ وَجَلَّ ظاہر فرما چکا لہذا حجت پوری ہو چکی ہے۔ اب یہ سمجھ لو کہ رسول کے انکار کرنے اور آیات الہیہ سے مکر نے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ
بَشَرًا رَسُولًا ﴿۹۳﴾ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَشْهَدُونَ مُطَهَّرِينَ
لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمُ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي
وَبَيْنَكُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۹۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے جہین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے تمہارے درمیان بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور لوگوں کو ایمان لانے سے ان کے پاس ہدایت آجانے کے بعد اسی بات نے منع کر رکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں: کیا اللہ نے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا؟ تم فرماؤ: اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے، بیشک وہ

۱.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۹۰، ۳/۱۹۱-۱۹۲.

اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿أَنْ يُّؤْمِنُوا: کہ ایمان لائیں۔﴾ ارشاد فرمایا، حالانکہ لوگوں کے پاس ہدایت آچکی ہے مگر انہیں صرف اس بات نے ایمان لانے سے روک رکھا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ یعنی وہ لوگ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے معترف نہ ہوئے، یہی ان کے کفر کی اصل وجہ تھی اور اسی لئے وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔^(۱) اسی کا جواب اگلی آیت میں دیا گیا۔

﴿لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ: اگر زمین میں فرشتے ہوتے۔﴾ کفار کے جواب میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے فرمایا کہ تم ان سے فرما دو کہ اگر انسانوں کی بجائے زمین میں صرف فرشتے رہائش پذیر ہوتے جو یہاں چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن جب زمین میں انسان بستے ہیں تو رسول بھی انسان ہی بنایا جاتا ہے۔ فرشتوں کیلئے فرشتہ ہی رسول بھیجا جاتا کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔^(۲)

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، آپ فرمادیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اس بات پر اللہ تعالیٰ ہی گواہ کافی ہے کہ جس چیز کے ساتھ مجھے بھیجا گیا وہ میں نے تم تک پہنچا دی اور تم نے (اسے) جھٹلایا اور دشمنی کی، بے شک وہ اپنے بندوں یعنی رسولوں اور جن کی طرف نہیں بھیجا گیا ان کے ظاہری اور باطنی تمام احوال کی خبر رکھنے والا اور انہیں دیکھنے والا ہے تو وہ انہیں اس کی جزا دے گا۔^(۳)

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ
دُونِهِ ۗ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا ۚ وَبُكْمًا ۚ وَصَبَّأً ۙ
مَا أُوْبَهُمْ جَهَنَّمَ ۙ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۙ ۝۹۵ ذٰلِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ



①.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۹۴، ۱۹۲/۳-۱۹۳، ملخصاً.

②.....روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۹۵، ۲۰۵/۵، ملخصاً.

③.....روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۹۶، ۲۰۵/۵.

بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنْآ لَسَبْعُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿۹۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ان کے لیے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی بچنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ بچھنے ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے اور جنہیں وہ گمراہ کر دے تو تم ہرگز ان کیلئے اس کے سوا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی بچھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ان کی سزا ہے اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہنے لگے: کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا؟

﴿وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ: اور جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے اور جنہیں وہ گمراہ کر دے تو تم ہرگز ان کیلئے اس کے سوا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اس حال میں اٹھائیں گے کہ وہ جس طرح دنیا میں حق دیکھنے کی بصیرت نہ رکھتے تھے، حق بات بول نہیں سکتے تھے اور حق بات سننے سے بہرے تھے اسی طرح آخرت میں بھی اس چیز کو دیکھنے سے اندھے ہوں گے جو ان کی نگاہوں کو ٹھنڈا کرے، وہ بات بولنے سے گونگے ہوں گے جو ان کی طرف سے قبول کی جائے اور اس بات کو سننے سے بہرے ہوں گے جو ان کے کانوں کو لذت دے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب

کبھی (اس کی آگ) بجھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ (1)

قیامت کے دن کفار منہ کے بل چلیں گے

اس آیت میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار کو منہ کے بل اٹھائے گا، اس سے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، کافر کو اس کے چہرے کے بل کس طرح اٹھایا جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ”وہ رب جس نے اسے دنیا میں دو قدموں پر چلایا کیا اس بات پر قادر نہیں کہ وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلائے؟“ (کیوں نہیں، وہ اس بات پر ضرور قادر ہے۔) (2)

اور سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں اٹھائے جائیں گے، بعض لوگ پیدل چلیں گے، بعض سوار اور کچھ لوگ چہروں کے بل چلیں گے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ ارشاد فرمایا: ”جس نے انہیں قدموں پر چلایا وہ انہیں منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے، سن لو! وہ اپنے منہ کے ذریعے ہر بلند جگہ اور کانٹے سے بچیں گے۔“ (3)

﴿ذَلِكَ جَزَاءُ الْوَهُم: يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اس سے پہلی آیت میں جو وعید بیان ہوئی اُس سے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ عذاب ان کی سزا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتے ہوئے کہنے لگے: کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا؟ (4)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ
مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

1.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۹۷، ۱۹۳/۳، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۹۷، ص ۶۳۷، ملقطاً.

2.....بخاری، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، ۲۵۲/۴، الحديث: ۶۵۲۳

3.....ترمذی، كتاب التفسير، باب ومن سورة بنی اسرائیل، ۹۶/۵، الحديث: ۳۱۵۳.

4.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۹۸، ۱۹۳/۳، مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۹۸، ص ۶۳۷، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے اور اس نے ان کے لیے ایک میعاد بٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں وہ اس پر قادر ہے کہ ان لوگوں کی مثل اور پیدا کر دے اور اس نے ان کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالموں نے کفر کے علاوہ کچھ ماننے سے انکار کر دیا۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا ان کافروں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے کسی سابقہ مادے کے بغیر آسمان اور زمین جیسی عظیم مخلوق پیدا کر دی ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان لوگوں کی مثل اور پیدا کر دے کیونکہ زمین و آسمان کے مقابلے میں انسانوں کی مثل پیدا کرنا آسان ہے اور جب وہ انسانوں کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے تو انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے اور اس نے ان (کے مرنے، دوبارہ زندہ کئے جانے اور عذاب) کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور قیامت کے دن جزا کے لئے دوبارہ زندہ کئے جانے کی بات رکھ دی گئی تو ظالموں نے کفر کے علاوہ کچھ ماننے سے انکار کر دیا (یعنی صرف کفر ہی کو اختیار کیا اور ایمان کی طرف نہ آئے۔) (۱)

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَسْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
الْإِنْفَاقِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

۱..... روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ۹۹، ۲۰۷/۵، البحر المحیط، الاسراء، تحت الآیة: ۹۹، ۸۰/۶، ۸۱-، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم انہیں روک رکھتے اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اس سے پہلے آیت نمبر 90 میں کفار کا ایک مطالبہ گزرا کہ ان کے شہر میں نہریں اور چشمے جاری کر دیئے جائیں تاکہ ان کے مال زیادہ ہو جائیں اور ان کی معیشت بہتر ہو جائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان سے فرمادیں ”اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو بھی تم اپنے بخل اور کنجوسی پر قائم رہتے اور خرچ ہو جانے کے ڈر سے ان خزانوں کو روک رکھتے۔“^(۱)

اس آیت مبارکہ میں لوگوں کے خرچ کرنے کا حال بیان ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر کتنا خرچ فرمایا ہے اور کتنا خرچ فرما رہا ہے اس کا عالم ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کا دستِ کرم بھرا ہوا ہے اور شب و روز کا خرچ کرنا بھی اسے کم نہیں کرتا، تم ذرا غور تو کرو کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے تب سے اس نے کتنا خرچ فرمایا ہے لیکن جو کچھ اس کے دستِ قدرت میں ہے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے قبضہ میں میزان ہے جسے وہ بلند و پست فرماتا ہے۔“^(۲)

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا: اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔﴾ یہاں انسان کو اس کی اصل کے اعتبار سے بڑا کنجوس فرمایا گیا ہے کیونکہ انسان کو محتاج پیدا کیا گیا ہے اور محتاج لازمی طور پر وہ چیز پسند کرتا ہے جس سے محتاجی کا ضرر اس سے دور ہو جائے اور اسی لئے وہ اس چیز کو اپنی ذات کے لئے روک لیتا ہے جبکہ اس کی سخاوت خارجی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے اسے اپنی تعریف پسند ہوتی ہے یا ثواب ملنے کی امید ہوتی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ انسان اپنی اصل کے اعتبار سے بخل ہے۔^(۳)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَسَأَلَ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ

فَقَالَ لَهُمْ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يُوسَىٰ مَسْحُورًا ﴿۱۰﴾

1.....تفسیر کبیر، الاسراء، تحت الآیة: ۱۰۰، ۴۱۲/۷.

2.....بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: لما خلقت بیدی، ۵۴۳/۴، الحدیث: ۷۴۱۱.

3.....حازن، الاسراء، تحت الآیة: ۱۰۰، ۱۹۴/۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نوروشن نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نوروشن نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو، جب وہ موسیٰ ان کے پاس تشریف لائے تو فرعون نے ان سے کہا: اے موسیٰ! بیشک میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا ہوا ہے۔

﴿تِسْعَ آيَاتٍ: نُونِشَانِيَاں۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو جو نو نشانیاں عطا کی گئیں وہ یہ ہیں: (1) عصا، (2) ید بیضا، (3) بولنے میں دقت جو حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی زبان مبارک میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دور فرما دیا، (4) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا، (5) طوفان، (6) ٹڈی، (7) گھن، (8) مینڈک، (9) خون۔⁽¹⁾ ان میں سے آخری 6 نشانیوں کا مُفَصَّل بیان نویں پارے کے چھٹے رکوع میں گزر چکا ہے۔ ان مذکورہ بالا میں سے بعض تو معجزے تھے اور بعض فرعون پر عذاب جو بالواسطہ معجزے تھے کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی مخالفت ہی کی وجہ سے فرعون پر عذاب آئے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَآئِرٍ
وَإِنِّي لَأُظَنُّكَ يَفِرُّعُونَ مَثْبُورًا ﴿١٠٢﴾ فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِرَ هُمْ مِنَ الْأَرْضِ
فَأَعْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ﴿١٠٣﴾ وَقُلْنَا مَنْ بَعْدَ لِبْنِي إِسْرَائِيلَ
اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿١٠٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتار مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولنے والیاں اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ تو اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے نکال دے تو

1.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۱، ۱۹۴/۳.

ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں سب کو ڈبو دیا۔ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین میں بسو پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تم سب کو گھال میل لے آئیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: فرمایا: یقیناً تو جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو عبرتیں کر کے آسمانوں اور زمین کے رب ہی نے نازل فرمایا ہے اور اے فرعون! میں یہ گمان کرتا ہوں کہ تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ تو فرعون نے چاہا کہ ان (بنی اسرائیل) کو زمین سے نکال دے تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا۔ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا: اس سرزمین میں سکونت اختیار کرو پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر لائیں گے۔

﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ: فرمایا: یقیناً تو جان چکا ہے۔﴾ فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے کہا تھا کہ اے موسیٰ! میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا ہوا ہے یعنی مَعَاذَ اللّٰهِ جادو کے اثر سے تمہاری عقل اپنی جگہ پر نہیں رہی ہے یا یہاں مسحور، ساحر کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ عجائب جو آپ دکھلاتے ہیں یہ جادو کے کرشمہ ہیں اس پر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے اسے جواب دیا: اے فرعون! یقیناً تو جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو عبرتیں بنا کر آسمانوں اور زمین کے رب عَزَّوَجَلَّ ہی نے نازل فرمایا ہے کیونکہ ان نشانیوں اور معجزات سے میری سچائی، میرا کامل العقل ہونا، میرا جادو گرنہ ہونا اور ان نشانیوں کا خدا عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہونا ظاہر ہے اور اے فرعون! میں یہ گمان کرتا ہوں کہ تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔^(۱)

﴿فَأَسْرَأَ: تو اس نے چاہا۔﴾ یعنی فرعون نے چاہا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو اور ان کی قوم کو سرزمین مصر سے نکال دے لیکن اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون کو اس کے ساتھیوں سمیت غرق کر دیا اور حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو اور ان کی قوم کو سلامتی عطا فرمائی۔^(۲)

﴿وَقُلْنَا: اور ہم نے فرمایا۔﴾ فرعون کی غرقابی کے بعد اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اب تم اس سرزمین یعنی زمین مصر و شام میں سکونت اختیار کرو اور پھر جب قیامت آئے گی تو ہم تمہیں دوبارہ جمع کریں گے اور میدان قیامت میں پھر سعادت مندوں اور بد بختوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔^(۳)

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۱-۱۰۲، ۱۹۴/۳، روح البیان، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۱-۱۰۲، ۲۰۸/۵، ملنقطاً.

②.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۳، ۱۹۵/۳.

③.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۴، ۱۹۵/۳.

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۖ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۱۵﴾
 وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْتٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے ساتھ اتر اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سنا تا۔ اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ کر اتارا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق کے ساتھ ہی یہ اتر اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے نازل کیا تا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔

﴿وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ﴾ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا۔ ﴿لِعَنِی قُرْآنَ شَیْطَانِ﴾ یعنی قرآن شیطاں کے غلط منط سے محفوظ رہا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ ہو سکی۔ لہذا قرآن کا ایک ایک جملہ، کلمہ اور حرف برحق ہے۔

بیماری سے شفا کا عمل

اس آیت شریفہ کا یہ جملہ ”وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ“ ہر ایک بیماری کے لئے عمل مجرب ہے، مرض کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم کر دیا جائے تو بیاذین اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ مشہور بزرگ حضرت محمد بن سماک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بیمار ہوئے تو اُن کے مَعْوَسَلَمِین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس علاج کی خاطر گئے۔ راستے میں ایک صاحب ملے، نہایت خوبصورت اور خوش لباس، ان کے جسم مبارک سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، انہوں نے فرمایا: کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضرت ابن سماک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کا قارورہ دکھانے کے لئے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، سُبْحَانَ اللَّهِ، اللہ کے ولی کے لئے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو۔ قارورہ پھینکو، واپس جاؤ اور اُن سے کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو بِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ ان صاحبوں نے واپس ہو کر حضرت ابن سماک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے واقعہ بیان کیا، انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ

کلمے پڑھے تو فوراً آرام ہو گیا اور حضرت ابن سہاک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تھے۔ (1)

﴿وَقُرْآنًا: اور قرآن کو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے قرآن کو تیس سال کے عرصہ میں جدا جدا کر کے نازل کیا تا کہ اس کے مضامین باسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے رہیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے حالات و واقعات کی ضرورت کے مطابق نازل کیا۔ (2)

قُلْ اٰمِنُوْا بِهِ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۙ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلَّذِكْرِ سُجَّدًا ۙ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: (اے لوگو!) تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بیشک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، تم ان لوگوں سے فرما دو کہ اے لوگو! تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اور اپنے لئے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جہنم، وہ تمہاری مرضی ہے لیکن جن سلیم الفطرت لوگوں کو اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کسی آسمانی کتاب کا علم دیا گیا یعنی مومنین اہل کتاب جو رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بعثت سے پہلے انتظار و جستجو میں تھے اور حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بعثت کے بعد شرف اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل اور حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو ذر وغیرہم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ، تو جب ان حضرات کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ (3)

①..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۵، ص ۶۳۹.

②..... روح البيان، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۶، ۲۱۰/۵، ملخصاً.

③..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۷، ص ۶۳۹، حازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۷، ۱۹۵/۳، ملنقطاً.

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخْرُوتُونَ
لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکننا بڑھاتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونے والا تھا۔ اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کے دلوں کے جھکنے کو اور بڑھاتا ہے۔

﴿وَيَقُولُونَ﴾ اور کہتے ہیں۔ ﴿گزشتہ آیت میں جن سعادت مندوں کا تذکرہ کیا گیا تھا اگلی آیات میں انہی کے قول و فعل کا ذکر ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب عزوجل ہر عیب سے پاک ہے لہذا وہ وعدہ خلافی سے بھی پاک ہے تو بیشک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ پورا ہونے والا تھا جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو مبعوث فرمائیں گے اور یہ وعدہ پورا ہو چکا۔ یہ تو ان حضرات کا قول و عقیدہ تھا اور ان کا عمل یہ ہے کہ جب یہ قرآن سنتے ہیں تو اپنے رب عزوجل کے حضور عجز و نیاز سے اور نرم دلی سے روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کے دلوں کے خشوع و خضوع کو اور ان کے دلوں کے جھکنے کو اور بڑھاتا ہے۔^(۱)

تلاوت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک یہ قرآن حُجْن کے ساتھ اترتا ہے، اس لئے جب تم اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونہ سکو تو رونے جیسی شکل بناؤ۔“^(۲)

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۸-۱۰۹، ۱۰۹/۳، ۱۹۵/۳.

②.....ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب في حسن الصوت بالقرآن، ۱۲۹/۲، الحديث: ۱۳۳۷.

اور یہ رونا اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہو تو اس کی بڑی فضیلت ہے، چنانچہ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے۔“ (1)

تلاوت قرآن سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم دل میں نرمی اور خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے حدیث مبارک میں حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دل ایسے زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ان دلوں کی صفائی کس چیز سے ہوگی؟ ارشاد فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔ (2)

﴿وَيَخْشَوْنَ لَوْلَا ذُنُوبُهُمْ لَأَكْبَرُوا فِيهَا﴾ اور وہ ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ آیت ان آیات میں سے ایک ہے جنہیں پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ ۖ أَيًّا مَاتُمْ فَاقْبَلُوهُ ۚ إِنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ حُسْبَىٰ
وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ ۗ بَلَاتُكُمُ الصَّلَاتُ ۚ وَلَا تَخَافُتُمْ بِهَا وَابْتَغِبْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ کہہ کر یا رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر پکارو، تم جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز

①..... ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ، ۲۳۶/۳، الحدیث: ۱۶۳۹، نسائی، کتاب الجہاد، فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ، ص ۵۰۵، الحدیث: ۳۱۰۵.

②..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ادمان تلاوتہ، ۳۵۲/۲، الحدیث: ۲۰۱۴.

میں نہ آواز زیادہ بلند کرو اور نہ بالکل آہستہ کر دو اور دونوں کے درمیان کاراستہ تلاش کرو۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ ایک رات سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں يَا اللهُ يَا رَحْمَنُ فرماتے رہے۔ ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور خود دو کو پکارتے ہیں، اللہ کو اور رَحْمَنُ کو (مَعَاذَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ)۔^(۱) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رَحْمَنُ دونوں کا نام ہی معبودِ برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو، اس کے بہت سے نام ہیں اور سب نام اچھے ہیں جیسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ننانوے نام معروف ہیں اور حقیقتاً اس سے بھی زیادہ نام ہیں جن کے معنی بہت پاکیزہ ہیں۔

﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا: اور اپنی نماز میں نہ آواز زیادہ بلند کرو اور نہ بالکل آہستہ کر دو۔﴾ شان نزول: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مکہ مکرمہ میں جلوہ فرماتھے۔ آپ جس وقت اپنے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو نماز پڑھایا کرتے تو اپنی آواز مبارک قرآن کریم پڑھنے میں بلند فرمایا کرتے تھے، جب کافر سن لیتے تو قرآن کریم اور اس کے اتارنے والے اور لانے والے کی شان میں گستاخانہ کلمات بکتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے فرمایا ”وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ“ یعنی نماز کی قراءت کو اونچا نہ کرو کہ کافر سن لیں گے تو یہ ہودہ کلمات بکیں گے۔ ”وَلَا تُخَافُ بِهَا“ یعنی اصحاب سے یوں آہستہ نہ پڑھو کہ وہ سن نہ سکیں ”وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا“ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔^(۲)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبْرُهُ تَكْبِيرًا ۝۴

①.....خازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۱۰، ۱۹۵/۳-۱۹۶.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة بنی اسرائیل، باب ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها، ۲۶۳/۳، الحدیث: ۴۷۲۲.

ترجمہ کنز الایمان: اوریوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تم کہو: سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار نہیں اور اس کی اچھی طرح بڑائی بیان کرو۔

﴿وَقُلْ: اور تم کہو۔﴾ آیت میں فرمایا گیا کہ سب خوبیاں اللہ عزَّوَجَلَّ کیلئے ہیں جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا جیسا کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے۔ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں اور یہودی حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ (اور اے حبیب!) مزید یہ کہو کہ بادشاہی میں اس رب عزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں نیز کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار نہیں یعنی وہ کمزور نہیں کہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو کہ کمزور کو ہی مددگار کی حاجت ہوتی ہے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اس کی اچھی طرح بڑائی بیان کرو۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے 3 فضائل

اس آیت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کا فرمایا گیا، اس مناسبت سے یہاں حمد کے 3 فضائل درج ذیل ہیں:

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔“⁽²⁾

(2)..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بہترین ذکر“ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے اور بہترین دعا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ہے۔⁽³⁾

(3)..... حضرت سمیرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد

①..... روح البیان، الاسراء، تحت الآیة: ١١١، ٢١٤/٥، ملخصاً.

②..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ٩٠/٤، الحدیث: ٤٣٧٣.

③..... ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة، ٢٤٨/٥، الحدیث: ٣٣٩٤.

فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں۔ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ (1)

تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے 2 فضائل

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح بڑائی بیان کرنے کا فرمایا گیا، اس کی مناسبت سے یہاں تکبیر کہنے کے 2 فضائل ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ”اللہ اکبر“ کہا تو اُس کے لئے اس کے بدلے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اُس کے بیس گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (2)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ (کہنا) آسمان وزمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے۔ (3)

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اس (کلمے) کا ثواب اس کی عظمت اُن تمام چیزوں کو بھر دیتی ہے، یہ ہمیں سمجھانے کے لیے ہے کہ ہماری کوتاہ نظریں ان آسمان زمین تک ہی محدود ہیں، ورنہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے مقابل آسمان وزمین کی کیا حقیقت ہے۔ (4)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حمد و ثنا اور عظمت و بڑائی بیان کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بچوں کو سکھائی جانے والی آیت

امام عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس آیت کا نام آیت العِزْر رکھا ہے اور بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے ہی آیت ”قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَالِدِ الْعَلِيِّ“ سکھائی جاتی تھی۔ (5)

1..... مسلم، کتاب الآداب، باب كراهة التسمية بالاسماء القبيحة وینافع وغیرہ، ص ۱۱۸۱، الحدیث: ۱۲ (۲۱۳۷)۔

2..... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرة رضی اللہ عنہ، ۱۸۲/۳، الحدیث: ۸۰۹۹۔

3..... مشکاة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسمیح والتحمید... الخ، الفصل الثالث، ۱/۴۳۴، الحدیث: ۲۳۲۲۔

4..... مرآة المناجیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسمیح والتحمید... الخ، الفصل الثالث، ۳/۳۸۲، تحت الحدیث: ۲۲۱۲۔

5..... مدارك، الاسراء، تحت الآية: ۱۱، ص ۶۴۰۔

سُورَةُ الْكَهْفِ

سورة كهف کا تعارف

مقام نزول

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ (1)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 12 رکوع، 111 آیتیں، 1577 کلمے اور 6360 حروف ہیں۔ (2)

”کہف“ نام رکھنے کی وجہ

کہف کا معنی ہے پہاڑی غار، اور اس سورت کی آیت نمبر 9 تا 26 میں اصحاب کہف یعنی پہاڑی غار والے چند اولیاء کرام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورة کہف“ رکھا گیا۔ (3)

سورة کہف کے فضائل

(1)..... سورة کہف پڑھنے سے گھر میں سکون اور برکت نازل ہوتی ہے، چنانچہ حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”ایک مرتبہ ایک صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سورة کہف پڑھی، گھر میں ایک جانور بھی تھا، وہ بدکنا شروع ہو گیا تو انہوں نے سلامتی کی دعا کی (اور غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو) انہیں ایک بادل نظر آیا، جس نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا، ان صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس واقعہ کا ذکر جب تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے کیا، تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، اے فلاں! قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہا کرو، وہ بادل سیکڑے تھا جو قرآن مجید کی وجہ سے نازل ہوا۔ (4)

(2)..... حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو

①..... خازن، تفسیر سورة الكهف، ۱۹۶/۳.

②..... خازن، تفسیر سورة الكهف، ۱۹۶/۳.

③..... صاوی، سورة الكهف، ۱۱۷۹/۴.

④..... بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، ۵۰۴/۲، الحدیث: ۳۶۱۴.

سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرے گا وہ دجال (کے فتنے) سے محفوظ رہے گا۔^(۱)

(۳)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرے گا تو آئندہ جمعے تک اس کے لئے خاص نور کی روشنی رہے گی۔“^(۲)

سورہ کہف کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اصحاب کہف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور حضرت ذوالقرنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں کئے گئے کفار کے سوالات کا جواب دیا گیا ہے، چنانچہ آیت نمبر 9 سے لے کر 26 تک اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور اس واقعے میں ان لوگوں کے لئے ایک بہترین مثال ہے جو اپنے دین اور عقیدے کی حفاظت کے لئے اپنا وطن، عزیز رشتہ دار، دوست احباب اور اپنا مال چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اصحاب کہف چند نوجوان مسلمان تھے جو کہ بت پرست بادشاہ سے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر سب کچھ چھوڑ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے تھے، اور آیت نمبر 83 سے لے کر 99 تک حضرت ذوالقرنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا واقعہ بیان کیا گیا اور اس واقعے میں بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے بڑی عبرت و نصیحت ہے کیونکہ حضرت ذوالقرنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حکمرانی مشرق سے لے کر مغرب تک تھی اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، اس کے احکام کی اطاعت کرنے والے، اپنی رعایا سے شفقت و مہربانی کے ساتھ پیش آنے والے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والے تھے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

(۱)..... اس کی ابتداء میں قرآن مجید کے اوصاف بیان کئے گئے کہ یہ عدل والی اور مستقیم کتاب ہے اور مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کافروں کو جہنم کے عذاب کی وعید سنانے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۲)..... یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کس قدر غمزدہ ہوا کرتے تھے۔

(۳)..... اصحاب کہف کا واقعہ بیان کر کے حق ظاہر کرنے کے بعد کفار کی سرزنش کی گئی اور وہ عذاب بیان کیا گیا جو ان

①..... مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ص ۴۰۴، الحديث: ۲۵۷ (۸۰۹)۔

②..... مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الكهف، فضيلة قراءة سورة الكهف يوم الجمعة، ۱۱۷/۳، الحديث: ۳۴۴۴۔

کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

- (4)..... ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کی جزا جنت اور اس کی نعمتوں کو بیان کیا گیا ہے۔
- (5)..... ایک امیر آدمی جو کہ متکبر اور کافر تھا اور ایک غریب آدمی جو کہ مومن تھا ان کا واقعہ بیان کیا گیا تا کہ مسلمان اپنی تنگدستی کی وجہ سے پریشان نہ ہوں اور کافر اپنی دولت کی وجہ سے دھوکے میں نہ پڑیں۔
- (6)..... دنیوی زندگی کی ایک مثال بیان کی گئی۔
- (7)..... فرشتوں کے حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو سجدہ کرنے اور شیطان کے سجدہ نہ کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا۔
- (8)..... آیت نمبر 60 سے لے کر 82 تک حضرت موسیٰ اور حضرت خضر عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا واقعہ بیان کیا گیا۔
- (9)..... آخرت میں کفار کے اعمال برباد اور ضائع ہونے کا اعلان کیا گیا۔
- (10)..... نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو ابدی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔
- (11)..... آخر میں یہ بیان کیا گیا اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی حد اور انتہاء نہیں۔

سورہ بنی اسرائیل کے ساتھ مناسبت

سورہ کہف کی اپنے سے ما قبل سورت ”بنی اسرائیل“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کو ایک ساتھ ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ سورہ بنی اسرائیل کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی گئی تھی اس لئے اس کے بعد وہ سورت ذکر کی گئی جس کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی گئی ہے۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ کہف کی ابتداء سورہ بنی اسرائیل کے اختتام سے مناسبت رکھتی ہے کہ سورہ بنی اسرائیل کا اختتام اللہ تعالیٰ کی حمد پر ہوا تھا اور سورہ کہف کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہوئی۔ تیسری مناسبت یہ ہے کہ یہودیوں کے کہنے پر مشرکین نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کیا ان میں سے ایک چیز یعنی روح کے بارے میں سوال کا جواب سورہ بنی اسرائیل میں دے دیا گیا اور دوسرے دو سوالوں یعنی اصحاب کہف رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور حضرت ذوالقرنین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے واقعے کا جواب سورہ کہف میں دیا گیا۔⁽¹⁾

1..... تناسق الدرر، سورة الكهف، ص ۹۹-۱۰۰۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱

ترجمہ کنز الایمان: سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔

ترجمہ کنز العرفان: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہیں رکھی۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ ﴾ اس سورت کی ابتداء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت اور قرآن پاک کی شان سے کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لئے نجات و فلاح کا سبب ہے اور اس قرآن میں کوئی ٹیڑھ نہیں رکھی یعنی نہ کوئی لفظی خرابی، نہ معنوی، نہ اس کی آیتوں میں آپس میں اختلاف ہے اور نہ تضاد۔^(۱)

آیت ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)..... اس آیت میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا بندہ فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی شان اس میں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا بندہ کہا جائے نہ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اولاد کہنا شروع کر دیا جائے جیسے عیسائی حضرت

①..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ۱، ۱۹۷/۳، ملخصاً.

عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَوْمَعَاذَ اللَّهِ، اللَّهُ تَعَالَى كَايْثًا كَهْتَبْتُمْ هِي۔

(2)..... قرآن کریم کا نازل ہونا بہت بڑی نعمت ہے، امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”قرآن مجید کو نازل کرنا حضور پر نور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے اور ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے نعمت تو اس طور پر ہے کہ اس مقدس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو توحید اور اللہ تعالیٰ کی پاکی پر نیز اللہ تعالیٰ کی صفات جلال و اکرام کے علوم کے اسرار پر مطلع کیا، فرشتوں اور انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے احوال، قضاء و قدر کے احوال کے اسرار، عالم سفلی کے احوال کا عالم علوی کے احوال سے تعلق رکھنے کے اسرار، عالم آخرت کے احوال کا عالم دنیا کے احوال سے تعلق رکھنے کے اسرار، عالم جسمانیات کے عالم روحانیات سے مربوط ہونے کی کیفیت وغیرہ کے اسرار عطا فرمائے اور بے شک یہ چیزیں عظیم ترین نعمتوں میں سے ہیں۔ اور اس کتاب کا ہمارے حق میں نعمت ہونا اس طور پر ہے کہ یہ کتاب پابندیوں اور احکامات، وعدہ اور وعید، ثواب اور عذاب کے بیان پر مشتمل ہے، خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب انتہائی اعلیٰ درجے کی کامل کتاب ہے تو اس سے ہر ایک اپنی طاقت اور فہم کے مطابق نفع حاصل کرے۔ (1)

قِيَّالْيُنْدِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ
يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۖ مَا كَثُرِينَ فِيهِ أَبَدًا ۗ^۱
وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ^۲

ترجمہ کنزالایمان: عدل والی کتاب کہ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت دے کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے۔ جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: لوگوں کی مصلحتوں کو قائم رکھنے والی نہایت معتدل کتاب تاکہ اللہ کی طرف سے سخت عذاب سے

1..... تفسیر کبیر، الکہف، تحت الآیة: ۱، ۷/۴۲۲۔

ڈرائے اور اچھے اعمال کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دے کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے۔ جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ہے۔

﴿قِيَمًا: لوگوں کی مصلحتوں کو قائم رکھنے والی نہایت معتدل کتاب۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید بندوں کی دینی اور دنیوی مصلحتوں کو قائم رکھنے والی انتہائی معتدل کتاب ہے اور اسے اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ میرے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافروں کو سخت عذاب سے ڈرائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اچھے اعمال کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے لیے اچھا ثواب یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور قرآن کریم کو اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ ان لوگوں کو ڈرائیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی اولاد بنائی ہے۔^(۱)

مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اس بارے میں نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں نہ ان کے باپ دادا کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے زرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اس بارے میں نہ تو وہ کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ ان کے باپ دادا۔ کتنا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ وہ بالکل جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

﴿مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ: اس بارے میں نہ تو وہ کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ ان کے باپ دادا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ہے) اس بارے میں نہ تو وہ کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ ان کے باپ دادا جن کی وہ اس عقیدے میں پیروی کر رہے ہیں، یعنی علم اس بات کا تقاضا ہی نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کوئی اولاد بنائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے

①.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۲-۴، ۲۱۵/۵، جلالین، الکہف، تحت الآیة: ۲-۴، ص ۴۱، ملتقطاً.

بچے کا ہونانی نفسہ محال ہے اور انہوں نے یہ بات ان چیزوں میں غور و فکر کے بغیر محض جہالت کی وجہ سے کہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو سکتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بچ ہونا کتنا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں بالکل جھوٹ کہہ رہے ہیں اور اس بات کے سچ ہونے کا امکان تک بھی نہیں ہے۔^(۱)

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۖ

ترجمہ کنزالایمان: تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں غم سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ہو سکتا ہے کہ تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کو ختم کر دو۔

﴿عَلَىٰ آثَارِهِمْ﴾: ان کے پیچھے۔ ﴿نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ﴾ چونکہ کفار کے ایمان نہ لانے پر نہایت رنجیدہ رہتے تھے اور اس کیلئے بہت زیادہ کوشش کرتے تھے اس پر اس آیت میں نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قلب مبارک کی تسلی فرمائی گئی ہے کہ آپ ان بے ایمانوں کے ایمان سے محروم رہنے پر اس قدر رنج و غم نہ کیجئے اور اپنی جان پاک کو اس غم سے ہلاکت میں نہ ڈالئے کہ وہ قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے۔^(۲)

تاجدار رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَاذِبٌ تَلْبِغٌ

اس طرح کی آیات سے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے جذبہ تبلیغ، امت پر رحمت و شفقت کی انتہا اور رسالت کے حقوق و انتہائی اعلیٰ طریقے سے ادا کرنے کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جن کا حضور پر نور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ طرز عمل یہ تھا کہ وہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو کاذب، سار، شاعر، مجنون کہتے، آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پیچھے شریڑوں کے غول لگا دیتے جو پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے اور یہ دیوانہ ہے، یہ دیوانہ ہے، کا شور مچا

①.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ٥، ٥/٢١٥-٢١٦.

②.....صاوی، الکہف، تحت الآیة: ٦، ٤/١١٨٢، ملخصاً.

کر پتھر پھینکتے، راستوں میں کانٹے بچھاتے، جسم مبارک پر نجاست ڈالتے، دھکے دیتے، مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے، نیز رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے، صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں تنور کی طرح گرم ریت کے ذروں پر مسلمانوں کو پیٹھ کے بل لٹا کر ان کے سینوں پر بھاری پتھر رکھ دیتے، لوہے کو آگ میں گرم کر کے ان سے مسلمانوں کے جسموں کو داغنے، ان کے ساتھ رَحْمَةُ اللهِ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا طرزِ عمل کیا ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس قدر غمزدہ ہو رہے ہیں جس سے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی جان چلی جانے کا خطرہ ہے۔

سید المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سیرت مبارکہ کے اس روشن باب کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی حالت پر غور کرے کہ کیانی زمانہ مسلمانوں کی بے راہ روی، اسلامی احکام پر عمل سے دوری، یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر کافروں کے طور طریقے اور رسم و رواج کی پیروی اور مسلمانوں میں پھیلی فحاشی و عُریانی دیکھ کر اس نے ان کی اصلاح کی کتنی کوشش کی اور ان کے یہ حالات دیکھ کر اسے کتنا دکھ، افسوس اور رنج و غم ہوا۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٤٠﴾
وَإِنَّا لَجَعَلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرًّا ﴿٤١﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں کس کے کام بہتر ہیں۔ اور بیشک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر میدان کر چھوڑیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو زمین کیلئے زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے۔ اور بیشک جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے خشک میدان بنا دیں گے۔

﴿زِينَةٌ لِّهَا﴾: زمین کیلئے زینت۔ ﴿آیت میں فرمایا گیا کہ ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو زمین کیلئے زینت بنایا ہے خواہ وہ حیوان ہوں یا نباتات یا معدنیات یا نہریں اور دریا وغیرہ اور ان چیزوں کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو

آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے اور کون زہد و تقویٰ اختیار کرتا ہے اور مَحْرُمَاتِ وَمَنْعَاتِ سے بچتا ہے۔^(۱)

﴿صَعِيدًا اجْرُمًا﴾: خشک میدان۔ ﴿﴾ اس آیت میں دنیا کی ناپائیداری اور قابلِ فنا ہونے کو بیان فرمایا ہے کہ جو کچھ زمین پر ہے قیامت کے دن وہ سب کا سب خشک میدان کی طرح بنا دیا جائے گا جس پر کوئی رونق نہیں ہوگی اور زمین کو اس کے آباد ہونے کے بعد ویران کر دیا جائے گا اور حیوانات، نباتات اور اس کے علاوہ جو بھی چیزیں اس کیلئے باعثِ زینت تھیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا لہذا ایسی فانی چیز سے کیا دل لگانا۔

دنیا کی محبت کم کرنے کا عمدہ طریقہ

دنیا کی محبت دور کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اس کی فنایت میں غور کیا جائے، آدمی جتنا اس میں غور کرتا جاتا ہے اتنی ہی دنیا کی محبت اس کے دل سے کم ہوتی جاتی ہے۔ دنیا کی محبت کم کرنے کیلئے امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے کلام سے اسی آیت سے متعلقہ کچھ کلام پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: جو شخص دنیا میں آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانوں کے لیے مکان آراستہ رکھتا ہو، لہذا اس نے مہمانوں کو یکے بعد دیگرے بلا کر ان کے سامنے انتہائی خوبصورت برتنوں میں عمدہ ڈشیں سجائیں، چاندی کی انگیٹھیوں میں عود اور اگر بتیاں سلگائیں، کمروں میں اعلیٰ قسم کا اسپرے کروایا تاکہ مہمانوں کے دماغ معطر رہیں اور خوب فرحت و سکون پائیں۔ عقلمند مہمان ان جملہ لوازمات سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے اور رخصت کے وقت اپنے اعزاز و اکرام کی بناء پر میزبان کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن بیوقوف مہمان اس بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے کہ میزبان نے یہ جتنا اہتمام کیا ہے اور یہ کبھی اشیاء سے دینے ہی کے لئے سجائی ہیں تاکہ رخصت کے وقت انہیں اپنے ساتھ لے جائے۔ وہ اسی میں پڑا رہتا ہے کہ رخصت کے وقت اس کے سامنے سے تمام چیزوں کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ جب خالی ہاتھ پلٹتا ہے تو بڑا کبیدہ خاطر، رنجیدہ اور نادام ہوتا ہے بلکہ روتا ہے کہ ہائے میرے ساتھ کیا ہوا۔ یونہی یہ دنیا مہمان خانہ ہے، اس کے سامانِ آرائش و زیبائش کو دیکھ کر الجھ نہیں جانا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے حرص، طمع اور لالچ میں گرفتار ہو جائیں اور موت کا وقت سر پہ آن پہنچے، پھر سوائے بچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔^(۲)

۱..... جلالین، الکھف، تحت الآية: ۷، ص ۲۴۱.

۲..... کیسے سعادت، عنوان سوم: معرفت دنیا، فصل چہارم، ۹۵/۱۔

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
شہد دکھائے، زہر پلائے، قاتل، ڈائن، شوہر کُش
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
اس مردار پہ کیا لپکانا دنیا دیکھی بھالی ہے

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ⑨
إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
وَهَبْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ⑩

ترجمہ کنز الایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑی غار اور جنگل کے کنارے والے وہ ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے۔ جب ان نوجوانوں نے ایک غار میں پناہ لی، پھر کہنے لگے: اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے معاملے میں ہدایت کے اسباب مہیا فرما۔

﴿أَمْ حَسِبْتَ﴾ کیا تمہیں معلوم ہوا۔ ﴿یہاں سے اصحاب کھف کا واقعہ شروع ہوتا ہے اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عجیب و غریب نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا کیونکہ اس واقعے میں بہت سی نصیحتیں اور حکمتیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کھف ہیں۔^(۱)

﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ﴾: جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جب ان نوجوانوں نے اپنی کافر قوم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے ایک غار میں پناہ لی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی، اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہدایت و نصرت اور رزق و مغفرت اور دشمنوں سے امن عطا فرما اور ہمارے لئے

①..... حازن، الکھف، تحت الآیة: ۹، ۱۹۸/۳.

ہمارے معاملے میں ہدایت کے اسباب مہیا فرما۔ اصحابِ کہف کے متعلق قوی ترین قول یہ ہے کہ وہ سات حضرات تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں۔ (1) مکسلمینا، (2) یملینا، (3) مرطونس، (4) بینونس، (5) سارینونس، (6) ذونونس، (7) کشفیطونوس اور ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ (1)

اصحابِ کہف کے ناموں کی برکت

اصحابِ کہف کے نام بڑے بابرکت ہیں اور اکابر بزرگانِ دین نے ان کے فوائد و خواص بیان کئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے، کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں پیٹ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، اُمّ الصبیاں (خاص قسم کے دماغی جھٹکے اور دورے)، خشکی و تری کے سفر میں، جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی اور قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر تعویذ کی طرح بازو میں باندھے جائیں۔ (2)

اصحابِ کہف کا واقعہ

اکثر مفسرین کے نزدیک اصحابِ کہف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم کا واقعہ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد رونما ہوا اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے پہلے کا ہے اور اس کا ذکر اہل کتاب کی مذہبی کتابوں میں موجود ہے اور اسی وجہ سے یہودیوں نے بڑی توجہ کے ساتھ ان کے حالات محفوظ رکھے۔ بہر حال یہ واقعہ کس زمانے میں رونما ہوا اس کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، البتہ ہم یہاں معتبر مفسرین کی طرف سے بیان کردہ اس واقعے کی بعض تفصیلات کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں، چنانچہ مفسرین کے بیان کے مطابق اصحابِ کہف اَنُوس نامی ایک شہر کے شرفاء و معززین میں سے ایماندار لوگ تھے۔ ان کے زمانے میں دقیانوس نامی ایک بڑا جابر بادشاہ تھا جو لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا اور جو شخص بھی بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا تھا۔ دقیانوس بادشاہ

1..... خازن، الکھف، تحت الآية: ۲۲، ۲۰۷/۳.

2..... حمل، الکھف، تحت الآية: ۲۲، ۴۰۹/۴.

کے جبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے اصحاب کہف بھاگے اور قریب کے پہاڑ میں غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، وہاں سو گئے اور تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے۔ بادشاہ کو جستجو سے معلوم ہوا کہ وہ ایک غار کے اندر ہیں تو اس نے حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار کھینچ کر بند کر دیا جائے تاکہ وہ اس میں مکر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے، یہی ان کی سزا ہے۔ حکومتی عملے میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا، اس نے ان اصحاب کے نام، تعداد اور پورا واقعہ رنگ کی تختی پر کندہ کر اکر تانبے کے صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی طرح ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرادی گئی۔ کچھ عرصہ بعد دقیانوس ہلاک ہوا، زمانے گزرے، سلطنتیں بدلیں یہاں تک کہ ایک نیک بادشاہ فرمانروا ہوا جس کا نام بیدروس تھا اور اس نے 68 سال حکومت کی۔ اس کے دور حکومت میں ملک میں فرقہ بندی پیدا ہوئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت آنے کے منکر ہو گئے۔ بادشاہ ایک تنہا مکان میں بند ہو گیا اور اس نے گریہ و زاری سے بارگاہِ الہی میں دعا کی کہ یارب! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے مخلوق کو مُردوں کے اٹھنے اور قیامت آنے کا یقین حاصل ہو جائے۔ اسی زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لئے آرام کی جگہ حاصل کرنے کے واسطے اسی غار کو تجویز کیا اور (کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر) دیوار کو گرا دیا۔ دیوار گرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے۔ اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرحان و شاداں اُٹھے، چہرے شگفتہ، طبیعتیں خوش، زندگی کی تروتازگی موجود۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، نماز سے فارغ ہو کر یہی ملیجنا سے کہا کہ آپ جایئے اور بازار سے کچھ کھانے کو بھی لائیئے اور یہ بھی خبر لائیئے کہ دقیانوس بادشاہ کا ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ ہے۔ وہ بازار گئے تو انہوں نے شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی علامت دیکھی اور وہاں نئے نئے لوگ پائے، یہ دیکھ کر انہیں تعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کل تک تو کوئی شخص اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتا تھا جبکہ آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد آپ تندور والے کی دوکان پر گئے اور کھانا خریدنے کے لئے اسے دقیانوسی سکے کا روپیہ دیا جس کا رواج صدیوں سے ختم ہو گیا تھا اور اسے دیکھنے والا بھی کوئی باقی نہ رہا تھا۔ بازار والوں نے خیال کیا کہ کوئی پرانا خزانہ ان کے ہاتھ آ گیا ہے، چنانچہ وہ انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے، وہ نیک شخص تھا، اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا خزانہ کہیں نہیں ہے۔ یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے۔ حاکم نے کہا: یہ بات کسی طرح قابل یقین نہیں، کیونکہ اس میں جو سال لکھا ہوا ہے وہ تین سو برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان ہیں، ہم لوگ بوڑھے ہیں، ہم نے تو کبھی یہ سکہ دیکھا ہی

نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں جو دریافت کروں وہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ تو عقدہ حل ہو جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کس حال و خیال میں ہے؟ حاکم نے کہا، آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں، سینکڑوں برس پہلے ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کل ہی تو ہم اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے ہیں اور میرے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہیں، چلو میں تمہیں ان سے ملا دوں، حاکم اور شہر کے سردار اور ایک کثیر مخلوق ان کے ہمراہ غار کے کنارے پہنچ گئے۔ اصحاب کہف یملینا کے انتظار میں تھے، جب انہوں نے کثیر لوگوں کے آنے کی آواز سنی تو سمجھے کہ یملینا پکڑے گئے اور دقیانوسی فوج ہماری جستجو میں آ رہی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں شہر کے لوگ پہنچ گئے اور یملینا نے بقیہ حضرات کو تمام قصہ سنایا، ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتنا طویل زمانہ سوئے رہے اور اب اس لئے اٹھائے گئے ہیں کہ لوگوں کے لئے موت کے بعد زندہ کئے جانے کی دلیل اور نشانی بنیں۔ جب حاکم شہر غار کے کنارے پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا، اس کو کھلوا یا تو تختی برآمد ہوئی، اس تختی میں ان اصحاب کے اَسْمَاء اور ان کے کتے کا نام لکھا تھا، یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لئے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی، دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے انہیں غار میں بند کر دینے کا حکم دیا، ہم یہ حال اس لئے لکھتے ہیں تاکہ جب کبھی یہ غار کھلتے تو لوگ ان کے حال پر مطلع ہو جائیں۔ یہ تختی پڑھ کر سب کو تعجب ہوا اور لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثناء بجلائے کہ اس نے ایسی نشانی ظاہر فرمادی جس سے موت کے بعد اٹھنے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ حاکم شہر نے اپنے بادشاہ بیدروس کو واقعہ کی اطلاع دی، چنانچہ بادشاہ بھی بقیہ معززین اور سرداروں کو لے کر حاضر ہوا اور شکر الہی کا سجدہ بجلا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اصحاب کہف نے بادشاہ سے معاہدہ کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرتے ہیں۔ والسلام علیک ورحمة اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے اور جن و انس کے شر سے بچائے۔ بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ وہ حضرات اپنے خواب گاہوں کی طرف واپس ہو کر مصروف خواب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دیدی، بادشاہ نے سال کے صندوق میں ان کے اجساد کو محفوظ کیا اور اللہ تعالیٰ نے رُعب سے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔ بادشاہ نے سر غار مسجد بنانے کا حکم دیا اور ایک خوشی کا دن معین کر دیا کہ ہر سال لوگ عید کی طرح وہاں آیا کریں۔^(۱)

①.....حازن، الکہف، تحت الآیة: ۱۰، ۱۹۸/۳-۲۰۳، تفسیر ابن کثیر، الکہف، تحت الآیة: ۲۱، ۱۳۲/۵-۱۳۳، خزائن العرفان، الکہف، تحت الآیة: ۱۰، ص ۵۴۹-۵۵۰، ملاحظاً۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین میں عرس کا معمول قدیم سے ہے۔

فَصَرَبْنَا عَلَىٰ أَدَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ
أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِئْتُوهُمَا مَدًّا ۝۱۲

ترجمہ کنز الایمان: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا۔ پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو
گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال پردہ لگا رکھا۔ پھر ہم نے انہیں جگایا تاکہ
دیکھیں کہ دو گروہوں میں سے کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ درست بتاتا ہے۔

﴿سِنِينَ عَدَدًا﴾: گنتی کے کئی سال۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جب وہ غار میں لیٹے تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے
کئی سال تک پردہ لگا رکھا یعنی انہیں ایسی نیند سلا دیا کہ کوئی آواز بیدار نہ کر سکے۔^(۱)

اولیاء کی کرامات برحق ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کراماتِ اولیاء برحق ہیں، اصحابِ کہف بنی اسرائیل کے اولیاء ہیں۔ ان کا کھائے پئے
بغیر اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کرامت ولی سے سوتے میں بھی صادر ہو سکتی ہے اور اسی طرح
بعد موت بھی۔ ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامتِ اولیاء میں سے ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ
ولی اپنے اختیار سے کرامت ظاہر کرے اور اسے علم بھی ہو بلکہ بعض اوقات بغیر ولی کے اختیار کے اور بغیر اس کے علم کے
بھی کرامت ظاہر ہوتی ہے جیسے اصحابِ کہف کے واقعہ میں ہوا۔

﴿ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ﴾: پھر ہم نے انہیں جگایا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ پھر ہم نے اصحابِ کہف کو (تین سو نو سال کی) نیند کے بعد جگایا تاکہ
دیکھیں کہ ان کے سونے کی مدت کے بارے میں اختلاف کرنے والے دو گروہوں میں سے کون ان کے ٹھہرنے کی مدت

۱..... مدارك، الكهف، تحت الآية: ۱۱، ص ۶۴۲.

زیادہ درست بتاتا ہے۔ (۱)

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۖ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ
هُدًى ۖ ﴿۱۴﴾ وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذْ أَشْطَطْنَا ﴿۱۳﴾ هُوَ لَأَء
قَوْمًا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۖ
فَسَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَإِذْ اعْتَرَفْتُمُوهُمْ وَمَا
يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْفَقًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی۔ اور ہم نے ان کے دلوں کی ڈھارس بندھائی جب کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہو تو ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی بات کہی۔ یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا۔

۱.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۱۲، ۲۲۰/۵.

ترجمہ کنز العرفان: ہم آپ کے سامنے ان کا ٹھیک ٹھیک حال بیان کرتے ہیں۔ بیشک وہ کچھ جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو قوت عطا فرمائی جب وہ کھڑے ہو گئے تو کہنے لگے: ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اس کے سوا کسی معبود کی عبادت ہرگز نہیں کریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو اس وقت ہم ضرور حد سے بڑھی ہوئی بات کہنے والے ہوں گے۔ یہ ہماری قوم ہے انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، یہ ان پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے؟ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ اور (آپس میں کہا): جب تم ان لوگوں سے اور اللہ کے سوا جن کو یہ پوجتے ہیں ان سے جدا ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو، تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی مہیا کر دے گا۔

﴿إِذْ قَامُوا فَقَالُوا: جب وہ کھڑے ہو گئے تو کہنے لگے۔﴾ انہوں نے اپنی بات دقیانوس بادشاہ کے سامنے کی جب اس نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر بتوں کی عبادت نہ کرنے پر باز پرس کی تھی۔^(۱)

﴿وَإِذْ أَعْتَزَلْتُمْهُمْ: اور جب تم ان لوگوں سے جدا ہو جاؤ۔﴾ یہاں سے جو کلام ہے یہ ان حضرات کا آپس میں تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس کافر قوم میں نہ رہو بلکہ ان سے جدا ہو جاؤ اور جا کر کہیں کسی گوشہ میں چھپ جاؤ، جہاں ان کے فتنے سے بچ کر اللہ عز و جل کی عبادت کیا کریں۔ ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں گوشہ عافیت ضرور دے گا۔^(۲)

فتنوں کے زمانے میں ایمان کی حفاظت کا ذریعہ

اس سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے زمانہ میں خلقت سے علیحدگی اپنے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی یہی فرمایا گیا ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”عنقریب مسلمان کا بہترین مال وہ کمربان ہوں گی جنہیں لے کر یہ پہاڑ کی چوٹیوں اور برساتی مقامات پر چلا جائے گا کیونکہ وہ اپنے دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ رہا ہوگا۔“^(۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا

①..... مدارك، الكهف، تحت الآية: ۱۴، ص ۶۴۳، ملخصاً.

②..... مدارك، الكهف، تحت الآية: ۱۶، ص ۶۴۴، ملخصاً.

③..... بخاری، كتاب الفتن، باب التعرّب في الفتنة، ۴/۴۳۹، الحديث: ۷۰۸۸.

”عنقریب فتنے کھڑے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے سے اچھا رہے گا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اچھا رہے گا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے اچھا رہے گا۔ جو اس (فتنے) کی طرف جھانکے گا تو وہ اسے بھی اپنی پلٹ میں لے لے گا۔ ان دنوں جس کو بچاؤ کی کوئی جگہ یا پناہ گاہ ملے تو اسے اس میں پناہ لے لینی چاہئے۔“^(۱)

حضرت ابوبکرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”عنقریب فتنے ہوں گے، خبردار پھر فتنے ہوں گے، پھر وہ فتنے ہوں گے کہ ان میں بیٹھا ہوا چلتے ہوئے سے بہتر ہوگا اور چلتا ہوا دوڑتے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ آگاہ رہو کہ جب وہ فتنے واقع ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اونٹوں سے مل جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین میں پہنچ جائے۔ یہ سن کر ایک صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، جس کے پاس اونٹ، بکریاں اور زمین نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ ارشاد فرمایا ”وہ اپنی تلوار کی طرف رخ کرے اور اس کی دھار کو پتھر سے کوٹ دے، پھر اگر الگ ہونے کی طاقت رکھے تو الگ ہو جائے۔“ (یعنی اپنی تلوار توڑ دے تاکہ باہمی جنگ و جدال میں حصہ ہی نہ لے سکے۔)^(۲)

بارگاہِ الہی کے مقبول بندے تقیہ نہیں کرتے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبولانِ بارگاہِ الہی تقیہ نہیں کرتے جیسے اصحابِ کہف نے علاقہ چھوڑ دیا

لیکن تقیہ نہ کیا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزْوُرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرُّبُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۗ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لُهَا مُهْتَدٍ ۚ وَمَن يَضِلْ فَلَن تُجِدَ لَهُ وِلِيًّا مُّرْشِدًا ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے وہی طرف بچ جاتا ہے اور

①.....بخاری، کتاب الفتن، باب تكون فتنة القاعد فيها خير من القائم، ٤/٤٣٦، الحديث: ٧٠٨٢.

②.....مشكاة، كتاب الفتن، الفصل الاول، ٢/٢٧٩، الحديث: ٥٣٨٥.

جب ڈوبتا ہے تو انہیں بائیں طرف کتر اجاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اے حبیب! تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار کے دائیں جانب مائل ہو کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کتر اگر گزر جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے حصے میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ جسے اللہ ہدایت دیتا ہے تو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو تم ہرگز اس کیلئے کوئی راہ دکھانے والا مددگار نہ پاؤ گے۔

﴿وَتَرَى الشَّيْءَ: اور تم سورج کو دیکھو گے۔﴾ آیت میں فرمایا گیا کہ سورج اصحاب کہف کے دائیں اور بائیں ہو کر گزرتا ہے یعنی ان پر تمام دن سایہ رہتا ہے اور طلوع سے غروب تک کسی وقت بھی دھوپ کی گرمی انہیں نہیں پہنچتی۔^(۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں کہ ان کا غار جنوب رخ (میں) واقع ہوا ہے کہ سورج نکلتے وقت بائیں اور غروب کے وقت داہنے ہو جاتا ہے اور ان پر کسی وقت دھوپ نہیں پہنچتی، یہ ہی تفسیر زیادہ قوی ہے۔^(۲)

آیت میں مزید فرمایا کہ حالانکہ وہ اس غار کے کھلے حصے میں ہیں گویا ہر وقت انہیں تازہ ہوا میں پہنچتی رہتی ہیں یعنی وہ کھلے میدان میں ہونے کے باوجود دھوپ سے محفوظ ہیں، یا تو ان کی یہ کرامت ہے یا کچھ رخ ہی ایسا ہے۔

وَتَحْسِبُهُمْ أَيْقَاطًا وَهُمْ رُقُودٌ ۖ وَنَقَلْنَا لَهُمُ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۗ
وَكَلَّمَهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۗ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ ۗ
فِرَارًا ۖ وَ لَوْلِيْتَ مِنْهُمْ لَمَنْعًا ۗ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا

①.....مدارك، الكهف، تحت الآية: ۱۷، ص ۶۴۴۔

②.....نور العرفان، الكهف، تحت الآية: ۱۷، ص ۲۷۰۔

اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تم انہیں جاگتے ہوئے خیال کرو گے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم ان کی دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے۔ اے سننے والے! اگر تو انہیں جھانک کر دیکھ لے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے اور ان کی ہیبت سے بھر جائے۔

﴿وَنَحْسَبُهُمْ آيِقًا غَافِلًا﴾ اور تم انہیں جاگتے ہوئے خیال کرو گے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم انہیں دیکھو تو تم انہیں جاگتے ہوئے خیال کرو گے کیونکہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم سال میں ایک مرتبہ دس محرم شریف کو ان کی دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں تاکہ ایک ہی طرح لیٹے رہنے سے ان کے بدن کو نقصان نہ پہنچے اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے اور وہ بھی ان کے ساتھ کروٹ بدلتا ہے یعنی جب اصحاب کہف کروٹ بدلتے ہیں تو وہ بھی کروٹ بدلتا ہے۔^(۱)

کتے کے ضرر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جو کوئی ان کلمات ”وَكَلِّمُهُم بِأَسْطُذِمَا عَيْبِهِم بِالْوَصِيدِ“ کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھے تو کتے کے ضرر سے امن میں رہے گا۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کی برکت

ابو فضل جوہری نے کہا ”بے شک جس نے نیک لوگوں سے محبت کی وہ ان کی برکتیں پائے گا، ایک کتے نے نیک بندوں سے محبت کی اور ان کی صحبت میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذرا اپنی پاک کتاب میں فرمایا۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”جب نیک بندوں اور اولیاء کرام کی صحبت میں رہنے کی برکت سے ایک کتا اتنا بلند مقام پا گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا تو اس مسلمان کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو اولیاء

①.....خازن، الکہف، تحت الآية: ۱۸، ۳/۲۰۴-۲۰۵، ملخصاً.

②.....تفسیر ثعلبی، الکہف، تحت الآية: ۱۸، ۶/۱۶۰.

اور صالحین سے محبت کرنے والا اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے والا ہے بلکہ اس آیت میں ان مسلمانوں کے لئے تسلی ہے جو کسی بلند مقام پر فائز نہیں۔^(۱) یعنی ان کیلئے تسلی ہے کہ وہ اپنی اس محبت و عقیدت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخ زوہوں گے۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، ایک شخص نے بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے نماز ادا کی اور اس کے بعد فرمایا ”قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میں ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم نے اس کی کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی: میرے پاس بہت زیادہ نمازیں اور روزے تو نہیں ہیں البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے محبت کرتا ہوں۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مرداسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اے شخص! تم ان کے ساتھ ہو گے جن سے محبت کرتے ہو۔“ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے زیادہ مسلمانوں کو خوش نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا تھا۔^(۲)

﴿لَوْ أَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ: اے سننے والے! اگر تو انہیں جھانک کر دیکھ لے۔﴾ آیت میں مزید فرمایا کہ اے سننے والے! اگر تو انہیں جھانک کر دیکھ لے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے اور ان کی ہیبت سے بھر جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیبت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ ان تک کوئی جا نہیں سکتا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جنگ روم کے وقت کہف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحاب کہف کے غار میں داخل ہونا چاہا، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔^(۳)

وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ



①.....قرطبی، الکھف، تحت الآیة: ۱۸، ۲۶۹/۵، الجزء العاشر.

②.....ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء أنّ المرء مع من أحبّ، ۱۷۲/۴، الحدیث: ۲۳۹۲.

③.....بخاری، الکھف، تحت الآیة: ۱۸، ۲۰۵/۳.

قَالُوا لَبِئْسَ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِئْتُمْ
فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى
طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝۱۹
إِنَّهُمْ أَنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ
وَلَنْ تَقْلِحُوا وَإِذَا أَبَدًا ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور یوں ہی ہم نے ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں ان میں ایک کہنے والا بولا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ سترہا ہے کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ویسا ہی ہم نے انہیں جگایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھیں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم یہاں کتنی دیر رہے ہو؟ چند افراد نے کہا: کہ ہم ایک دن رہے ہیں یا ایک دن سے کچھ کم وقت۔ دوسروں نے کہا: تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو تو اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی دے کر شہر کی طرف بھیجو تاکہ وہ دیکھے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ عمدہ ہے پھر تمہارے پاس اسی میں سے کوئی کھانا لے آئے اور اسے چاہیے کہ نرمی سے کام لے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ بیشک اگر انہوں نے تمہیں جان لیا تو تمہیں پتھر ماریں گے یا تمہیں اپنے دین میں پھیر لیں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے۔

﴿وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ﴾: اور یوں ہی ہم نے انہیں جگایا۔ ﴿یہاں سے اب بقیہ واقعے کی تفصیل بیان کی گئی ہے، تفسیرات کی روشنی میں آیت کا خلاصہ یوں ہے کہ فرمایا ”جیسا ہم نے انہیں سلایا ویسا ہی ایک مدت دراز کے بعد ہم نے انہیں جگایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہو اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے تو ان میں سے ایک کہنے والے یعنی مَكْسَلِمِينَا جو ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار تھے کہنے لگے: تم یہاں کتنی دیر رہے ہو؟ چند افراد نے کہا: کہ ہم یہاں ایک دن رہے ہیں یا ایک دن سے کچھ کم وقت۔ کیونکہ وہ غار میں طلوعِ آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اُٹھے تو آفتاب قریبِ غروب تھا، اس سے انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے۔ بقیہ لوگوں نے کہا: تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو کہ تھوڑا عرصہ ہوا ہے یا زیادہ، تو اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی دے کر شہر کی طرف بھیجوتا کہ وہ جا کر دیکھے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ عمدہ ہے جس میں حرمت کا کوئی شبہ نہ ہو پھر وہی کھانا لے آئے اور جانے والے کو چاہیے کہ آنے جانے میں نرمی سے کام لے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ اصحابِ کہف اپنے ساتھ دقیانوسی سکے لے کر گئے تھے اور سوتے وقت انہیں اپنے سر ہانے رکھ لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ اسباب ساتھ رکھے اور بھروسہ اللہ عزَّوَجَلَّ پر رکھے۔ (۱)

﴿إِنَّهُمْ إِنْ يَظُنُّوْا وَعَلَيْكُمْ﴾: بے شک اگر انہوں نے تمہیں جان لیا۔ ﴿اصحابِ کہف نے آپس میں کہا کہ اگر انہوں نے تمہیں جان لیا تو تمہیں پتھر ماریں گے اور بری طرح قتل کریں گے یا جبر و ستم سے تمہیں اپنے دین میں پھیر لیں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے۔

وَكَذَلِكَ أَعْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذِ اتَّزَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرُهُمْ فَقَالُوا أَيْبُوَاعَلَيْهِمْ بَنِيَانًا ط
رَأَبُهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ط قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمُ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾

①.....مدارک، الکہف، تحت الآیة: ۱۹، ص ۶۴۵، حازن، الکہف، تحت الآیة: ۱۹، ۲۰/۳، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اسی طرح ہم نے ان پر مطلع کر دیا تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شبہ نہیں، جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے تو کہنے لگے: ان کے غار پر کوئی عمارت بنا دو، ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے، جو لوگ اپنے اس کام میں غالب رہے تھے انہوں نے کہا: ہم ضرور ان کے قریب ایک مسجد بنائیں گے۔

﴿وَكُنْ لَكَ - اور اسی طرح۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جیسے ہم نے اصحاب کہف کو جگایا تھا اسی طرح ہم نے لوگوں کو قیامت کے مرنے اور مدت گزر جانے کے بعد اصحاب کہف کے بارے میں مطلع کر دیا تاکہ تمام لوگ اور بالخصوص بیدروس بادشاہ کی قوم کے منکرین قیامت جان لیں کہ اللہ عزوجل کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شبہ نہیں۔ پھر اصحاب کہف کی وفات کے بعد ان کے اردگرد عمارت بنانے میں لوگ باہم جھگڑنے لگے تو کہنے لگے: ان کے غار پر کوئی عمارت بنا دو۔ ان کا رب عزوجل انہیں خوب جانتا ہے جو لوگ اپنے اس کام میں غالب رہے تھے یعنی بیدروس بادشاہ اور اس کے ساتھی، انہوں نے کہا: ہم ضرور ان کے قریب ایک مسجد بنائیں گے جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں۔^(۱)

بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا جائز ہے

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لئے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں۔ قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّأَيْنَهُمْ كَذِبًا وَيَقُولُونَ خُمْسَةً سَاءَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ

1.....حازن، الكهف، تحت الآية: ۲۱، ۲۰/۳، مدارك، الكهف، تحت الآية: ۲۱، ص ۶۴۶، ملقطاً.

رَجًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةً وَثَامِنًا كُلِّهِمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ
بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تَبَارَفُ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا
وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۴

ترجمہ کنزالایمان: اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ کا کتا
بات اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے انہیں نہیں جانتے مگر
تھوڑے تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی اور ان کے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو۔

ترجمہ کنز العرفان: اب لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں (جبکہ) چوتھا ان کا کتا ہے اور کچھ کہیں گے: وہ پانچ ہیں (اور) چھٹا
ان کا کتا ہے (یہ سب) بغیر دیکھے اندازے ہیں اور کچھ کہیں گے: وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ تم فرماؤ! میرا رب
ان کی تعداد خوب جانتا ہے۔ انہیں بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں۔ تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی جتنی ظاہر
ہو چکی ہے اور ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ نہ پوچھو۔

﴿سَيَقُولُونَ﴾: اب لوگ کہیں گے۔ واقعہ کے آخر میں ان کی تعداد کے متعلق لوگوں کے اختلاف کا بیان فرمایا اور اس کا
حل بھی ارشاد فرمایا اور وہی حل ہر اس مسئلہ کا ہے جو اہم نہ ہو اور جس کے جاننے سے کوئی خاص فائدہ نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا
کہ اب لوگ کہیں گے یعنی عیسائی جیسا کہ ان میں سے سیدنا می آدمی نے کہا کہ وہ تین ہیں جبکہ چوتھا ان کا کتا ہے اور
عاقب نامی آدمی نے کہا کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے۔ یہ سب بغیر دیکھے اندازے ہیں یعنی یہ دونوں اندازے غلط
ہیں وہ نہ تین ہیں نہ پانچ۔ اور کچھ کہیں گے: وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے اور یہ کہنے والے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ
نے ان کے قول کو ثابت رکھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے علم حاصل کر کے
کہا۔ تم فرماؤ! میرا رب ان کی تعداد خوب جانتا ہے کیونکہ تمام جہانوں کی تمام تفصیلات اور گزشتہ و آئندہ کی کائنات کا علم

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ہی کو ہے یا جس کو وہ عطا فرمائے۔ مزید فرمایا کہ اصحاب کہف کی تعداد کو بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ میں انہیں قلیل میں سے ہوں جن کا آیت میں استثناء فرمایا۔ آیت کے آخر میں مزید فرمایا کہ ان کے بارے میں اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر اتنی ہی جتنی ظاہر ہو چکی ہے اور ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ نہ پوچھو۔^(۱)

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝۲۲ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ
وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ اَنْ يَّهْدِيَنِي سَرِيًّا لِاقْرَبَ
مِنْ هٰذَا سَرَشِدًا ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کروں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے اور یوں کہہ کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر راسخی کی راہ دکھائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہرگز کسی چیز کے متعلق نہ کہنا کہ میں کل یہ کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور جب تم بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کرو اور یوں کہو کہ قریب ہے کہ میرا رب اس واقعے سے زیادہ قریب ہدایت کا کوئی راستہ دکھائے۔

﴿اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾: مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ ﴿یہاں دو آیتوں میں اسلامی تعلیمات کی ایک بنیادی چیز بیان فرمائی کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ارادے میں اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ضرور کہا کرے، چنانچہ فرمایا گیا کہ اور ہرگز کسی چیز کے متعلق نہ کہنا کہ میں کل یہ کرنے والا ہوں مگر ساتھ ہی یہ کہا کرو کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے تو میں کر لوں گا، مراد یہ ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ایسا کروں گا، بغیر اِنْ شَاءَ اللّٰهُ کے نہ کہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ نے رسول کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جب روح، اصحاب کہف اور حضرت ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کیا تھا تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ نہیں فرمایا تھا تو کئی روز وحی نہیں آئی

۱..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ۲۲، ۳/۲۰۶-۲۰۷، ملخصاً.

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

﴿وَأَذِّنْ لِرَبِّكَ إِذَا نَسِيتَ: اور جب تم بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کر لو۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لو۔ یاد آنے کی مدت کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ اگرچہ ایک سال بعد یاد آئے اور امام حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا ہے کہ جب تک اس مجلس میں رہے، ان شاء اللہ کہہ لے۔ (2)

اس آیت کے معنی سے متعلق تفسیروں میں کئی قول مذکور ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے ”اگر کسی نماز کو بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کر لے۔“ (3) نماز کے بارے میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو نماز پڑھنا بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے (اس وقت) نماز پڑھ لے، اس کا یہی کفارہ ہے۔“ (4)

﴿وَقُلْ عَسَى: اور یوں کہو کہ قریب ہے۔﴾ ارشاد فرمایا ”یوں کہو کہ قریب ہے کہ میرا رب میری نبوت پر دلائل کیلئے اصحابِ کہف کے اس واقعے سے زیادہ قریب ہدایت کا کوئی راستہ دکھائے یعنی ایسے معجزات عطا فرمائے جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ ظاہر دلالت کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے احوال کا بیان اور غیوب کا علم اور قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا بیان اور چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور حیوانات کا حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی رسالت کی گواہی دینا، وغیرہ۔“ (5)

وَلِبَثْوَانِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝٣٥ قُلِ اللَّهُ
أَعْلَمُ بِمَا لِبَثْوَانٍ لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ
مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۝٣٦ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝٣٦

1..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ٢٣-٢٤، ٢٠٧/٣.

2..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ٢٤، ٢٠٧/٣.

3..... مدارك، الکہف، تحت الآیة: ٢٤، ص ٦٤٨.

4..... بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب من نسی صلاة فليصل اذا ذكرها... الخ، ٢١٧/١، الحديث: ٥٩٧.

5..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ٢٤، ٢٠٨/٣، جمل، الکہف، تحت الآیة: ٢٤، ٤١٠-٤١١، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نوا پر۔ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے سب غیب وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے اس کے سوالن کا کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے اور نو سال زیادہ۔ تم فرماؤ: اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے۔ آسمانوں اور زمین کے سب غیب اسی کے لیے ہیں، وہ کتنا دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ ان کیلئے اس کے سوا کوئی مددگار نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اصحاب کہف کے قیام کی مدت بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ اس مدت میں جھگڑا کریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا فرمانا برحق ہے لہذا تم ان سے کہہ دو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ وہ لوگ کتنا ٹھہرے تھے، خواہ وہ ان کے غار میں سونے والی مدت ہو یا تب سے لے کر اب تک کی مدت ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کے سب غیبوں کا علم اسی کو ہے، کوئی ظاہر اور کوئی باطن اس سے چھپا نہیں۔ اس حصے کا شانِ نزول یہ ہے کہ نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا کہ تین سو برس تک ٹھیک ہیں اور نو کی زیادتی کیسی ہے، اس کا ہمیں علم نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

وَأْتِلْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝۱۷

ترجمہ کنزالایمان: اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب تمہیں وحی ہوئی اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے۔

①.....حازن، الکہف، تحت الآية: ۲۶، ۲۰۸/۳.

ترجمہ کنز العرفان: اور اپنے رب کی کتاب سے اس وحی کی تلاوت کرو جو آپ کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تم ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤ گے۔

﴿وَإِذْ نُنزِّلُ الْكُرْآنَ لَكَ فَخَسَىٰ لَكَ بِهِ بَعْضٌ مِّنْهُ فَصِرْتُمْ سَكَتًا﴾ اور تلاوت کر۔ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے واقعے پر مشتمل آیات نازل فرمادیں تو اس آیت میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہیں اور کفار کی ان باتوں کی پروا نہ کریں کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیں یا اسے تبدیل کر دیں۔ اللہ عزوجل کی باتوں کو بدلنے پر کوئی قادر نہیں۔^(۱)

قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے اگرچہ سمجھ میں نہ آئے

اس آیت مبارکہ میں تلاوت کا بیان اصحاب کہف کے واقعے کے اختتام کے طور پر ہے لیکن قرآن پاک کے عمومی الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مُطْلَقاً بھی قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے، سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ
وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطْمَئِنِّ
مَنْ أَعْقَلْنَا قُلُوبَهُ عَنْ دِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝۲۸

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں دنیا کی زندگی چاہتے ہوئے انہیں چھوڑ کر اوروں پر نہ پڑیں اور اس کی بات نہ مان جس کا دل ہم



۱.....ابوسعود، الکہف، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ۳/۳۷۶-۳۷۷.

نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

﴿الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعُدْوَةِ وَالْعَشِيِّ: صُوحٍ وَشَامٍ﴾ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ سردارانِ کفار کی ایک جماعت نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ ہمیں عُرْبَاء اور شکتہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے۔ اگر آپ انہیں اپنی صحبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لانے سے خلقِ کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱) اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو فرمایا گیا کہ اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں یعنی جو اخلاص کے ساتھ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

آیت ”وَاصِدٌ نَفْسِكَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیتِ مبارکہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔

- (۱)..... نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی تربیت خود ربِّ العالمین عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے جیسے یہاں ہوا کہ ایک معاملہ درپیش ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی خود تربیت فرمائی اور آپ کی کمال کی طرف رہنمائی فرمائی۔
- (۲)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھوں کے ساتھ رہنا اچھا ہے اگرچہ وہ فقراء ہوں اور بروں کے ساتھ رہنا برا ہے اگرچہ وہ مالدار ہوں۔
- (۳)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح و شام خصوصیت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنا بہت افضل ہے۔ قرآنِ پاک میں بطورِ خاص صبح و شام کے ذکر کو بکثرت بیان فرمایا ہے، جیسے اس آیت میں بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں میں ہے۔
- (۴)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو صالحین سے بطورِ خاص محبت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔
- (۵)..... صالحین کی دو علامتیں بھی اس آیت میں بیان فرمائیں اول یہ کہ وہ صبح و شام اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے ہیں اور دوسری یہ کہ ہر عمل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خوشنودی کے طلبگار ہوتے ہیں۔
- (۶)..... مزید اس آیت میں دنیا داروں کی طرف نظر رکھنے اور ان کی پیروی سے ممانعت کے بارے میں حکم ہے۔ اس حکم

①..... روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۲۸، ۲۳۸/۵.

میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ غافلوں، متکبروں، ریاکاروں، مالداروں کی نہ مانا کریں اور ان کے مال و دولت پر نظر نہ جمائیں بلکہ مخلص، صالح، غرباء و مساکین کے ساتھ تعلق رکھیں اور ان ہی کی اطاعت کیا کریں۔ دنیا کی محبت میں گرفتار مالداروں کی بات ماننا دین کو برباد کر دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو بات سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ مال اور مالدار فی نفسہ نہ برے ہیں اور نہ اچھے بلکہ مال کا غلط استعمال اور ایسے مالدار برے ہیں اور چونکہ مالدار عموماً نفس پرستی میں پڑ جاتے ہیں اسی لئے ان کی مذمت زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک حکم حدیث مبارک میں ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میری امت میں سے کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس اس لئے جاتے ہیں تاکہ ان سے دنیا حاصل کر لیں اور اپنے دین کو ان سے جدار کھتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ کانٹے والے درخت سے پھل توڑنے میں کانٹے ہی ہاتھ آتے ہیں اسی طرح وہ ان کے قرب میں گناہوں سے نہیں بچ سکتے۔“ (1)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”اگر علماء علم حاصل کرنے کے بعد اسے محفوظ رکھتے اور اسے اہل لوگوں کے سامنے پیش کرتے تو اہل زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے اسے دنیا والوں پر اپنی دنیا حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا اس وجہ سے ذلیل ہو گئے۔ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا ہے ”جو شخص کی ساری فکر آخرت کے متعلق ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غموں سے اس کی کفایت فرمائے گا اور جو شخص دنیاوی امور میں پریشان ہوتا رہے گا اللہ تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں چاہے وہ کسی وادی میں بھی گر کر مرے۔“ (2)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص علم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ دنیاوی مقاصد کے لئے حاصل کرے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو ہرگز نہیں پائے گا۔“ (3)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ قَفْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ اِنَّا

①..... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، ۱۶۶/۱، الحدیث: ۲۵۵.

②..... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، ۱۶۷/۱، الحدیث: ۲۵۷.

③..... ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغير الله، ۴۵۱/۳، الحدیث: ۳۶۶۴.

أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۖ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۖ وَإِنْ يَسْتَعِثُّوا نُيُغَاثُوا
بِسَاءٍ كَالنَّهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ ۖ بِئْسَ الشَّرَابُ ۖ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے بیشک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد ہی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے بیشک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد اس پانی سے پوری کی جائے گی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے منہ کو بھون دے گا۔ کیا ہی برا پینا اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

﴿وَقُلْ: اور فرما دو۔﴾ یعنی تم فرما دو کہ حق تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور حق و باطل ظاہر ہو چکا ہے لہذا میں تو مسلمانوں کو ان کی غربت کے باعث تمہاری دل جوئی کے لئے اپنی مجلس مبارک سے جدا نہیں کروں گا، جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے اور خود ہی اپنے انجام کو سوچ لے اور سمجھ لے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ظالموں یعنی کافروں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ پیاس کی شدت سے پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد اس پانی سے پوری کی جائے گی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے منہ کو بھون دے گا۔ کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا: وہ روغن زیتون کی تلچھٹ کی طرح گاڑھا پانی ہے۔^(۱) اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب وہ منہ کے قریب کیا جائے گا

①.....حازن، الکھف، تحت الآية: ۲۹، ۲۰۹/۳.

تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔ (۱) اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ وہ پگھلایا ہو اور انگ اور پیتل ہے۔ (۲)

گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت

اس آیت مبارکہ میں ہر اس مسلمان کے لئے بھی بڑی نصیحت ہے جو ظلم اور گناہ کرنے میں مصروف ہے، اسے اپنے گناہوں پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرنا اور نیک اعمال میں مصروف ہو جانا چاہئے ورنہ یاد رکھے کہ مرنے کے بعد کا سفر انتہائی طویل ہے، جہنم کی گرمی بڑی شدید ہے، اہل جہنم کا پانی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح اور جہنمیوں کی پیپ ہے اور جہنم کی قید بہت سخت ہے۔ جہنم کے سب سے کم عذاب کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جہنم میں سب سے کم عذاب جس شخص کو ہوگا اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (۳) اور حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اہل جہنم میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جسے آگ کی دو جوتیاں تسموں سمیت پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے اس کا دماغ ایسے کھول رہا ہوگا جیسے پتیلی میں پانی جوش سے کھولتا ہے، وہ سمجھ رہا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب مجھے دیا گیا ہے حالانکہ اسے سب سے کم عذاب (دیا گیا) ہوگا۔ (۴) جب سب سے کم عذاب والے کا یہ حال ہوگا تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جسے اس سے زیادہ عذاب دیا جا رہا ہوگا۔

ایک بچے کی عبرت انگیز حکایت

یہاں ایک بچے کی عبرت انگیز حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت مالک بن دینار رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه فرماتے ہیں:

میں ایک بچے کے پاس سے گزرا، وہ مٹی کے ساتھ کھیل رہا تھا اور (اس دوران) کبھی وہ ہنسنا شروع کر دیتا اور کبھی رونے لگ جاتا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے سلام کروں تو میرے نفس نے مجھے منع کیا، میں نے کہا: اے نفس! نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بچوں اور بڑوں کو سلام کیا کرتے تھے، پھر میں نے اسے سلام کیا تو اس نے کہا ”وعلیک السلام ورحمة اللہ،

①.....ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۲۶۲/۴، الحدیث: ۲۵۹۲.

②.....حازن، الکھف، تحت الآیة: ۲۹، ۲۰۹/۳.

③.....مسلم، کتاب الایمان، باب اهل النار عذاباً، ص ۱۳۴، الحدیث: ۳۶۱ (۲۱۱).

④.....مسلم، کتاب الایمان، باب اهل النار عذاباً، ص ۱۳۴، الحدیث: ۳۶۴ (۲۱۳).

اے مالک!۔ میں نے کہا: آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا: عالم ملکوت میں میری روح نے آپ کی روح سے ملاقات کی تھی تو اس نے مجھے پہچان کر وادی جو زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ میں نے کہا: نفس اور عقل میں فرق کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نفس وہ ہے جس نے آپ کو سلام کرنے سے منع کیا اور عقل وہ ہے جس نے آپ کو سلام کرنے پر ابھارا۔ میں نے کہا: تم مٹی سے کیوں کھیل رہے ہو؟ اس نے کہا: میں مٹی سے اس لئے کھیل رہا ہوں کہ ہم اسی سے پیدا ہوئے اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ میں نے کہا: تم کبھی روتے اور کبھی ہنستے کیوں ہو؟ اس نے کہا: جب مجھے اپنے رب کا عذاب یاد آتا ہے تو میں رونا شروع کر دیتا ہوں اور جب مجھے اس کی رحمت یاد آتی ہے تو میں ہنسنے لگتا ہوں۔ میں نے کہا: اے میرے بچے! تمہارے نامہ اعمال میں تو کوئی گناہ نہیں جس کی وجہ سے تم روؤ، کیونکہ تم تو مُکَلَّف ہی نہیں ہو۔ اس نے کہا: آپ ایسی بات نہ کریں کیونکہ میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ وہ بڑی لکڑیوں کو چھوٹی لکڑیوں کے ذریعے ہی جلاتی ہے۔^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ
عَمَلًا ۖ ﴿۲۰﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ
سُدُسٍ ۖ وَأَسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ ۖ نِعْمَ الثَّوَابُ ۗ ط
وَحَسَنَتْ مُرْتَفَقًا ۗ ع ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیک ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔ ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے

۱.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۲۹، ۲۴۲/۵.

کریب اور قنادیز کے پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی اچھی آرام کی جگہ۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے عمل کرنے والے ہوں۔ ان کے لیے ہیٹنگی کے باغات ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں، انہیں ان باغوں میں سونے کے نگنن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کے باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ یہ کیا ہی اچھا ثواب ہے اور جنت کی کیا ہی اچھی آرام کی جگہ ہے۔

﴿جَنَّتٌ عَدْنٍ﴾ ہیٹنگی کے باغات۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے بلکہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا دیتے ہیں اور ان کا اجر جناتِ عدن یعنی ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں کہ نہ وہاں سے نکالے جائیں اور نہ کسی کو موت آئے۔ پھر مزید یہ کہ ہر جنتی کو سونے اور چاندی اور موتیوں کے نگنن پہنائے جائیں گے (جیسا کہ دیگر آیات میں ہے)۔⁽¹⁾ صحیح حدیث میں ہے کہ وضو کا پانی جہاں پہنچتا ہے وہ تمام اعضاءِ جنتی زیورات سے آراستہ کئے جائیں گے۔⁽²⁾ مزید فرمایا کہ وہ انتہائی خوبصورت قسم کے ریشمی لباس پہنے ہوں گے کوئی باریک ہوگا اور کوئی موٹا ریشم اور وہ جنت میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور شاہانہ شان و شکوہ کے ساتھ ہوں گے۔

ریشمی لباس اور سونے چاندی کا زیور دنیا میں صرف عورتوں کے لئے حلال ہے

یاد رہے کہ ریشمی لباس اور سونے چاندی کے نگنن جنتی لباس ہیں، دنیا میں عورتوں کیلئے حلال اور مردوں کیلئے حرام ہیں۔ اس بارے میں بکثرت احادیث مبارکہ ہیں، ان میں سے 4 احادیث درج ذیل ہیں۔

(1)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔“⁽³⁾

(2)..... حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔“⁽⁴⁾

①..... حازن، الکھف، تحت الآية: ٣٠-٣١، ٢١٠/٣، روح البيان، الکھف، تحت الآية: ٣١، ٢٤٣/٥، ملقطاً.

②..... مسلم، کتاب الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، ص ١٥١، الحديث: ٤٠ (٢٥٠).

③..... نسائی، کتاب الزينة، تحريم لبس الذهب، ص ٨٣٦، الحديث: ٥٢٧٥.

④..... بخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال... الخ، ٥٩/٤، الحديث: ٥٨٣٢.

- (3)..... حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔⁽¹⁾
- (4)..... صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے خطبہ میں فرمایا: رسولُ اللهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے، مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر۔⁽²⁾ یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جاسکتی ہے۔

ریشم کے لباس سے متعلق چند مسائل

یہاں ریشم کے لباس سے متعلق چند شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

- (1)..... ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی خالص ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا (یعنی لمبائی کے رخ) سوت ہو اور بانا (یعنی چوڑائی کے رخ) ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لیے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔⁽³⁾
- (2)..... عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اور اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔⁽⁴⁾
- (3)..... مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔⁽⁵⁾

1..... بخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال... الخ، ٥٨/٤، الحدیث: ٥٨٢٨.

2..... مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء... الخ، ص ١١٤٩، الحدیث: ١٥ (٢٠٦٩).

3..... ہدایہ، کتاب الکراہیة، فصل فی اللبس، ٣٦٥-٣٦٦، در مختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ٥٨٠/٩.

4..... عالمگیری، کتاب الکراہیة، الباب التاسع فی اللبس ما یکره من ذلك وما لا یکره، ٣٣١/٥.

5..... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ٥٨١/٩.

- (4)..... ریشم کا لحاف اوڑھنا ناجائز ہے کہ یہ بھی پہننے میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔ (1)
نوٹ: مزید مسائل کی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ 16 سے ”لباس کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ
وَوَحَفَ قُتُوبَهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے سامنے دو آدمیوں کا حال بیان کرو کہ ان میں سے ایک آدمی کیلئے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے اور ان دونوں باغوں کو کھجوروں سے ڈھانپ دیا اور ان کے درمیان میں کھیتی بھی بنا دی۔

﴿وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو۔ ﴿اس پورے رکوع میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دو آدمیوں کا یعنی ایک مسلمان اور ایک کافر کا حال بیان کیا ہے اور ہر کافر و مومن دونوں کو دعوتِ فکری دی ہے کہ اس واقعے میں غور کر کے اپنا اپنا انجام سمجھیں۔ اب اصل بیان شروع ہوتا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان دو مردوں کا حال یہ ہے ان میں سے ایک آدمی یعنی کافر کیلئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انگوروں کے دو باغ بنا دیئے اور ان دونوں باغوں کو کھجوروں سے ڈھانپ دیا اور ان کے درمیان میں کھیتی بھی بنا دی یعنی انہیں نہایت بہترین ترتیب کے ساتھ مرتب کیا۔ آس پاس سبز باغ ہو اور بیچ میں ہر اکھیر اکھیت ہو تو دیکھنے میں بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس سے مالک اپنی تمام ضروریات پوری کر لیتا ہے، کھیت سے غذا اور باغ سے پھل حاصل ہوتے ہیں۔

مجتہد کا قیاس برحق ہے

اس آیت میں مسلمان اور کافر کو دو آدمیوں کے احوال پر اپنی حالت کو قیاس کرنے کا فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا

1..... عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلك وما لا یکرہ، ۳۳۱/۵.

کہ قیاس مجتہد برحق ہے۔

كُنَّا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلَمْ مِنْهُ شَيْئًا ۗ وَفَجَّرْنَا خِلْفَهَا
نَهْرًا ۗ وَكَانَ لَهُ شَرَجٌ فُقَالٌ لِّصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ
مَالًا ۗ وَاعْرُضْنَا ۙ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی۔ اور وہ پھل رکھتا تھا تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ اس سے رد و بدل کرتا تھا میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: دونوں باغوں نے اپنے اپنے پھل دیدیے اور اس میں کچھ کمی نہ کی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر جاری کر دی۔ اور اس آدمی کے پاس پھل تھے تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے فخر و غرور کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ (اس سے کہا) میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور افراد کے اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوں۔

﴿كُنَّا الْجَنَّتَيْنِ: دونوں باغ۔﴾ ارشاد فرمایا کہ دونوں باغوں نے اپنے اپنے پھل دیدیے اور اس میں کچھ کمی نہ کی اور دونوں کے بیچ اللہ تعالیٰ نے ایک نہر جاری کر دی۔ یعنی کھجور اور انگور، دونوں باغوں میں ہی خوب بہا ر آئی، پھل خوب لگے جبکہ باغ کے بیچ میں موجود نہر نے باغ کی خوبصورتی اور زینت میں بھی اضافہ کر دیا اور وہ باغ کے تروتازہ رہنے کا باعث بھی ہوئی۔ ﴿وَكَانَ لَهُ شَرَجٌ: اور اس کے پاس پھل تھے۔﴾ مزید فرمایا کہ اس باغ والے کافر آدمی کے پاس باغ کے علاوہ اور بھی بہت سا مال و اسباب جیسے سونا، چاندی وغیرہ ہر قسم کا مال تھا تو وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اترتے ہوئے اور اپنے مال پر فخر کرتے ہوئے کہنے لگا اور وہ اس سے فخر و غرور کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ کہنے لگا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور افراد کے اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوں یعنی میرا کنبہ قبیلہ بڑا ہے اور ملازم، خدمت گار، نوکر چاکر بھی میرے پاس بہت ہیں۔ (1)

1..... حازن، الکہف، تحت الآیة: ۳۴، ۳/۲۱۱، ملخصاً.

اس سے معلوم ہوا کہ شیخی مارنا کفار کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت پر حمد الہی کرنا مومن کا کام۔ اسی طرح مومن کو ذلیل جاننا کفار کا کام ہے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اپنے باغ میں گیا حالانکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہنے لگا: میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی فنا ہوگا۔

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهُ﴾ اور وہ اپنے باغ میں گیا۔ ﴿یہاں سے اس کافر کی غافلانہ باتوں کی ابتداء ہوتی ہے چنانچہ وہ باغات کا مالک مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے کر باغ میں گیا، وہاں اسے فخریہ طور پر ہر طرف لے کر پھرا اور مسلمان کو ہر ہر چیز دکھائی اور پھر باغ کی زینت و زیبائش اور رونق و بہار دیکھ کر مغرور ہو گیا اور کہنے لگا: میں گمان نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی فنا ہوگا یعنی ساری عمر مجھے پھل دیتا رہے گا۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر بھی تھا، ناشکر بھی اور متکبر بھی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی دولت غافل کے لئے زیادہ جرم کرنے کا باعث ہو جاتی ہے۔

وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۚ وَلَئِنْ رُشِدْتُ إِلَىٰ رَأْيِي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا
مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر کر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

۱.....خازن، الکہف، تحت الآیة: ۳۵، ۳/۲۱۱، ملخصاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو میں ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پالوں گا۔

﴿وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً﴾ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے۔ ﴿باغ کے کافر مالک نے کہا کہ مجھے تو اس بات کا گمان بھی نہیں ہے کہ قیامت قائم ہوگی جیسے تیرا گمان ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ قیامت نہ آئے گی اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو مجھے آخرت میں بھی اس دنیوی باغ سے بہتر باغ دیا جائے گا کیونکہ دنیا میں بھی میں نے بہترین جگہ پائی ہے۔^(۱)

آیت ”وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں

- (۱)..... برے اعمال کر کے جنت کی آس لگانی کافروں کا شیوہ ہے، جو کاشت کر کے گندم کاٹنے کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔
- (۲)..... دنیا میں مال ملنے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت سمجھنا کفار کا کام ہے۔

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهَا أَكْفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّكَ سَوًّا رَجُلًا ۖ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ
بِرَبِّي أَحَدًا ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اس کے ساتھی نے اس سے اُلٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نھرے پانی کی بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا۔ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں۔

۱..... حازن، الکھف، تحت الآية: ۳۶، ۲۱۱/۳، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اس کے ساتھی نے اس کی فخر و غرور کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے کہا: کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر تجھے بالکل صحیح مرد بنا دیا۔ لیکن (میں تو یہی کہتا ہوں کہ) وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا۔

﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: اس کے ساتھی نے اسے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب باتیں سن کر اس کافر کے مسلمان ساتھی نے اس کی فخر و غرور کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے کہا: کیا تو اس خداوندِ قدوس عزوجل کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا، پھر نطفہ سے اور پھر تجھے بالکل صحیح مرد بنا دیا یعنی اس نے تجھے عقل و بلوغ، قوت و طاقت عطا کی اور تو سب کچھ پا کر کافر ہو گیا۔ لہذا تو اس کو مان یا نہ مان لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ عزوجل ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب عزوجل کا شریک نہیں کرتا۔^(۱)

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِنَّ تَرَنِ
أَنَا قَلٌّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۚ

ترجمہ کنز الایمان: اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ میں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہتا: (یہ سب وہ ہے) جو اللہ نے چاہا، ساری قوت اللہ کی مدد سے ہی ہے۔ اگر تو مجھے اپنے مقابلے میں مال اور اولاد میں کم دیکھ رہا ہے۔

﴿قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ: تو کہتا: جو اللہ نے چاہا۔﴾ مسلمان نے اس کافر کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ ایسا کیوں نہ ہوا کہ تو اس سارے باغ اور اسباب پر اللہ عزوجل کی قدرت و نعمت کا معترف ہوتا اور اگر تو باغ دیکھ کر مَا شَاءَ اللَّهُ کہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اُس کے تمام محاصل و منافع اللہ تعالیٰ کی مَشِيئَتِ اور اس کے فضل و کرم سے ہیں اور سب کچھ اس کے

①.....حازن، الکھف، تحت الآیة: ۳۷-۳۸، ۲۱۱/۳، مدارک، الکھف، تحت الآیة: ۳۷-۳۸، ص ۶۵۲، ملتقطاً.

اختیار میں ہے، چاہے اس کو آبد رکھے اور چاہے ویران کرے، ایسا کہتا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا۔ اگر تو مجھے اپنے مقابلے میں مال اور اولاد میں کم سمجھ رہا تھا اور اس وجہ سے تکبر میں مبتلا تھا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا تو تو نے ایسا کیوں نہیں کہا جو اوپر بیان ہوا۔^(۱)

مسلمان اور کافر کا فرق

یہاں سے مسلمان اور کافر کا فرق واضح ہوا کہ کافر اپنے مال و دولت اور کامیابی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھتا ہے جبکہ مسلمان اپنی ہر کامیابی کو اللہ عزوجل کے فضل و کرم کی طرف منسوب کرتا ہے اور یہی توکل ہے کہ اسباب تو اختیار کئے جائیں لیکن نتیجہ اور ثمرہ کی توقع اللہ عزوجل سے کی جائے اور مؤخر حقیقی اسی کی ذات کو سمجھا جائے۔

آفات سے بچنے کا وظیفہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص کوئی پسندیدہ چیز دیکھ کر ”مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہے تو اسے نگاہ، نقصان نہیں پہنچائے گی۔^(۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی نعمت عطا کرے اور وہ چاہے کہ نعمت باقی رہے تو وہ کثرت سے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہے، پھر حضور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“،^(۳)

فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا
مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا ۝۳۰ أَوْ يُصْبِحَ مَا وَهَّغُوا رَأْفَلْنَ
تَسْتَبِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝۳۱

①.....حازن، الکھف، تحت الآية: ۳۹، ۲۱۱/۳، ملخصاً.

②.....کنز العمال، کتاب السحر والعین والکھانة، قسم الاقوال، الفصل الثانی، ۳۱۶/۳، الحدیث: ۱۷۶۶۶، الجزء السادس.

③.....معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ احمد، ۵۸/۱، الحدیث: ۱۵۵.

ترجمہ کنزالایمان: تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پر میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمادے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں گرا دے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے۔

﴿فَعَسَىٰ: تو قریب ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان نے مزید کہا کہ قریب ہے یعنی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمادے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں گرا دے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے کہ اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے اور اپنی زندگی ہی میں تو اس باغ کو برباد ہوتا ہوا دیکھے اور کف افسوس ملتا رہ جائے یا اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے اور نیچے چلا جائے کہ کسی طرح نکالنا نہ جاسکے۔^(۱) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عذاب آ گیا اور اگلی آیات میں اسی کا بیان ہے۔

وَأَحِيطَ بِشِرِّهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفِّهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝^(۳۲)
وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝^(۳۳)
هَذَاكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۝^(۳۴) هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝^(۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے پھل گھیر لیے گئے تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹہنیوں (چھتریوں) پر گرا ہوا تھا اور کہہ رہا ہے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔ اور اس کے پاس کوئی جماعت

۱.....حازن، الکہف، تحت الآية: ۴۰-۴۲، ۲۱۱/۳-۲۱۲، ملخصاً.

نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے (کے) قابل تھا۔ یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کے پھل گھیر لیے گئے تو وہ ان اخراجات پر اپنے ہاتھ ملتارہ گیا جو اس باغ میں خرچ کئے تھے اور وہ باغ اپنی چھتوں کے بل اوندھے منہ گرا ہوا تھا اور وہ مالک کہہ رہا ہے، اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔ اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ خود بدلہ لینے کے قابل تھا۔ یہاں پتہ چلتا ہے کہ تمام اختیار سچے اللہ کا ہے، وہ سب سے بہتر ثواب دینے والا اور سب سے اچھا انجام عطا فرمانے والا ہے۔

﴿وَأَحِيطَ بِشَرِّهِ﴾ اور اس کے پھل گھیر لئے گئے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اس کافر کے باغ پر عذاب آ گیا اور باغ کے ساتھ ساتھ اس کے دیگر ہر طرح کے مال و اسباب پھل ہلاکت میں گھیر لیے گئے اور باغ بالکل ویران ہو گیا تو وہ حسرت کے ساتھ ان اخراجات پر اپنے ہاتھ ملتارہ گیا جو اس نے باغ کی دیکھ بھال میں خرچ کئے تھے اور وہ باغ اپنی چھتوں کے بل اوندھے منہ گرا گیا، پھر اس حال کو پہنچ کر اسے مومن کی نصیحت یاد آئی اور وہ سمجھا کہ یہ اُس کے کفر و سرکشی کا نتیجہ ہے اور اس وقت وہ کہنے لگا کہ اے کاش! میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔^(۱)

﴿هُنَالِكَ﴾ یہاں پتہ چلتا ہے۔ ﴿آیت کے آخر میں اس واقعے کا سبق بیان فرمایا ہے کہ یہاں پتہ چلتا ہے اور ایسے حالات میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام اختیارات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں ہیں۔ وہی چاہے تو پھلوں سے لدے ہوئے باغات عطا فرمادے اور وہ چاہے تو ایک لمحے میں سب کچھ تہس نہس کر دے۔

وَأَضْرَبُ لَهُمْ مَثَلِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ
بِهِنَّ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيْبَاتٍ تَذُرُّ مَرُودًا الرِّيحُ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَى

1.....حازن، الکھف، تحت الآیة: ۴۲، ۲۱۲/۳.

كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہات بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے سامنے بیان کرو کہ دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پانی ہو جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا پھر وہ سوکھی گھاس بن گیا جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿وَاصْرَبْ لَهُمْ مَثَلِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا: اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو۔﴾ اس رکوع میں دنیوی زندگی کے قابل فنا ہونے اور قیامت کے حساب کتاب کے بارے میں سمجھایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، لوگوں کے سامنے دنیا کی حقیقت بیان کرو اور اس کے سمجھانے کیلئے اس مثال کا سہارا لو کہ دنیوی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے زمین کی ہریالی اور سرسبزی و شادابی، جو ہمارے نازل کئے ہوئے پانی کے سبب زمین سے نکلی ہو اور اس پانی کی وجہ سے زمین پر وہ شادابی اور تازگی پھیل جائے لیکن پھر کچھ ہی عرصے کے بعد وہ سبزہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور سوکھی ہوئی گھاس میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے ہوائیں ادھر سے ادھر اڑائے پھرتی ہیں اور اس کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔ فرمایا کہ دنیاوی زندگی کی مثال بھی ایسے ہی ہے کہ جس طرح سبزہ خوشنما ہونے کے بعد فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا، یہی حالت دنیا کی بے اعتبار حیات کی ہے اس پر مغرور و شیدا ہونا عقل مند کا کام نہیں اور یہ سب فنا و بقا اللہ کی قدرت سے ہے۔^(۱)

نوٹ: اس آیت میں بیان کی گئی مثال مزید تفصیل کے ساتھ سورہ یونس کی آیت نمبر ۲۴ میں گزر چکی ہے۔

الْبَالُ وَالْبُنُورُ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَقِيَّةُ الصَّلٰحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ

①..... روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۴۵، ۲۴۹/۵-۲۵۰، مدارک، الکہف، تحت الآیة: ۴۵، ص ۶۵۳، ملتقطاً.

رَبِّكَ ثَوَابًا وَحَيْرًا أَمَلًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی۔

ترجمہ کنزالعرفان: مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور امید کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہیں۔

﴿زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ دنیا کی زندگی کی زینت۔ ﴿دُنْيَا﴾ دنیا کے مال و اسباب کے بارے میں مزید فرمایا کہ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں کہ ان کے ذریعے دنیا میں آدمی فخر کرتا ہے اور انہیں دنیا کی سہولیات و لذات حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہے حالانکہ انہی چیزوں کو آخرت کا ذرا تیار کرنے کا ذریعہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مال و اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمالِ صالحہ آخرت کی اور اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندوں کو یہ سب عطا فرماتا ہے۔^(۱) دوسری چیز باقیاتِ صالحات ہیں، ان سے نیک اعمال مراد ہیں جن کے ثمرے انسان کے لئے باقی رہتے ہیں، جیسا کہ بیچ گانہ نمازیں اور تسبیح و تمجید اور جملہ عبادات۔ حدیث شریف میں ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے باقیاتِ صالحات کی کثرت کا حکم فرمایا۔ عرض کی گئی: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھنا۔^(۲) البتہ یہ یاد رہے کہ مال اور اولاد فی نفسہ تو اگرچہ دنیا ہیں لیکن یہی دو چیزیں آخرت کیلئے عظیم زائرہ بھی بن سکتی ہیں کیونکہ اگر مال کو راہِ خدا میں خرچ کیا اور خصوصاً کوئی صدقہ جاریہ کا کام کیا تو یہی مال نجات کا ذریعہ بنے گا اور یونہی اگر اولاد کی اچھی تربیت کی اور نیکی کے راستے پر لگایا تو ان کی نیکیوں کا ثواب بھی ملے گا اور اس کے ساتھ اولاد کی دعائیں بھی ملتی رہیں گی۔

①.....خازن، الکہف، تحت الآية: ۴۶، ۲۱۲/۳-۲۱۳.

②.....مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ۱۵۰/۴، الحدیث: ۱۱۷۱۳.

وَيَوْمَ نُسِئِرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۗ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ
مِنْهُمْ أَحَدًا ۝۳۷

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو چھوڑ نہ دیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے (جس پر پہاڑ وغیرہ کچھ بھی نہ ہوگا) اور ہم لوگوں کو اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔

﴿وَيَوْمَ نُسِئِرُ الْجِبَالَ﴾ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے۔ ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ﴾ دنیا کی فنایت اور اسباب دنیا کی حقیقت بیان کرنے کے بعد اب قیامت کی ہولناکی کا بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یاد کرو جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے کہ وہ اپنی جگہ سے اُکھڑ کر بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے جس پر نہ کوئی پہاڑ ہوگا، نہ درخت، نہ عمارت بلکہ ایک چٹیل میدان ہوگا۔ اور ہم لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے اور میدان قیامت میں حاضر کر دیں گے۔^(۱)

وَعَرْضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا ۖ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۗ
بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور سب تمہارے رب کے حضور پر اباندھے پیش ہوں گے بیشک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے۔

1..... حازن، الکہف، تحت الآية: ۴۷، ۲۱۳/۳، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور سب تمہارے رب کی بارگاہ میں صفیں باندھے پیش کئے جائیں گے، بیشک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت نہ رکھیں گے۔

﴿وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ﴾ اور سب تمہارے رب کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ یہاں قیامت واقع ہونے کے بعد کی منظر کشی کی گئی ہے کہ سب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں صفیں باندھے پیش کئے جائیں گے، ہر ہر امت کی جماعت کی قطاریں علیحدہ علیحدہ ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: بیشک تم ہمارے پاس ویسے ہی ننگے بدن، ننگے پاؤں، مال و زر سے خالی ہو کر آئے جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور پھر جو قیامت کے منکرین ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تمہارا تو گمان یہ تھا کہ قیامت نہیں آئے گی اور تمہارے لئے حساب و کتاب کا کوئی وعدہ نہیں ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام نے جو تمہیں اس وعدے سے خبردار کیا تھا اسے تو تم نے تسلیم ہی نہیں کیا تھا۔^(۱)

غافل مسلمانوں کے لئے نصیحت

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت اور اس کے قہر و جلال کی صفت کے اظہار اور اس کے عدل کے آثار کی طرف اشارہ ہے تاکہ جو لوگ سو رہے ہیں وہ اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اور غفلت کے شکار لوگ قیامت کے دن نجات پانے کے اسباب اختیار کر کے اور اپنے پوشیدہ و اعلانیہ معاملات درست کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے خطاب کا جواب دینے کی تیاری کریں کیونکہ اسی کی طرف ہر ایک کو لوٹنا ہے اور جو پیشی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی وہی سب سے بڑی پیشی ہے اور وہ کسی بادشاہ کے سامنے پیش ہونے کی طرح نہ ہوگی۔ حضرت عتبہ خواص رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: میرے پاس حضرت عتبہ غلام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک رات ٹھہرے تو وہ اتاروئے کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ میں نے ان سے کہا: آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کی یاد نے محبت کرنے والوں کی رگیں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔

مروانی خلفاء میں سے ساتویں خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے حضرت ابو حازم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کہا ”ہم آخرت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا ”کیونکہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کیا اور اپنی آخرت کو ویران

1..... مدارك، الکہف، تحت الآیة: ۴۸، ص ۶۵۴، ملخصاً.

کر دیا اس لئے تم آبادی سے ویرانی کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔ سلیمان بن عبد الملک نے کہا: اے ابو حازم! رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ، آپ نے سچ کہا، اے کاش میں جان سکتا کہ کل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لئے کیا ہوگا! حضرت ابو حازم رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا ”اگر تم چاہو تو یہ بات جان سکتے ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں اسے (اللہ تعالیٰ کی کتاب میں) کس جگہ پاسکتا ہوں؟ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۱۵﴾ وَإِنَّ الْفَجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿۱۶﴾ (1)

سلیمان بن عبد الملک نے کہا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کس طرح ہوگی؟ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا ”نیک لوگ تو ایسے پیش ہوں گے جیسے وہ پیش ہی نہیں ہوئے اور وہ اپنے اہل و عیال کی طرف شاداں و فرحان واپس آجائیں گے اور گناہگار اس طرح پیش ہوں گے جیسے بھاگے ہوئے غلام کو اس کے آقا کے سامنے باندھ کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبد الملک بہت رویا۔ (2)

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اَجَل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے ٹونکل بھی یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وَوَضَعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْجُرْمِينَ مُسْفِقِينَ مَسَافِيهِ وَيَقُولُونَ
يُؤَيِّتْنَا مَالٍ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا
وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں

1.....انفطار: ۱۳، ۱۴.

2.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۴۸، ۲۵۳/۵.

گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

توجه: کُنْزُ الْعَرَفَانِ: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس میں جو (لکھا ہوا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری خرابی! اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو گھیرا ہوا ہے اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

﴿وَوَضَعَ الْكِتَابَ: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا۔﴾ یہاں قیامت کا وہ اہم اور نازک ترین مرحلہ بیان کیا گیا ہے جہاں جنتی اور جہنمی ہونے کا اعلان ہونا ہے کہ ہر بندے کا نامہ اعمال اس کو دیا جائے گا، مومن کا دائیں ہاتھ میں اور کافر کا بائیں میں۔ اس وقت نامہ اعمال کو دیکھ کر جو برے لوگوں کی حالت ہوگی وہ دہشت انگیز ہوگی کہ وہ نامہ اعمال دیکھ کر ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری خرابی! اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو گھیرا ہوا ہے، ایک ذرے کے برابر بھی کوئی گناہ ہوگا تو وہ نامہ اعمال میں درج ہوگا اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا، نہ کسی پر بغیر جرم عذاب کرے گا اور نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے گا۔ حضرت فضیل بن عیاض رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تو کہتے: ہائے بربادی، اے لوگو! کبیرہ گناہوں سے پہلے صغیرہ گناہوں کے بارے میں اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع کر لو۔^(۱)

صغیرہ گناہوں سے بھی بچیں

اس آیت مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ خاص طور پر کبیرہ گناہوں سے بچے اور اس کے ساتھ ساتھ صغیرہ گناہوں سے بھی خود کو بچانے کی کوشش کرے کیونکہ قیامت کے دن صغیرہ اور کبیرہ ہر طرح کے گناہ نامہ اعمال میں لکھے ہوئے ملیں گے اور اس دن ہر شخص اپنے اعمال کے درخت کا پھل پائے گا۔ کثیر احادیث میں صغیرہ گناہوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اے

①.....قرطبی، الکہف، تحت الآیة: ۴۹، ۳۰/۵، الجزء العاشر.

عائشہ! رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، ان گناہوں سے تم بھی پرہیز کرو جنہیں تم حقیر سمجھتی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بھی سوال ہوگا۔ (1)

حضرت سہیل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”تم ان گناہوں سے بچو جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو، ان گناہوں کی مثال اس قوم (کے لوگوں) کی طرح ہے جو ایک وادی میں اترے تو ایک شخص ایک لکڑی لے آیا اور دوسرا شخص دوسری لکڑی لے آیا یہاں تک کہ انہوں نے اتنی لکڑیاں جمع کر لیں جنہیں جلا کر انہوں نے اپنی روٹیاں پکالیں (یعنی لکڑیوں کو آگ لگانے کیلئے چھوٹی لکڑیوں کو آگ لگائی جس سے بڑی لکڑیوں کو بھی آگ لگ گئی، گویا یہی حال صغیرہ گناہوں کے ارتکاب سے کبیرہ تک جانے کا ہے)، اور بے شک صغیرہ گناہ کرنے والے کا جب مؤاخذہ کیا جاتا ہے تو یہ گناہ اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ (2)

علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”(اس حدیث میں چھوٹے گناہوں سے بچنے کا فرمایا گیا) کیونکہ جس طرح چھوٹی نیکیاں بڑی نیکیاں کرنے کا سبب بن جاتی ہیں اسی طرح صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ، کبیرہ یعنی بڑے گناہوں کے ارتکاب کا سبب بن جاتے ہیں، امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”صغیرہ گناہوں میں سے بعض گناہ دوسرے گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں حتیٰ کہ اصل سعادت فوت ہو جاتی ہے اور خاتمہ کے وقت ایمان سے ہی محرومی ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ جسے چاہے صغیرہ گناہ پر عذاب دیدے اور جس کے لئے چاہے کبیرہ گناہ بخش دے۔ (3)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط كَانَ مِنَ
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ط أَفْتَتَخَذُونَ هِ ذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي
وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ط بئس لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝

1..... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الذنوب، ۴/۴۸۸، الحدیث: ۴۲۴۳.

2..... معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۵/۲۷۸، الحدیث: ۷۳۲۳.

3..... فیض القدير، حرف الهمزة، ۳/۱۶۴، تحت الحدیث: ۲۹۱۶.

توجیہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کہ تو م جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو اور وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برابر ملا۔

توجیہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا: آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، وہ جنوں میں سے تھا تو وہ اپنے رب کے حکم سے نکل گیا تو (اے لوگو!) کیا تم اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کیلئے کیا ہی برابر ہے۔

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا: آدم کو سجدہ کرو۔﴾ اس پورے رکوع میں اللہ عزوجل نے شیطان کے ابتدائی کردار کا بیان کیا اور لوگوں کو سمجھایا کہ جس طرح وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کر کے مردود ہوا، تم اس طرح نہ کرنا اور اس کی اطاعت و اتباع سے بچنا۔ اب آیت کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرمایا، یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے طور پر انہیں سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو جنوں کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور ابلیس نے حکم الہی کے باوجود حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کیا بلکہ تکبر (و حسد) کا راستہ اختیار کیا اور اپنے رب عزوجل کے حکم سے نکل گیا تو (اے لوگو!) کیا تم اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہو اور وہ یوں کہ بجائے میری بندگی کے ان کی بندگی میں مبتلا ہوتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور جب وہ تمہارے دشمن ہیں تو تمہیں تو ان سے ہوشیار اور درور ہنا چاہیے نہ کہ تمہیں ان سے دوستی کرنی چاہئے اور یاد رکھو کہ شیطان، اس کی اولاد اور شیطان کے فرمانبردار سب ظالم ہیں اور ظالموں کیلئے بہت برابر ہے۔^(۱)

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝۵۱

۱.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۵۰، ۲۵۵/۵، ملقطاً.

ترجیہ کنز الایمان: نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انہیں سامنے بٹھالیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں۔

ترجیہ کنز العرفان: نہ میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت حاضر رکھا تھا اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میں گمراہ کرنے والوں کو مددگار بنانے والا ہوں۔

﴿مَا أَشْهَدُ لَهُمْ: میں نے انہیں حاضر نہ رکھا تھا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ شیطان، اس کی اولاد نیز جن بتوں یا چیزوں کو مشرکین اللہ عزوجل کا شریک ٹھہراتے ہیں ان میں سے کسی کو نہ تو اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت حاضر رکھا تھا اور نہ خود ان کے بناتے وقت حاضر رکھا تھا۔ مراد یہ ہے کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں اللہ عزوجل کی ذات متفرد اور یگانہ ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک عمل ہے، نہ کوئی مشیر کار، پھر اس کے سوا اور کسی کی عبادت کس طرح درست ہو سکتی ہے۔^(۱)

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَأَى الْبُجْرُمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾

ترجیہ کنز الایمان: اور جس دن فرمانے گا کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے۔ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

ترجیہ کنز العرفان: اور یاد کرو جس دن اللہ فرمانے گا: میرے ان شریکوں کو پکارو جنہیں تم (میرا شریک) گمان کرتے

1.....حازن، الکہف، تحت الآیة: ۵۱، ۲۱۵/۳، مدارک، الکہف، تحت الآیة: ۵۱، ص ۶۵۵، ملنقطاً.

تھے تو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ شریک انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان بنا دیں گے۔ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ: أَوْرَجَسُ دِنٌ﴾ ارشاد فرمایا کہ اور یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ کفار سے فرمائے گا: اب تم میرے ان شریکوں کو پکارو جنہیں تم میرا شریک سمجھتے تھے تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن ان کے شریک انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان بتوں اور بت پرستوں کے درمیان اور اہل حق اور گمراہوں کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان بنا دیں گے جس میں وہ اہل باطل اور ان کے بت پڑے رہیں گے۔ مَوْبِقٌ يَأْتُو دُوزَخَ كَا اِيك طَبَقَهٗ هٖ يَا اِس سٖ مَرَادُ مَطْلَقًا هَلَاكَتِ كِي جَكَ هٖ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ مَوْبِقٌ جَهَنَّمَ كِي اِيك وَاوِي كَا نَامُ هٖ۔⁽¹⁾

﴿وَسَاءَ الْمُجْرِمُونَ النَّاسَ: أَوْرَجَم دُوزَخَ كُو دِيكِي هٖ هٖ﴾ یعنی جب مجرموں کو جہنم کی طرف چلایا جائے گا تو وہ جہنم کو دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ اب وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے کیونکہ جہنم ہر طرف سے انہیں گھیر لے گی۔⁽²⁾

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۗ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَالًا ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال طرح طرح سے بیان فرمائی اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

1.....خازن، الكهف، تحت الآية: ۵۲، ۲۱۵/۳، مدارك، الكهف، تحت الآية: ۵۲، ص ۶۵۵، ملقطاً.

2.....روح البيان، الكهف، تحت الآية: ۵۲، ۲۵۹/۵.

﴿فِي هَذَا الْقُرْآنِ﴾ اس قرآن میں۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال مختلف انداز سے بیان فرمائی تاکہ لوگ انہیں سمجھیں اور نصیحت حاصل کریں لیکن اکثریت کی حالت یہ ہے کہ وہ نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ آگے سے فضول میں بحث مباحثہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ آیت میں فرمایا کہ انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑا لو ہے۔ یہ آیت اگرچہ بطور خاص نصر بن حارث نامی کافر یا ابی بن خلف کافر کے بارے میں نازل ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں تمام کفار داخل ہیں جو حق کو تسلیم کرنے کی بجائے آگے سے صرف بحث و مباحثہ ہی کرتے ہیں اور اس آیت کے عموم میں تمام لوگ ہی داخل ہیں کیونکہ یہ انسان کی عمومی عادت ہے کہ وہ فوراً بات کو تسلیم نہیں کرتا اگرچہ وہ حق بات ہی کیوں نہ ہو بلکہ بحث مباحثہ کرتا ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا أَسْمَاءَهُمْ
إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ أَلَا وَلا يَن آوِيَاتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور آدمیوں کو کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب ہدایت ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے معافی مانگتے مگر یہ کہ ان پر انگوٹوں کا دستور آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب آئے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے مغفرت مانگنے سے کس چیز نے روکا سوائے اس کے کہ ان پر بھی پہلے لوگوں کا طریقہ آجائے یا ان پر بہت سی قسموں کا عذاب آجائے۔

﴿إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى﴾ جب ان کے پاس ہدایت آگئی۔ یہ کلام اس انداز میں ہے جیسے کوئی شخص سمجھانے کے باوجود بار بار غلط حرکتیں کرتا رہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ لگتا ہے کہ جناب کو صرف جو توں کی ضرورت ہے۔ مراد یہ ہوتا ہے کہ اب تمہارا علاج یہی ہے۔ یہی بات کفار سے کہی گئی کہ ہدایت کی تعلیم آجانے کے بعد اب انہیں ایمان لانے اور استغفار کرنے سے صرف اسی بات نے روکا ہوا ہے کہ ان پر بھی پہلے لوگوں جیسا عذاب آئے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِنَا وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے والے اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو مٹاویں اور انہوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر انہیں سنائے گئے تھے ان کی ہنسی بنالی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈر کی خبریں سنانے والے بنا کر ہی بھیجتے ہیں اور کافر باطل باتوں کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے حق بات کو مٹا دیں اور انہوں نے میری نشانیوں کو اور جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا اسے مذاق بنا لیا۔

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ﴾: اور ہم رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈر کی خبریں سنانے والے بنا کر ہی بھیجتے ہیں۔ ﴿اور شاد فرمایا کہ ہم رسولوں کو ان کی امتوں کی طرف بھیجتے ہیں تاکہ وہ ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو ثواب اور جنت کے درجات کی خوشخبری دیں جبکہ کافروں اور گناہگاروں کو عذاب اور جہنم کے درجات سے ڈرانے والی خبریں سنائیں لیکن کافر باطل باتوں کے ذریعے ان رسولوں سے جھگڑا کرتے ہیں، مثلاً اُن سے کہتے ہیں کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتا، اور وہ یہ جھگڑا اس لئے کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے اُس حق بات کو مٹا دیں جو رسولوں کے ساتھ ہے، چنانچہ اس طرزِ عمل کے ذریعے کافروں نے میری وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیوں کو اور جس عذاب سے انہیں ڈرایا جاتا تھا اسے مذاق بنا لیا۔^(۱)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ
يَدَاؤُهُ إِنَّا جَاعِلُنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ط

①.....روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۵۶، ۲۶۰/۵.

وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور اس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرائی اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے۔

ترجمہ کنزالعوفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور ان اعمال کو بھول جائے جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ بیشک ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں تاکہ قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیئے ہیں اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز کبھی ہدایت نہ پائیں گے۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب عز و جل کے کلام قرآن مجید کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور ان آیات میں سوچ بچار اور غور و فکر نہ کرے اور کفر وغیرہ ان اعمال کے انجام کو بھول جائے جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ بیشک ہم نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں تاکہ قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیئے ہیں تاکہ وہ حق کو نہ سکیں اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں تو جب بھی ہرگز کبھی ہدایت نہ پائیں گے کیونکہ ان کی قسمت میں ہی کفر کرنا لکھا ہوا ہے۔ (1)

وَرَبُّكَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ ۖ كَوَيْئًا أَخَذَهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ لَهُمْ الْعَذَابُ ۖ بَلْ لَّهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٥﴾

1..... روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ٥٧، ٢٦٠-٢٦١، مدارک، الکہف، تحت الآیة: ٥٧، ص ٦٥٦، ملتقطاً.

ترجہ کنزالایمان: اور تمہارا رب بخشنے والا مہر والا ہے اگر وہ انہیں ان کے کئے پر پکڑتا تو جلدان پر عذاب بھیجتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے۔

ترجہ کنزالعرفان: اور تمہارا رب بڑا بخشنے والا، رحمت والا ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی بنا پر پکڑ لیتا تو جلدان پر عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدے کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے۔

﴿وَمَا بِكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ﴾ اور تمہارا رب بڑا بخشنے والا، رحمت والا ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور مہلت کا بیان ہے کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے کہ کروڑوں گناہ کرنے کے بعد بھی اگر کوئی مغفرت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ بخش دیتا ہے اور ساری زندگی گناہوں میں گزارنے کے باوجود بھی اگر کوئی زندگی کے آخری لمحات میں توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔ یہ شانِ مغفرت بھی ہے اور شانِ رحمت بھی، اور شانِ رحمت میں یہ بھی داخل ہے کہ اس نے مہلت دی ہوئی ہے اور عذاب دینے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ کفر و گناہ کے باوجود لوگوں کو دنیا کا رزق دیتا رہتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر وہ لوگوں کو دنیا ہی میں ان کے اعمال کی بنا پر پکڑ لیتا تو جلدان پر عذاب بھیج دیتا لیکن اس کی رحمت ہے کہ اُس نے مہلت دی اور عذاب میں جلدی نہ فرمائی۔ بلکہ ان کے لیے ایک وعدے کا وقت مقرر کر دیا یعنی قیامت کا دن۔ اس دن البتہ ساری مہلتیں ختم ہو جائیں گی اور اس دن کوئی پناہ نہ ہوگی۔

وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْتُمُ لَهَا ظَلْمًا وَجَعَلْنَا لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝۵۹

ترجہ کنزالایمان: اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا۔

ترجہ کنزالعرفان: اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی بربادی کیلئے ایک وعدہ کر رکھا تھا۔

﴿وَتِلْكَ الْقُرَىٰ﴾ اور یہ بستیاں۔ ﴿کفار کو سمجھانے کیلئے اب پچھلی قوموں کے انجام کو اجمالی طور پر بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان بستیوں کے رہنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور وہ بستیاں ویران ہو گئیں۔ ان بستیوں سے قوم لوط، عاد

اور ثمود وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔ تو جیسے وہ بستیاں اپنے کفر اور سرکشی کی وجہ سے برباد ہوئی ہیں ایسے تم بھی ہو سکتے ہو۔

سورہ کہف کی آیت نمبر 57 تا 59 سے حاصل ہونے والی معلومات

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”ان آیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(1)..... ہدایت کے اسباب اگرچہ مکمل طور پر جمع ہوں اس کے باوجود لوگ ان سے اس وقت تک ہدایت حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی ایمان لا سکتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال نہ ہو۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھ سکتے۔“ (1)

(2)..... اہل باطل حق کو باطل اور باطل کو حق دیکھتے ہیں اور یہ ان کے قلبی اندھے پن اور عقلوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہے تو وہ انبیاء اور اولیاء کے مقام سے جاہل اور گمراہ ہونے کی وجہ سے ان سے جھگڑتے ہیں اور حق کو باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اہل حق انبیاء اور اولیاء کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں اور کسی عناد اور جھگڑے کے بغیر سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں تو انہیں حق حق نظر آتا ہے اور وہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور باطل باطل نظر آتا ہے اور وہ اس سے بچتے ہیں۔

(3)..... دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت مومن اور کافروں کو عام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کا رزق منقطع کر کے ان کا مؤاخذہ نہیں فرماتا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت مومن کے ساتھ اور عذاب کافر کے ساتھ خاص ہے۔ (2)

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦﴾

1..... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب، ۵۲/۳، الحدیث: ۴۱۰۴.

2..... روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ۵۹، ۲۶۲/۵.

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرونوں چلا جاؤں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا: میں مسلسل سفر میں رہوں گا جب تک دو سمندروں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ: اور یاد کرو جب موسیٰ نے فرمایا۔﴾ اس رکوع سے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا حضرت خضر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس علم سیکھنے کے لئے جانے والے قصہ کو بیان کیا گیا ہے۔ آیت میں جن کا ذکر ہے وہ مشہور پیغمبر اور جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ بن عمران عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تورات اور کثیر معجزات عطا فرمائے تھے۔ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے خادم کا نام حضرت یوشع بن نون ہے، یہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی خدمت و صحبت میں رہتے اور آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے علم حاصل کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بعد حضرت یوشع ہی آپ کے ولی عہد بنے۔ آیت میں مذکور واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا، اس کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے۔ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ”اے موسیٰ! عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، تم سے بڑے عالم حضرت خضر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہیں۔ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اللہ تعالیٰ سے ان کا پتہ پوچھا تو ارشاد فرمایا: مجمع بحرین میں رہتے ہیں، وہاں کی نشانی یہ بتائی، کہ جہاں بھی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جائے اور پانی میں سرنگ بن جائے، وہاں حضرت خضر عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے خادم سے فرمایا: میں مسلسل سفر میں رہوں گا جب تک کہ مشرق کی جانب دو سمندروں یعنی بحر فارس اور بحر روم کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا اگر وہ جگہ دور ہو تو مدتوں تک چلتا رہوں گا۔ پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔ (1)

1.....تفسیر کبیر، الکہف، تحت الآیة: ٦٠، ٤٧٧/٧، روح البیان، الکہف، تحت الآیة: ٦٠، ٢٦٢/٥-٢٦٣، مدارک، الکہف، تحت الآیة: ٦٠، ص ٦٥٧، ملقطاً.

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعے سے حاصل ہونے والی معلومات

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعے سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

- (1)..... علم کے لئے سفر کرنا اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔
- (2)..... استاد کے پاس جانا اور اسے گھر نہ بلانا سنت ہے۔
- (3)..... علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے۔
- (4)..... سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے۔
- (5)..... سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے۔
- (6)..... استاد کا ادب کرنا ضروری ہے۔
- (7)..... استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔
- (8)..... جہاں تک ہو سکے پیر کامل کے فعل کی تاویل کرنی چاہیے اور اس سے بدظن نہیں ہونا چاہیے جبکہ وہ واقعی پیر کامل اور شریعت کا سچا عامل ہو۔
- (9)..... علم صرف کتاب سے نہیں آتا بلکہ استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے۔
- (10)..... بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔
- (11)..... اپنے آپ کو استفادہ کرنے سے مُسْتَعْنٰی نہیں سمجھنا چاہیے۔

فَلَبَّا بَلْعَامَ جَمْعَ بَيْنَهُمَا نَسِيًا حَوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ①

توجہ کنز الایمان: پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی۔

توجہ کنز العرفان: پھر جب وہ دونوں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے اور اس مچھلی نے سمندر

میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَا: پھر جب وہ دونوں پہنچے۔﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے، وہاں ایک پتھر کی چٹان اور چشمہ حیات تھا۔ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آرام فرمایا اور حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو کرنے لگے۔ اسی دوران بھنی ہوئی مچھلی زمبیل میں زندہ ہو گئی اور تڑپ کر دریا میں گری، اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک محراب سی بن گئی۔ حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے مچھلی کا واقعہ ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ اپنی مچھلی بھول گئے اور اس مچھلی نے سمندر میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا۔^(۱)

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي آتَاكَ مَا كُنَّا نَسْتَدْعِيكَ فَأَسْرَفْنَا سِرَافًا فَكَرِهْنَاهُ كَرَاهِيًّا ۝۲۲

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب وہ وہاں سے گزر گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا: ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے اس سفر سے بڑی مشقت کا سامنا ہوا ہے۔

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا: پھر جب وہ وہاں سے گزر گئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ پھر جب وہ دونوں اس جگہ سے گزر گئے اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے کا وقت آیا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادم سے فرمایا: ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے اس سفر سے بڑی مشقت کا سامنا ہوا ہے۔ تھکان بھی ہے بھوک کی شدت بھی ہے۔ اور یہ بات جب تک مَجْمَعُ الْبُحْرَيْنِ پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی اور جب منزل مقصود سے آگے بڑھ گئے تو تھکن اور بھوک معلوم ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ وہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ

①.....روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۱، ۵/۲۶۴-۲۶۵.

الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ کے یفرمانے پر خادمانے نے معذرت کی اور یہ کہا، جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔^(۱)

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَآتَى نَسِيتَ الْحُوتَ وَمَا
أَنْسِيَهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝۲۳
قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ فَأَرْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝۲۴ فَوَجَدَا
عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اتَّبِعَهُ رَاحِبَةً مِّنْ عِبْدِنَا وَعَلَيْنَا مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝۲۵

توجہ کتنا الایمان: بولا بھلا دیکھتے توجہ ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے
شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا مذکور کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی اچھا ہے۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہم
چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے۔ تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس
سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

توجہ کتنا العرفان: خادمانے عرض کی: سنئے! جب ہم نے اس چٹان کے پاس (آرام کیلئے) ٹھکانہ بنایا تھا تو بیشک میں
مچھلی (کے متعلق بتانا) بھول گیا تھا اور مجھے شیطان ہی نے اس کا ذکر کرنا بھلا دیا اور (ہوا یہ ہے کہ) مچھلی نے سمندر میں اپنا
راستہ بڑا عجیب بنایا۔ موسیٰ نے فرمایا: یہی تو ہم چاہتے تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے واپس لوٹ گئے۔ تو
ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت دی تھی اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔

﴿قَالَ: موسیٰ نے فرمایا۔﴾ حضرت یوشع بن نون عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی بات سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے
فرمایا ”مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے مقصد حاصل ہونے کی علامت ہے۔ جن کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں
ہوگی۔ چنانچہ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات کی پیروی کرتے ہوئے واپس لوٹے۔“^(۲)

①.....خازن، الکھف، تحت الآية: ۶۲، ۲۱۸/۳، ملخصاً.

②.....مدارک، الکھف، تحت الآية: ۶۴، ص ۶۵۸، ملخصاً.

﴿فَوَجَدَا: تو انہوں نے پایا۔﴾ یعنی جب وہ دونوں بزرگ واپس اسی جگہ پہنچے تو وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جو چادر اوڑھے آرام فرما رہا تھا۔ یہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ لفظ خضر لغت میں تین طرح سے آیا ہے۔ (1) ”خا“ کے نیچے زیر اور ضاد کے اوپر جزم کے ساتھ یعنی خضر۔ (2) ”خا“ کے اوپر زبر اور ضاد کے اوپر جزم کے ساتھ یعنی خضر۔ (3) ”خا“ کے اوپر زبر اور ضاد کے نیچے زیر کے ساتھ یعنی خضر۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں بیٹھتے یا نماز پڑھتے ہیں وہاں اگر گھاس خشک ہو تو سرسبز ہو جاتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بلیا بن ماکان اور کنیت ابوالعباس ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہزادے تھے اور آپ نے دنیا ترک کر کے زہد اختیار فرمایا تھا۔ (1)

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں مزید دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ ایک یہ کہ اسے ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت دی تھی۔ اس رحمت سے نبوت مراد ہے یا ولایت یا علم یا لمی زندگی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولی تو بالیقین ہیں جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”سیدنا خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا“ (2) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”معمتد و مختار یہ ہے کہ وہ (یعنی حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی ہیں اور دنیا میں زندہ ہیں۔“ (3)

دوسری یہ کہ اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔ علم لدنی سے مراد غیب کا علم ہے۔ (4) بعض مفسرین نے فرمایا علم لدنی وہ ہے جو بندے کو الہام کے ذریعے حاصل ہو۔ (5)

①..... روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ۲۶۷/۵، حازن، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ۲۱۸/۳، ملقطاً.

②..... فتاویٰ رضویہ، ۳۶/۲۰۱۔

③..... فتاویٰ رضویہ، ۲۸/۶۱۰۔

④..... بیضاوی، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ۵۱۰/۳، جلالین، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ص ۲۴۹، مدارک، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ص ۶۵۸.

⑤..... مدارک، الکہف، تحت الآیۃ: ۶۵، ص ۶۵۸.

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی برکت

بزرگان دین فرماتے ہیں ”جو حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ان کی ولدیت اور کنیت کے ساتھ (یعنی ابوالعباس بلیا بن مکان) یاد رکھے گا ان شاء اللہ عزوجل اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔“ (1)

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَٰ رُشْدًا ۖ ﴿٦٦﴾

توجہ کنز الایمان: اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔

توجہ کنز العرفان: اس سے موسیٰ نے کہا: کیا اس شرط پر میں تمہارے ساتھ رہوں کہ تم مجھے وہ درست بات سکھا دو جو تمہیں سکھائی گئی ہے۔

﴿قَالَ لَهُ مُوسَىٰ﴾ اس سے موسیٰ نے کہا۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے ہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا: کیا اس شرط پر میں آپ کے ساتھ رہوں کہ آپ مجھے وہ درست بات سکھا دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے۔ (2)

آیت ”هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئی

(1)..... آدمی کو علم کی طلب میں رہنا چاہئے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔

①.....صاوی، الکھف، تحت الآیة: ۶۵، ۴/۱۲۰۷.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الکھف، باب واذ قال موسیٰ لفتاہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین ... الخ، ۳/۲۶۵،

الحديث: ۴۷۲۵.

(2)..... آدمی کو چاہئے کہ اپنے سے بڑے علم والے کے ساتھ (خواہ وہ استاد ہو یا کوئی اور) عاجزی اور ادب سے پیش آئے۔ (1)

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو جواب دیا وہ اگلی آیت میں

مذکور ہے۔

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ

تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: جواب دیا: آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور آپ اس بات پر کس طرح صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ ناپسندیدہ اور ممنوع کام دیکھنا پڑیں گے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ممکن ہی نہیں کہ وہ ممنوع کام دیکھ کر صبر کر سکیں۔ (2)

﴿وَكَيفَ تَصْبِرُ: اور آپ کس طرح صبر کریں گے۔﴾ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس ترک صبر کا عذر بھی خود ہی بیان فرمادیا اور فرمایا ”اور آپ اس بات پر کس طرح صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں اور ظاہر میں وہ ممنوع ہیں۔ (3)

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

①..... مدارك، الكهف، تحت الآية: ٦٦، ص ٦٥٨.

②..... خازن، الكهف، تحت الآية: ٦٧، ٢١٩/٣.

③..... خازن، الكهف، تحت الآية: ٦٨، ٢١٩/٣، مدارك، الكهف، تحت الآية: ٦٨، ص ٦٥٨، ملتقطاً.

فرمایا کہ ایک علم اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا۔ (1)
مفسرین و محدثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ باطن اور مکاشفہ کا ہے اور یہ اہل کمال کے لئے باعثِ فضل ہے۔ (2)

قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۖ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۗ

ترجمہ کنز الایمان: کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔ کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

ترجمہ کنز العرفان: موسیٰ نے کہا: اگر اللہ چاہے گا تو عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ کہا، تو اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کسی شے کے بارے میں سوال نہ کرنا جب تک میں خود آپ کے سامنے اس کا ذکر نہ کر دوں۔

﴿قَالَ﴾ یعنی حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو آپ میرے کسی ایسے عمل کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرنا جو آپ کی نظر میں ناپسندیدہ ہو جب تک میں خود آپ کے سامنے اس کا ذکر نہ کر دوں۔ (3)

شاگرد اور مرید کے لئے ایک ادب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مرید کے آداب میں سے ہے کہ وہ اپنے استاد اور پیر کے افعال پر زبان

1.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الکہف، باب واذ قال موسیٰ لفتاہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین... الخ، ۳/۲۶۵، الحدیث: ۴۷۲۵.

2.....جمل، الکہف، تحت الآیة: ۶۸، ۴/۴۱۱.

3.....حازن، الکہف، تحت الآیة: ۷۰، ۳/۲۱۹.

اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمادیں۔^(۱)

فَانطَلَقَا^{وقفہ} حَتَّىٰ اِذَا رَاكِبًا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۗ قَالَ اٰخَرُ قَوْمًا يَتَّبِعُونَ
اَهْلَهَا ۗ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِمْرًا ۙ ﴿۴۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
صَبْرًا ۙ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ اَمْرِي عُسْرًا ۙ ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو بیشک یہ تم نے بری بات کی۔ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے۔ کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے کشتی کو چیر ڈالا۔ موسیٰ نے کہا: کیا تم نے اسے اس لیے چیر دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کر دو، بیشک یہ تم نے بہت برا کام کیا۔ کہا: کیا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے۔ موسیٰ نے کہا: میری بھول پر میرا مواخذہ نہ کرو اور مجھے میرے کام کی طرف سے مشکل میں نہ ڈالو۔

﴿فَانطَلَقَا﴾: پھر وہ دونوں چلے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کشتی کی تلاش میں ساحل کے کنارے چلنے لگے۔ جب ان کے پاس سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں نے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو پہچان کر بغیر معاوضہ کے سوار کر لیا، جب کشتی سمندر کے بیچ میں پہنچی تو حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے کھاڑی کے ذریعے اس کا ایک تختہ یادو تختہ اکھاڑ ڈالے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا: کیا تم نے اس کشتی کو اس لیے چیر دیا تاکہ کشتی

۱..... مدارك، الكهف، تحت الآية: ۷۰، ص ۶۵۸، ابو سعود، الكهف، تحت الآية: ۷۰، ۳/۳۹۴، ملخصاً.

والوں کو غرق کر دو، بیشک یہ تم نے بہت برا کام کیا۔ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: کیا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے۔^(۱)

﴿قَالَ لَا تَأْخُذْ بِنِي:﴾ کہا: میرا مواخذہ نہ کرو۔ ﴿یعنی﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عذر خواہی فرمائی کہ میں آپ سے کیا وعدہ بھول گیا تھا لہذا اس پر میرا مواخذہ نہ کریں۔

فَانْطَلَقَا ^{وقفۃ} حَتَّىٰ اِذَا لَقِيَا غُلَمًا فَقَتَلَهُ ۗ قَالَ اَقْتَلْتَنِي ۙ فَسَا زَكِيَّةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ ۗ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا كَرِيحًا ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بیشک تم نے بہت بری بات کی۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب انہیں ایک لڑکا ملا تو اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: کیا تم نے کسی جان کے بدلے کے بغیر ایک پاکیزہ جان کو قتل کر دیا۔ بیشک تم نے بہت ناپسندیدہ کام کیا ہے۔

﴿فَانْطَلَقَا:﴾ پھر دونوں چلے۔ ﴿یعنی﴾ کشتی سے اتر کر وہ دونوں چلے اور ایک ایسے مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے۔ وہاں انہیں ایک لڑکا ملا جو کافی خوبصورت تھا اور حد بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا وہ لڑکا جوان تھا اور ہزنی کیا کرتا تھا۔ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پھر نہ رہا گیا اور آپ نے فرمایا: کیا تم نے کسی جان کے بدلے کے بغیر ایک پاکیزہ جان جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا کو قتل کر دیا؟ بیشک تم نے بہت ناپسندیدہ کام کیا ہے۔^(۲)

①.....روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ: ۷۱-۷۲، ۲۷۷/۵، ملخصاً.

②.....حازن، الکہف، تحت الآیۃ: ۷۴، ۲۱۹/۳-۲۲۰، ملخصاً.

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۲۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	کنز العرفان	شیخ الحدیث و التفسیر ابوالصالح المقتدی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتب التفسیر و علوم القرآن

1	تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	تفسیر ابن ابی حاتم	حافظ عبدالرحمن بن محمد بن ادريس رازی ابن ابی حاتم، متوفی ۳۴۷ھ	مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، ریاض ۱۴۱۷ھ
3	تاویلات اهل السنہ	امام ابو منصور محمد بن منصور ماتریدی، متوفی ۳۳۳ھ	پشاور
4	تفسیر سمرقندی	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
5	تفسیر ثعلبی	ابو اسحاق احمد ثعلبی، متوفی ۴۲۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
6	تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فرابغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر بیضاوی	ناصر الدین عبد اللہ بن ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
10	تفسیر مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
11	تفسیر حازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	مطبعہ مبینیہ، مصر ۱۳۱۷ھ
12	البحر المحيط	ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
13	تفسیر ابن کثیر	ابو فداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

باب المدینہ کراچی	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر جلالین	14
دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر ڈر مشور	15
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تناسق الدرر	16
دارالفکر، بیروت ۱۴۲۳ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	الاتقان	17
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۸ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	الاکلیل	18
دارالفکر، بیروت	علامہ ابوسعود محمد بن مصطفیٰ عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	تفسیر ابو سعود	19
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ	قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	حاشیہ الشہاب علی البیضاوی	20
پشاور	شیخ احمد بن ابی سعید ملاً جیون جوئیوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	تفسیرات احمدیہ	21
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	روح البیان	22
باب المدینہ کراچی	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفی ۱۲۰۴ھ	تفسیر جمل	23
دارالفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	تفسیر صاوی	24
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	روح المعانی	25
مکتبہ المدینہ، کراچی	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	خزانة العرفان	26
پیر بھائی کمپنی، مرکز الاولیاء لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نور العرفان	27

کتاب الحدیث و متعلقاته

دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	حافظ معمر بن راشد اذدی، متوفی ۱۵۳ھ	کتاب الجامع	1
دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عسبی، متوفی ۲۳۵ھ	مصنف ابن ابی شیبہ	2
دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	مسند امام احمد	3
دارالکتب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دارمی	4

5	بخاری	امام ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بخاری، متوفى ٢٥٦ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ هـ
6	مسلم	امام ابو الحسين مسلم بن حجاج قشيري، متوفى ٢٦١ هـ	دار ابن حزم، بيروت ١٤١٩ هـ
7	ابن ماجه	امام ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه، متوفى ٢٤٣ هـ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢٠ هـ
8	ابوداود	امام ابوداود سليمان بن اشعث سجستاني، متوفى ٢٤٥ هـ	دار احياء التراث العربي، بيروت ١٤٢١ هـ
9	ترمذی	امام ابو عيسى محمد بن عيسى ترمذی، متوفى ٢٤٩ هـ	دار الفكر، بيروت ١٤١٢ هـ
10	مسند البزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفى ٢٩٢ هـ	مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة ١٤٢٣ هـ
11	سنن نسائي	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي، متوفى ٣٠٣ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٦ هـ
12	سنن الكبرى	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي، متوفى ٣٠٣ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ هـ
13	مسند ابو يعلى	امام ابو يعلى احمد بن علي بن ثقي موصلي، متوفى ٣٠٤ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨ هـ
14	معجم الكبير	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠ هـ	دار احياء التراث العربي، بيروت ١٤٢٢ هـ
15	معجم الأوسط	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٠ هـ
16	معجم الصغير	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٠٣ هـ
17	مستدرک	امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري، متوفى ٤٠٥ هـ	دار المعرفة، بيروت ١٤١٨ هـ
18	حلية الاولياء	حافظ ابو عويمر احمد بن عبد الله اصفهاني شافعي، متوفى ٤٣٠ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ هـ
19	مسند الشهاب	امام ابو عبد الله محمد بن سلامة قضاعي، متوفى ٤٥٢ هـ	مؤسسة الرسالة، بيروت ١٤٠٥ هـ
20	سنن الكبرى	امام ابو بکر احمد بن حسين بن علي بيهقي، متوفى ٤٥٨ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ هـ
21	شعب الإيمان	امام ابو بکر احمد بن حسين بن علي بيهقي، متوفى ٤٥٨ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ هـ
22	مسند الفردوس	ابوشجاع شيرويه بن شهر دار بن شيرويه ديلمي، متوفى ٥٠٩ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٠٦ هـ
23	شرح السنة	امام ابو محمد حسين بن مسعود بغوي، متوفى ٥١٦ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ هـ
24	ابن عساکر = تاريخ دمشق	امام ابو قاسم علي بن حسن شافعي، متوفى ٥٤١ هـ	دار الفكر، بيروت ١٤١٥ هـ

25	التريغيب والترهيب	امام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي منذري، متوفى ٦٥٦ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٨ هـ
26	مشكاة المصابيح	علامه ولي الدين تمريزي، متوفى ٤٣٢ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٢ هـ
27	المطالب العاليه	حافظ احمد بن علي بن حجر عسقلاني، متوفى ٨٥٢ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٢ هـ
28	جامع صغير	امام جلال الدين بن ابى بكر سيوطي، متوفى ٩١١ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٥ هـ
29	جمع الجوامع	امام جلال الدين بن ابى بكر سيوطي، متوفى ٩١١ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢١ هـ
30	كنز العمال	علي متقي بن حسام الدين هندي برهان پوري، متوفى ٩٤٥ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٩ هـ

كتب شروح الحديث

1	عمدة القارى	امام بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد عيني، متوفى ٨٥٥ هـ	دار الفكر، بيروت ١٣١٨ هـ
2	فيض القدير	علامه محمد عبدالرؤف مناوي، متوفى ١٠٣١ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٢ هـ
3	مرآة المناجیح	حكيم الامت مفتي احمد يار خان نعیمی، متوفى ١٣٩١ هـ	مکتبۃ اسلاميه، مرکز الاولياء لاہور

كتب العقائد

1	المعتمد المستند	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفى ١٣٢٠ هـ	برکاتی پبلشرز، کراچی ١٣٢٠ هـ
2	الدولة المکیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفى ١٣٢٠ هـ	مؤسسة رضا، لاہور ١٣٢٢ هـ

كتب الفقه

1	هدايه	امام برهان الدين علي بن ابى بكر غنياني، متوفى ٥٩٣ هـ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
2	تبیین الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زلیعی حنفی، متوفى ٤٣٣ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٠ هـ
3	در مختار	علامه علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفى ١٠٨٨ هـ	دار المعرفه، بیروت ١٣٢٠ هـ
4	عالمگیری	علامه بهام مولانا شیخ نظام، متوفى ١١٦١ هـ وجماعة من علماء الهند	دار الفكر، بیروت ١٣٠٣ هـ
5	ردّ المحتار	علامه محمد امین ابن عابدین شامی، متوفى ١٢٥٢ هـ	دار المعرفه، بیروت ١٣٢٠ هـ

6	فتاوى رضويه	اعلى حضرت امام احمد رضا خان، متوفى ١٣٢٠هـ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
7	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفى ١٣٦٤هـ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتاب التصوف

1	رسائل ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفى ٢٨١هـ	مکتبۃ العصریہ، بیروت ١٣٢٦هـ
2	احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفى ٥٠٥هـ	دار صادر، بیروت ٢٠٠٠ء
3	منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفى ٥٠٥هـ	مؤسسۃ السیر وان، بیروت ١٣١٦هـ
4	کیماے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفى ٥٠٥هـ	انتشارات گنجیہ، تہران

کتاب السیرة والطبقات

1	سیرت ابن ہشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری معافری، متوفى ٢١٣هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣٢٢هـ
2	الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منبج ہاشمی المعروف بابن سعد، متوفى ٢٣٠هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣١٨هـ
3	طبقات الصوفیة	ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی، متوفى ٣١٢هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣١٩هـ
4	بہجۃ الاسرار	نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف لخمی شطرنوی، متوفى ٤١٣هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣٢٣هـ
5	طبقات اولیاء	ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری شافعی المعروف بابن ملتن، متوفى ٨٠٠هـ	مکتبۃ الخانی، قاہرہ ١٣١٥هـ
6	المواہب اللدنیة	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفى ٩٢٣هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣١٤هـ
7	الطبقات الکبری	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفى ٩٤٣هـ	دار الفکر، بیروت ١٣١٩هـ
8	سیرت مصطفیٰ	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفى ١٢٠٦هـ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الکتاب المتفرقة

1	معرفة الصحابه	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد صہبانی، متوفى ٢٣٠هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣٢٢هـ
2	عیون الحکایات	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی، متوفى ٥٩٤هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣٢٢هـ
3	صفة الصفوة	جمال الدین ابو الفرج ابن جوزی، متوفى ٥٩٤هـ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٣٢٣هـ

ضمیمہ فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
112	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہونی چاہئے	482	عقائد متعلقہ ذات باری تعالیٰ اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے
317	رضاءِ الہی کی نیت کے بغیر نیک عمل کرنے پر ثواب نہیں ملتا	513	قرآن مخلوق نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے
90	اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قانون اچھے اعمال کو برے اعمال سے بدل دینے پر نعمت واپس لے لینا تو مومن کے زوال سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے	311	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت و قدرت اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنے برے افعال کی دلیل بنانا اور اس کے حکم کی پروا نہ کرنا جہالت ہے
118	اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اور اس کی تسبیح و تحمید و تکبیر رغبت کے بغیر اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہنا بھی مقام شکر ہے	356	ہوائی جہاز کی پرواز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال کیا جاسکتا ہے
119	ذکر میں دل نہ لگے تو شیطان وسوسہ ڈال کر ذکر سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، اس وسوسے سے بچنا چاہئے	51	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت و حفاظت مصائب و مشکلات آنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے
411	سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے کے 3 فضائل کا بیان	239	اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے
412	اسماءِ الہیہ کی تجلیات ہوتی ہیں جن کا اثر انہیں پڑھنے والے پر پڑتا ہے	245	اولاد کے سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ تھے
469	ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کی حیثیت کے مطابق ہے	285	ہمیں جانوروں کا مالک اور انہیں ہمارا تابع بنا دینا ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے
529	اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے 3 فضائل کا بیان	166	اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی پر فوراً سزا نہیں دیتا تا کہ نافرمان کو توبہ کی مہلت اور موقع مل جائے
28	اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنا اور عبادت میں مصروف سے بہتر ہے	28	مخلوق کے مقابلے میں یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت سب سے بہتر ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
444	والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم کا بیان	273	ہونا غم کا بہترین علاج ہے
108	اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب کا بیان	530	تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے 2 فضائل کا بیان
	قرآن وحدیث اور اقوال بزرگان دین میں قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کی بہت ترغیب دی گئی ہے		دین اسلام
510	دنیا و آخرت کے تمام امور میں عدل اور احسان دونوں پر عمل کیا جائے	270	ابتداء میں اسلام کی دعوت دینے کے مراحل کا بیان
370	ایمان ومومن	510	دین اسلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں طہارت و پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات دی گئی ہیں
322	مقلد کا ایمان درست ہونے یا نہ ہونے کا بیان	397	اسلام صرف عقائد نہیں بلکہ ہماری معاشرت اور رہن سہن کے طریقے بھی سکھاتا ہے
	اخروی ثواب حاصل کرنے کیلئے ایمان اور نیک اعمال دونوں ضروری ہیں	463	دین حق کی راہ ایک ہے
21	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان اور ہدایت کا نور عطا کرنے والے ہیں	144	لوگوں کو سیدھا راستہ اختیار کرنے سے روکنا اور حق مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات ڈالنا دین میں ٹیڑھا پن تلاش کرنا ہے
144	فنتوں کے زمانے میں مخلوق سے علیحدہ ہو جانا ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے	146	تین مجاہدین کی اسلام پر ثابت قدمی کا واقعہ
546	کھجور کا درخت مومن مرد کی مثل ہے	175	اسلامی تعلیمات وترغیبات
172	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن کی عزت فرشتوں سے زیادہ ہے		جانوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے، ان کے لئے آسانی کرنے اور ان کے دانہ پانی کا خیال رکھنے کا حکم دینا اسلام کی عظیم تعلیمات ہیں
490	قیامت کے دن مومن کا فر ظاہری علامات سے پہچان لئے جائیں گے	283	خرید و فروخت سے متعلق اسلام کی انتہائی عظیم تعلیمات ہیں، جیسے دھوکا دینے سے بچنا اور ملاوٹ نہ کرنا وغیرہ
201	عقائد متعلقہ انبیاء وسید الانبیاء علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ والسلام	460	سابقہ قوموں کے انجام سے نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب
	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کسی صفت	198	مکہ صورت میں مسلمان بھائی کی ضمانت دینے کی ترغیب
		39	ضرورت کے وقت رشتہ داروں کی مدد کرنی چاہئے
		24	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
547	بارگاہ الہی کے مقبول بندے تقیہ نہیں کرتے	472	کو کسی گھٹیا چیز کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے
553	بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا جائز ہے		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم اور
198	شرعی قیاس حق ہے	487	اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں
566	مجتہد کا قیاس برحق ہے		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روح کا علم
	تقلید	508	حاصل ہے
321	فروعی مسائل میں تقلید جائز ہے		معراج
	کسی کے قول اور فعل کو یہ سمجھ کر اپنے اوپر لازم شرعی جاننا	414	احادیث کی روشنی میں سفر معراج کا خلاصہ
	کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے،	414	مشہور یہ ہے کہ معراج 27 رجب کو ہوئی
321	تقلید کہلاتا ہے		مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک معراج کا منکر کافر ہے
321	تقلید سے متعلق چند اہم شرعی مسائل کا بیان	414	اور اسی سفر میں آسمانوں کی سیر وغیرہ کا منکر گمراہ ہے
322	مقلد کا ایمان درست ہونے یا نہ ہونے کا بیان		جمہور اہل اسلام کے نزدیک معراج حالت بیداری میں
	قرآن کریم	414	روح و جسم دونوں کے ساتھ ہوئی
	جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے رحم میں بچے کے بارے میں		قرآنی آیات سے معراج حبیب اور معراج کلیم میں
84	جاننا قرآن کے خلاف نہیں	415	فرق کا بیان
	قرآن مجید کے انوار کو نگاہ بصیرت سے دیکھنا ہی حقیقی طور		نظریات و معمولات اہلسنت
122	پر فائدہ مند ہے	56	بزرگوں کے تبرکات بھی دافع بلا، مشکل کشا ہوتے ہیں
	قرآن مجید کو صرف عربی زبان میں نازل کرنے کی	89	اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی حفاظت کرتے ہیں
148	حکمت کا بیان		اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے محبوب بندوں کی طرف
213	اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے	246	منسوب ہو سکتے ہیں
	قرآنی اسلوب کی شان یہ ہے کہ وہ دل و دماغ کو تسخیر	323	قرآن مجید کی طرح حدیث پاک بھی حجت ہے
296	کر دیتا ہے		اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا
325	قرآن کریم میں غور و فکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے	479	جائز ہے
	قرآن کریم کے احکام و حقائق بیان کرنے کا منصب اصلاً	544	اولیاء کی کرامات برحق ہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
169	بیزاری کا اظہار کرے گا	343	نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہے اور ان کی بیروی میں اہل حق ماہر علماء کا ہے
	حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ نہ کرنے میں شیطان نے	366	قرآن کریم تمام علوم کی جامع کتاب ہے
	تین گنا ہوں کا ارتکاب کیا جن کی بنا پر وہ عبرت ناک	503	قرآن مجید میں جسمانی امراض کی بھی شفا موجود ہے
230	انجام سے دو چار ہوا		قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کی ترغیب
	مسلمان	510	کامیاب
	کافر مال و دولت اور کامیابی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھتا	513	قرآن مخلوق نہیں ہے
	ہے جبکہ مسلمان اپنی ہر کامیابی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم		تلاوت قرآن کریم
571	کی طرف منسوب کرتا ہے	526	تلاوت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے
	قیامت کے دن کافر مسلمان ہونے کی اور نیک مسلمان	527	تلاوت قرآن سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے
207	مزید نیکیاں کرنے کی آرزو کریں گے	558	قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے اگرچہ سمجھ میں نہ آئے
	دنیا میں نیک مسلمان کے اچھے اجر کی ایک صورت مسلمانوں		فرشتے
306	کے دلوں میں اس کی محبت و عقیدت پیدا ہونا ہے		بعض علماء کے نزدیک فرشتوں کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے
	مسلمانوں پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی	229	تھا اور بعض کے نزدیک حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ہی تھا
266	رحمت و شفقت بے مثال تھی		اللہ تعالیٰ کی عطا سے فرشتوں کو بھی بعض چیزوں کا علم غیب
	طبیعت کے مطابق وقت آئے تو مسلمانوں کو شکر کرنا	243	حاصل ہے
150	چاہئے ورنہ صبر کرنا چاہئے		شیاطین
	سورہ کہف کی آیت نمبر 29 میں گناہگار مسلمانوں کے		سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف
562	لئے بڑی نصیحت ہے		آوری کے بعد آسمان میں داخل ہونے سے شیطانوں
	سورہ کہف کی آیت نمبر 48 میں غافل مسلمانوں کے	218	کو روک دیا گیا ہے
577	لئے نصیحت ہے		فرشتوں کی باتیں چوری چھپے سننے کے لئے جانے والے
	بنی اسرائیل کے دوہرے فساد اور ان کے عبرت ناک انجام	218	شیطانوں کو شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں
424	میں مسلمانوں کے لئے بڑی نصیحت ہے		قیامت کے دن شیطان اپنے پیروکاروں سے سخت
	کفار		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	قیامت		
180	قیامت کے دن نفسانی دوستی فائدہ نہ دے گی	81	معجزات دیکھنے کے باوجود کافروں کا یہ کہنا کہ ”کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟“ عناد اور ناانصافی ہے
194	قیامت کی ہولناکیوں کا بیان		مومن و کافر اور فاسق و پرہیزگار کی زندگی میں بہت فرق ہے
	قیامت کے دن مومن و کافر ظاہری علامات سے پہچان لئے جائیں گے	117	سورہ عدہ کی آیت 37 میں کفار کی خواہشوں پر چلنے والوں کے لئے نصیحت ہے
201	قیامت کے دن کافر مسلمان ہونے کی اور نیک مسلمان مزید نیکیاں کرنے کی آرزو کریں گے	133	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف چھپانا کافروں کا طریقہ ہے
207	قیامت قریب ہے	307	کافر کے نیک اعمال آخرت میں اسے فائدہ نہ دیں گے
278	قیامت کے دن انسانوں کا جھگڑنا یہاں تک بڑھے گا کہ روح اور جسم میں بھی جھگڑا ہوگا	164	کفار مکہ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جنون کی نسبت کرنے کی وجوہات
393	قیامت کے دن کفار منہ کے بل چلیں گے	211	لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے
519	عذاب الہی	337	زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے متعلق کفار کا دستور انہیں مختلف طریقوں سے قتل کر دینا تھا اور اسلام نے انہیں جینے کا حق دلایا
127	جہنم کے عذاب کی سختیوں کا بیان		سورہ نحل کی آیت 66 میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے متعلق کفار کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے
	اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب ہیں جیسے کفر کرنا اور منافقت اختیار کرنا وغیرہ	338	راحت کے وقت اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور مصیبت کے وقت گریہ و زاری کرنا کافرا عاقل کی علامت ہے
239	جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ہو اس جگہ روتے ہوئے داخل ہونا چاہئے	345	کافر مال و دولت اور کامیابی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھتا ہے جبکہ مسلمان اپنی ہر کامیابی اللہ عزوجل کے فضل و کرم کی طرف منسوب کرتا ہے
259	عذاب کی تشبیہ سے متعلق ایک اعتراض کا جواب	505	قیامت کے دن کفار منہ کے بل چلیں گے
269	گمراہ گرو گمراہ ہونے والے کے مقابلے میں زیادہ عذاب ہوگا	363	
162	جہنمیوں کے مشروب کی کیفیت کا بیان	162	
203	حججو کے بارے میں احادیث کا بیان	571	
	دنیا و آخرت	519	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
108	اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب کا بیان عمل کی مقبولیت کے لئے ایمان، نیک نیت اور عمل کو		دنیا میں نیک مسلمان کے اچھے اجر کی ایک صورت مسلمانوں کے دلوں میں اس کی محبت و عقیدت پیدا
437	اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے عمل میں اخلاص پیدا کرنے اور دونوں جہاں کی سعادت	306	ہونا ہے بد عملی کے بہت سے دنیوی نقصانات ہیں جن میں سے
	حاصل کرنے کا ایک طریقہ سورہ صدقہ کی آیت 10 میں	422	ایک ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا ہے
86	غور کرنا ہے		دنیا کی محبت کم کرنے کا عمدہ طریقہ اس کی فنا نیت میں
	عبادت	539	غور کرنا ہے
	کوئی بندہ عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ کتنا		اللہ تعالیٰ سے غفلت میں گزرنے والی زندگی دنیوی ہے
274	ہی بڑا ولی بن جائے		اور آخرت کی تیاری میں گزرنے والی زندگی بھی اخروی
325	قرآن کریم میں غور و فکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے	116	ہے
	نماز	21	دنیا و آخرت دونوں میں اجر ملتا ہے
	فجر اور عصر کی نماز پڑھنے کا ایک فائدہ فرشتوں کی تبدیلی		دنیا و آخرت کا موازنہ کرنے سے آخرت کی طرف رغبت
88	کے وقت حالت نماز میں ہونا ہے	381	مضبوط ہوگی
	احادیث میں پہلی صف میں نماز پڑھنے کے بہت فضائل	436	دنیا بہتر بنانے کی خاطر آخرت برباد نہیں کرنی چاہئے
224	مذکور ہیں	303	علماء کا درجہ دنیا میں اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہوگا
496	فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں		جنت
497	احادیث میں تہجد کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں	130	جنت کے تین اوصاف کا بیان
498	تہجد سے متعلق چند شرعی مسائل یا درکھنے کے قابل ہیں	163	اہل جنت اور اہل جہنم کو کبھی موت نہ آئے گی
	اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنا اور عبادت میں مصروف		اعمال
273	ہونا غم کا بہترین علاج ہے		نیک اعمال پر نازاں نہیں ہونا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر
	سجدہ	13	ادا کرنا چاہئے
	فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اس امت		اخروی ثواب حاصل کرنے کیلئے ایمان اور نیک اعمال
	کے لوگوں کے لئے سجدہ تعظیمی کے جواز کی دلیل نہیں	21	دونوں ضروری ہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حلال و حرام، جائز و ناجائز	228	بن سکتی
	اپنی طرف سے کسی چیز کو شرعاً حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر انفرادی		بعض علماء کے نزدیک فرشتوں کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے
398	ہے	229	تھا اور بعض کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کو ہی تھا
449	مستحق مسائل کو جھڑکنا حرام اور غیر مستحق کو دینا منع ہے		عہدہ و امارت
	ریشمی لباس اور سونے چاندی کا زیور دنیا میں صرف		جب ایک ہی شخص اہلیت رکھتا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے
564	عورتوں کے لئے حلال ہے		احکام نافذ کرنے کے لئے امارت طلب کرنا جائز بلکہ
565	ریشم کے لباس سے متعلق چند شرعی مسائل کا بیان	16	اسے تاکید ہے
283	جانور پر سواری کرنا اور بوجھ لادنا جائز ہے	17	امارت سے متعلق 13 ہم شرعی مسائل کا بیان
41	شرعی حیلے درست ہیں		جب عدل قائم کرنا ممکن نہ ہو تو عہدہ قبول نہ کرنے میں
198	شرعی قیاس حق ہے	17	ہی عافیت ہے
	متفرق مسائل و احکام		ایک دوسرے سے تعلقات سے متعلق لوگوں کا عمومی
	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کے	377	رویہ خود غرضی پر مشتمل ہوتا ہے
54	بارے میں ناشائستہ کلمات کہنا سخت ممنوع و ناجائز ہے		قوم کے سرداروں کو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ
375	قسم سے متعلق چند شرعی مسائل کا بیان	434	عوام ان کے پیچھے ہی چلتی ہے
	حالتِ اکراہ میں کلمہ کفر کہنے سے متعلق 4 شرعی مسائل		کفالت و ضمانت
390	کا بیان	38	کفالت جائز ہے
	امر بالمعروف سے متعلق کچھ آداب اور شرعی مسائل کا		دوسرے شخص سے ہونے والا مطالبہ اپنے ذمہ لے لینا
404	بیان	39	کفالت ہے
320	جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ علماء کرام سے پوچھا جائے	39	ممکن صورت میں مسلمان بھائی کی ضمانت دینے کی ترغیب
	سننیں اور آداب		زنا
464	چلنے کی چند سنتوں اور آداب کا بیان	455	زنا کی کثیر احادیث میں شدید مذمت بیان کی گئی ہے
192	دعا کے چند آداب کا بیان		زنا کی عادت سے بچنے کا آسان نسخہ نکاح کرنا، روزے
	واقعات	456	رکھنا اور نگاہیں جھکا کر رکھنا ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ولدیت اور کنیت کے ساتھ یاد رکھنا ایمان پر خاتمے کا ایک ذریعہ ہے	26	حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے شاگرد پر خفیہ احسان
594	حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو باطن اور مکاشفہ کا علم عطا فرمایا گیا تھا	44	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب چوری کرنے کے ایک واقعہ کی تفصیل
595	حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خاص رحمت اور علم لدنی عطا فرمایا تھا	64	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور تدفین کا بیان
593	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	379	عہد کی پاسداری کے 3 واقعات
	ایک قول کے مطابق سورہ نحل کی آیت 72 میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے	175	تین مجاہدین کی اسلام پر ثابت قدمی کا واقعہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہائی مہمان نواز تھے
351	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان اور ہدایت کا نور عطا کرنے والے ہیں	250	اذیتیں پہنچانے والوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاق، بردباری اور غنودرگزر کا عظیم مظاہرہ فرمایا
144	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فکر امت	260	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی کا ایک واقعہ
186	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام	298	احادیث کی روشنی میں سفر معراج کا خلاصہ
254	مسلمانوں پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و شفقت بے مثال تھی	414	ایک بچے کی عبرت انگیز حکایت
266	کفار کے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی	562	اصحاب کہف کا واقعہ
342	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ شکر گزار بندے تھے	541	سعادت مندی کی فکر، ایک حکایت
419	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ	136	فضائل و مناقب
			انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
		18	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بادشاہت
		419	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بڑے شکر گزار بندے تھے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	مقدس مقامات	537	تبلیغ انتہائی اعلیٰ درجے کا تھا
184	مکہ مکرمہ ویران ہونے سے محفوظ ہے		تاجدار رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انتہائی
	مدینہ منورہ کی مشقتوں پر صبر کرنے والے کو نبی کریم صَلَّى	250	مہمان نواز تھے
318	اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت نصیب ہوگی		حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو روح کا علم
	سورتوں کا تعارف	508	حاصل ہے
71	سورۃ رعد کا تعارف	415	معراج حبیب اور معراج کلیم میں فرق
142	سورۃ ابراہیم کا تعارف		صحابہ کرام رَضُوا انَّ اللّٰهَ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ
203	سورۃ حج جو کا تعارف	67	صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی فضیلت کا بیان
275	سورۃ نحل کا تعارف	315	مہاجر صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے فضائل کا بیان
408	سورۃ بنی اسرائیل کا تعارف	298	امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عاجزی کا ایک واقعہ
531	سورۃ کہف کا تعارف	319	مہاجرین کے توکل کا بیان
	سورتوں کے فضائل		اولیائے کرام و بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِين
71	سورۃ رعد کی فضیلت		حضرت عبداللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا اپنے
275	سورۃ نحل سے متعلق روایات	26	شاگرد پر خفیہ احسان
409	سورۃ بنی اسرائیل کے فضائل	56	بزرگوں کے تبرکات بھی دفعِ بلا، ہمشکل کشا ہوتے ہیں
531	سورۃ کہف کے فضائل		انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ گناہوں سے معصوم اور
	سورتوں کے مضامین	487	اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں
71	سورۃ رعد کے مضامین	124	عظمتِ اولیاء کا بیان
142	سورۃ ابراہیم کے مضامین	544	اولیاء کی کرامات برحق ہیں
204	سورۃ حج جو کے مضامین		اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کی برکت سے بارگاہِ
276	سورۃ نحل کے مضامین	549	الہی میں سرخ روئی حاصل ہوتی ہے
409	سورۃ بنی اسرائیل کے مضامین		اصحاب کہف کے ناموں کی بہت سی برکات ہیں، جیسے مال
532	سورۃ کہف کے مضامین	541	چوری نہ ہونا، جہاز غرق نہ ہونا اور آگ کا بچھ جانا وغیرہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
			چھٹی سورت کے ساتھ مناسبت
430	آیت ”لَتَبْتَغُوا أَفْضَلًا مِّنَ سِرِّكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	72	سورہ یوسف کے ساتھ مناسبت
534	آیت ”الْحَصْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	143	سورہ زمر کے ساتھ مناسبت
569	آیت ”وَمَا أَطْرُقُ السَّاعَةَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	204	سورہ ابراہیم کے ساتھ مناسبت
588	سورہ کہف کی آیت نمبر 57 تا 59 سے حاصل ہونے والی معلومات	277	سورہ حجر کے ساتھ مناسبت
594	آیت ”هَلْ أَتَىكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	410	سورہ نحل کے ساتھ مناسبت
	آیات سے معلوم ہونے والے مسائل	533	سورہ بنی اسرائیل کے ساتھ مناسبت
76	آیت ”إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل		آیات سے حاصل ہونے والی معلومات
559	آیت ”وَاصْبِرْ نَفْسَكَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	152	آیت ”وَرَادِقًا قَالُوهُمْ لِقَوْمِهِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
	دل	178	سورہ حجر کی آیت نمبر 49 اور 50 سے حاصل ہونے والی معلومات
77	سورہ رعد کی آیت 4 میں بنی آدم کے دلوں کی ایک مثال کا بیان	238	سورہ ابراہیم کی آیت 28 تا 30 سے حاصل ہونے والی معلومات
392	سب سے بڑی بد نصیبی دل کی غفلت اور خوش نصیبی دل کی بیداری ہے	178	آیت ”إِلَّا أَمْرًا تَهُ قَدَرْنَا“ سے حاصل ہونے والی معلومات
527	تلاوت قرآن سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے	247	آیت ”لَا تَسْتَدَنَّ عَيْنَيْكَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
91	دل میں خوف اور امید دونوں رکھے جائیں	266	آیت ”وَسَخَّرْنَا لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
	علم و علماء	288	آیت ”لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً“ سے حاصل ہونے والی معلومات
42	ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے	300	آیت ”فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
		312	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
102	مسلمانوں کو بھی حساب کی سختی سے ڈرنا چاہئے	140	علم کی فضیلت کا بیان
107	خوفِ خدا کے فضائل کا بیان		علم کا لبادہ اوڑھ کر حق مذہب سے بھٹکانے والے سورہ
	رحمتِ الہی دیکھ کر گناہوں پر بیباک ہونے اور شدتِ	146	رعد کی آیت 3 سے عبرت پکڑیں
	عذاب دیکھ کر رحمت سے مایوس ہونے کی بجائے امید		اللہ تعالیٰ کی عطا سے فرشتوں کو بھی بعض چیزوں کا علم
237	اور خوف کے درمیان رہنا چاہئے	243	غیب حاصل ہے
	اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں حقیقی خوف صرف اللہ	243	اولاد کو دنیا کے مقابلے میں دین کا علم زیادہ سکھائیں
332	تعالیٰ کا ہونا چاہئے	320	جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ علماء کرام سے پوچھا جائے
92	مغفرت کی امید کی حقیقت کا بیان		سورہ رعد کی آیت نمبر 32 میں علماء و مبلغین کیلئے راہِ خدا
	لمبی امید کی حقیقت میں دنیا کی حرص اور آخرت سے	124	میں آنے والی تکالیف سے متعلق درس ہے
208	اعراض داخل ہے	303	علماء کا درجہ دنیا میں اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہوگا
208	لمبی امید رکھنے کی مذمت کا بیان		حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو باطن اور
	توکل	595	مکاشفہ کا علم عطا فرمایا گیا تھا
32	ظاہری اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں	596	شاگرد اور مرید کے لئے ایک ادب کا بیان
158	توکل کی فضیلت کا بیان		دعوت و تبلیغ (سبکی کی دعوت)
159	توکل کے ایک مفہوم کا بیان		ابتداء میں دینِ اسلام کی دعوت مختلف مراحل میں دی گئی
319	مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا توکل بہت عظیم تھا	270	تھی
	صبر و شکر	404	امر بالمعروف سے متعلق کچھ آداب اور شرعی مسائل کا بیان
111	صبر کرنے کی فضیلت		تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ
	صبر کے 3 مراتب ہیں، گناہ سے صبر کرنا، نیکیوں پر صبر	537	تبلیغ انتہائی اعلیٰ درجے کا تھا
110	کرنا اور مصیبتوں پر صبر کرنا		خوف و امید
111	صبر کی دو قسمیں ہیں، مذموم صبر اور قابل تعریف صبر	87	خوفِ خدا سے متعلق ایک حکایت
	طبیعت کے مطابق وقت آئے تو مسلمانوں کو شکر کرنا	91	دل میں خوف اور امید دونوں رکھے جائیں
150	چاہئے ورنہ صبر کرنا چاہئے	91	امید اور خوف کی حقیقت کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
530	سورہ بنی اسرائیل کی آیت 111 بچوں کو سکھائی جاتی تھی		نعمت دینے والے کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ
243	اولاد کو دنیا کے مقابلے میں دین کا علم زیادہ سکھائیں	153	اعتراف کرنا شکر ہے
	مصائب	153	شکر کی فضیلت اور ناشکری کی مذمت کا بیان
	مصیبتوں سے بچنے کی تدبیریں اختیار کرنا انبیاء علیہم		حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بڑے
33	الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے	419	شکر گزار بندے تھے
	مصائب و آلام کے وقت لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے		تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے
334	ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں	419	زیادہ شکر گزار بندے تھے
	گناہ		صلہ رحمی و حسن سلوک
	سورہ نحل کی آیت نمبر 19 میں چھپ کر گناہ کرنے والوں		رشتہ داروں کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ پوشیدہ طور
293	کے لئے بڑی نصیحت ہے	25	پر امداد کرنا ہے
	سورہ کہف کی آیت نمبر 29 میں گناہگار مسلمانوں کے	106	صلہ رحمی اور حسن سلوک سے متعلق احادیث کا بیان
562	لئے بڑی نصیحت ہے		رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے
579	کبیرہ گناہوں کے ساتھ ساتھ صغیرہ گناہوں سے بھی بچیں	370	کے احادیث میں بہت فضائل بیان ہوئے ہیں
	جھوٹ		والدین
	جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ اور انتہائی مذموم		کثیر احادیث میں بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک
388	عمل ہے	440	کی تعلیم دی گئی ہے
462	جھوٹی گواہی دینا اور غلط الزامات لگانا بہت مذموم فعل ہے	444	والدین سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم کا بیان
	ظلم و تکبر		والدین کے لئے دعا کرنا اپنے روزمرہ کے معمولات
193	ظالموں پر دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ ہوتی ہے	445	میں داخل کر لینا چاہئے
297	حق بات کو جھٹلانے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا نام تکبر ہے		اولاد
297	تکبر کرنے والے عبرت ناک انجام سے دوچار ہوں گے	191	بیٹیوں کی پرورش کے فضائل کا بیان
	اپنے کام خود کرنے اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے سے تکبر		بیٹیوں سے متعلق اسلام کا زریں کار نامہ انہیں زندہ دفن
298	ختم ہوتا ہے	453	کئے جانے سے بچانا اور ان کے حقوق دلانا ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
264	سورہ فاتحہ کے ذریعے شفا اور قوتِ حافظہ کا وظیفہ		اسراف و تبذیر
349	نکے پن کی عمر سے پناہ مانگنے کی دعا		اسراف ممنوع و ناجائز ہے اور اس کی جامع تعریف ”غیر
	آیت مبارکہ کا یہ جملہ ”وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ	447	حق میں صرف کرنا“ ہے
524	نَزَّلَ“ ہر بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل ہے		بعض علماء کے نزدیک تبذیر خاص گناہوں میں مال برباد
	اصحابِ کہف کے ناموں کی بہت سی برکات ہیں، جیسے	448	کرنے کا نام ہے
	مال چوری نہ ہونا، جہاز غرق نہ ہونا اور آگ کا بچھ جانا		غفلت
541	وغیرہ		اللہ تعالیٰ کا غنودہ دیکھ کر اس کی اطاعت سے غافل نہیں ہونا
	کتے کے ضرر سے محفوظ رہنے کا ایک وظیفہ آیت	79	چاہئے
	”وَكَلِّمُهُم بِأَسْوَءِ مَا يَلْقَوْنَ فِيهَا“ کو لکھ کر		سورہ کہف کی آیت نمبر 48 میں غافل مسلمانوں کے
549	ساتھ رکھنا ہے	577	لئے نصیحت ہے
	آفات سے بچنے کا ایک وظیفہ پسندیدہ چیز دیکھ کر ”مَا		نظر بد
571	شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہنا ہے	34	بری نظر کا علاج کرنے کے دو وظائف
	حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام		بری نظر سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس سے
	ولدیت اور کنیت کے ساتھ یاد رکھنا ایمان پر خاتمے کا	34	نقصان پہنچ سکتا ہے
594	ایک ذریعہ ہے		دعا و بددعا
93	گرج کی آوازن کرکے جانے والے اعمال کا بیان	192	دعا کے چند آداب کا بیان
	اسماء الہیہ کی تجلیات ہوتی ہیں جن کا اثر عمل کرنے والے		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وسیلہ
412	پر پڑتا ہے		اور مقامِ محمود کی دعا مانگنے والے کو آپ کی شفاعت نصیب
	حکمتیں	499	ہوگی
115	رزق میں برابری نہ ہونے کی حکمتوں کا بیان	427	بددعا کرنے سے بچیں کہ کہیں وہ قبولیت کا وقت نہ ہو
452	لوگوں کو امیر و غریب بنائے جانے کی حکمتوں کا بیان	445	والدین کے لئے روزانہ دعا کرنی چاہئے
	اسباب و وجوہات		دعائیں، وظائف و اعمال
138	اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنا بربادی کا سبب ہے	34	بری نظر کا علاج کرنے کے دو وظائف

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
264	سبع مثانی یعنی سات آیتوں سے مراد سورہ فاتحہ ہے سورہ نحل کی آیت نمبر 90 سے متعلق بزرگان دین کے	252	مہمان کی بے عزتی میزبان کی رسوائی کا سبب ہے دو مرتبہ نازل ہونے اور نماز میں بار بار پڑھے جانے کی وجہ سے سورہ فاتحہ کو ”مثانی“ کہتے ہیں
372	اقوال کا بیان وعدہ پورا کرنا باعث فضیلت کام اور عہد شکنی ایک مذموم فعل ہے	264	کھجور کا درخت سورہ ابراہیم کی آیت 24 میں پاکیزہ بات سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا مراد ہے اور پاکیزہ درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے
374	طاقت کے میدان میں افرادی و مالی قوت کی بڑی اہمیت ہے	172	کھجور کا درخت مومن مرد کی مثل ہے
423	عمومی اعتبار سے جلد بازی ایک مذموم فعل ہے	172	متفرقات آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کرنے کا ایک معنی یہ ہے کہ اصلاً کوئی ستون نہیں ہیں
428	حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعات سے حاصل ہونے والی معلومات	74	

قرآن مجید سے متعلق ایمان والوں کو نصیحت

حضرت عبیدہ مَلِیْکِی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے قرآن والو! قرآن مجید کو تم کی نہ بناؤ اور دن رات اس کی ایسے تلاوت کرو جیسے تلاوت کرنے کا حق ہے اور اسے پھیلاؤ، اسے خوش آوازی سے پڑھو، اس کے معنی میں غور کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اس کا ثواب جلدی نہ مانگو کیونکہ اس کا ثواب بہت ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، باب

آداب التلاوة ودروس القرآن، الفصل الثالث، ۱/۴۱۳، الحدیث: ۲۲۱۰)

قرآن مجید کو تم کی نہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ اسے سر کے نیچے رکھ کر لیٹ نہ جاؤ، یا اس سے بے فکر نہ ہو جاؤ کہ اس کی تلاوت کرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں سستی کرنے لگو۔

تلاوتِ قرآن کس طرح کرنی چاہئے؟

حضرت محمد بن کعب قرظی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:
جس کے پاس قرآن مجید پہنچ گیا تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس سے
کلام کیا۔

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں جب وہ اس
(تصور کو قائم کرنے پر) پر قادر ہو جائے (کہ اللہ تعالیٰ اس سے خطاب
فرما رہا ہے) تو اسے چاہئے کہ تلاوتِ قرآن کرنے کو ہی اپنا عمل
قرار نہ دے بلکہ اس طرح تلاوتِ قرآن کرے جس طرح کوئی
غلام اپنے مالک کے لکھے ہوئے خط کو پڑھتا ہے تاکہ وہ اس میں
غور و فکر کرے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب تلاوة القرآن، الباب الثالث)

فی اعمال الباطن فی التلاوة، ۱/۳۷۸)



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net